تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

تحریک ختم نبوت

حصہ چہل و ہشتم (۴۸)

قادیانی مشن (۱۱)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ چہل وہشتم (۴۸) قادیانی مشن (۱۱)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۹۶
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	**احیاء التراث پبلی کیشنز**

فہرست عناوین

فاتحة الکتاب

الحمد لله و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء ۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی اڑتالیسویں (اور قادیانی مشن کی گیارھویں) جلد قارئین کی نذر کی جارہی ہے جس میں ۲۔اگست ۱۹۲۹ء تا ۴۔نومبر ۱۹۳۲ء کے دورانیہ کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے دست یاب شماروں میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تحریروں کے علاوہ منشی محمد عبداللہ معمار، مولوی خلیل احمد بستوی، مولوی حضرت اللہ میمیو، اپر برھا، مولوی عبدالقیوم چک رجاوی ثم اٹاوی، ماسٹر محمد اعظم سیالکوٹی، منشی محمد حسین صابری بریلوی، قاضی تجمل حسن گوجرانوالہ، بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری، مولوی عبدالقیوم بردوانی، حافظ فضل الرحمٰن لالہ موسی، مولوی عبد السلام بڑبمٹ مدراس، مولوی مہرالدین میاں ونڈ، مولوی نورحسین گرجاکھی، مولوی محمد عبدالکبیر کوم کلاں، حافظ محمد حسن لاہور، سید محمد حسن شاہ مالاکنڈ، مولوی غلام رسول مجاہد گلہ مہاراں، قاضی ضیاءالدین مندوال کیمبل پور، ملک ہدایت اللہ وزیرآباد، غلام احمد خان بنگش ہنگو، ماسٹر نظام الدین کوہاٹی، سید محمد شریف گھریالوی، مولوی خلیل احمد نظام آبادی، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولوی عبدالعزیز قلعہ میہاں سنگھ، وغیرھم کی نگارشات نقل ہوئی ہیں۔ نیز مولوی عبداللہ وکیل سری نگر اور پنڈت آتما نند کی تحریریں بھی نقل کی گئی ہیں اور دفتر اہل حدیث امرتسر کے زیراہتمام چھپنے والے منشی حبیب اللہ امرتسری کے مختصر رسالے: مراق مرزا، کوبھی شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسہیل اور تنقید وغیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے، اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذر فرمائیں اور تاریخ تحفظ ختم نبوت کے ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۲ء کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کے لئے دعائے خیر بھی فرماتے رہیں۔ ممنون ہونگا۔

والسلام فقیر بارگاہ صمدی **محمد بہاء الدین**

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

ایک متلاشیء احمدیت کو جواب

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمارؒ امرتسری لکھتے ہیں:

جناب مولانا مدیر اہل حدیث ۔ السلام علیکم

خاکسار کا مراسلہ درج اہل حدیث کر کے مشکور فرمائیں۔

میں نیاز مند دفتر اہل حدیث میں حاضر ہو کر مضامین مرزا صاحب دیکھا کرتا ہوں ۔ ایک روز میں بیٹھا تھا کہ ایک پوسٹ کارڈ مرقومہ میاں خیر الدین نمبر دار سندھی کا دیکھنے میں آیا جس میں ایک سوال کا جواب مانگا تھا۔ میں نے مولانا فاتح قادیان کی خدمت میں عرض کی کہ یہ کارڈ بغرض جواب مجھے دیا جائے ۔ فرمایا اچھا۔ چنانچہ اس سوال کو مع جواب بغرض فائدہ عام ، اہل حدیث ، میں دیتا ہوں ۔ سائل مذکور نے مولانا (ثناءاللہ امرتسری) سے دریافت کیا ہے :

> مرزا صاحب قادیانی نے بڑی تحدی سے کتاب اعجاز احمدی میں لکھا ہے کہ مولوی ثناءاللہ میری اس کتاب کا جواب میعاد مقررہ ۲۰ روز کے اندر نہ دیں تو میں سچا ہوں گا ۔ کیا آپ نے جواب دیا تھا ؟ دیا تھا، تو ہمیں بھیج دیں ۔ ورنہ ہم سب احمدی ہونے کو تیار ہیں ۔

اس کے جواب میں سے پہلے اصل قصہ میں راقم خط اور ناظرین اہل حدیث کو سناتا ہوں ۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۵۔ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک کتاب اعجاز احمدی شائع کی جس کے صفحات ۹۰ ہیں۔ جس میں ۵۳۶ ، ابیات کا ایک عربی قصیدہ مع ترجمہ درج ہے۔ باقی اردو مضمون ہے جس میں اپنی خودستائی فرمائی ہے۔

اس کتاب کا جواب اردو مع قصیدہ عربی میں لکھنے کے لئے جملہ مخالفوں کو عموماً اور مولانا ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری کو خصوصاً مخاطب کیا ۔ مگر کمال یہ کیا کہ مضمون

اردو اور عربی قصیدہ کے لکھنے اور لکھ کر چھاپ دینے کے لئے یعنی سب کاموں کے لئے کل میعاد ۲۰ روز رکھی (ملاحظہ ہو صفحہ اخیر کتاب مذکور)

اگر چہ عقل مند لوگ اتنے ہی سے اصل حقیقت سمجھ سکتے ہیں کہ بیس روز کی مدت میں تین چار کام کیسے ہوں۔

۱۔ تصنیف کتاب مع قصیدہ طویلہ۔

۲۔ کاتب کی کتابت۔

۳۔ مطبع کا فعل طباعت

سوال صرف یہ ہے کہ مقابلہ کسی مصنف سے تھا، یا کاتب و پریس مین سے بھی تھا۔ ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ مصنف سے مقابلہ ہوتا ہے کاتب اور پریس مین کو کسی مقابلہ میں شریک کرنا نہیں۔ اور یہی ایک بات ہے جس کے سمجھنے سے اس مقابلہ اور اعجاز مرزا کی حقیقت کھل سکتی ہے۔

بھلا اگر مصنف اپنا کام ایک ہفتہ میں ختم کر دے مگر اسے کاتب نہ مہیا ہو، یا کاتب بھی مہیا ہو، تو وہ ۲۰ ضرب ۲۶ تقطیع کے ۹۰ صفحات کتنے دنوں میں کتابت کرے گا، نمبر دار صاحب کو کسی کاتب سے مل کر پوچھنا چاہیے کہ وہ اس سائز کے عربی اردو صفحات سارے دن میں چھ صفحات سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ بہت خوب۔ رات دن کی محنت سے ۱۵ روز میں کتابت ختم ہوئی جو مصنف کے ہفتہ ملانے سے ۲۲ روز ہوئے۔ اب باری آئی پریس کی۔ پریس والوں سے پوچھئے کہ ۹۰ صفحات کی کتاب کتنے دنوں میں تیار کر کے دیں گے۔

یاد رہے کہ جن کو طباعت کے کام کا تجربہ ہے وہ یقین کر سکتے ہیں کہ جلدی سے جلدی دیں تو دو ہفتوں میں دیں گے۔ سارے مل کر ہوئے ۳۷ روز۔

اب آئی باری دفتری کی۔ یعنی کتاب کی تہ بندی اور سلائی کی، جسے بہت جلدی کریں تو دو روز میں کریں۔ سارے ۳۹ روز ہوئے جن میں سے ایک روز بھی کم نہیں ہو سکتا۔ بتایئے ۳۹ روز کا کام مرزا جی کا ۲۰ روز کی مدت میں طلب کرنا اعجاز نبوت ہے، یا اپنا عجز ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا جی نے خود بھی یہ کتاب اتنی مدت میں نہیں لکھی تھی

جس کا ثبوت میں پیش کرونگا۔ اسی لئے مولانا (ثناء اللہ) صاحب نے ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو بذریعہ اشتہار مرزا جی کو مطلع کیا کہ آپ ایک مجلس میں آمنے سامنے بیٹھ کر مقابلہ کریں ۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ نے گھر میں چھپ کر خدا جانے کتنی مدت میں کتاب بنائی اور مجھے ایک غیر معقول مدت میں جواب لکھ کر چھاپ دینے پر مجبور کرتے ہیں۔ مگر مرزا جی تو اپنی حقیقت خوب جانتے تھے اس لئے انہوں نے سامنے بیٹھنا گوارا نہ کیا۔

اب سنئیے میں بتاؤں کہ یہ قصیدہ اور کتاب بہت لمبی مدت میں بنائے گئے ہیں۔ غور کیجئے

مرزا جی نے ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک اشتہار دیا تھا جس کا مضمون تھا کہ:

اے خدا! میرے لئے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کوئی نشان دکھا۔

ادھر یہ اشتہار دیا اور دل میں خیال کیا کہ ایک قصیدہ اور کتاب بنائی جائے۔ وقت پر اسی کو یہ نشان بنا دیا جائے گا۔ چنانچہ کتاب مذکور بنائی جس میں حسب موقع موضع مد کے مباحثہ کا ذکر بھی داخل کر کے اعجاز احمدی کے نام سے شائع کر دی۔ حالانکہ اس اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کا ذکر قادیانی مرزا جی نے خود ہی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۳۶، اور ۸۸ پر کرتے ہیں اور بعد میعاد مذکورہ بھی انہوں نے اپنی عربی تحریروں کو اس سہ سالہ پیش گوئی کا مصداق بنایا۔

نمبردار صاحب! آپ لکھتے ہیں کہ جواب بتایئے، ورنہ ہم احمدی ہو جائیں گے۔ اگر آپ واقعی اخلاص اور راستی کے لئے تبدیل مذہب کرنے پر اتر آئے ہیں تو میری پیش کردہ دو وجوہات پر غور کریں کہ اس میں کیا راز تھا کہ

مولانا ثناء اللہ سے مقابلہ، اور کام کاتب اور پریس مین کا۔

مرزا جی اگر ایسے اعجاز نویس تھے تو صاف لکھتے کہ میں نے یہ قصیدہ لکھا ہے اس کے مقابل میں قصیدہ لکھ کر لایئے۔ جس کی کوئی میعاد نہ ہوتی، جس طرح قرآن مجید نے اپنے مقابلے کے لئے کوئی میعاد اور مدت مقرر نہیں کی۔

اس تقرر میعاد کے علاوہ مصنف کے کام میں کاتب اور پریس مین کے کام کو بھی داخل میعاد کرنا بتا رہا ہے کہ: دال میں کالا ہے۔

اب میں ذرہ اس قصیدہ کی عربیت کا نمونہ آپ کو دکھاؤں۔ آپ اگر خود عربی

نہیں جانتے تو اپنے ہاں کے علماء سے پوچھئے ۔قصیدہ مذکورہ کا پہلا شعر ہے:

ايا ارض مد قد اتاك مدمر
و ارداك ضليل و اغراك موغر

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر حرف پر پیش ہے۔اب سنئے اس کے اندر کا نمونہ

ا آ خيت ذئبا عائشا او ابا الوفاء
اوافيت مداً او رئيت امرتسر

بتایئے یا عربی دانوں سے پوچھئے کہ امرتسر ر یئت کا مفعول بہ ہے پھر اس پر رفع (پیش) کیوں ہے۔اس قسم کی اور اس کے علاوہ عروضی بیسیوں سینکڑوں اغلاط اس قصیدہ کی مولانا ثناء اللہ نے اپنی لا جواب کتاب الہامات مرزا میں بتائی ہیں جن کا جواب جماعت مرزائیہ سے نہیں ہوسکا۔

اب میں آپ کو ایک آسان طریق سے اس کتاب کا جواب بتاؤں ۔مرزا جی نے اسی کتاب اعجاز احمدی میں مولانا ثناء اللہ کو قادیان پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت دی تھی (دیکھو اعجاز احمدی ۔ص۲۲،۲۳)

خدا کی شان دیکھئے مرزا جی جواب کتاب کے لئے تو ناجائز قیود لگا کر بچ گئے تھے،مگر خدا نے اپنے دست تصرف سے ان کو اسی میں پھانسا۔جس کی صورت یہ ہوئی کہ صفحہ ۲۲ ،۲۳ پر تو مولانا ثناء اللہ کو قادیان میں گفتگو کرنے کے لئے پہنچنے کی دعوت دی اور صفحہ ۳۷ پر لکھا کہ عنقریب میرا نشان ظاہر ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ قادیان میں تحقیق کرنے کے لئے نہیں آئیں گے۔

بس پھر کیا تھا،مولانا ثناء اللہ نے یہ خیال کیا کہ شکار جانے نہ پائے۔آپ فوراً جنوری ۱۹۰۳ء میں قادیان جا پہنچے (مولانا ثناء اللہ کے قادیان پہنچنے کا ذکر مرزا قادیانی کی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۰۹ پر ملتا ہے)۔جاتے ہی مرزا قادیانی کو اطلاعی خط لکھا کہ لو میں آپ کی دعوت پر آگیا ہوں،سامنے آیئے۔

آہ! اسکا جواب وہی ملا جو شیر کو دیکھ کر بکرا ، دیا کرتا ہے (خدا کے لئے رحم کرو) مرزا جی کا خط مولانا کے ڈیرے پر ایک وفد لے کر آیا جس میں لکھا تھا:

ہم نے خدا کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ مولویوں کے ساتھ مناظرہ نہ کرینگے

بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے

نمبردار صاحب ! اپنے ہاں کے مرزائیوں سے ذرہ پوچھئے تو سہی مرزا جی نے ایسا وعدہ کب کیا تھا اور کیا تھا تو مولانا موصوف کو قادیان پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت کیوں دی تھی۔

کیا یہ واقعات مرزا جی کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔ استغفر اللہ

نمبردار صاحب !

میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ ان واقعات کی تحقیق شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کی مصنفہ کتب خصوصاً الہامات مرزا وغیرہ میں دیکھئے۔

اب میں بادل نخواست اسی پر قناعت کرتا ہوں

ورنہ باتو ماجراہا داشتیم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۲۵ صفر ۱۳۴۸ھ جلد ۱۶ نمبر ۴۰ ص ۵۔۶)

مرزائیوں کو احمدی نہ لکھا جائے

جناب خلیل احمد صاحب بستوی لکھتے ہیں:

آج کل عام عادت پڑ گئی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ عوام تو درکنار، خواص بھی اسی غلطی میں مبتلا ہیں۔ مثلاً فرقہ ضالہ قادیانی جو مرزا غلام احمد کے تابع ہے اور ان کو نبی مانتا ہے، اپنے کو احمدی لکھتا ہے۔ اب اخباری طبقہ نے محض تقلید کی بنا پر احمدی لکھنا شروع کر دیا۔ یہ نہ دیکھا کہ مرزا کا نام غلام احمد تھا، نہ کہ احمد۔ ان کے تابعین کو غلامی یا قادیانی یا مرزائی لکھنا چاہیے نہ کہ احمدی۔ یہ ایک بھیڑ چال ہے جو چلی جا رہی ہے کوئی خیال نہیں کرتا الا ما شاء اللہ

علماء اسلام عموماً اور فاتح قادیان مولانا مدیر اہل حدیث (ثناء اللہ امرتسری) خصوصاً اس امر کا خیال فرمائیں ورنہ عوام تو علماء کے تابع ہیں وہ جو دیکھیں گے کہ ہمارے علماء قادیانیوں کو احمدی لکھتے ہیں تو وہ سند پکڑیں گے۔

احمدی کا لفظ سلسلہ احمدیہ کے سالکین کے لئے صحیح ہے۔ یہ سلسلہ احمدیہ کے

سالکین کے لئے صحیح ہے یہ سلسلہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے اسم گرامی سے موسوم ہے کیونکہ مجدد صاحب سرہندی کا نام صرف احمد تھا۔ چنانچہ شاہ عبد الغنی دہلوی و شاہ احمد سعید و دیگر بزرگوں کی مہریں اب تک موجود ہیں جس میں نام کیساتھ احمدی کا لفظ موجود ہے۔ کیا عجب ہے کہ مرزائیوں نے یہ لفظ یہیں سے سرقہ کیا ہو۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ ہر لفظ کے استعمال میں حزم و احتیاط غور و تدبر اور تحقیق سے کام لیا کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۲۵ صفر ۱۳۴۸ھ جلد ۱۶ نمبر ۴۰ ص ۶۔۷)

شرابی اور افیونی مسیح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

معلوم نہیں امت مرزائیہ کو یہ کیونکر گمان ہوا ہے کہ وہ اہل حدیث کو اشد ترین مخالف جانتے ہیں۔ گو یہ ان کا گمان اہل حدیث کے حق میں عند اللہ باعث نجات ہے ،مگر واقعہ یہ ہے کہ اہلحدیث اور اڈیٹر اہل حدیث امت مرزائیہ (بہر دو صنف) کا نہ دشمن ہے نہ مخالف، بلکہ حضرت مرزا صاحب قادیانی کے اقوال کا مبلغ۔ مبلغ بھی حافظ روشن علی اور منشی قاسم علی کی طرح تنخواہ دار نہیں، بلکہ آنریری (بے تنخواہ) مبلغ۔ مثال کے لئے آج ہی کا نوٹ ملاحظہ کیجئے۔

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے جلی حرفوں میں شائع کیا ہے کہ:

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطبا کے نزدیک افیون نصف طب ہے (افیون نصف طب ہے، احمدی دوست ہی اس جملہ کے معنی خوب سمجھیں گے۔ ہم نے یہ پڑھا ہے کہ طب کے دو حصے ہیں علمی اور عملی۔ علمی میں مثلاً کتاب نفیسی ہے اور عملی میں مثلاً طب اکبر۔ افیون نصب طب، کی اصطلاح کوئی جدید ہے۔ شاید ے مراد ہو کہ ساری دواؤں کے فوائد میں سے نصف فائدہ افیون میں ہے۔ کیوں نہ ہو بڑا فائدہ یہ ہے کہ فعل خاص اچھے طویل وقت تک ہوگا۔ گو انجام کار سخت ضرر پیدا ہو۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ بطور نشہ

کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں ۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔

(الفضل قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

ہمیں کیا ضرور کہ ہم افیون کے مضرات بتائیں ہمارے بتائے قادیان میں کیا اثر کریں گے جب کہ ان کے حضرت مسیح موعود نے فرمادیا ہے کہ :

افیون نصف طب ہے

اور خلیفہ کی شہادت ہے کہ ہر ایک مرزائی نے کسی نہ کسی طرح افیون کھائی ہے۔ جس بزرگ نے اس کو نصف طب کہا ہے، انہوں نے تو ضرور کھائی ہوگی۔ خصوصاً اس لئے کہ ان کو ذیابیطس کا مرض تھا۔ پس اس کے بعد ایک روایت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ہم بھی سناتے ہیں۔ ناظرین غور سے سنیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ذیابیطس کی بیماری میں کسی شخص نے افیون کھانے کا مشورہ دیا تو فرمایا:

اگر میں (مرزا قادیانی) ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ:

پہلا مسیح (حضرت عیسیٰ) تو شرابی تھا اور دوسرا (مرزا قادیانی) افیونی۔

(ریویو آف ریلی جنز بابت اپریل ۱۹۰۳ء)

چونکہ مسیح موعود مرزا صاحب کا فتویٰ ہے کہ افیون نصف طب ہے اور خلیفہ کی شہادت ہے کہ ہر ایک مرزائی نے کسی نہ کسی طرح افیون کھائی ہے۔ اور مرزا صاحب کو یہ دوا بتائی گئی تو آپ نے طبی یا شرعی حیثیت سے ناپسندیدگی نہیں کی بلکہ اس وہم سے پسند نہیں کی کہ لوگ افیونی کہیں گے۔ مگر اب تو راز کھل گیا کہ:

قادیانی شریعت میں افیون حرام یا مکروہ نہیں بلکہ نصف طب ہے۔

پس یہ قرین قیاس ہے کہ جناب مسیح موعود (مرزا قادیانی) متوفی نے بھی ضرور استعمال کی ہوگی اس لئے ہمیں جائز ہے کہ ہم آپ کو افیونی مسیح کہیں۔

ناظرین! مرزا صاحب قادیانی کو حضرت عیسیٰ مسیح رسول اللہ نبی اللہ وجیھاً فی الدنیا و الآخرۃ سے کتنی حسن عقیدت تھی کہ آپ کو کوئی شخص بطور دوا کے افیون

استعمال کرنے کا مشورہ دیتا آپ اس کو از روئے شرع یا از روئے طب جواب نہیں دیتے بلکہ بغیر ذکر حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے حق میں کہتے ہیں:

پہلا مسیح شرابی تھا۔

انا للہ ۔آہ:

وہ بگڑتے ہیں کہ کوئی انہیں کیوں یاد آیا

نتیجہ: مرزا صاحب قادیانی نے تو بغیر ذکر کے حضرت عیسی کو شرابی کہا مگر ہم ذکر پر مرزا صاحب قادیانی کو مناسب لقب دیں، تو ہمارا حق ہے۔سنیئے:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

حضرت مسیح کے ایسا مشابہ ہوں کہ عالم بالا میں ہم دونوں میں تمیز مشکل ہے

(براہین احمدیہ ۔ص ۴۹۹)

جب اس درجہ روحانی مدارج میں آپ کو مشابہت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ (بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) حضرت عیسی مسیح شرابی تھے تو ان کا مثیل اور مشابہ کیوں نہ شرابی ہو۔ پس ثابت ہوا کہ:

قادیانی مسیح شرابی اور افیونی بھی تھا۔

غالباً یہ شعر انہی کا ہوگا:

شراب دو سالہ و محبوب چہار دہ سالہ
بس ست ہمیں مرا صحبتِ صغیر و کبیر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۱ ص ۲۔۳)

قادیانی شکست

موضع وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور میں ۲۱ جولائی ۱۹۲۹ء کو مرزائیوں سے مسلمانوں کا مناظرہ حیات عیسی اور صداقت مرزا صاحب قادیانی ہوا۔ اسلامی مناظر مولوی محمد امین صاحب امرتسری نے حیات مسیح اور تکذیب مرزا صاحب اچھی طرح بیان کی اور مرزائی مناظر شیخ عبدالحق سے جواب نہ بن پڑا مباحثہ کا اثر اچھا رہا۔ چودھری احمد بخش سکرٹری انجمن اسلامیہ از وڈالہ بانگر و عبدالغنی خیاط

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۱ ص ۱۶)

خلیفہ قادیان اب بھی مباہلہ نہ کرے گا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی گروہ کے دین کا دار و مدار بہت کچھ خوابوں پر ہے ۔خود بڑے صاحب کو جو خواب (رؤیا) آتے تھے، وہ تو بجائے خود تھے، امت مرزائیہ کو بھی خواب میں حقیقت بتائی جاتی ہے۔ چنانچہ الفضل ۲۶ جولائی ۱۹۲۹ء میں ایک سرخی لکھی ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح کی صداقت میں دوخواب۔

اس سرخی کے ماتحت ایک شخص اللہ داد نے دوخواب لکھے ہیں ۔ایک میں خلیفہ قادیان میاں محمود احمد کی بابت سب علماء اسلام سے برتری لکھی ہے جس سے ہمارا مطلب نہیں۔ دوسرے خواب کے الفاظ بتانے سے پہلے ناظرین کو اس کی تمہید بتائیں قادیان کی جماعت مرزائیہ سے چند افراد خلیفہ قادیان سے ہٹ گئے ۔ہٹ کر انہوں نے ایک علیحدہ اخبار مباہلہ نکالا جس کے ہر پرچے میں خلیفہ قادیان پر سخت ترین اخلاقی الزام لگا کر حسب قانون شریعت مرزائیہ خلیفہ کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں جسے خلیفہ قادیان اور امت قادیانیہ ہمیشہ ٹالتی رہی ۔اس مباہلہ کی بابت اللہ داد مذکور اپنا خواب لکھتا ہے:

> دوسرا خواب میں نے یوں دیکھا کہ اخبار مباہلہ میرے چند غیر احمدی ساتھیوں نے خریدا، اور پڑھ کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر توفیق دی میں جواب دیتا رہا اور گفتگو ختم ہونے کے بعد یہ دعائیں کرتا ہوا سو گیا کہ اے میرے مولا! میرے پیارے پر جو الزام لگائے جا رہے ہیں تو خود فیصلہ کر کے دنیا کو دکھا دے...
>
> یہ دعائیں کرتا ہوا میں سو گیا۔
>
> کیا دیکھتا ہوں ایک مجمع ہے جس میں دو پارٹیاں ہیں ایک احمدیوں کی ہے اور دوسری غیر احمدیوں کی ۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مباہلہ ہونے والا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جماعت کے آگے آگے چل رہے ہیں اور جماعت

تضرع سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کر رہی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ یوں دکھایا کہ مخالفین کے چہرے بالکل سیاہ ہو گئے اس وقت ہماری جماعت کی طرف سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اور مخالفین اپنا سا منہ لے کر چلے گئے۔ (ص ۷)

ناظرین کرام! اس خواب کو قادیان کے خلافتی گزٹ الفضل نے شائع تو کر دیا۔ نہ صرف شائع کیا بلکہ اس سے صداقت خلیفہ پر استدلال بھی کیا، مگر یہ نہ سمجھا کہ اس خواب میں تو اللہ داد کی معرفت اخبار الفضل کے ذریعہ خلیفہ قادیان کو مباہلہ کرنے پر متوجہ کیا گیا ہے پھر وہ مباہلہ کیوں نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں ذکر ہے:

لقد صدق الله رسو له الرّ ؤ يا با لحقّ لتد خلنّ المسجد الحرام ان شاء الله .. الآیه (الفتح: ۲۷) اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دیا جس کا مضمون تھا کہ تم لوگ مسجد حرام میں داخل ہو گے)

کیا اس خواب کو صرف بیان کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے کفایت کی تھی یا مکہ معظّمہ چلے گئے تھے۔

سب لوگ جانتے ہیں کہ خواب آتے ہی حضور ﷺ مع خدام کے روانہ ہو گئے تھے جس کی صداقت میں آخر کار کامیاب ہوئے۔ پس خلیفہ قادیان کو چاہیے کہ اس سچے خواب پر جس سے الفضل نے صداقت خلیفہ پر استدلال کیا ہے طالبان مباہلہ سے مباہلہ کریں ورنہ کہا جائے گا

نہیں وہ قول کا پورا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۲ ص ۳۔۴)

جلدی مت کرو

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عادت تھی کہ چند امور وہمی ذہن میں رکھ کر ان سے نتیجہ نکالا کرتے تھے۔ چاہے وہ امور کیسے ہی وہی ہوں مگر نتیجہ قطعی پیدا کر

لیتے تھے مثلاً پادری عبداللہ آتھم کے متعلق لکھتے ہیں:

وہ میری پیش گوئی سے ڈرا، ڈر کے مارے وہ امرتسر سے فیروز پور گیا۔ اس ڈر میں اسکو سانپ نظر آئے۔ پس وہ میری پیش گوئی سے ڈر گیا یہی اس کا رجوع تھا۔

اللہ اللہ! سارے واقعات وہمی اور نتیجہ کیسا قطعی۔ اسی طرح امت مرزائیہ کا حال ہے کہ اپنے وہم میں جما لیتے ہیں کہ دجال آ گیا (پادری لوگ) خر دجال نکل آیا (ریل) یا جوج ماجوج پیدا ہو گئے (انگریز اور روس) یہ سب فرضی داستان اور وہمی مقدمات جما کر سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں تو بتاؤ مسیح موعود کیوں نہیں آیا۔

اللہ اللہ! کیسی جرأت ہے، مندرجہ ذیل مضمون نوشتہ صابری صاحب میں اسی بات کا تذکرہ ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر۔

جناب منشی محمد حسین صابریؒ بریلوی لکھتے ہیں:

لاہور کے مرزائی اخبار پیغام صلح نے ایک مضمون لکھا تھا جس کی سرخی تھی:

آخر یہ انتظار کب تک؟

اس مضمون میں اڈیٹر اخبار مذکور نے بعض ان مسلمانوں کے خیالات کا اظہار کیا تھا جو امام مہدی کی آمد کے اسی (چودھویں) صدی میں منتظر ہیں۔ بلکہ محض کوتاہ اندیشی سے بعض تاریخیں بھی مقرر کر دیتے ہیں۔ اس پر سوال کیا تھا کہ چونکہ یہ صدی نصف کے قریب گذر چکی ہے اور مسلمانوں کے مہدی اور مسیح ابھی ظاہر نہیں ہوئے تو یہ انتظار کب تک رہے گا؟

اس کے جواب میں اہل حدیث امرتسر نے لکھا تھا کہ چودھویں صدی میں انتظار کرنے والے محض اپنے خیال سے منتظر تھے، صاحب الہام کے حکم سے نہ تھے۔

اس کے جواب میں پیغام صلح لاہور کے دیانتدار اڈیٹر نے چودھویں صدی کا ذکر تو بالکل ترک کر دیا اور لکھا کہ:

انتظار کرنے والے تو آپ، اہل حدیث، بھی ہیں۔،

حالانکہ بحث صرف چودھویں صدی میں انتظار پر تھی مطلق انتظار زیر بحث نہ تھا۔ تعجب ہے کہ باوجود توجہ دلانے کے پیغام صلح نے اپنی ۷۔ اگست کی اشاعت میں بھی یہی

جواب دیا ہے جسے اس کے انصاف اور دیانت کا ثبوت سمجھنا چاہیے۔

اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء میں پھر حضرت مولانا اڈیٹر اہل حدیث نے توجہ فرمائی اور مرزا صاحب قادیانی کی کتاب حقیقۃ الوحی کی ایک عبارت کے صحیح معنی خاص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تشریح کے ساتھ بتائے، جسے غالباً پیغام صلح لاہور فراموش کر چکا تھا، جس کا جواب اس سے کچھ نہ بن پڑا۔ دراصل یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کا جواب اصلی اور ہیڈ کوارٹر والے مرزائیوں کے پاس بھی نہیں ہے، تو یہ بے چارے دور کے رہنے والے (لاہوری) کیا چیز ہیں جو جواب دے سکیں۔

اخبار اہل حدیث امرتسر کے مذکورہ بالا پرچہ میں میرا بھی ایک مضمون درج ہوا تھا جس سارے کا جواب تو پیغام صلح سے نہ ہو سکا، صرف اتنی بات کا جواب دیا ہے جو میں نے لکھا ہے کہ :

مہدی اور مسیح کے زمانہ کا تعین، تاریخی، قرآن وحدیث سے دکھاؤ۔

اس پر پیغام صلح لاہور ۔ ۷ ۔ اگست لکھتا ہے :

> صابری صاحب کو چاہیے کہ اس سوال سے پیشتر اس بات پر غور کر لیتے کہ احادیث میں مسیح موعود کی کیا کیا علامات لکھی ہیں ۔ آیا وہ علامات پوری ہو چکی ہیں یا نہیں۔
>
> دجال کا ظہور، قحط وباؤں اور حیا سوز مناظر کی موجودگی، جن کی مخبر صادق نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی، آیا اس زمانہ کو مسیح موعود کا زمانہ ثابت کرتے ہیں یا نہیں۔
>
> اگر یہ تمام علامات پوری ہو چکی ہیں تو اس سے بڑھ کر زمانہ کا تعین اور کیا ہو گا ۔ اور ایسی حالت میں کیا یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ آخر یہ انتظار کب تک
>
> (پیغام صلح لاہور ۔ ۷ ۔ اگست ۱۹۲۹ء ص ۲)

حالانکہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی اور حضرت مسیح کے آنے کی علامات ابھی پوری نہیں ہوئیں ۔ تو پھر اس سوال (آخر یہ انتظار کب تک؟) کے دہرانے کا کیا فائدہ ہے ۔ بہتر تو یہی تھا کہ کسی خاص تاریخ کا تعین ثابت کیا جاتا جسکے بعد بحث بالکل صاف ہو جاتی ۔ اگر علامات ہی زیر بحث آپ رکھنا چاہتے ہیں تو سنیئے :

آپ کہتے ہیں کہ احادیث میں جو خروج دجال کا ذکر ہے اس سے مراد انگریز کلیں بنانے والے اور عیسائی پادری ہیں ۔لیکن ہم کہتے ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو، دجال سے مراد ایک شخص واحد ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔اب تو آپ کے بڑے بھائی (قادیانی) بھی ایک شخص واحد (بہاء اللہ ایرانی مدعی مسیحیت) کو دجال ماننے لگے ہیں جو دجال کی وحدت شخصی پر مبنی ہے ۔ بتائیے اس دجال والی علامت کو مسلمانوں نے کب مانا کہ پوری ہوگئی ؟

آپ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں قحط، وبا، اور حیا سوز مناظر کا ظہور ہو گا۔لیکن ہم کہتے ہیں کہ ایسا نہیں بلکہ اسکے بالکل خلاف ۔ جب حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ تشریف لائیں گے تو :

> خدا کے فضل وکرم سے کوئی کافر بلاد اسلام میں نہ رہے گا ۔ تمام زمین حضرت امام مہدی کے عدل وانصاف کے چمکاروں سے منور اور روشن ہو جائے گی ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی تمام لوگ عبادت و طاعت الہی میں سرگرم ہوں گے .ایک سیر اناج اور ایک گائے اور بکری کا دودھ ایک کنبہ کے لئے کافی ہوگا تمام لوگ آرام و آسائش میں ہوں گے۔ روئے زمین پر سوائے اہل ایمان کے اور کوئی نہ رہے گا۔ کینہ اور حسد لوگوں سے اٹھ جائے گا سب کے سب احسان وطاعت و بندگی میں مصروف ہو جائیں گے ۔
>
> (علامات قیامت شاہ رفیع الدین اردو۔ص۱۲۔۱۴)۔

(حدیث کے الفاظ بھی مسیح موعود کی علامت میں یہی ہیں ولتذھبن الشحناء و البغضاء ۔ مسیح موعود کے وقت کینے اور عداوتیں سب دور ہو جائیں گی ۔ ثناء اللہ امرتسری)

آپ کے نزدیک امام مہدی کا زمانہ گویا ایک فسق و فجور اور مصائب و آلام کا زمانہ ہے لیکن ہمارے نزدیک وہ طاعت وعبادت الہی اور خیر و برکت کا وقت ہوگا ۔

آپ نے جس وجود کو مسیح موعود اور مہدی فرض کرلیا ہے وہ تو ایک زمینی وجود تھا جو دنیا کے مال و دولت کا حریص جاہ وحشم کا خواہاں ، بیداری چھوڑ خواب میں بھی منی آرڈروں کا منتظر تھا، اسلئے اس کی آمد کے ساتھ قحط اور وباؤں اور حیا سوز مناظر کا ظہور ہوا، لیکن جن وجودوں کے ہم منتظر ہیں وہ آسمانی ہوں گے ۔ وہ اللہ تعالی کے حکم

سے آئیں گے۔ ان کے آنے پر مخلوق خدا پر خیر و برکت کا نزول ہوگا۔ اور سب لوگ طاعت و عبادت الٰہی میں مشغول ہو جائینگے۔ وہ زمانہ فسق و فجور کا نہیں بلکہ پرہیز گاری کا زمانہ ہوگا۔

پس آپ کا سوال : آخر یہ انتظار کب تک ؟ ہمارے نزدیک بالکل لغو اور فضول ہے اور ہم اللہ اور رسول اللہ کے احکام کی ماتحتی میں اس وقت آپ جیسے سائلوں کو یہی جواب دیں گے کہ:

جلدی مت کرو اور خدا کے حکم کے منتظر رہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۱۷ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۳ ص ۵۔۶)

ایک جنازہ پر جھگڑا

مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں میں جو تفریق پیدا کر دی ہے جب تک محمدی اور احمدی دو گروہ ہیں ناممکن ہے کہ ان میں اتصال ہو سکے۔

مسلمانوں کے فرقوں میں اختلاف ہے، مگر جڑ میں اختلاف نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے فرقے نبوت محمدیہ میں سب متفق ہیں اور اسی کو مدار اسلام جانتے ہیں۔ برخلاف قادیانی امت کے یہ لوگ مسئلہ نبوت میں سب مسلمانوں سے الگ ہیں، مگر باوجود الگ ہونے کے پھر بھی مسلمانوں میں گھستے ہیں۔ چنانچہ ۲۱۔ اگست ۱۹۲۹ء کا واقعہ ناظرین تک پہنچاتا ہوں۔

امرتسر میں ایک عورت کا جنازہ تھا جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس کا باپ مرزائی ہے، مگر خاوند باقاعدہ محمدی سنی مسلمان ہے۔

مرحومہ کے جنازہ پر کثرت سے مسلمان تھے۔ سب لوگوں نے فرض نماز عشا باجماعت ادا کی۔ مرزائی جماعت الگ رہی۔ جنازہ پڑھا گیا، الگ رہی۔

جب امام صاحب جنازہ پڑھ چکے، تو مرزائی جماعت نے ارادہ کیا کہ مرحومہ کے باپ کی وجہ سے جنازہ پڑھیں۔ جوں ہی آگے بڑھے تھے، امام جی نے کہا تمہارا کیا حق ہے کہ تم اس مرحومہ کا جنازہ پڑھو، تاوقتیکہ ثابت نہ کرو کہ یہ مرزائیہ تھی۔

اس پر کچھ تکرار رہی۔ایک شریف جنٹل مین نے دور سے کہا کہ میاں پڑھنے دو، کیا ہرج ہے۔پس مخالف آواز کی طرف متوجہ ہوئے، کون ہے ایسا کہنے والا؟ اس نے کہا یہ بھی مسلمان ہیں پڑھنے دو۔،

امام صاحب نے جواب دیا مسلمان ہوتے تو ہمارے ساتھ جماعت میں شریک ہوتے۔جب یہ مسلمانوں کی جماعت میں شریک نہیں ہوئے تو اب ان کا کیا حق ہے کہ مرحومہ کا جنازہ مکرر پڑھیں۔

آخر کار بہت سی قیل وقال کے بعد مرزائیوں کو جنازہ سے ہٹا دیا گیا قریب تھا کہ فساد تک نوبت پہنچتی مگر مصالحین کی سعی سے خیریت رہی۔(نامہ نگار)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ مرزائی تحریک کے مضرات میں تفریق کی مضرت سب سے زیادہ مضر ہے۔یہ گروہ باوجود اپنی علیحدگی، مسلمانوں کے ہر کام میں دخل دیتا ہے۔ کوئی ان کے دخل کو مانے، یا نہ مانے، یہ دیمک کی طرح یہ کہتا ہوا:

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

داخل ہوجاتا ہے۔حالانکہ ان کے خلیفہ (مرزا محمود احمد) کا اعلان ہے کہ منکرین مرزا غلام احمد قادیانی، یہود ونصاری کی طرح کافر ہیں، کیونکہ نبوت مرزا قادیانی کے منکر ہیں۔ ان کا یہ بھی حکم ہے کہ منکرین مرزا کی لڑکیاں نکاح میں لے لو، مگر اپنی لڑکیاں ان کو نہ دو۔(انوار خلافت)

پھر ان کو کیا حق ہے کہ مسلمانوں کی مجالس یا تقریبات میں دخل دیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰۔اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۴۔ص ۳)

تمام روئے زمین کے مرزائیوں کو چیلنج

جناب مولوی عبدالرحمٰنؒ صاحب سکنہ رانیوال لکھتے ہیں:

مولانا صاحب! عاجز کے چند سوالات اپنے اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں، کیونکہ تمام مخلوق کو مرزائیت کے پول سے آگاہ کرنا مقصود ہے۔

۱۔کیا مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھے؟
۲۔کیا نبی آئندہ کے لئے جو پیش گوئی کرے اس کا پورا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟
۳۔کیا مرزا غلام احمد قادیانی مجدد تھا؟
۴۔کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے حج بیت اللہ سے اپنے مریدوں کو روکنے کی وصیت کی یا نہیں؟
۵۔کیا کسی نبی یا مجدد نے اپنے تابعداروں کو حج بیت اللہ سے روکا ہے؟
۶۔کیا جو حج بیت اللہ سے روکے وہ نبی یا مجدد ہو سکتا ہے؟
۷۔کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے حج بیت اللہ کیا، یا نہیں؟
۸۔حضرت عیسیٰؑ کے پاس جب کوئی بیمار جاتا تھا تو آپ اس کے حق میں دعا کرتے، اس کی بیماری دور ہو جاتی تھی، اور مرزا غلام احمد قادیانی اپنی بیماری کا اپنی زبان سے اقراری۔ پھر مثیل مسیح کیسے ہوا؟
۹۔کیا جو شخص حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی سمجھے وہ مسلمان ہے یا نہیں؟
۱۰۔نبی جہاں فوت ہو، وہاں دفنانے کا حکم ہے۔اگر مرزا نبی تھا تو لاہور سے (بقول مرزا قادیانی) دجال کے گدھے پر سوار کر کے قادیان لا کر کیوں دفنایا گیا؟
۱۱۔کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی کی یا نہیں؟
۱۲۔اگر کی ،تو نکاح ہوا یا نہیں؟
۱۳۔اگر نہیں ہوا،تو مرزا غلام احمد قادیانی کاذب ہوا یا نہیں؟
۱۴۔مولانا ثناء اللہ اور اپنے حق میں مرزا قادیانی نے پیش گوئی کی تھی کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا مر جائے گا۔
اب مرزا قادیانی کون ہوا؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰۔اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۴۔ص ۴)

مباہلہ مرزائیہ

جناب مکرم ومحترم مولانا صاحب اڈیٹر اہل حدیث۔السلام علیکم

از راہ مہربانی ایک خاص اسلامی کام خیال فرما کر ذیل کے مباہلہ کو جو کہ میرے اور چودھری رحیم بخش مبلغ و پریذیڈنٹ احمدیہ جماعت ضلع شیخو پورہ ہوا، درج فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔مضمون خاص طور سے روشن کیا جاوے۔

یہ مباہلہ ہم دونوں نے علیحدہ علیحدہ قرآن شریف ہاتھ میں لے کر منہ قبلہ شریف کی طرف، مسجد میں باوضو داخل ہوکر، ہاتھ اٹھا کر، نہایت عاجزانہ اللہ کریم کے دربار میں کیا۔

اور دونوں نے علیحدہ علیحدہ اللہ کریم سے نشان موت دردناک ایک سال کے اندراندر طلب کیا ہے۔

اور باہر آکر ایک دوسرے کو تحریر دی جو موجود ہے مع گواہوں کے ناموں کے، نقل جسکی درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

منکہ قاضی تجمل حسین حکیم ولد خان صاحب قاضی محمد رمضان قوم جنجوعہ سکنہ گوجرانوالہ حال وارد پرانی آبادی شیخوپورہ کا ہوں

آج ۱۸ جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۳ ساون ۱۸۹۶ بروز جمعرات بوقت قریباً نو بجے دن کے مسجد احناف اندرون شیخوپورہ میں بمع بیس پچیس اصحاب مفصلہ ذیل دعا کی ہے کہ

اے خداوند کریم، سمیع العلیم، غیب دان، مالک یوم الدین!

میں بروئے شریعت محمدی وفتوی متفقہ تمام علماء ہند مرزا غلام احمد قادیانی جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا ہے، ان کے اس دعوی کو بالکل باطل گردان کر ہرگز نبی یعنی مسیح موعود نہیں مانتا۔لہذا حق وصداقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور کسی قسم کے ذاتی عناد بغض و کینہ وتعصب کو برطرف کرتے ہوئے

میں نہایت عاجزی سے تیری درگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ
اگر مرزا صاحب دعوی مسیح موعود میں سچے ہوں ،تو میرے اوپر ایک سال کے اندر اندر ایسی عذابی موت وارد فرما جو دوسروں کے واسطے عبرت کا باعث ہو خواہ کسی قسم کی موت ہو۔
اور اگر مرزا صاحب مسیح موعود کے دعوی میں جھوٹے ہوں،تو میرے مخالف فریق یعنی چودھری رحیم بخش مبلغ و پریذیڈنٹ احمدیہ کمیٹی قوم جٹ لدھو ولد چودھری میراں بخش جٹ لدھو ساکن شیخوپورہ اور مولوی فضل دین ولد سجاول مبلغ خاص احمدیہ کمیٹی قوم علما موضع مانگٹ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ حال وارد شیخوپورہ پر اسی طرح سے عبرت ناک عذاب موت نازل فرما جو کہ دوسروں کے واسطے باعث عبرت ہو۔
اے خداوند کریم تو ہم میں سچا فیصلہ کر دے تو بہت بہتر فیصلہ کرنے والا ہے فا للہ خیر حا فظا وھو ارحم الراحمین ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین
العبد : قاضی تجمل حسین حکیم ولد خان صاحب قاضی محمد رمضان قوم جنجوعہ ساکن گوجرانوالہ حال وارد شیخوپورہ
گواہ شد: شیخ محمد حسین سوداگر بوٹ شیخوپورہ ،غلام محمد ٹیلر ماسٹر شیخوپورہ
ایسی ہی تحریر چودہری رحیم بخش مرزائی نے مجھے دی ہے۔

نوٹ : چونکہ یہ مباہلہ خانہ خدامیں نہایت احسن طریق سے کیا گیا ہے، لہذا اسے نہایت واضح طور پر شائع فرما دیں۔

مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں کہ:
آئندہ کوئی صاحب اس قسم کا مباہلہ کریں ،تو خلیفہ قادیان کی منظوری کے دستخط بھی کرالیا کریں ۔

(ہفت روزہ اہل،حدیث امرتسر ۳۰۔اگست ۱۹۲۹ءمطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۴۔ص ۴)

انعام نہ لے سکے

مرزائیوں سے اہل حق کا میمیو ملک برہما میں مناظرہ: جون ۱۹۲۹ء

مولانا حضرت اللہ خطیب مسجد اہل سنت والجماعت میمیو، اپر برھما لکھتے ہیں:

میمیو ملک برہما میں عرصہ دراز سے مرزائی قادیانی جماعت اپنے تبلیغی پروپیگنڈہ سے مسلمانان اہل سنت والجماعت کو شکار کرنا چاہتی تھی۔ یہاں کے بھولے بھالے مسلمانوں کے دلوں میں ایسے شکوک اور شبہات پیدا کر دیئے تھے جس سے مسلمان بہت پریشان ہو رہے تھے۔

الحمد للہ! وقت پر یہاں کے چند اکابر قوم نے اس فتنہ کے انسداد کے لئے تہیہ کر لیا۔ چنانچہ یہاں سے چند منتخب اصحاب نے علماء کرام کو دعوت دی۔انہوں نے ضروری مشاغل چھوڑ کر دعوت قبول فرمائی۔ تاریخ مناظرہ سے ایک روز پیشتر ہی علماء تشریف لے آئے۔مبحث قرار پایا کہ قادیانی مناظر قرآن اور صحیح احادیث سے مرزا غلام احمد قادیانی کا نبی ہونا ثابت کریں گے۔

دوسرے روز ۲۳ جون ۱۹۲۹ء کو جامع مسجد میمیو میں بصدارت محمد حیات خان ایس اے ایس سروے ڈیپارٹمنٹ مناظرہ شروع ہوا۔

قادیانیوں کی طرف سے سید عبداللطیف مبلغ قادیانی جماعت تھے، اور ان کی اعانت کے لئے ڈاکٹر رشید احمد پریذیڈنٹ جماعت قادیانی میمیو، سید عبدالرشید جنرل سکرٹری و مولوی حمید احمد مبلغ تھے۔اہل سنت کی طرف سے مولوی سید غلام علی شاہ صدر مدرس مدرسہ محمدیہ مانڈلے تھے۔

سید عبداللطیف نے تقریر شروع کی جو دراصل ایک طویل لیکچر تھا کہ لندن میں مسجد بن جانا، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت کا معجزہ ہے، اور جرمن، فرانس وغیرہ میں جو اسلام نظر آ رہا ہے یہ بھی مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل ہے۔ مرزا قادیانی کو ایسے زمانے میں نبی کیا ہے جب کہ علماء کے علم سلب کر لئے گئے اور عام

گمراہی پورے طور پر پھیل گئی تھی۔ آپ (یعنی مرزا قادیانی) پاک اور بے عیب تھے۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کے متعلق کوئی عیب نہیں بتایا جا سکتا۔ آپ کے الہام و پیش گوئیاں تمام پوری ہوئیں۔ ۲۳ سال تک جھوٹا دعوی نہیں چل سکتا۔ مرزا صاحب قادیانی ۳۵ سال تک مدعی رسالت رہے۔ آپ ہی نے آریوں کا قلع قمع کیا۔ آپ نے ایک سو کتابیں تصنیف فرمائیں، کیا یہ سب امور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رسالت و نبوت پر دلالت نہیں کرتے۔

اہل سنت کی طرف سے کہا گیا کہ آپ کا دعوی تھا کہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثبوت دیں گے۔ کیا یہی آپ کے نزدیک قرآن وحدیث ہے؟

تو (مرزائیوں کی طرف سے) کہا گیا کہ ہم قرآن وحدیث بھی پیش کرتے ہیں

اور من بعدی اسمه ا حمد ... الخ

یا حسرة علی العباد ۔ الخ ۔

رب فا نظر نی الی یو م یبعثو ن .. الخ۔

قل ان کنتم تحبو ن الله .. الخ ۔

و لو تقول علینا بعض ا لاقا ویل ۔ الخ

وغیرہ آیات پڑھ کر عوام الناس پر اثر ڈالا جاتا تھا کہ ہم قرآن شریف سے ثبوت دے رہے ہیں،

حالانکہ بے محل آیات کا پڑھنا کسی قابل شخص کے لئے کس قدر مضحکہ انگیز ہے۔ اس سے زیادہ پر لطف یہ لطیفہ ہوا کہ رسالت و نبوت کے لئے سورہ فاتحہ سے لیکچر شروع کیا گیا۔

بفضلہٖ تعالی سید غلام علی شاہ نے ترکی بترکی تمام باتوں کا جواب دے کر مرزائی جماعت کی پول کھول دی۔ اور از روئے قرآن وحدیث مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی نبوت ورسالت کا باطل ہونا ثابت کر دیا۔

مجلس میں آیات وکتب احادیث احادیث صحیحہ سے آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا اور کسی نبی کا قیامت تک آپ کے بعد دعوی نبوت نہ کر سکنا، اس طور پر ثابت کر دکھلایا کہ سلیم الطبع اور منصف مزاج شخص کو مرتے دم تک تزلزل نہ ہو سکے۔

مرزا صاحب قادیانی کے الہامات کا جھوٹا ہونا، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ، حسرت و ناکامی سے دنیا سے چلا جانا، نہایت وضاحت سے بیان فرمایا۔

آخر الامر مولوی صاحب موصوف نے ان سے کہا کہ آپ نہ کسی آیت کا پورے طور پر صحیح معنی کر سکتے ہیں اور نہ کسی حدیث کی عربی عبارت کسی کتاب سے صحیح پڑھ سکتے ہیں۔ اگر آپ ایک آیت قرآن مجید صحیح پڑھ کر صحیح معنی کر دیں تو آپ کو ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اور ایسا ہی اگر ایک حدیث کی صحیح عبارت پڑھ کر صحیح معنی کر دیں تو ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ بلکہ مولوی صاحب نے دو سو روپیہ اسی وقت صدر صاحب کے حوالہ کر دیا۔ مگر مرزائی مناظر نہ پڑھ سکے۔ یہ ہے ایک ممتاز اور قابل مرزائی مبلغ کی علمی حیثیت۔

(ہفت روزہ اہل، حدیث امرتسر ۳۰۔ اگست ۱۹۲۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۴۔ ص ۵۔ ۶)

مولانا ابراہیم سیالکوٹی پر افتراء

(انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی تحریک کے مطابق ۲ جون ۱۹۲۹ء کو جو جلسے ملک کے مختلف مقامات میں ہوئے ہیں۔ جمہور علماء اسلام نے ان سے اجتناب کیا اور کرایا، مگر مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے بہ نیت صالحہ سیالکوٹی جلسہ قادیانی میں شرکت کی، بلکہ تقریر بھی فرمائی۔ عفی اللہ عنہ۔

اس کا عوض قادیانی پارٹی نے ان کو یہ دیا کہ قادیانی اخبار الفضل نے ان پر افتراء کیا کہ آپ نے اپنی تصویر اتروائی ہے۔

اس افتراء کے شائع ہونے پر احباب نے دفتر اہل حدیث امرتسر سے استفسار کیئے۔ قلمی جواب دیا گیا، مگر اصرار ہوا کہ مطبوعہ کا جواب مطبوع ہونا چاہیے۔ اس لئے آج جواب مطبوع دیا جاتا ہے۔

قادیان کا اخبار الفضل لکھتا ہے:

حضور (مرزاغلام احمد قادیانی) نے بعض مغربی قیافہ شناس لوگوں کی رہنمائی کے لئے اپنی تصویر کھچوائی اور ان ممالک میں بھجوائی۔

بس پھر کیا تھا، علماء سوء کی طرف سے طوفان بے تمیزی برپا کر دیا گیا اور عوام الناس میں نفرت انگیز جذبات مشتعل ہو گئے اور یہی ان کو مطلوب تھا۔ لیکن باطل کے پاؤں نہیں ہوتے۔ چنانچہ حدیث العہد کا روشن خیال طبقہ اس اعتراض کو نہ صرف بے وقعت بلکہ غلط قرار دیتا ہے اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی ایسے قدامت پسند عالم نے تصویر کھچوا کر عملاً ثابت کر دیا ہے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے معنی کچھ اور ہیں۔ کھانے اور دکھانے کے دانت الگ الگ ہوتے ہیں۔

ہمارے صداقت شعار راوی تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا موصوف کے بعض عقیدت کیش اصحاب نے از راہ گستاخی دریافت کیا کہ

حضرت تصویر کھنچوانی کب سے جائز ہوئی؟ اور اگر ہنوز اس جواز کی کوئی وجہ نہیں تو آپ کی صورت بنوائی کی صحیح تعبیر کیا ہے؟

آپ نے مجلس خاص میں اس گرہ کی عقدہ کشائی یوں فرمائی کہ دراصل تصویر کھچوانا جائز ہے .... گویا مشہور قصہ ....صدائے بازگشت ہے.....کی شریعت نوازی کا یہ .... یا کچھ نہ کریں گے۔ ایسے علماء ...کو .... بندگان حرص و آز شریعت غرا کو موم کی ناک بتا رہے ہیں۔ (اخبار اہل حدیث کے زیر نظر شمارے سے بعض الفاظ پڑھے نہیں جا سکے۔ بہاء)۔

انا للہ و انا الیہ راجعون (الفضل قادیان ۲۔ اگست ۱۹۲۹ء ص ۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا تو بہت پرانا عقیدہ ہے کہ مرزائی سچ کہے تو تعجب ہے، جھوٹ بولنے میں تعجب نہیں۔ کیونکہ جس جماعت کے بانی، جس کے نبی، جس کے پیر و مرشد کا دعوی ہی غلط بنیاد پر مبنی ہو، وہ ہے بحکم

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

اصل قصہ صرف اتنا ہے کہ سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر کی تبدیلی پر میونسپلٹی کی طرف سے ان کی الوداعی دعوت ہوئی۔ مولوی ابراہیم صاحب بھی بحیثیت میونسپل ممبر بلائے گئے۔ بعد صحبت حسب دستور فوٹوگرافر نے ساری مجلس کا فوٹو لیا اور بس۔

اس میں مولوی ابراہیم صاحب نے نہ ان کو ایسا کرنے کا مشورہ دیا، نہ فتوی دیا، نہ کسی کے سوال پر ایسا جواب دیا۔ باقی سب قادیانی افتراء ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ صورت مرقومہ میں مولوی صاحب کا قصور کتنا ہے۔ ہمارا اپنا مشاہدہ ہے کہ مکہ معظّمہ میں مؤتمر کے خاتمہ پر ایک فوٹوگرافر آیا۔ اس نے چپکے سے مجلس کا فوٹو لے لیا۔ اس میں ہر ملک کے بڑے بڑے علماء کرام بھی تھے۔

فوٹو تو ایسی جلدی میں لیا جاتا ہے کہ بسا اوقات خبر بھی نہیں ہوتی، اتنی بات کو اتنا تبنگڑ بنانا انہی لوگوں کا کام ہے جو اپنے عیوب چھپانے کو دوسروں میں عیب تلاش کیا کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۵ ص ۳)

قادیانی کی تکذیب، واقعات سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کی صداقت میں ارشاد ہے:

سنریھم آ یاتنا فی ا لآفاق و فی انفسھم حتی یتبن لھم انہ الحق (ہم (خدا) ان مخالفوں کو اطراف عالم میں اور خود ان میں نشانات صداقت دکھائیں گے یہاں تک کہ ان کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ دین اسلام حق ہے)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صداقت نبوت میں خدائے تعالی آفاقی اور قدرتی نشان بھی دکھایا کرتا ہے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب پر

ہر قسم کے قدرتی نشان نظر آتے ہیں۔ مثلاً چاروں طرف ایک شور محشر بپا ہے کہ عیسائی مذہب پھیل رہا ہے، دون دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ کوئی قوم اتنی اشاعت نہیں کرتی جتنی عیسائی کرتے ہیں حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا قول ہے:

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں۔

(اخبار بدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۴)

آفاق میں اس کا ثبوت کیا ہوا؟ علاقہ چین سے ایک دوست نے ہمیں وہاں کا اخبار، سونھ چینا مورننگ پوسٹ، بھیجا ہے جس میں لکھا ہے:

چین میں جو برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی ایجنسی ہے اس کی رپورٹ ۱۹۲۸ء مظہر ہے کہ یہ ایجنسی ۱۸۱۲ء میں پانچ صد پونڈ سے جاری ہوئی تھی جس کا مقصد چینی زبان میں انجیل کا ترجمہ شائع کرنا تھا۔ ۱۸۱۴ء میں پہلے پہل انجیل کا ترجمہ چینی زبان میں تقسیم ہوا۔ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۴ سال کے عرصہ میں ۷ کروڑ ۵۲ لاکھ ۸۴ ہزار ایک سو نو نسخے بائبل کے شائع ہوئے ہیں۔ عام طور پر یہ کتابیں ہر اس شخص کو مفت دی جاتی ہیں جو اس کے مطالعہ کرنے کا وعدہ کرے۔ کتاب کا کاغذ اور جلد کے متعلق لکھا ہے کہ اگر اس کو ہر روز استعمال کیا جائے تو کم از کم ۲۵ سال تک خراب نہیں ہوتا۔ (۴ مئی ۱۹۲۹ء)

کیا اسی کا نام ہے عیسائی مذہب کا مٹنا۔

اسی طرح ہندوستان میں دیکھ لو۔ دس برس کی مردم شماری میں کوئی قوم ۵۔۱۰ فی صد ترقی کرتی ہے، تو عیسائی سو پر سو فی صدی ترقی کرتے ہیں۔

باوجود اس کے جدید مسیحی (امت مرزائیہ) فخر کرتے ہیں کہ مسیح موعود نے عیسائی مذہب کو مغلوب کر دیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۵ ص ۴)

قادیانی اور بابی

مولوی عبداللہ احمدی وکیل سری نگر کے قلم سے مطبوعہ اشتہار

قادیانیت، بہاہیت یا بابیت کی نقل ہے

ا۔ قادیانی اساسی اصول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی نہیں، بلکہ آپ کے بعد بھی رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور آیت خاتم النبیین میں خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ نجات مولفہ خلیفہ قادیان صفحہ ۸۔۹۔۱۰۔

یہی اصول بابیوں کا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مناظرات الدینیہ صفحہ ۸۶ کہ:

جواب از خاتم النبیین اول آنکہ قرأت معروف مسلّم خاتم بفتح تاست کہ کنایہ از زینت استو صریح درختم وتمام شد نیست

(ترجمہ۔ یعنی جواب آیت خاتم النبیین کا پہلے تو یہ ہے کہ مشہور قرأت خاتم کی تا کی زبر سے ہے کہ مراد زینت ہے اور اس میں نبوت کے ختم اور تمام ہونے کی صراحت نہیں۔)

پس قادیانی اور بابی اس اصول میں متفق ہیں کہ آیت خاتم النبیین کا مطلب نبوت کا بند ہونا نہیں، بلکہ اجرائے نبوت ہے۔

۲۔ بابیوں یا بہائیوں نے اجرائے رسالت پر قرآن کی آیات سے استدلال کیا ہے مثلاً کتاب الفرائد صفحہ ۳۱۴ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء۔ اما یاتینکم رسل منکم بلفظ مستقبل نازل شدہ صریح است بر اینکہ انزال روح الامن منوط بارادہ و مشیت اوست

(ترجمہ: یعنی صیغہ مستقبل موجود ہے اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ جبریل کا نازل ہونا خدا کے ارادہ سے وابستہ ہے)

اسی طرح کتاب بحر العرفان ملاحظہ ہو کہ یومنون بما انزل الیك و ما انزل من قبلك و بالآخرۃ ھم یوقنون ۔کہ بالآخرۃ میں

آخری مراد ہے جو حضرت باب اور بہاء اللہ پر نازل ہوگی۔

یہی وہ قرآنی دلائل ہیں جن کو قادیانی شاگردوں نے نقل کر کے اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔

۳۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بابی یا بہائی نیز ان کے شاگرد قادیانی متفق ہیں کہ وحی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ قادیانی بظاہر کسی شریعت جدیدہ کے قائل ہیں، اور بابی یا بہائی قرآن کریم کی شریعت کو منسوخ کر کے شریعت جدیدہ کے قائل ہیں۔

لیکن یہ فرق ایک دھوکہ اور فریب ہے جو عوام اور سادہ لوح قادیانیوں کو معلوم نہیں۔ درحقیقت اس بنیادی اصول میں بھی قادیانی اور بہائی متفق ہیں کہ جب کسی شخص کا مامور من اللہ ہونا ثابت ہو تو اس کا اختیار ہے کہ وہ قرآنی شریعت کو بھی منسوخ کر دے۔ چنانچہ سیرۃ المہدی مؤلفہ میاں بشیر احمد صفحہ ۸۱ روایت نمبر ۱۰۶ میں یہ عقیدہ قادیانیہ مرقوم ہے کہ:

> یہ تو صرف نبوت کی بات ہے اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔

علاوہ بریں اخبار الفضل قادیان مجریہ ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء میں لکھا ہے:

> اگر احمد نے یہ (یعنی صاحب الشریعت) ہونے کا دعوی کیا ہوتا یا کوئی نئی شریعت پیش کی ہوتی اور ہم نے آپ کو شارع رسول مانا ہوتا تو ہم خدا کے فضل سے نہایت تحدی اور جرأت سے آپ کو شارع رسول منواتے۔

اس سے ثابت ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک بھی شریعت اسلام منسوخ ہو سکتی ہے اور اس مسئلہ میں بھی قادیانی بابیوں سے باہم متفق ہیں بلکہ کمال ہوشیاری تو یہ ہے کہ قادیانی شریعت اسلام کا لباس پہن کر شریعت جدیدہ بھی جاری کر رہے ہیں۔ کیا جزیہ کا قرآنی حکم منسوخ کر دینا، اور مسلمانوں کے پیچھے نماز کو حرام کر دینا

،مسلمانوں کے ساتھ رشتہ ناجائز قرار دینا، جناب مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانے کو مدارِ نجات ٹھہرانا اور منکر نبوت مرزا صاحب کو کافر اور خارج از دائرہ اسلام کہہ دینا، اگر شریعت جدیدہ نہیں تو اور کیا ہے؟

بہرحال جواز شریعت جدیدہ میں بھی قادیانیوں کو کسی حیلہ وحوالہ کی گنجائش نہیں ہے جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے منکر کو کافر نہیں کہا۔ ملاحظہ ہو تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰:

ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوی کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔

۴۔ قادیانیوں کے پاس مرزا صاحب قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے بنیادی دلیل یہ ہے کہ جو شخص مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہو، اور وحی الٰہی کے دعوی پر تئیس برس کا عرصہ گذر جائے تو ایسا شخص یقیناً خدا کی طرف سے ہے۔

اور یہ استدلال آیت لو تقوّل پر مبنی ہے۔ اور بہائی بھی جناب بہاء اللہ کا مامور من اللہ ہونا اسی دلیل سے ثابت کرتے ہیں ملاحظہ ہو کتاب الفرائد صفحہ ٦١ مصنفہ میرزا ابوالفضل بہائی۔ بہائیوں کی اصطلاح میں اس کا نام دلیل تقریر ہے۔

۵۔ پس جب کہ قادیانی مذہب دین بہائی کی نقل مطابق اصل ہے، تو اصل کو چھوڑ کر نقالوں کی پیروی کرنا اگر غایت درجہ کی بے وقوفی نہیں تو کیا ہو۔ البتہ قادیانیوں کے (پیش کردہ وسوسے) مشہور ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے....

قادیانی کہتے ہیں کہ بہاء اللہ نے نبوت کا دعوی نہیں کیا، بلکہ اس نے الوہیت کا دعوی کیا ہے۔ لہذا اس پر آیت لو تقول علینا، صادق نہیں آتی۔

مگر قادیانیوں کا یہ عذر، عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ لو تقول کا فقرہ موجود ہے لو تنبا نہیں ہے۔ چونکہ بہاء اللہ کا دعوی مامور من اللہ ہونے کا ہے الوہیت و ربوبیت کا دعوی نہیں، لہذا قادیانی وسوسہ ہی بیہودہ ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الشیخ صفحہ ۳۱۔ از جناب بہاء اللہ کہ:

آنجناب یا غیر گفتہ کہ سورہ توحید را ترجمہ نمایند تا نزد کل معلوم ومبرہن گردد کہ حق لم یلد و لم یولد است و بابی ہا بربوبیت و الوہیت قائل اند۔ یا

شیخ ایں مقام مقام فناء نفس و بقاء بحت بات است انتہی

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک معترض نے بہاء اللہ پر یہی اعتراض کیا تھا کہ آپ الوہیت اور ربوبیت کے دعویدار ہیں ۔ اس کا جواب بہاء اللہ نے یہ دیا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے کہ

آپ نے یا کسی نے کہد یا ہے کہ سورۃ توحید کا ترجمہ ہوتا کہ سب کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ لم یلد و لم یو لد ہے اور بابی الوہیت کے مدعی ہیں ۔

سنو شیخ صاحب ! یہ مقام فناء نفس اور بقا با للہ کا ہے ایسا کہنا نیستی اور فنا پر دلالت کرتا ہے ۔،

اب مقام تعجب ہے کہ یہ مسئلہ فنا فی اللہ کا قادیانیوں کا مسلّمہ اصول ہو اور پھر ایسا تجاہل عارفانہ ۔ بات صاف ہے

روا باشد انا للہ از درختے
چرا نبود روا از نیک بختے

ما مور من اللہ ہونے کا دعوی دیکھنا ہو تو ملاحظہ ہو کتاب الشیخ ۔ صفحہ ۷،۹

لیس هذا من عندی بل من لدن عز یز علیم و امر نی با لنداء بین ا لا ر ض و السماء

یعنی حضرت بہاء اللہ کہتا ہے کہ یہ کلام میری طرف سے نہیں ،عزیز علیم خدا کی طرف سے ہے اس نے مجھے زمین وآسمان کے اندر منادی کرنے پر ما مور کیا ہے ۔

نیز ملاحظہ ہو کتاب مبین صفحہ ٦٧ :

ان هی من تلقا ء نفسه بل من لد ن من بعثه و ار سله با لحق و جعله سرا جاً للعا لمین

(یعنی یہ آیات بینات جناب بہاء اللہ کی اپنے نفس کی طرف سے نہیں بلکہ اس خدا کی طرف سے ہیں جس نے اس کو مبعوث کیا اور حق کے ساتھ رسول بنایا اور تمام جہانوں کا چراغ بنایا)

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ جناب بہاء اللہ کا دعوی مبعوث من اللہ اور ما مور من اللہ ہونے کا تھا خواہ بہائی اپنی اصطلاح میں اس پر نبی اور رسول کا لفظ استعمال کریں بلکہ مظہر امر اللہ، یا بہاء اللہ کا لفظ استعمال کریں اصطلاحات میں تنازع

کرنا عقل مندی نہیں و لکل ان یصطلح

ب ۔خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ جب باب رسالت و ماموریت کھلا ہے اور جدید شریعت کا لانا یا قرآنی شریعت کا منسوخ ہونا حسب اصول مسلّمہ اہل قادیان جائز بھی ہے ۔ اور دلائل بھی مشترکہ ہیں اور بہاء اللہ کا دعوی پہلے بھی ہے اور دعوی سے تیس برس تک اس نے مہلت بھی پائی ہے (جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ بہاء اللہ نے ۱۸۶۳ء میں اپنی ماموریت کا اعلان کیا۔ اور ۱۸۹۲ء تک، جب کہ اس نے وفات پائی متواتر دعوت کرتا رہا (ملاحظہ ہو کتاب تاریخ باب الابواب مطبوعہ مصر) تو کیا بر بنائے اصول مسلّمہ قادیانیت قادیانیوں کا فرض نہیں کہ وہ دین بہائی اختیار کر کے اپنی ایمان داری کا ثبوت دیں (جب کہ وہ دنیا جہان میں اعلان کر چکے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا جائز ہو تو دین بابی ہی برحق ہے ۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵ کتاب ہدیہ سعدیہ مصنفہ مولوی غلام نبی قادیانی

لا یاتی بعدہ نبی لا من العرب و العجم لا جدید و لا قدیم الّا فدین البابیة حق (یعنی آنحضرت ﷺ کے کے بعد کوئی نبی عرب وعجم سے نیا یا پرانا نہیں آ سکتا ۔ اگر کوئی آ سکتا ہے تو بابیوں کا دین حق ہے)

پس بظاہر مسلمانوں میں شامل رہ کر مزید تشتت و افتراق کا موجب نہ ہوں اور وحدت اسلامیہ میں مزید رخنہ اندازی نہ کریں ۔

قادیانیت اور بابیت کا فرق

مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ قادیانیت اور بابیت میں کچھ فرق بھی ضرور ہے ۔ اختصاراً مندرجہ ذیل اشارات قابل توجہ ہیں:

ا ۔ بابیوں نے صفائی اور جرأت سے علیحدہ ہو اپنا قلعہ علیحدہ بنا لیا ہے، مگر قادیانی بزدل اور ڈرپوک ہیں، وہ مسلمانوں میں شامل رہ کر اور خدمت اسلام کے مدعی ہو کر اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہیں ۔

۲ ۔ بابیوں کے اصول اور دلائل بلا تاویل صاف اور واضح ہیں جس میں کوئی دھوکہ نہیں مگر قادیانیوں کا علم کلام قفل وسواسی ہے جو پیچ در پیچ ہو کر انسان کے لئے ایک مصیبت کا سامان پیدا کرتا ہے اور بات بات میں دھوکہ لگ جانے کا خطرہ ہے ۔

۳۔ بابیوں کے وجود سے اسلام اور مسلمانوں کو کوئی مذہبی یا سیاسی نقصان یا خطرہ نہیں کیونکہ انہوں نے بلا تاویل بہادری سے اپنا گھر علیحدہ بنا لیا ہے۔ ان کو کسی کی پرخاش بھی نہیں۔ مگر قادیانیوں کے وجود سے اسلام اور مسلمانوں کو سیاسی خطرہ اور نقصان ہے یہ فرقہ ہمارے گھر میں رہ کر .. تفرقہ بین المسلمین اور تکفیر اہل قبلہ .. میں مصروف ہے۔ نیز اسلامی سلطنتوں کا بدخواہ اور مغربی سلطنتوں کا بہی خواہ ہے۔

۴۔ بہائیوں نے دین .... امن اور صلح اور محبت کا پھیلانا ... ہے مگر قادیانیوں کا فرض یہ کہ وہ ... مسلمانوں کو کافر کہیں۔ بغض و عداوت پھیلائیں، بائیکاٹ کی وصیت کریں مسلمانوں کا باہم رشتہ ناطہ بھی نہ ہونے دیں، اور پھر سادہ لوح مسلمانوں ہی سے روپیہ بھی وصول کریں۔ وغیرہ

کیا قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد ہیں؟

اس سوال کا جواب یہی ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی مذہب کے بانی نہ تھے، بلکہ اس مذہب کے موجد حضرت مرزا محمود خلیفہ قادیان ہیں۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب بڑے زور سے دعوی نبوت سے انکار کرتے ہیں اور جن مبہم عبارتوں سے مرزا صاحب کا دعوی نبوت نکالا جاتا ہے ان کو صاف کر کے انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ ان کا دعوی نبوت کا نہ تھا دیکھو مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۲۳ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ:

ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اور مجموعہ اشتہارات جلد ۴ صفحہ ۳۳۳ پر فرماتے ہیں:

جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو، میں اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

پس اگر کوئی شخص ان حوالہ جات کو غلط ثابت کرے تو میں بطور تاوان پانچ سو روپیہ ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں۔ جب کہ مرزا صاحب قادیانی کی تحریر موجود ہے تو محکم اور متشابہ کے اصول کو مدنظر رکھ کر ثابت ہے کہ وہ نبوت کے مدعی نہ تھے۔

قادیانیت کا خاتمہ اور ملاازم کی بربادی

وحدت اسلامیہ کے دو بدترین دشمن قادیانیت اور ملا ازم ہیں۔ یہ دونوں دشمن اس قابل ہیں کہ ان کو برباد کیا جائے، اور ان کا خاتمہ ہو۔ علوم وفنون کی ترقی، تعلیم معارف سے تویوماً فیوماً ملاازم برباد ہوتا رہے گا۔

اور قادیانیت کے لئے احمدیوں میں ایک معقول جماعت کا پیدا ہونا، اور پھر قادیانی مریدوں کا خلیفہ قادیان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور بالآخر بابی یا بہائی علم کلام کا قادیانیت پر حملہ آور ہونا، اور افاضل قادیان کا قادیان سے بابی ہوکر نکلنا، اور پھر کوکب ہند کی شکل میں قادیان کے قلعہ پر گولہ باری ہونا، اور قادیان کا خاموشی اختیار کرنا، اہل بہاء کی بحث سے فرار کرنا، میدان مباہلہ میں نہ آنا، یہ سب کی سب باتیں قادیانیت کے لئے موت کا پیغام ہیں۔ اور تمام دنیائے اسلام کے لئے انتباہ ہے کہ وہ تمام اندرونی اختلافات مٹا کر وحدت اسلامیہ کو قائم کریں اور سب مل کر حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں۔

وہ احمدی جو جناب مرزا صاحب قادیانی کو محض مجدد مان کر وحدت اسلامیہ میں رخنہ انداز نہیں، وہ تمام دنیائے اسلام سے اصولاً متفق ہیں۔ جیسا کہ خود جناب مرزا صاحب تمام دنیائے اسلام سے اصولاً متفق تھے۔ پس میری یہ اپیل ہے کہ واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا ۔ و ما علينا الا البلاغ

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پر قربان ہے

(خاکسار محمد عبداللہ وکیل ہائی کورٹ سری نگر)

مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

ہماری تحقیق اس سے بھی بالاتر ہے جو ہم بارہا ظاہر کر چکے ہیں کہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی شیخ بہاء اللہ ایرانی کی نقل کی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۵ ص ۵۔۷)

مرزا صاحب کے اخلاق

جناب مولوی عبدالقیومؒ، چک رجاوی ثم اٹاوی لکھتے ہیں:

برادران اسلام! السلام علیکم۔

کچھ عرصہ سے مرزائی امت کا یہ طریق کار ہو رہا ہے کہ وہ سال کے بعد ایک تاریخ مقرر کر کے تمام جگہ یہ اعلان کراتے ہیں کہ نبی ﷺ کی سیرت پر تقاریر ہوں گی جس میں ہر مذہب کے لوگ شریک ہوں۔ چنانچہ عاشق محمد عربی ﷺ آپ کا نام سن کر شریک ہو جاتے ہیں وہ اس طرح سے جہلاء کو یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ ہمیں نبی ﷺ سے کس قدر محبت ہے اور ہم وہی کہنا چاہتے ہیں جو آپ فرما گئے ہیں۔

میرے معزز دوستو! ان کی ہر بات میں چالاکی ہے۔ بھلا ان بھلے آدمیوں سے کوئی پوچھے کہ جس نبی ﷺ کی آپ سیرت بیان کرتے ہیں اس کی عزت وحرمت آپ کے نبی مرزا صاحب قادیانی کے نزدیک کیا تھی۔ کوئی بات ان کی نبی ﷺ کے مطابق ہے بھی، یا یوں ہی لوگوں کو دھوکہ دے کر قادیانی مدعی کی تبلیغ ہوتی ہے۔

ارے بھئی ذرہ سوچو کہ سب سے بڑا اسوہ نبی ﷺ کا خلق عظیم تھا۔ اس کو دیکھئے کہ جس نے ہزارہا دشمنان دین کو حلقہ بگوش اسلام کر دیا جس کا قرآن مجید شاہد ہے کہ انّك لعلی خلق عظیم

اور نبی ﷺ نے ایسے دشمنوں کے مقابلہ میں جنہوں نے آپ کو سخت سے سخت تکالیف دیں، ہجرت کے لئے مجبور ہوئے، پتھروں کی مار کھائی، وطن سے بے وطن ہوئے مگر ان کے لئے بھی بددعا نہ کی، نہ ترش بات کہی۔ اگر فرمایا تو اس پیارے نبی نے یہ فرمایا کہ نبی کسی پر لعنت نہیں کرتا۔ ہاں فرمایا تو یہ فرمایا جس میں دشمنوں کے لئے دعا تھی

انّی لم ابعث لعّانا و لکن ابعث داعیاً ور حمة اللھم اھد قومی فانّھم لا یعلمون۔ (یعنی میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ مجھے خدا نے داعی اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے)

(شفاء۔ قاضی عیاض۔ ص ۴۷)

اللہ اکبر! یہ اس وقت کا فرمانا ہے جب کہ ابن قمیہ کے پتھر سے نبی ﷺ کی پیشانی اور ایک دشمن کے پتھر سے حضور ﷺ کا بازو زخمی ہوا، اور عتبہ کے پتھر سے نبی اللہ ﷺ کے چاروں دانت شہید ہوئے۔ اس کے علاوہ ہزارہا واقعات کتب تواریخ میں پائے جاتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کبھی کسی دشمن کو برا نہ کہا، یا نقصان نہیں پہنچایا۔

اس کے بعد اب ذرہ نبی قادیانی کا حال ملاحظہ فرمائیں کہ تمام تصانیف دیکھیں، سب میں سبّ وشتم اور لعنت یا لوگوں کی موت کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔

حقیقۃ الوحی میں کئی جگہ لکھا ہے کہ بابو الٰہی بخش میری بد دعا سے مرا۔ چراغ دین جموں والا میری بددعا سے مرا۔ فلاں میری بد دعا سے ہلاک ہوا۔ غرضیکہ نبی کیا ہے، اچھا خاصا عزرائیل یعنی فرشتہ موت ہے۔

مرزا صاحب قادیانی کی خوش خلقی کیا ہے؟ کچلے کے لڈو ہیں۔ سبحان اللہ! سنئے اور پڑھیے انجام آتھم صفحہ ۲۱۔۲۲

> اے مردارخور مولویو! گندی روحو! اے ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والو۔ تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست مت کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے

ایک دوسری جگہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

> ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر بدکار رنڈیوں کی اولاد جس کے دلوں پر خدا نے مہر کی ہے، وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۵۴۷)

سبحان اللہ! سچے نبی کو دشمنوں سے زخم لگیں اور وہ دعا کرتا ہے، مگر اس کی تابعداری کا مدعی جس تابعداری کے ذریعہ نبی کہلاتا ہے اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی صرف مخالفوں نے اس کے دلائل کو توڑا، یا پیش گوئی غلط ثابت کی، تو وہ عاجز ہوکر بازاری گفتگو اور فحش کلامی پر اتر آتا ہے، یا بد دعائیں دیتا ہے، اور موت کو بلاکر ان پر موت وارد کر دیتا ہے۔

کیا کہنے ہیں اس تابعداری کے۔ استغفر اللہ۔ خدا مسلمانوں کو سمجھ دے کہ

وہ صراط مستقیم کو سمجھیں اور اس سچے نبی محمد ﷺ کے تابعدار بنیں اور ایسے جھوٹے نبیوں سے بچیں۔

ناظرین! صرف اسی قدر نمونہ کے طور پر لکھنا کافی ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیش گوئیاں تو ماشاءاللہ سو نے پر سہاگہ ہیں۔ امید ہے مرزائی امت اس تفریق سے کچھ فائدہ حاصل کرے گی، اگر تعصب کی پٹی اتار کر دیکھیں گے، تو انشاءاللہ سچ اور جھوٹ علیحدہ علیحدہ نظر آجاوے گا۔

و ما علینا الا البلاغ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۹ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ ص ۳،۴)

قادیانی امت کے اخلاق

(مسلمانوں کے لئے درس عبرت)

جناب ماسٹر محمد اعظمؒ صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:

کل ۲۹۔ اگست ۱۹۲۹ء کو سیالکوٹ میں سید انعام اللہ احمد اڈیٹر دور جدید کے والد بزرگوار سید حسین شاہ صاحب فوت ہو گئے۔ آپ اگرچہ کلمہ گو تھے، مسلمان تھے، نیک تھے، بزرگ تھے، مگر ہاں قادیانی نبی پر ایمان نہ رکھتے تھے۔

آپ کے مرنے پر قادیانی مسیح کی بھیڑیں سر جوڑ کر بیٹھیں، تاکہ سوچ بچار کریں کہ سید انعام اللہ صاحب کا جنازہ پڑھا جائے یا قادیانی مسیح (مرزا غلام احمد) کے ارشاد کی تعمیل کی جائے۔ بہت بحث و تمحیص ہوئی۔

چونکہ تعلقات نہایت گہرے تھے اس لئے بعض احباب کا خیال تھا کہ انہیں احمدی فرض کر کے (جیسا کہ وہ پہلے ایک نوجوان مسلم کے معاملہ میں کر چکے تھے) نماز جنازہ ادا کر لی جائے۔ مگر ان کے جواں بخت و جواں سال اور جواں ہمت احمدی فرزند شریف شاہ (انعام اللہ کے چھوٹے بھائی) نے کھڑے ہو کر پر جلال الفاظ میں کہا:

میرا والد احمدی نہیں تھا، وہ مرتد ہو کر مرا ہے۔ اس کا جنازہ ہرگز نہیں

پڑھنا چاہیے کیونکہ حضرت مرزا صاحب کا یہی ارشاد ہے۔

بس اب کیا تھا۔مجمع میں سے بعض اصحاب کہنے لگے کہ جب بیٹا یہ شہادت دے رہا ہے، تو وہ یقیناً مرتد ہو کر مرا ہے۔ ہم کو لازم ہے کہ نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ چنانچہ متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا کہ ہم جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

اللہ اللہ! کچھ وقت تک اس غریب سید کی میت (نوجوان بیٹوں کے ہوتے ہوئے) یوں ہی پڑی رہی ۔ جب مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر ملی فوراً جمع ہوئے۔حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے نماز جنازہ کرائی اور ایک عظیم مجمع نے اس نیک روح کو الوداع کہا۔

ایک مسلم نے سید صاحب کے بیٹوں کو میت کے قریب کھڑے ہو کر کہا کہ جب آپ ان کو مرتد سمجھتے ہیں تو آپ کا کوئی حق نہیں کہ ان کی وراثت کے مالک بنیں۔آپ کو تو میت کے نزدیک بھی نہیں آنے دینا چاہیے (وراثت تو ایک دنیا مردار ہے اسکا کیا ہے یہاں نہ رہی وہاں رہی ۔اس مقدس گروہ کو اس کی چاہت اشاعت اسلام کی خاطر ہے۔نفس کی خاطر نہیں ۔اسکے فیصلہ کی سورت یہ ہے کہ مرحوم کے باقی وارث مرزائی کو وراثت سے محروم کریں تو عدالت میں جا کر ہائی کورٹ تک فیصلہ کرائیں تا کہ یہ مسلمانوں کی اندر اندر کی دیمک ہمیشہ کے لئے الگ ہو جائے ۔ثناء اللہ امرتسری)

مسلمانو! یہ ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی امت کے کارنامے اور یہ ہے خلیفہ محمود احمد کے مریدوں کا عمل ۔اب جمہور مسلمان خود اندازہ لگالیں کہ قادیانیوں کا یوم النبی منانا اور مسلمان ہند کو دعوت اتحاد دینا کیا معنی رکھتا ہے؟

اگر یہ ہوس پرستی اور جلب زر کی سکیمیں نہیں تو اور کیا ہے۔مسلمانوں کو اس انسانیت سوز واقعہ سے درس عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

کیا مرزا صاحب قادیانی یا ان کا کوئی حواری از راہ کرم بتلائیں گے کہ وہ کون سے سات کروڑ مسلمان غلام آباد ہندوستان میں بستے ہیں جن کے حقوق کے تحفظ کے لئے آپ نے رپورٹیں بھی لکھیں اور مقالات بھی سپرد قلم فرمائے ۔ یہی مسلمان ہیں جن کو آپ اور آپ کی امت مرتد اور کافر غیر مستحق نجات کہتی ہے۔

مرزائی دوستو! خدا کے عذاب سے ڈرو اور مسلمانوں میں تشتت و افتراق

پیدا کرنے کا کام چھوڑ دو۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس قسم کے واقعات ہمارے شہر (امرتسر) میں بھی ہوئے ہیں۔اس میں کچھ شک نہیں کہ قادیانی امت تمام مسلمانوں کو مثل یہود ونصاری کے جانتی ہے۔اسی لئے ان کا مذہب ہے کہ مسلمانوں کی لڑکیاں لے لو، مگر اپنی لڑکی ان کو نہ دو۔

باوجود اس کے بعض مسلمانوں کی رواداری یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ ان کو مسلمانوں کے ہمدرد جانتے ہیں، ہمارا خیال ہے کہ ایسے لوگوں کو ہاتھی کے باہر کے دانت سہانے معلوم ہوتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۹ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ ص ۴۔۵)

خلیفہ قادیان کی بابیت

مولوی عبداللہ احمدی وکیل سری نگر لکھتے ہیں:

(نوٹ: اخبار فاروق ان کو بابی لکھتا ہے جو درحقیقت خفگی پر مبنی ہیں، ورنہ مولوی عبداللہ لاہوری احمدی ہیں۔ ہم ان کی سوانح اس زمانہ سے جانتے ہیں جب یہ قادیان میں طالبعلم تھے۔ثناء اللہ امرتسری)

الفضل قادیان مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۹ء میں خلیفہ قادیان کا طویل خطبہ بہائیت کی تردید میں شائع ہوا۔ یہ سارا خطبہ ابتدا سے انتہاء تک دو باتوں پر مشتمل ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جناب خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب وسیع معلومات کے مدعی ہوکر ثابت فرمانا چاہتے ہیں کہ بہائیت بے ہودہ مذہب ہے۔ بہائی جھوٹ بولتے ہیں، کتابوں کو چھپاتے ہیں، ناکام ہیں، وغیرہ۔

دوسری بات جو حضرت خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے ارشاد فرمائی ہے، یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب قادیانی کا دعوی نبوت کا تھا، اور جناب بہاء اللہ مدعی الوہیت و منکر نبوت تھا۔اس نے قرآنی شریعت کو منسوخ کر دیا۔

گویا خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے ان دو باتوں کے کہہ دینے سے امت قادیان کو مطمئن کر دیا کہ تم بابی نہیں بلکہ مسلمان ہو۔

مگر افسوس کہ اس تقریر سے بجائے بریت کے الزام اور بھی زیادہ قوی ہو گیا ۔اگر بہائی کسی معقول وجہ کی بنا پر ہرکس و ناکس کیلئے کتابیں مہیا نہیں کر سکتے (غلط ہے ۔ بلکہ بہائی مفت دکھاتے ہیں مولوی فضل الدین وکیل احمدی کئی روز تک بابو غلام محمد امرتسری بہائی کی کتابیں ان کے مکان میں دیکھتے رہے ۔فیض حاصل کر کے بدنام کرنا انہی کا کام ہے ۔ ثناءاللہ) اور محض اسی وجہ پر وہ ملزم ہیں کہ وہ اپنی کتابوں کو چھپاتے ہیں، تو کیا قادیانی ان سے بھی زیادہ ملزم نہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے عقاید واضح الفاظ میں نہیں بتاتے اور ہشیاری سے اپنا مذہب چھپاتے ہیں۔

مثلاً وہ عام طور پر غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں مگر لفظ مسلمان کا مطلب ان کی باطنی لغت میں ، سیاسی مسلمان ، ہے اور سیاسی مسلمان کا مفہوم قائل اسلام ہے نہ حقیقی ۔مجازی نبی بمعنی غیر تشریعی ، اور غیر تشریعی بمعنی حقیقی الی آخرہ

علی ہذا القیاس قادیانی عقائد کا قفل وسواسی بہت سے سادہ لوح قادیانیوں کو مشوش الخیال بنا کر پیغمبر بھی بنا دیتا ہے۔ چنانچہ اس وقت قادیانی نبوت کے کارخانہ میں چند حی القائم پیغمبر مثلاً حضرت احمد نور کابلی و حضرت نبی بخش سیالکوٹی و عبد اللطیف گناچوری و عبداللہ تیماپوری وغیرھم مدعیان نبوت موجود ہیں ۔لہذا ان کے انکار نے قادیانیوں کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ ان فی ذلك لعبرة لا ولی الا بصار

اور اگر جناب خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے پاس تحریری ثبوت کتاب مقالہ سیاح محفوظ ہے جس سے وہ بابیوں کو ملزم بنا سکتے ہیں ،تو ہمارے پاس بھی تحریری ثبوت محمد عثمان کا خط موجود ہے، جس سے خلیفہ صاحب مجرم بن سکتے ہیں ۔ اور اس میں جناب خلیفہ صاحب کا اقبال ہے کہ مصلحت وقتی کی بنا پر بطور علاج چند روزہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی بنایا گیا ورنہ لفظ نبی کا استعمال ان کو بھی پسند نہیں ۔

پس اگر وہ تمام الزامات جو خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) نے بابیوں پر لگائے ہیں، بفرض محال درست بھی ہوں ،تو خود بھی حضرت خلافت مآب و امت قادیان حذو النعل با لنعل بابیت کے حقیقی بروز ہیں نہ مجازی ۔قادیانیوں کو دوسرے کی آنکھ میں تنکا نظر آتا ہے، مگر اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔

اب رہا یہ امر کہ بہاء اللہ نے رسالت اور نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ الوہیت کا دعویٰ کیا ہے، تو اس بات پر اصرار کرنا محض ایک بہانہ ہے جو خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے اپنے مریدوں کو قابو میں رکھنے کیلئے ایجاد فرمایا ہے، ورنہ عمداً اسی بات کو دہرانا ایک مہمل آواز ہے۔

بات صاف ہے اور بتکرار سمجھائی گئی کہ جن الفاظ سے بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت بیان کیا جاتا ہے مثلاً کتاب اقتدار صفحہ ۱۳۰ محولہ جناب خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد قادیانی) کہ و نفسی عندی علم ما کان و ما یکون تو ایسے الفاظ بہاء اللہ اپنی نسبت استعمال نہیں کرتا۔ وہ حلول واتحاد کا قائل نہیں۔ اس کے نزدیک ان الفاظ کا متکلم اللہ تعالیٰ ہے۔ اور یہ اس کے نزدیک کلام الٰہی اور وحی سماوی ہے۔

اب اگر کوئی شخص عقل وانصاف کو چھوڑ کر اسی بات کو رٹتا رہے، کہ نہیں بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا، تو اس کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بہاء اللہ نے خدا ہونے کا دعویٰ صرف اپنے لئے ہی نہیں کیا بلکہ تمام گزشتہ پیغمبروں کے لئے بھی اس نے وہی الفاظ استعمال کئے، جیسا کہ اس نے اپنے لئے مظہر ربوبیت کا دعویٰ کیا، اسی طرح تمام گزشتہ انبیاء کے لئے مظہر ربوبیت ولسان عظمت کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو اسی زمرہ میں شامل کیا ہے۔

یہ درست ہے کہ بہاء اللہ نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا (اخبار اہل حدیث امرتسر ۳۱ مئی کے صفحہ ۵ پر ہم نے بہاء اللہ کی کتاب اقدس صفحہ ۵۳ سے اس کا دعویٰ رسالت بتایا تھا جس کا جواب قادیانیوں سے آج تک نہ ہو سکا۔ اور آپ کے جواب میں اہل حدیث کی سابقہ تحریرات بے فائدہ نقل کر دیں، ثناء اللہ امرتسری) بلکہ ظہور رب العالمین ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر ان دونوں اصطلاحوں کا علیحدہ ہونا اصل مدعا کے لئے مضر نہیں کیونکہ دونوں باتیں مامور من اللہ ومبعوث من عند اللہ ہونے میں جمع ہیں۔ اور بہاء اللہ کے دعویٰ مظہریت پر قادیانیوں کا واویلا کرنا درست نہیں کیونکہ یہ اصطلاح جناب مرزا صاحب قادیانی کی مسلمہ اصطلاح ہے (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۵۴) کہ آیت یاتی ربك میں خدا کے آنے سے مسیح موعود کا ظہور مراد لیا ہے۔ چنانچہ اسی قرآنی آیت اور تشریح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مد نظر رکھ کر بہائی، بہاء اللہ کو نبی نہیں مانتے خدا کا اوتار مانتے ہیں۔

بہائیوں کی اصطلاح میں نبی اور خدا کا اوتار دونوں مامور من اللہ اور مبعوث من عند اللہ ہیں ۔ اسی مفہوم کو مدنظر رکھ کر بہاء اللہ نے ربوبیت کا دعوی کیا ۔ پس جو نتیجہ ایسے دعاوی الوہیت و ربوبیت سے نکل سکتا ہے وہ صاف ظاہر ہے ۔ جب ایسے الفاظ جن سے خدائی دعوی نکل سکتا ہے سب پیغمبروں کیلئے بہاء اللہ نے استعمال کئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ بہاء اللہ کی وحی میں پیغمبری کی اصطلاح بدل گئی۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب بھی فرماتے ہیں و لکل ان یصطلح چونکہ حسب عقیدہ اہل بہاء ہر آسمانی کتاب کی اصطلاح خاص اور علیحدہ ہوتی ہے ۔

لہذا بجائے نبی و رسول الفاظ بہاء اللہ ومظہر اللہ وظہور رب العالمین دین بہائی میں جاری ہو گئے ۔ اگر بہاء اللہ خدائی کا دعوی کرتا تو وہ خدا تعالی کو عروج ونزول دخول وخروج وحدوث وحلول سے بالاتر نہ کہتا ۔ حالانکہ یہ صفات تنزیہی کتب بہائیہ میں زور سے بیان کر چکے ہیں ۔ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کتاب الشیخ صفحہ ۱۳۱ کا پھر ملاحظہ فرمائیں کہ

یا شیخ علماء مصر در تجلیات سدرہ بیان لابن عمران در طور عرفان چہ مے گویند

جب یہ بات واضح ہوگئی تو قادیانیوں کو سمجھانے کیلئے اب یہ بھی دیکھنا ہے کہ بہاء اللہ کا اصل دعوی کیا تھا ۔ اصطلاحات کو چھوڑ کر بہاء اللہ کا اصل دعوی یہ ہے کہ

ان روح القدس قد ظهر فی قمیص جدید

یعنی روح القدس جو اب تک بذریعہ انبیاء ظاہر ہوتا رہا، اب نئے لباس یعنی بہاء اللہ میں جلوہ گر ہوا ۔

پس یہی وہ حقیقت ہے جس کو مختلف اصطلاحات میں نبی، رسول، اوتار، مظہر رب العالمین کہا جاتا ہے ۔ قادیانیوں نے ایک لفظ نبی کی آڑ لے کر اپنے آپ کو بچانا چاہا ہے ۔ ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ بہاء اللہ کی اصطلاح میں نبی یا رسول کے الفاظ نہیں ہیں (ہیں ، ۔ دیکھو کتاب اقدس صفحہ ۵۳ ۔ ثناء اللہ امرتسری) ان الفاظ و خطابات کو وہ آنحضرت ﷺ پر شدہ مانتا ہے اور کہتا ہے

الیوم کلمه خاتم النبیین بیوم یقوم الناس قریب العالمین منتہی شد

پس قادیانیوں کا اس بات پر اصرار کرنا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہاء اللہ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، محض ایک عامیانہ لفظ پرستی ہے۔

مقام تعجب ہے کہ خاکسار نے دنیائے اسلام کو حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے ایک ٹریکٹ قادیانی و بابی مجریہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۹ء شائع کیا جس کو از راہ کرم اخبار اہل حدیث امرتسر نے بھی ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں نقل فرمایا۔

اس ٹریکٹ میں، میں نے تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ لو تقول کا فقرہ موجود ہے لو تنبا کا نہیں۔

مطلب صاف ہے کہ بہاء اللہ نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا، بلکہ مامور من اللہ و مبعوث من عند اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ میں نے صفائی سے نبوت کی اصطلاح کو نظر انداز کر کے یہ الفاظ لکھ دیئے ہیں کہ:

> جناب بہاء اللہ کا دعویٰ مبعوث من اللہ اور مامور من اللہ ہونے کا تھا خواہ بہائی اپنی اصطلاح میں اس پر نبی و رسول کا لفظ استعمال نہ کریں بلکہ مظہر امر اللہ یا بہاء اللہ کا لفظ استعمال کریں۔ اصطلاحات میں تنازع کرنا عقل مندی نہیں۔

اس عبارت میں کاتب یا مطبع کی غلطی سے ، نہ کریں، میں، نہ، کا لفظ موجود نہیں (آپ کی مطبوعہ عبارت میں، نہ، رہ گیا ہے جیسے اس قلمی میں، موجود، کی ،د، رہ کر صرف ، موجو، مرقوم ہے۔ نسی آدم فنسیت ذریتہ ۔ثناء اللہ امرتسری) تاہم عبارت صاف ہے، کوئی ابہام نہیں۔ علاوہ براں اسی اشتہار میں کتاب الشیخ صفحہ ۱۳۱ کا حوالہ دے کر ثابت کیا گیا ہے کہ بہاء اللہ کو الوہیت کا دعویٰ نہ تھا۔ مگر امت قادیانیہ جو علم و فضل کی مدعی ہے اور جس کو بہائیت نے مرعوب کر دیا ہے ایسی سراسیمہ ہے کہ تسلی کے ساتھ کسی بات کو سمجھ نہیں سکتی۔

الفضل قادیان مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۶ پر خلاف واقعات عمداً غلط بیانی سے میرا نام لے کر اس ٹریکٹ کا حوالہ دیا ہے کہ اس میں، میں نے لکھا ہے کہ:

> بہاء اللہ کا دعویٰ نبوت کا تھا۔

اب الفضل کا تحریراً ایسا صریح جھوٹ لکھنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ دلائل

کے سامنے قادیانیت پگھل رہی ہے۔ٹریکٹ موجود ہے۔اخبار زمین دار و اہل حدیث میں شائع ہو چکا ہے۔تمام دنیا عینک لگا کر پھر اس کو پڑھے۔کسی جگہ یہ نہیں لکھا ہے کہ بہاء اللہ کا دعوی نبوت کا تھا۔بلکہ اس کے خلاف یہ بحث ہے کہ لو تنبأ نہیں۔ مطلب صاف ہے کہ اس نے نبوت کا دعوی نہیں کیا اور تنازعہ اصطلاحی ہے۔پس جب اخبار الفضل جیسے مذہبی پرچہ کی یہ حالت ہے تو دنیا خود ہی اندازہ لگائے کہ مذہبی دنیا میں اس فرقہ کی کیا وقعت ہونی چاہیے۔

مجھے افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان جماعت جو اسلام کے لئے مفید کام کر سکتی تھی، کس غلطی میں مبتلا ہوگئی۔اللہ تعالی اپنا رحم فرما کر ہدایت بخشے۔والسلام

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ ص ۳۔۵)

بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہنا بے عقلی ہے

مرزا صاحب قادیانی کا فیصلہ کن بیان

جناب منشی محمد حسین صابریؒ بریلوی لکھتے ہیں:

یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ مرزائیت کے بنیادی اصول بہائیت کی نقل ہیں اور جس قسم کے دعاوی اور دلائل کے ساتھ بہائی مذہب دنیا میں نمودار ہوا ہے، اسی قسم کے دلائل مرزائیت کے مایہ ناز ہیں۔ چنانچہ مرزائیت کی پیغامی پارٹی بھی اس کو تسلیم کرتی ہے۔صرف ان کا یہ خیال ہے کہ بہائیت کی نقل کرنے والے مرزا غلام احمد صاحب نہ تھے بلکہ ان کے فرزند رشید مرزا محمود احمد صاحب ہیں، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ میں بفضلہ تعالی ثابت کرسکتا ہوں کہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی نے بہائیت کی نقل کی ہے اور ان کے لائق بیٹے (مرزا محمود احمد) نے تو صرف اپنے والد کی نقلی دوکانداری کو چلایا ہے۔

آج کل سری نگر (کشمیر) قادیانی اور پیغامی مرزائیوں کا میدان جنگ بنا ہوا ہوا ہے۔خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) بھی بغرض سیر و تفریح وہاں رونق افروز ہیں۔اس لئے پیغامیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر تحریر و تقریر کے ذریعہ ثابت کیا کہ خلیفہ

قادیان جس مذہب کو لئے لئے پھر رہے ہیں، وہ تو بہائیت کا شرمندہ احسان ہے اور کہ یہ قادیانی بابی (پیغام صلح لاہور ۳ ستمبر میں اس کے ایک نامہ نگار نے قادیانی مرزائیوں کا نام قادیانی بابی رکھا ہے جو بہت موزوں ہے۔ صابری) دراصل اصلی بابیوں سے اسلام کے لئے زیادہ خطرناک ہیں۔

اس بحث ومباحثہ میں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے بھی ایک جمعہ کے دن خطبہ پڑھا جو الفضل ۳ ستمبر ۱۹۲۹ء میں درج ہوا۔ اور جس میں جی بھر بھر کر بہائیت پر خفگی کا اظہار کیا ہے۔

اگر یہ بیان کسی معمولی مرزائی کی زبان وقلم سے نکلتا تو خیال ہوسکتا تھا کہ بچارا تعصب کے مرض کا مارا ہوا ہے، یا ایک ناواقف شخص ہے، یا تنخواہ دار ملازم ہے جو اپنی ڈیوٹی پوری کرر ہا ہے، مگر چونکہ یہ خود امام جماعت احمدیہ کا اپنا بیان ہے، اس لئے تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیسے ہیں جو دوسروں پر اعتراض کرتے وقت

آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

کا خیال نہیں رکھتے اور اپنی لمبی چوڑی ایمان داری کے دعاوی کو بھی بھول جاتے ہیں۔

خیر خاکسار راقم (محمد حسین صابری) کو خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے اس بیان سے جو مطلب حاصل کرنا ہے، وہ آگے آتا ہے۔

ناظرین اخبار اہل حدیث امرتسر کو یاد ہوگا کہ میں اس بات کا مدعی ہوں کہ بہاء اللہ ایرانی کا دعوی الوہیت کا نہیں تھا۔ اس موضوع پر میرے بہت سے مضامین اہل حدیث میں نکلے ہیں۔ ان مضامین سے میری غرض یہ تھی کہ مرزائی صاحبان انصاف کو کام میں لاکر اور بہانہ سازی کو چھوڑ کر اپنے مدعی مسیحیت (مرزا غلام احمد) کو میدان میں لائیں اور بہاء اللہ کے مقابلہ پر کھڑا کریں۔

کیونکہ مرزائی جو بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہتے ہیں تو صرف اس لئے کہ انہیں خوب معلوم ہو گیا ہے اور ان کے بڑے مولوی بھی اس کی تحقیق کر چکے ہیں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کی طاقت نہیں کہ وہ بہاء اللہ کے مقابلہ پر نکل سکیں۔ (خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے مضمون زیر بحث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حافظ روشن علی جن کا قادیان میں ابھی انتقال ہوا ہے اور جو قادیان کے بڑے بڑے لوگوں کے پیشوا اور استاد تھے بعض لوگوں نے ان کو بھی بہائی کہا

تھا۔انا للہ) اس لئے بچنے کے لئے یہ بہتر طریقہ ہے کہ خواہ مخواہ بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہا جائے اور بددیانتی کے ساتھ اس قدر شور وغوغا مچایا جائے کہ کسی اور کی کان پڑی آواز بھی سنائی نہ دے۔ دراصل ایسی کوششیں ایک قلیل عرصہ کیلئے ہی کامیاب ہوا کرتی ہیں بالآخر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہوجایا کرتا ہے۔

خلیفہ قادیان نے جس طرح کا مدعی الوہیت بہاء اللہ کو بتایا ہے وہ قابل دید وشنید ہے۔خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب فرماتے ہیں:

> کہا جاتا ہے بہاء اللہ خود تو خدا سے دعائیں مانگتا ہے، پھر وہ خدائی کا دعوی کیونکر کرسکتا تھا۔مگر یہ دھوکہ ہے۔عیسائی یسوع مسیح کو خدا مانتے ہیں یا نہیں ۔پھر ان کی کتابوں میں لکھا ہے یا نہیں کہ یسوع مسیح خدا سے دعائیں مانگتے تھے۔ بات یہ ہے کہ وہ (بہائی) اپنے عقیدہ کے لحاظ سے جس قسم کا خدا سمجھتے ہیں ایسا بہاء اللہ کو جانتے ہیں۔ (الفضل قادیان ۳ ستمبر ۱۹۲۹ء ص ۹ کالم ۳)

اس بیان سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(اول) بہاء اللہ خدا سے دعائیں مانگا کرتا تھا۔

(دوم) اس قسم کی دعائیں حضرت مسیح ابن مریم نے بھی مانگی ہیں تاہم وہ مدعی الوہیت تھے اس لئے بہاء اللہ کو بھی مدعی الوہیت ہی جاننا ٹھیک ہے اس کے خلاف دھوکہ ہے۔

امر اول کے متعلق تو میں یہ کہتا ہوں کہ بہاء اللہ نے اتنی دعائیں مانگی ہیں اور اس قدر مناجاتیں، اللہ تعالی کی جناب میں پڑھی ہیں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی ساری زندگی میں اس کا عشر عشیر بھی کوئی ثابت نہیں کرسکتا۔

امر دوم البتہ ایسا ہے جس کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزائیوں کے نزدیک حضرت مسیح ابن مریم نے الوہیت کا دعوی کیا تھا۔اگر ایسا ہے تو مرزائی ایمان کا حال معلوم۔

ہاں بہاء اللہ کے متعلق مجھے اس جگہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ آنجناب کا مجھ پر احسان ہے کہ مجھے جس دلیل کی ضرورت ہوتی ہے وہ نہایت واضح طور پر ان کی کتابوں سے مل جاتی ہے جو ان کے بے انصاف مریدوں کو خاموش کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس موقع کے

موزوں آنجناب کا ایک فیصلہ کن بیان درج ذیل ہے آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں:

ان کا وہ کلمہ جو صلیب پر چڑھائے جانے کے وقت ان کے منہ سے نکلا تھا کیسا توحید پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے نہایت عاجزی سے کہا

ایلی ایلی لما سبقتنی اے میرے خدا، اے میرے خدا، تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا

کیا جو شخص اس عاجزی سے خدا کو پکارتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ خدا میرا رب ہے، اس کی نسبت کوئی عقل مند گمان کر سکتا ہے کہ اس نے درحقیقت خدائی کا دعوی کیا۔

اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو خدا تعالی سے محبت ذاتیہ کا تعلق ہوتا ہے بسا اوقات استعارہ کے رنگ میں خدا تعالی ان سے ایسے کلمے ان کی نسبت کہلا دیتا ہے کہ نادان لوگ ان کی ان کلموں سے خدائی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ (چشمہ مسیحی۔ ص ۳۵)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ بیان بالکل صاف ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کے آگے عاجزی سے دعائیں کرنے والا ہو، وہ توحید کا اقرار کرنے والا ہوتا ہے اس کے کسی لفظ سے دھوکہ کھا کر اسے مدعی الوہیت کہنا بے عقلوں اور نادانوں کا کام ہے۔ اب اس بیان کے بعد کسی مرزائی میں طاقت نہیں کہ وہ میرے مقابلہ پر بات کر سکے اور بہاء اللہ کو مدعی الوہیت ثابت کرنے کا کبھی نام بھی لے۔

قادیان کے دانا مرزائیو! آؤ میں تمہیں بہاء اللہ کا ایک بیان سناؤں جو انہوں نے دعوی الوہیت سے انکار کے ضمن میں دیا ہے، لکھا ہے:

یا شیخ اعلم ان مفتر یا ت العبا د و اعرا ضھم و اعتراضھم لاتفر من تمسك بحبل العنا یۃ و تشبث با ذ یال ر حمۃ مالك البر یۃ لعمر اللہ ان البھا ء ما نطق عن الھوی قد انطقه الذی انطق ا لا شیاء بذکرہ و ثنا ء ہ لا الہ الا ھو الفرد الواحد المقتدر المختار۔ (کتاب الشیخ۔ ص ۷)

یعنی اے شیخ جان تو کہ لوگوں کی مفتریات ان کا پھرنا اور اعتراضات کرنا

اس شخص کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا کہ جس نے مخلوقات کے مالک کے دامن کو تھاما ہوا ہے اور اس کی رسی کو پکڑا ہوا ہے خدا کی زندگی کی قسم کہ بہاء نے خواہش نفسانی سے کلام نہیں کیا اس سے اسی نے کلام کرایا جس نے تمام اشیاء کو اپنے ذکر اور ثنا میں گویا کر رکھا ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ ایک اکیلا عزت والا اور صاحب اختیار۔

اس بیان کو بار بار پڑھو اور مرزا صاحب قادیانی کے فیصلہ کو بھی دیکھو اور پھر اپنے خلیفہ المسیح (مرزا محمود احمد) کی راست بازی پر آنسو بہاؤ۔

ناظرین! میرا یہ جواب خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے لغو اور ہٹ دھرمی کے اعتراضات کی وجہ سے ہے، ورنہ بہائی اصطلاحوں اور عقاید کو اگر ایمان داری سے مدنظر رکھا جائے تو کسی مرزائی کا حوصلہ نہیں کہ وہ بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہہ بھی سکے، ثابت کرنا تو بہت بڑی بات ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ ص ۵-۶)

تردید حکیم نورالدین قادیانی

مرزا غلام احمد کی زبانی

جناب منشی حبیب اللہؒ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو ہوئی ہے، اور آپ کے بعد حکیم نورالدین بھیروی خلیفہ جماعت احمدیہ مقرر ہوئے۔ ایک احمدی لکھتا ہے کہ آپ قرآن کریم کے سچے عاشق اور حدیث رسول کے پورے شیدا تھے۔ اور علاوہ اس کے آپ کو مرزا صاحب قادیانی سے بے حد عشق تھا (عسل مصفی حصہ دوم۔ ص ۷۰۴، ۷۱۰، ۷۲۶)

حکیم خدا بخش احمدی نے تو آپ کی تعریف میں اپنی کتاب عسل مصفی حصہ دوم میں صفحہ ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶ پر بہت مبالغہ کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ:

میری رائے میں نورالدین تقوی میں، علم وفضل میں سادگی میں، سخاوت

میں، فیض رسانی میں، بلا مبالغہ اپنے متبوع (مرزا غلام احمد) سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ اور اسی سبب سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی خود اقرار کیا ہے کہ نورالدین کی بعض باتوں پر مجھے رشک آتا ہے۔ لاکلام اگر مرزا غلام احمد مسیح تھے، تو نورالدین مہدی تھے۔ (عسل مصفی۔ص ۶۶۵)

میں کہتا ہوں کہ حکیم نورالدین کی کتاب، نورالدین، طبع فروری ۱۹۰۴ء اور تفسیر قرآن کے نوٹ مندرجہ اخبار بدر قادیان کے عمیق مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم نورالدین صاحب کے عقاید میں احمدیت کے علاوہ نیچریت کا رنگ بہت پایا جاتا ہے۔ اور بعض مسائل میں آپ نے اپنے پیشوا جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی مخالفت بھی کی ہے۔ اور یہ تعجب انگیز امر ہے کہ آپ مرزا غلام احمد کو نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود، ملہم مامور من اللہ ، اسمہ احمد کا مصداق مانتے ہیں اور پھر ان سے اختلاف بھی رکھتے ہیں۔

حکیم نورالدین صاحب کا مذہب

۱۔ خاتم النبیین۔ نبیوں کی مہر۔ آپ کی مہر کے بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہیں سمجھنا چاہیے۔ (ضمیمہ اخبار بدر۔ ج ۹ نمبر ۴۸ ص ۲۰۵)

۲۔ رسول کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ضرور ہیں اور قرآن کریم میں لکھا ہے ...اور نبی کا لفظ عربی زبان میں خبر دینے والے کے معنی رکھتا ہے یا بڑے آدمی کے۔ اس معنی کی نفی شرعاً جائز نہیں۔ اور نیز خاتم تو مہر کو کہتے ہیں جب نبی کریم مہر ہوئے تو اگر ان کی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کس طرح ہوئے یا مہر کس پر لگے گی۔

(قول نورالدین در اخبار الحکم قادیان ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء ص ۱۱)

۳۔ اور اس امت میں جس نے نبی ہونا تھا اس کو بخاری نے نبی فرمایا ہے۔

(قول نورالدین در اخبار بد قادیان ر ۲۸ اپریل و مئی ۱۹۱۰ء ص ۵)

۴۔ نازل ہونے والے عیسی بن مریم کو حضرت نبی کریم ﷺ نے نبی اللہ فرمایا ہے ...ابوبکر کو نبی نہیں کہا گیا اور مسیح موعود کو کہا گیا۔

(قول نورالدین در، اخبار بدر ۱۸ جولائی ۱۹۰۷ء ص ۹)

۵۔ من بعدی اسمه احمد، نبی کریم ﷺ میں دو قسم کے صفات تھے ایک جلالی جس کے لحاظ سے نام محمد تھا دوم جمالی جس کے اعتبار سے نام احمد تھا۔ اس دوسری شان کا ظہور اخیر زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہوا جس کا نام ہے احمد۔

هو الّذی ارسل رسوله، مفسرین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اس رسول سے مراد مسیح موعود ہے۔ یہ بھی قرینہ ہے اس بات پر کہ اوپر کی پیش گوئی مسیح موعود کے بارے میں ہے۔ (قول نورالدین۔ضمیمہ بدر۔ ۱۷۔اگست ۱۹۱۱ء ص ۲۶۲)

۶۔ حضرت خلیفۃ المسیح (نورالدین) نے کھلے کھلے لفظوں میں فرمایا مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد کی پیش گوئی حضرت مسیح موعود کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود (مرزا) قادیانی ہی کے متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں۔ (الحکم ۱۴، ۲۱ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۱۰)

۷۔ حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے اسی طائفہ ظاہرین علی الحق میں سے تھے الحمد للہ رب العالمین۔نورالدین۔

(۲۹۔اگست ۱۹۱۴ء ص ۳۔ پیغام صلح یکم اگست ۱۹۱۶ء ص ۳، پیغام صلح ۸ رجب ۱۳۴۱ھ ص ۳، پیغام صلح لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء ص ۲)

حکیم نورالدین کی تردید بطرز جدید

بابو حبیب اللہ صاحب کہتے ہیں کہ اب میں ذیل میں چند ایسے مسائل لکھتا ہوں جن میں حکیم نورالدین صاحب کے غلط خیالات کی تردید مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال سے کی جائے گی۔

۱۔حضرت یونسؑ کا واقعہ سے متعلق حکیم نورالدین صاحب کا مذہب ہے:

فالتقمه الحوت حدیثوں سے تو نہیں مگر تفاسیر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (مچھلی نے) ان کی ایڑی کو منہ میں لیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۔۱۰ دسمبر ۱۹۱۰ء)

مرزا غلام احمد قادیانی اس واقعہ کے متعلق اپنی کتاب: مسیح ہندوستان میں،

کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں:

خدا کی پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ یونسؑ خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ (نیز دیکھو ریویو آف ریلی جنز۔جنوری ۱۹۰۳ء ص ۹)

۲۔تخت بلقیس کے متعلق حکیم نورالدین صاحب کا کہنا ہے:

یا تینی بعر شہا۔ یہ اس لئے کہ جب اس ملکہ نے آنا تھا تو اس کیلئے تخت بھی چاہیے، تاکہ وہ اپنے تخت جیسا تخت وہاں نہ پاکر کچھ دل میں محسوس نہ کرے۔

انا آتیك۔ میں ایسا بنالاتا ہوں

لقوی امین۔ اس کے جواہرات کے متعلق امانت کا یقین دلایا۔

قبل ان یر تد الیك طر فك۔ سرکاری معاملہ جو ہر سہ ماہی یا ششماہی کے بعد آتا ہے اسے طرف کہتے ہیں۔

۲۔ بادشاہوں کو کسی بات کا خیال لگا ہو۔ اس خیال کے متعلق جواب آوے تو اسے طرف کہتے ہیں۔

۳۔ عربی زبان میں یمن سے جو قاصد آوے اسے طرف کہتے ہیں کیونکہ وہ عرب سے ایک طرف پر ہے۔

پس معنی ہوئے کہ قبل اس کے کہ یمن کے لوگ آئیں یا آپ کو جن کے آنے کا خیال ہے وہ آئیں یا قبل اس کے کہ آپ کا مالیہ وصول وصول ہو۔
(ضمیمہ اخبار بدر ۲۱۔۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء ص ۱۹۰)

نکروالها عر شها (النمل: ٤١)۔ اس تخت کو ایسا بناؤ کہ اسے اپنا تخت ناپسند ہو جائے (حوالہ مذکور)

عر شها کی اضافت مفسرین نے تو حقیقی ہی بتائی ہے اور ان کا یہ خیال ہے کہ اس ملکہ کا تخت منگوانا چاہا ہے مگر حضرت خلیفہ اول اضافت بادنی ملابست قرار دیتے تھے اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے ایک تخت تیار کیا جائے۔ (الفضل ۲۹ مئی یکم جون ۱۹۲۲ء ص ۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کا اس بارے میں مذہب یوں ہے:

۱۷۔اپریل: انا آ تیک به قبل ان یر تد الیك طر فك (النمل:۴۰) کے معنی ایک شخص نے پوچھے تو فرمایا:
ایک پل میں عرش بلقیس کے آجانے میں استبعاد کیا ہے۔ اصل میں ایسے اعتراض ان لوگوں کے دل میں اٹھتے ہیں اور وہی ایسی باتوں کی تاویل کرنے پر دوڑتے ہیں جن کا خداتعالی کی قدرتوں پر پورا پورا یقین نہیں ہوتا ۔ہم تو یہی جانتے ہیں الم تعلم انّ الله علی کل شئی قدیر ایک واقعہ کا انکارصرف اپنے جیسوں کے ناقص تجربہ کی بنا پرنہایت بری بات ہے ۔

(اخبار بدرقادیان ۱۹۔اپریل ۱۹۰۶ء ص ۳)

۳۔ حضرت ابراہیمؑ پر آگ کے سرد ہونے سے متعلق حکیم نورالدین کا مذہب:
وہاں اگر جناب ابراہیمؑ کے مخالفوں نے آگ جلائی اور حر قوا کا فتوی دیا تو یہاں تمام بلادعرب نے نارالحرب (جنگ کی آگ) کو جلایا اور صدہا مشعر الحرب (آگ جلانے کا آلہ) اٹھ کھڑے ہوئے اور جس طرح وہاں ابراہیم کے لئے آگ کو بر داور سلا م بنایا اسی طرح ہمارے مقتدا (آنحضرت ﷺ) کے لئے خاص اللہ تعالی نے اس آگ کو بجھا دیا اور فرمایا اطفأ ها الله یعنی جب کبھی ہمارے نبی کے دشمنوں نے آتش جنگ جلائی اللہ نے اسے بجھا دیا

(کتاب نورالدین۔ص ۱۴۴)

حضرت مولوی (نورالدین) صاحب نے اس (دھرم پال) کی کتاب ترک اسلام کے جواب میں نورالدین کتاب لکھی۔اس میں آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ آگ سے مراد مخالفوں کی دشمنی کی آگ ہے۔

(سیرۃ المہدی، اول۔ص ۱۳۲۔۱۳۳)

اس واقعہ سے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کا مذہب یوں ہے:
مرزا صاحب تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اس کو ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ اس تاویل کی کیا ضرورت تھی ۔اس زمانہ میں ہم موجود ہیں ۔ہمیں کوئی مخالف دشمنی سے آگ کے اندر ڈال کر دیکھ لے کہ خدا اس کو ٹھنڈا کرتا ہے یانہیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۳۳)

حضرت ابراہیمؑ جب آگ میں ڈالے گئے تب بھی یہ عادت اللہ ظہور میں آئی۔ ابراہیم کو آگ سے جدا نہیں کیا گیا اور نہ آسمان پر چڑھایا گیا لیکن حسب منطوق آیت قلنا یا نار کونی بر داً آگ اس کو جلا نہ سکی۔

(تحفہ گولڑویہ۔ص ۲۳۷)۔

ابراہیمؑ چونکہ صادق اور خداتعالی کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جب کہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے آگ کو اس کیلئے سرد کر دیا۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۵۰)

حضرت مسیح کی ولادت سے متعلق حکیم نورالدین کا مذہب یوں ہے:

مولوی نورالدین صاحب نے جو کچھ کتاب نورالدین صفحہ ۱۵۸ میں لکھا ہے اسے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے مدلل مضمون میں پیش کر چکے ہیں جس کا خلاصہ مولانا صاحب نے انڈیکس میں دیا ہے۔

(اعتراض) مسیح بن باپ

(جواب کا خلاصہ) یہ مسئلہ اسلام کا جزو نہیں۔ (پیغام صلح ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۲)

اور مرزا غلام احمد کا عقیدہ یوں ہے:

الحکم قادیان ۲۴ جون ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱، اور ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۶، ۳۷ پر ہے:

ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے اور اللہ تعالی کو سب طاقتیں ہیں اور نیچری جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا، وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ (نیز دیکھو پیغام صلح لاہور ۵ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۴)۔

۵۔ معراج نبوی سے متعلق حکیم نورالدین کا مذہب یوں ہے:

معراج نبوی کے متعلق جہاں تک میرا علم تجربہ اور ایمان یقین دلاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت روح اور جسم دونوں کا اس میں دخل تھا کیونکہ صرف روح بدون جسم کے کوئی علم حاصل نہیں کرسکتا اور جسم بدون روح کے کوئی عمل نہیں کرسکتا۔ (اخبار الحکم قادیان ۳۱۔ اگست ۱۹۰۷ء ص ۳)

ہمارا ایمان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے معراج کا نظارہ روح مع جسم تھا ہاں اسی جسم کے ساتھ جو لوگ کہتے ہیں کہ معراج جسمی کے قائل نہیں وہ جھوٹ

بولتے ہیں۔ (اخبار الحکم قادیان ۳۱۔اگست ۱۹۰۰ء ص ۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ یوں ہے:

سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے۔ (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۴۷ حاشیہ)

۶۔قتل انبیاء کے بارے میں حکیم نورالدین کا مذہب ہے:

یقتلون النبیین سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قتل کے ارادے اور منصوبے ہیں اس لئے اس کو مضارع کے صیغے سے بیان کیا ہے ورنہ یہ قرآن سے ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی نبی قتل نہ کیا گیا ہو۔

(تفسیر القرآن ماخوذ از درس حکیم صاحب پارہ اول۔ص ۹۶)

کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا۔ (تفسیر القرآن۔ پارہ اول۔ص ۱۱۶)

حضرت خلیفہ اول کا یہ اعتقاد تھا کہ نبی قتل نہیں ہوسکتا مگر ہمارا یہ اعتقاد تھا کہ نبی قتل ہوسکتا ہے اور خود مسیح موعود نے بھی لکھا ہے کہ حضرت یحیٰ قتل کئے گئے۔ (اخبار الفضل قادیان ۵ فروری ۱۹۲۴ء ص ۵)

مرزا غلام احمد قادیانی کا مذہب منقول ذیل ہے:

براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۵، ازالہ اوہام صفحہ ۱۶ و ۴۱۲، حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۱، ۳۶، ۵۶ کے حاشیہ پر ہے کہ بعض انبیاء دشمنوں کے ہاتھوں سے قتل کئے گئے خصوصاً حضرت ذکریا اور حضرت یحیٰ شہید کئے گئے۔

نتیجہ: میں نے نمونہ کے طور پر صرف چھ ایسے مسائل پیش کئے ہیں جن میں حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول نے مرزا غلام احمد قادیانی کی صریح تحریروں اور تقریروں سے اختلاف کیا ہے اس کیلئے خود حکیم نورالدین کا حکم سنئیے۔ایک دفعہ حکیم نور الدین صاحب نے فرمایا:

میں اگر حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب کی کسی تقریر یا تحریر کا صریح اختلاف کروں تو حق پہنچتا ہے کہ اسے نہ مانا جاوے۔ ورنہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ ماننا چاہیے۔ (اخبار الحکم قادیان ۱۴، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۱۱)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۴۹ ص ۴۔۶)

راولپنڈی میں مباحثہ

اوراس پر مرزا قادیانی کا محاکمہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ ماہ ستمبر میں احباب راولپنڈی نے پے در پے لکھا کہ امت مرزائیہ نے یہاں تبلیغ شروع کر رکھی ہے، آپ ایک روز کے لئے آ یئے۔ تقاضے پر تقاضے ہونے سے ۲۹ ستمبر کو جگادھری ضلع انبالہ سے سیدھا راولپنڈی پہنچا۔ جلسہ عام تھا۔ علماء اسلام شریک تھے۔ تقریروں کا رخ مرزا صاحب کی طرف زیادہ تھا کیونکہ راولپنڈی میں امت مرزائیہ کی دونوں جماعتیں (لاہوریہ اور قادیانیہ) کام کرتی ہیں۔

اتفاق حسنہ سے لاہوری جماعت نے مجھے خط لکھا کہ خان صاحب شیخ محمد اسماعیل صاحب آنریری مجسٹریٹ کے مکان پر تبادلہ خیالات کریں۔ میں نے جواب دیا مجھے منظور ہے، آپ شیخ صاحب موصوف کا خط مجھے بھجوادیں۔

چنانچہ وہ گئے شیخ صاحب موصوف چونکہ مذہبی امور سے دل چسپی رکھنے والے ہیں اس لئے انہوں نے منظوری دے کر مجھے خط لکھا، بلکہ پہنچنے کیلئے موٹر بھیج دیا۔

۲۹ ستمبر کو ۹ بجے مجلس ہوئی جس میں اندازاً کوئی سو آدمی ہوں گے۔ اس مجلس میں تو باہمی فریقین نے ایک دوسرے کی گلہ گذاریاں کیں جو سب کی سب ان کی مقامی تھیں، جن سے مجھے یا بیرونی اشخاص کو کوئی تعلق نہ تھا، اس لئے تبادلہ خیالات کا وقت ۳ بجے سے ۴ بجے تک رکھا گیا۔ چنانچہ بعد دوپہر فریقین حاضر ہوئے ہمارے فریق میں مندرجہ علماء شریک تھے:

خاکسار ابوالوفاء ثناء اللہ۔ مولوی حکیم عبدالرحمٰن صاحب، قاری مولوی اعجاز احمد صاحب خطیب جامع صدر راولپنڈی، مولوی مولابخش صاحب وغیرہ۔

اور فریق ثانی میں مولوی صدرالدین، مولوی عصمت اللہ، مولوی عبدالحق صاحبان تھے سامعین قریباً دوسو اشخاص ہوں گے جن میں امت مرزائیہ قادیانی پارٹی کے بھی ایک دو اشخاص بطور سامع یا بطور مخبر شریک تھے۔

میں نے سوال اٹھایا: مرزا صاحب نے دانیال نبی کی پیش گوئی اپنے حق میں لکھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہے گا، اور مرزا صاحب قادیانی نے اپنی الہامی عمر بھی اسی کے مطابق بتائی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ موصوف بجائے ۱۳۳۵ھ کے ۱۳۲۶ھ میں فوت ہو گئے۔ نو سال پیشتر کیوں؟

نوٹ۔ اس پیش گوئی کی ساری عبارت اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۱ جون اور ۲۹ جولائی سنہ رواں میں درج ہو کر اس پر مفصل بحث ہو چکی ہے۔

مولوی عصمت اللہ صاحب احمدی مبلغ نے بمشورہ احباب بجائے دفاع کے جارحانہ پہلو اختیار کیا۔ بولے کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تین دفعہ جھوٹ بولا۔ (ایسا بہتان، ایسا افتراء)۔ کیا یہ حدیث بخاری میں نہیں۔

حضرت یوسفؑ نے بھائی کے بورے میں پیالہ رکھ کر فریب کیا۔ کیا یہ نبیوں کا طریق ہے۔

نیز آپ لوگ لونڈیاں بکثرت رکھنے کے قائل ہیں۔ وغیرہ

میں ان کی اس روش سے سمجھ گیا کہ میرے مخاطب مباحثہ کو پٹڑی سے اتارنا چاہتے ہیں۔ یعنی ان کا مدعا ہے کہ میں ان مثالوں کی تصحیح میں لگ کر اصل مطلب سے دور جا پڑوں۔

میں نے جواب دیا کہ میرے سوال سے جو بات تعلق رکھتی ہو وہ کہیے۔ ان باتوں کا جواب اس طرح ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک کے لئے مستقل وقت ہو۔ یہ نہیں کہ ایک گھنٹے میں سب کچھ کر سکوں۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے دانیال نبی کی پیش گوئی اپنے حق میں لکھی اور اپنی عمر کی بابت خود پیش گوئی کی۔ دونوں پیش گوئیاں پوری نہ ہوئیں

مولوی صدر الدین نے کہا:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تعلیم پر کھئے، یہ تعلیم نہیں۔

میں نے کہا:

قرآن مجید کی آیت و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد خدا کی طرف سے تعلیم ہے۔ حالانکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت مسیح

نے کہا تھا کہ میں ایک رسول کی بابت تم کوخوش خبری دیتا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔

اسی طرح مرزاغلام احمد صاحب قادیانی کا کہنا کہ :

دانیال نبی نے میری بابت کہا ہوا ہے کہ میں ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہونگا اور میراالہام بھی میری عمراتنی ہی بتاتا ہے۔

یہ بھی تعلیم ہے ۔اگر یہ قول مرزا، تعلیم نہیں ،تو ارشاد قرآن کو بھی تعلیم نہ کہیے بلکہ کچھ اور نام رکھئے۔

آخر کار مولوی عصمت اللہ صاحب نے کہا کہ :

ملہم کا الہام کوئی حجت نہیں ۔غلط ہوگیا تو ہوجائے ۔ آپ بتایئے کہ بخاری میں حدیث ہے یانہیں کہ حضرت ابرہمؑ نے تین جھوٹ بولے۔

جب اصل مضمون کی نسبت انہوں نے صاف لفظوں میں غلط ہونے کا اقرار کیا تو میں نے کہا: بہت خوب! اگر ملہم کا الہام حجت نہیں تو قصہ ہی ختم ۔ یہ الہام حجت نہیں تو وہ بھی حجت نہیں جس میں ذکر ہے کہ انا جعلنا ك المسيح الموعود یعنی خدا نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام کیا ہے اے مرزا ہم نے تجھ کو مسیح موعود بنایا۔ یہ بھی حجت نہیں ، اس کا غلط ہونا بھی تعجب نہیں تو جانے دیجئے سارے قصے ختم ، ہاتھ ملایئے مصافحہ کیجئے ۔

اتنے میں ساڑھے چار بج گئے ۔ میں نے کہا آیئے اب میں آپکولونڈیوں وغیرہ کی بابت جواب دوں ۔مگر انہوں نے اپنے جلسہ کا عذر کیا جس کی بابت ۴ بجے کا اشتہار تھا اور مالک مکان نے دیر ہوجانے کا عذر کیا اور جلسہ برخواست ہوا۔

ہاں دوران گفتگو میں، میں نے یہ بھی دریافت کیا کہ آخر آپ کو اس قسم کی مثالیں بتانے سے کیا فائدہ۔

مولوی عصمت اللہ مجیب نے کہا یہ فائدہ کہ اس قسم کی مشکل آیات اور احادیث کی صحیح تشریح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ہم کو سکھائی ہے۔بس اسی تعلیم کی وجہ سے ہم ان کو مجدد مانتے ہیں۔

میں نے کہا یہ تو سب کچھ سرسید احمد خان نے کیا ہے۔ پھر جو کچھ ماننا ہے ان

کو مانئے ۔ جواب دیا کہ ہم ان کی بھی بڑی عزت کرتے ہیں ۔

مجلس میں تو ہم اصل مبحث نہ چھوڑ سکتے تھے اسلئے کہ اس کا چھڑانا حریف کا عین مطلب تھا، اب اخبار کے ذریعہ بتاتے ہیں کہ جس صاحب کی طرف سے یہ لوگ لڑتے ہیں اور جس کی طرف سے سینہ سپر ہوکر تکلیف اٹھاتے ہیں وہ ان کو کیا کہتے ہیں

حضرت ابراہیمؑ کے تین جھوٹوں کی بابت محدثین کا جواب یہی ہے کہ ان میں نسبت مجازی ہے، اس لئے دراصل جھوٹ نہیں۔ جیسے عربی اردو بلکہ ہر زبان میں ایسے محاورات مجازیہ ملتے ہیں۔عرب کا شعر ہے:

اصاب الصغيرة و افنى الكبير کر الغداة و مر العشی

صبح شام کی گردش نے چھوٹوں کو بڑا کر دیا اور بڑوں کو مار دیا

حالانکہ مارنا، جلانا وغیرہ خدا کا کام ہے، اسی لئے مرزا غلام احمد صاحب ایسے اعتراض کرنے والوں کو نہایت مکروہ القاب سے یاد کرتے ہیں:

خبیث، ناپاک فطرت، شیطان خصلت، پلید وغیرہ۔

غور سے سنئے ۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے صرف میں لانا، حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا اور اس کے لگانے سے روک نہ دینا، اور حضرت ابراہیم کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا۔

پھر اگر کوئی تکبر اور خودستائی کی راہ سے اس بنا پر حضرت موسیٰؑ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا، یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا، یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر اب پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے، تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی

فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ص ۵۹۷۔۵۹۸)

احمدی دوستو! عبارت مذکورہ دیکھ کر افسوس ہے تو یہ ہے کہ آپ لوگوں نے جس معشوق پر جان فدا کی تھی اس نے بھی آپ لوگوں کی قدر نہ کی، تو کیا میں آپ کی طرف سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مخاطب کر کے یہ شعر نہ پڑھوں

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

نوٹ: ہمارا گمان ہے کہ قادیانی پارٹی مخاطب ہوتی تو اتنی دلیری نہ کرتی جتنی لاہوری نے کی، اس لئے میں اٹھتے ہوئے احمدی مناظر اور انکے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ شاباش

ایں کار ازتو آید مرداں چنیں کنند

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۱۔اکتوبر ۱۹۲۹ء مطابق ۷ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۵۰ ص ۳۔۴)

مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عام طور پر سوال ہوتا ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود اور مہدی مسعود نے فریضہ حج کیوں ادا نہ کیا۔ عرصہ سے یہ سوال فضا میں گونج رہا ہے۔ آخر اس مشکل سوال کو اخبار الفضل قادیان نے بزعم خود آسانی سے حل کر دیا کہ:

مرزا صاحب بیمار رہتے تھے، اور امن بھی نہ تھا، اس لئے آپ پر حج فرض نہ تھا۔ (الفضل قادیان ۱۰ ستمبر ۱۹۲۹ء ص ۷)

ہمارے نزدیک یہ جواب شافی نہیں کیونکہ بیماری کا جواب یہ کافی ہے کہ جناب موصوف کے ہاں اولاد پر اولاد پیدا ہوتی تھی، جو نہ صرف صحت بلکہ قوت کی دلیل ہے، اسی طرح عدم امن کا خوف بھی معقول نہیں کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہوا تھا

و اللّٰہ یعصمك من النّاس ۔خدا تیری (مرزا قادیانی کی) حفاظت کریگا۔

معلوم ہوا کہ عدم امن کا خیال مانع حج نہ تھا، یا نہ ہونا چاہیے تھا، بلکہ ہمارے خیال میں اس کی وجہ اور ہے۔ اور غالبًا وہ معقول ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ وہ وجہ اگر چہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بتائی ہوئی ہے، تاہم ہمارے قلم سے نکلنے پر قادیانی لوگ شائد نہ مانیں ۔ تاہم ہمارا فرض ہے کہ ہم معترضین کا منہ بند کرنے کو معقول وجہ پیش کر دیں وہ وجہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنا ایک الہام لکھا ہے:

لوگ تیرا حیض دیکھنا چاہتے ہیں ۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص۱۴۳)

چونکہ مرزا صاحب قادیانی کا یہ حیض عورتوں کے حیض کی طرح عارضی نہ تھا بلکہ دائمی تھا، اس لئے یہی حیض دائمی، مانع حج بھی رہا۔

احمدی دوستو! تمہارا جواب تو خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بیان کے خلاف ہے مگر ہمارا جواب ان کے بیان سے تائید پاتا ہے۔ امید ہے اب معترضین آئندہ کو اعتراض نہ کریں گے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء مطابق ۷ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۵۰ ص ۵)

مباحثہ راولپنڈی: ایک وضاحت

راولپنڈی میں قادیانیوں کے لاہوری گروپ سے مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ایک مباحثہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۹ء کو تین سے چار بجے تک ہوا۔ جس کی روئداد اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔

مباحثے میں یہ بات پیش ہوئی کہ مرزا صاحب قادیانی نے دانیال نبی کی پیش گوئی اپنے اوپر لگائی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ مسیح موعود ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہے گا، مگر مرزا صاحب قادیانی ۱۳۲۶ھ میں فوت ہو گئے حالانکہ انہوں نے لکھا تھا کہ میری عمر کے متعلق الہام یہی ہے کہ میں ۱۳۳۵ہجری تک زندہ رہوں گا۔

مرزائیوں کی لاہوری جماعت کا مناظر مولانا ثناء اللہ کی گرفت میں اس

طرح جکڑا رہا کہ بالآخر اسے اعتراف کرنا پڑا کہ :

ملہم کا الہام کوئی حجت نہیں ۔

اور پھر اس نے کہہ دیا کہ:

ایک بات غلط ہوگئی تو کیا ہوا؟

اس پر مولانا ثناء اللہ امرتسری نے فرمایا کہ اگر ملہم کا الہام حجت نہیں تو قصہ ہی ختم ہے۔ اگر یہ الہام حجت نہیں تو وہ الہام بھی حجت نہیں جس میں ذکر ہے کہ

انا جعلناك المسيح المو عود

یعنی خدا نے مرزا صاحب قادیانی کو الہام کیا ہے کہ

اے مرزا ہم نے تجھ کو مسیح موعود بنایا۔

یہ بھی حجت نہیں ۔ اور اس کا غلط ہونا بھی باعث تعجب نہیں ،تو جانے دیجئے ۔ سارے قصے ختم ۔ ہاتھ لایئے مصافحہ کریں ۔

اس پر قادیانی مناظر نے اپنے جلسہ کا عذر کیا جس کی بابت ۴ بجے کا اشتہار تھا۔ اور یہ مجلس برخواست ہوگئی ۔

مولانا ثناء اللہ نے اہل حدیث ۱۱ ۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے شمارے میں اس مباحثے کی روئداد شائع فرمائی تو پیغام صلح لاہور کے ۲۳ ۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے شمارے میں اس کے نامہ نگار نے اہل حدیث ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے دس جھوٹ بتائے ۔ جن میں ایک (چھٹا) مرزا صاحب قادیانی کے متعلق ہے ۔

مولانا ثناء اللہ نے جواب میں لکھا کہ ہم دس میں سے نو جھوٹوں کے جواب میں مہتمم مناظرہ کی تصدیق پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں ۔ خانصاحب شیخ محمد اسماعیل آنزیری مجسٹریٹ صدر راولپنڈی کے مکان پر ان کے انتظام سے مباحثہ ہوا ۔ اہل حدیث کا متعلقہ شمارہ ہم نے موصوف کو بھیجا اور لکھا کہ پیغام صلح لاہور کا متعلقہ شمارہ دیکھ کر فرمایئے کہ واقعات صحیحہ کس نے لکھے ہیں ۔ موصوف کا جواب آیا

الحمد للہ واقعات آپ نے صحیح لکھے ہیں ۔ خاکسار محمد اسماعیل

ہاں چھٹے کذب کا جواب دینا ہمارا فرض ہے جو اخبار پیغام صلح لاہور نے یوں بیان کیا ہے

چھٹا جھوٹ ۔ دانیال نبی نے میری (مرزا قادیانی کی) بابت کہا ہوا ہے کہ میں ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہوں گا۔ یہ بھی مرزا صاحب (مولوی ثناء اللہ کا) پر افتراء ہے۔ حوالہ زیر بحث میں یہ کہیں نہیں ہے۔

(پیغام صلح لاہور ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء)۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ پیش کیا تھا وہ مالک مکان مناظرہ خان صاحب شیخ محمد اسماعیل صاحب کو دکھا دیا تھا۔ آپ بھولے ہوں یا آپ کو وہ مقام نہ ملے تو سنئے ۔ وہ یہ ہے :

دان ایل نبی بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزمان کے ظہور سے جو محمد ﷺ ہے جب بارہ سو نوے برس گذریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس تک اپنا کام چلائے گا ۔ یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۱۱۶)۔

بتاؤ اس عبارت کے کیا معنی ہیں ۔ وہی ہیں یا نہیں جس کو آپ جھوٹ کہہ رہے ہو۔ عبارت ھذا دیکھ کر اس عبارت کو جھوٹ کہو تو جانیں ۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مزید فرماتے ہیں کہ

جلسہ منٹگمری (حال ساہیوال پاکستان) ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۹ء کے دوران ہمارا اسی مسئلے ایک اور مباحثہ ہوا جس میں قادیانی پارٹی بالمقابل تھی ۔ اس مباحثہ کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ وہاں قادیانی پارٹی ایسی پھنسی کہ:

نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ۔

بالکل اس کے مشابہ جو شہد میں گری ہوئی مکھی نکلنے کی کوشش کرتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک پر کو نکالنا چاہتی ہے، تو دوسرا بھی پھنس جاتا ہے۔

وہاں مولوی اللہ دتہ قادیانی مناظر تھے ۔ انہوں نے ہمارے مؤاخذہ سے تنگ آکر کہہ دیا کہ مرزا صاحب غلطی سے سن ہجری سے لکھ گئے ہیں ۔ اس کے باوجود ہمیں یقین ہے کہ قادیانی اخبار عنقریب اس مباحثہ کو بھی اپنی کامیابی بتا دینگے جس پر ہماری دعا ہوگی کہ ایسی کامیابی خدا ان کو ہمیشہ نصیب کرے ۔ ہمارا دعوی ہے کہ ہمارے اس مؤاخذہ کا جواب امت مرزائیہ کی تینوں بلکہ چاروں پارٹیاں پنجابی پوربی

بنگالی دکنی یا برمی مل کر بھی نہیں دے سکتیں۔

دے سکتی ہوں تو اپنے امیر (مولوی محمد علی لاہوری) اور خلیفہ (مرزا محمود احمد قادیانی) سے اجازت لے کر ہم سے باقاعدہ مباحثہ کرلیں۔ باقاعدہ سے مراد یہ ہے کہ مباحثہ بالمشافہ تحریری ہو اور کوئی غیر جانبدار ثالث ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔اکتوبر ۱۹۲۹ء ص ۵۔۶)

بہاء اللہ کو مرزا کے مقابل کیوں پیش کرتے ہیں

جناب منشی محمد حسین صابریؒ، بریلی سے لکھتے ہیں:

مرزائی اخبار الفضل قادیان نے ایک مضمون بعنوان، بہاء اللہ نے نبوت کا دعوی نہیں کیا، اپنی ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے جس میں اس نے تقوی اور دیانت کو بالکل ہاتھ سے چھوڑ کر بعض ایسے حوالے بہائی کتاب **الفرائد** سے دیئے ہیں جن کے سیاق وسباق سے وہ مطلب نہیں نکلتا جو اس نے اپنے ناظرین کو بتایا ہے ایک مرزائی کے لئے بد دیانتی تو ضروری چیز ہے لیکن اس مضمون میں ایمان داری خدا ترسی کو بالکل ہاتھ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

مرزائی نے جہاں سے چند فقرات **الفرائد** سے نقل کئے ہیں وہاں دراصل بہائی مصنف اس مسئلہ پر بحث کر رہا ہے کہ اسلام کا موعود صاحب شریعت ہے یا مروج شریعت پر وہ اپنے خیال اور عقیدے کے مطابق ثابت کرتا ہے کہ موعود اسلام حضرت موسی حضرت عیسی اور آنحضرت ﷺ کی طرح صاحب شریعت ہوگا۔لیکن الفضل نے نہایت بد دیانتی سے یہ ظاہر کیا ہے کہ گویا مصنف **الفرائد** کے نزدیک بہاء اللہ کا دعوی نبوت کا نہ تھا بلکہ الوہیت کا تھا۔

میں اس وقت یہاں نبوت بہاء اللہ پر بحث نہیں کر رہا ہوں جو **الفرائد** کی عبارت پیش کروں اور دکھاؤں کہ مرزائیت اور بد دیانتی لازم وملزوم ہیں۔ کیونکہ اس مسئلہ پر اللہ تعالی نے فضل وکرم سے بہت کچھ لکھ چکا ہوں جس کا جواب مرزائیوں سے

قیامت تک نہیں ہوسکتا۔ میں یہاں صرف اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں جو مرزائی نے لکھا ہے کہ:

بہاء اللہ کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے مقابلہ پر پیش کرنا بھی محض شرارت اور فتنہ سازی ہے۔ (اخبار مذکور۔ص ۶)

سو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ فتنہ سازی اور شرارت آپ کے مسیح موعود نبی ورسول ابن اللہ بلکہ خود اللہ نے اپنے سر پر لی ہے اس میں کسی کا بھی کچھ قصور نہیں ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ یوں تو بہت کمزور سا ہے، جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ یعنی آنجہانی فرماتے ہیں کہ میں خود کچھ نہیں ہوں جو کچھ ہے وہ محمد (ﷺ) ہیں۔

یا یوں کہیے کہ آپ کے اس دعویٰ کا یہ مطلب ہے کہ آپ نبوت محمدیہ کی چادر اوڑھ کر مصنوعی محمد بنے بیٹھے ہیں، ورنہ دراصل وہی مرزا غلام احمد زمین دار قادیان ہیں جن سے کسی کو کچھ کام نہیں ایسے زمین دار نہ معلوم کتنے پھرتے ہیں۔

لیکن دوسری طرف جو دعویٰ ہے وہ اس قدر بڑا ہے کہ آپ اپنے تئیں انبیاء کے زمرے میں شمار کرتے ہیں اور اپنی صداقت پر ان دلائل کو پیش کرتے ہیں جو صرف صادق اور براہ راست نبوت ورسالت کا درجہ پانے والے نبیوں اور رسولوں کے لئے مخصوص ہیں مثلاً لو تقول علینا ..والی آیت جو صرف آنحضرت ﷺ یا آپ جیسے نبیوں کے لئے خاص ہے ظاہر ہے کہ یہ دونوں دعوے صریح متضاد ہیں ایسے کہ ایک کو دوسرے سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

اگر مرزا صاحب ایک خادم کی حیثیت میں تو پھر اپنے آقاؤں (انبیاء) کے درجے میں ہونے کا دعویٰ کرنا اگر صریح گستاخی نہیں تو کیا ہے۔ اور اگر خود ہی مخدوم ہیں اور نبوت کے درجے کا دعویٰ کر کے صاحب شریعت نبیوں کے دلائل استعمال کر کے اپنے آپ کو صادق ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں، تو دوسرے مدعی نبوت صاحب شریعت کے مقابلے سے بھاگتے کیوں ہیں۔ اور مریدان خوش اعتقاد ایسا مقابلہ دیکھنے والوں پر ناراض کیوں ہوتے ہیں۔

پس جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق یا تو ان دلائل کو چھوڑ دیا

جائے جو صرف صادق اور براہ راست نبیوں کی نبوت کے معیار ہیں اور صاف صاف کہہ دیا جائے کہ ہم تو صرف خادم شریعت ہیں اور ہماری اپنی کوئی حیثیت نہیں۔ ورنہ دوسرے صاحب شریعت ہونے کا دعوی کرنے والے کے مقابلہ پر نکل کر اپنی صداقت کو پیش کرنا چاہیے۔

بہاء اللہ نے جو کچھ دعوے کیا ہے، اسے اسلامی اصطلاح میں نبوت اور رسالت کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے (بہاء اللہ خود بھی اپنے آپ کو رسول کہتا ہے جس کا ثبوت اہل حدیث امرتسر نے بار ہا دیا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری) اگر چہ بلا شبہ خود بہاء اللہ نے نبی کا لفظ اپنے لئے مقرر نہیں تاہم ان کی اصطلاحات اور کتب استدلالیہ بہائیہ سے جو کچھ ظاہر ہے وہ یہی ہے کہ انہیں مقام نبوت و رسالت ہی کا دعوی ہے۔

میں اپنے دعوے کے ثبوت میں خود بہاء اللہ کا اپنا بیان اور پھر ان کے فرزند رشید جناب عبدالبہاء عباس آفندی کی تحریر پیش کرتا ہوں اور مرزائی صاحبان اپنے ثبوت کیلئے اڈیٹر کوکب ہند یا ایسے ہی کسی خوش اعتقاد بہائی کو گواہی میں لاتے ہیں

ببیں تفاوت رہ از کجا سے تا بکجا

پس آنحضرت ﷺ کے دلائل صداقت کو جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پر استعمال کر کے بہاء اللہ کی رسی خود گلے میں ڈلوائی ہے۔

اب اگر مرزائی صاحبان اسے توڑنا چاہتے ہیں تو بجائے دوسروں پر ناراض ہونے کے اپنے مسیح موعود صاحب کے اصولوں اور دلائل صداقت کا جائزہ لے کر ان سے دست بردار ہونے کی کوشش کریں، ورنہ اسی کے سوا کہ مرزا صاحب قادیانی کو بہاء اللہ کے مقابلے پر کھڑا کیا جائے ان کے لئے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

لطیفہ: مرزائی اڈیٹر نے ایک بہت مزے دار بات لکھی ہے۔ لکھتے ہیں:

> ایک مرتبہ کوکب ہند کے بہائی اڈیٹر نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو ڈانٹ کر لکھا اہل حدیث نے جناب بہاء اللہ کو نبی کیوں لکھا جب کہ اہل بہا ان کو نبی نہیں مانتے (بحوالہ اہل حدیث ۱۵ جون ۱۹۲۸ء نمبر ۳۵ جلد ۲۵) (الفضل مذکور)

اتنا لکھ کر مرزائی دیانت دار تو اپنا فرض ادا کر چکا کیونکہ حقیقت کو جو ان کے خلاف ہو اس کا ظاہر کرنا اس بے چارے کے مذہب میں حرام ہے۔ لیکن اس کے بعد

جو کچھ ہوا وہ میں بتا تا ہوں کہ کوکب ہند کی مذکورہ بالا ڈانٹ کے بعد جب اہل حدیث امرتسر نے اسے دلائل کی رسی سے گرفتار کرلیا، تو وہ بالکل خاموش ہو گیا۔ اور آج تک اسے ایک حرف لکھنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی ۔ اور اس کی ڈانٹ ، الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ، کی مصداق ثابت ہوئی ۔

میں اپنا یہ بیان ان لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں جو ایمان دار اور خدا ترس ہیں اور جن کو ہفت روزہ اخبار اہل حدیث امرتسر، اخبار الفضل قادیان اور کوکب ہند پڑھنے کا باقاعدہ موقع ملتا ہے وہ جان لیں گے کہ مرزائی اپنے بیان میں راست باز ہے یا خاکسار راقم الحروف ہذا۔

بہائی اور قادیانی مباحثہ :

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بتاتے ہیں کہ بہائی رسالہ کوکب ہند قادیانیوں کو مباحثہ کا چیلنج دیتا ہے۔ مضامین بحث یہ تجویز کرتا ہے:

۱۔ختم نبوت

۲۔مسئلہ قیامت

۳۔اجراء شریعت۔

۴۔معیار صداقت۔

۵۔موعود کل ادیان۔ وغیرہ

ہمارے نزدیک ضروری مضمون یہ ہے کہ

۶۔ دعاوی مرزا قادیانی ، بہاء اللہ کی نقل ہیں۔

یہ مضمون کوکب ہند کے اڈیٹر صاحب لے سکیں تو ہمارے نامہ نگار صابری صاحب کے حوالے کریں۔ یہ جلسہ امرت سر یا بٹالہ میں ہو تو ہم بھی اپنی ناچیز خدمات ہر دو فریق کے لئے پیش کرتے ہیں:

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۸۔اکتوبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۴ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۵۱ ص ۴۔۵)

راولپنڈی کے مباحثہ کی روداد: سچا کون ہے

اس مباحثہ میں جو سوال پیش ہوا تھا اس کا ذکر اور مباحثہ کی روداد اہل حدیث ۱۱۔اکتوبر میں درج ہو چکی ہے یعنی پیش ہوا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی دانیال نبی کی پیش گوئی اپنے اوپر لگائی جس کا مضمون یہ ہے کہ مسیح موعود ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہے گا مگر مرزا صاحب ۱۳۲۶ھ میں فوت ہو گئے حالانکہ انہوں نے لکھا تھا کہ میری عمر کے متعلق بھی الہام یہی ہے کہ میں ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہوں گا۔

اس سوال کی مخاطب راولپنڈی میں احمدیوں کی لاہوری جماعت تھی جنہوں نے بڑی جرأت سے کہا تھا کہ ایک بات غلط ہو گئی تو کیا ہوا۔ یہی سوال منٹگمری میں قادیانی پارٹی کے سامنے میں نے پیش کیا تھا وہ بھلا ایسی ضعیف الاعتقاد کہاں تھی جو غلط کہہ دیتی۔ اس نے اس کی اصلاح کرنے میں مقدور بھر کوشش کی لیکن بالکل اس کے مشابہ ہوئی جو شہد میں گری ہوئی کی مکھی نکلنے کی کوشش کرتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک پر کو نکالنا چاہتی ہے تو دوسرا بھی پھنس جاتا ہے۔

ہم نے اہلحدیث ۱۱۔ اکتوبر میں مرزا صاحب کا قول نقل کیا تھا جس میں انہوں نے حضرت ابراہیم والی حدیث کے کذبات پر اعتراض کرنے والوں کو خوب آڑے ہاتھوں لیا تھا۔ ہمارا یقین تھا کہ مرزائی مناظر (بہر دونوع) آئندہ یہ اعتراض پیش نہ کریں گے مگر مرزائی اور خاموشی۔؟ پیغام صلح ۲۳ اکتوبر میں اسکے نامہ نگار نے (جسکو ہم جانتے ہیں) اہل حدیث ۱۱ اکتوبر کے دس جھوٹ بتائے ہیں جن میں ایک (چھٹا) مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کے متعلق ہے باقی روداد مباحثہ کے متعلق۔ اس لئے ہم نو جھوٹوں کے جواب میں مہتم مناظرہ کی تصدیق پیش کر دینا کافی جانتے ہیں۔

خان صاحب شیخ محمد اسماعیل صاحب آنریری مجسٹریٹ صدر راولپنڈی کے مکان پر ان کے انتظام سے مباحثہ ہوا اہل حدیث مورخہ ۱۱۔اکتوبر ہم نے موصوف کو بھیجا اور لکھا کہ پیغام صلح ۳۔اکتوبر دیکھ کر فرمایئے کہ واقعات صحیحہ کس نے لکھے ہیں موصوف کا جواب آیا۔

الحمدللہ صحیح واقعات آپ نے لکھے ہیں۔

خاکسار محمد اسماعیل ۔۱۲۔اکتوبر ۱۹۲۹ء

مگر کیا ان لوگوں پر اس شہادۃ کا کچھ اثر ہوا؟ دیدہ باید۔ جب کہ خود مرزا صاحب کی شہادت کے ماتحت بقول مرزا حدیث ابراہیمی پر اعتراض کر کے خبیث ناپاک فطرت شیطان خصلت پلید بننا بھی گوارا کر رہے ہیں مگر اعتراض نہیں چھوڑتے دیکھئے خان صاحب موصوف کی شہادت کو کس نظر سے دیکھیں گے۔

سچ تو یہ ہے کہ ہمارے پاس تکذیب مرزا پر جتنے دلائل ہیں ان میں سے دانیال والی پیش گوئی سب سے وزن دار ہے اس لئے ہم اپنے ناظرین کو جو مباحثات قادیانیہ سے دل چسپی رکھتے ہوں ان کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ سب سے پہلی اسی دلیل سے کام لیا کریں

پیغام صلح کا نامہ نگار لکھتا ہے

چھٹا جھوٹ: دانیال نبی نے میری (مرزا صاحب کی) کی بابت کہا ہوا ہے کہ میں ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہوں گا یہ بھی مرزا صاحب پر افتراء ہے۔حوالہ زیر بحث میں یہ کہیں نہیں۔(پیغام صلح ۲۳۔اکتوبر ۱۹۲۹ء)

لیجئے صاحب! ہم نے جو پیش کیا تھا وہ مالک مکان مناظرہ خان صاحب شیخ محمد اسماعیل صاحب کو دکھا دیا تھا آپ بھولے ہوں یا آپ کو وہ مقام نہ ملے تو حافظ احادیث مرزا سے سنئیے، وہ یہ ہے:

دان ایل نبی بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزمان کے ظہور سے جو محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جب بارہ سونوے (۱۲۹۰) برس گذریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ھ تک اپنا کام چلائے گا یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔(تحفہ گولڑویہ۔ ص ۱۱۶)

احمدی دوستو! جانتے ہو یہ عبارت کس کی ہے؟ سنو! یہ اس کی ہے جو تمہارا مجدد مہدی مسیح موعود بروزی اور ظلی نبی حکم عدل بالقابہ جس کی وجہ سے آپ لوگ احمدی کہلا کر محمدیت سے ہٹ رہے ہو بتاؤ اس عبارت کے کیا معنی ہیں؟ وہی ہیں یا نہیں جس کو آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں عبارت ہذا دیکھ کر اس عبارت کو جھوٹ کہو تو جانیں

مگر ایسے کہاں؟ تمہارا تو قول ہے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

ذلت کی بارش: جلسہ تبلیغ منٹگمری میں اکتوبر میں جلسہ مباحثہ ہوا جس میں قادیانی پارٹی بالمقابل تھی اس مباحثہ کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قادیانی پارٹی ایسی پھنسی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ قادیانی اخبار عنقریب اس مباحثہ کو بھی کامیاب بتا دیں گے۔ جس پر ہماری طرف سے دعا ہوگی کہ ایسی کامیابی خدا ان کو ہمیشہ نصیب کرے۔ آمین

چیلنج: ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے اس مواخذہ کا جواب امت مرزائیہ کی دونوں بلکہ تینوں پارٹیاں پنجابی پوربی بنگالی دکنی یا برمی مل کر بھی نہیں دے سکتیں۔ دے سکتی ہوں تو اپنے امیر اور خلیفہ سے اجازت لے کر ہم سے باقاعدہ مباحثہ کرلیں

نوٹ: باقاعدہ سے مراد یہ ہے کہ مباحثہ بالمشافہ تحریری ہو اور کوئی غیر جانبدار ثالث ہو۔

احمدی دوستو! کسی مددگار کی ضرورت ہو تو سری نگر کشمیر سے مولوی عبداللہ وکیل کو یا بریلی سے منشی محمد حسین صابری کو اپنے ساتھ ملا لو پھر بھی دیکھ لینا۔ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم نومبر ۱۹۲۹ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ جلد ۲۷ ص ۵۔۶)

قادیانی اور بہائی

جناب عبدالقیوم بردوانی، کٹوچہ سے لکھتے ہیں:

ہمارے قادیانی دوستوں کا خمیر ہی عجب مٹی سے اٹھایا گیا ہے۔ یہ حضرات اپنے مخالف کی آواز کو طرح طرح کے حیلے اور بہانہ سازیوں سے دبا دینا چاہتے ہیں چنانچہ مولوی عبداللہ وکیل سری نگر نے چند دنوں سے اپنے مضامین میں ان کے عقاید کو بہائیوں کا سرقہ بتایا ہے اور اس سے پہلے خواجہ کمال الدین صاحب بھی اپنی کتاب،

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں، میں قادیانیوں کو بار بار یہی کہہ چکے ہیں کہ لیکن یہ حضرات بجائے اس کے کچھ جواب دیں یا معقولیت اور استقلال سے معاملہ پر غور کریں، ذاتی حملوں اور بازاری حرکتوں پر اتر آتے ہیں۔ زیر بحث امور کی طرف توجہ نہیں دیتے اور غیر متعلق باتوں سے اخبارات کے صفحے کے صفحے سیاہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ بات صاف ہے کہ بہائی شرع جدید آپ نے لکھا ہے کہ اس کی شرح میں طویل اختلاف ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے سلف صالحین میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو حوالہ ہونا چاہیے علاوہ اسکے حدیث مذکورہ ضعیف ہے ملاحظہ ہو بلوغ المرام۔ استدلال صحیح نہیں ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم نومبر ۱۹۲۹ء جلد ۲۷ نمبر ۱۔ ص ۸۔۹)

قادیانی کے اقوال میں اختلاف کوئی نئی بات ہے؟

دو قول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے احقر کی نظر سے گذرے۔ دونوں قول باہم متضاد ہیں۔ جن میں ایک مقام پر تو خون نکلنا حضرت عیسیٰ کے زندہ صلیب پر سے اترنے کی دلیل بیان کی، اور دوسرے مقام پر خون کا نہ نکلنا حضرت عیسیٰؑ کے زندہ صلیب پر سے اترنے کی دلیل بیان کی۔ وھو ہذا:

ایسا ہی مسیح کا جمعہ کی آخر گھڑی صلیب پر چڑھائے جانا اور شام سے پہلے اتارے جانا اور رسم قدیم کے موافق تین دن تک صلیب پر نہ رہنا اور ہڈی نہ توڑی جانا اور خون کا نہ نکلنا، کیا یہ تمام وہ امور نہیں ہیں جو بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہ تمام اسباب مسیح کی جان بچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ (راز حقیقت حاشیہ ص ۱۳ مطبوعہ کریمی پریس لاہور)

چھٹی دلیل یہ ہے کہ جب یسوع کے پہلو میں ایک خفیف سا چھید دیا گیا تو اس میں سے خون نکلا اور بہتا ہوا اور ممکن نہیں کہ مردہ میں خون بہتا ہوا نظر آئے۔ (ایام الصلح ص ۱۱۴۔ مطبع ضیاء الاسلام قادیان)۔

احقر کے خیال میں یہ ہر دو اقوال باہم متضاد ہیں جن میں ایک میں خون کا نہ نکلنا اور دوسرے میں بہتا ہوا نظر آنا لکھا ہے۔

راقم: خریدار اخبار اہل حدیث نمبر ۸۲۱۳

مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں:

ایسے اختلافات وہاں سینکڑوں ہزاروں ہضم کئے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ نومبر ۱۹۲۹ء مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۲ ص ۴)

نبوت کا دروازہ کھل گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج تک مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ چلا آیا تھا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین (بمعنی آخری نبی) ہیں مگر مجدد قادیانی نے اس عقیدے میں تجدید کی کہ نبوت تشریعی (کاملہ) ختم ہے، بروزی اور ظلی جاری ہے۔ یہ تجدید جاری کر کے مجدد قادیانی نے باب نبوت تو کھول دیا مگر اس میں یہ بخل کیا کہ نبوت ہی نہیں بلکہ ولایت کو بھی اپنی امت کیلئے مخصوص کرلیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لا ولیّ بعدی الا من اتّبعنی ۔(خطبہ الہامیہ)۔

(یعنی اب میرے بعد میرے تابعدار ہی ولی ہوں گے)

مسلمان اس تخصیص پر ناراض نہ ہوئے بلکہ خوش ہوئے کیونکہ انہوں نے خیال کیا کہ جو نبوت اور ولایت قادیانی اتباع میں ملے گی وہ شیخ سعدی کے اس شعر کی مصداق ہوگی:

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردیء ہمسایہ در بہشت

اس مجدد کی تجدید کی تکمیل زمانہ خلافت ثانیہ قادیانیہ میں یوں ہوئی کہ ۱۹۲۸ء میں جو قادیان سے خاتم النبیین نمبر نکلا اس میں ایک فقرہ یہ درج تھا:

انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خادموں میں پیدا ہوں گے اور وہ ہمیشہ اسلام کے محافظ اور شائع کرنے والے ہوں گے ۔

(الفضل قادیان ۱۲ جون ۱۹۲۸ء ص ۱۵)۔

اسی سرکلر کے ماتحت اس وقت قادیانی امت میں ۴۔اشخاص کی بابت ہمیں علم ہوا ہے کہ وہ مدعی رسالت ہیں۔ایک تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جماعت قادیانیہ میں بیٹھا دعوی رسالت کر رہا ہے اس کے اتباع بھی ہو گئے ہیں جو بذریعہ اشتہارات اس کی نبوت کو ملک میں پہنچا رہے ہیں اس رسول کا نام نامی واسم گرامی احمد نور کابلی ہے۔

دوسرے صاحب عبداللطیف گناچوری ضلع جالندھر پنجاب ہیں۔

تیسرے صاحب تیماپور ریاست حیدرآباد دکن میں ہیں، جن کا نام مولوی عبداللہ ہے۔ انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ہے میزان حشر۔اس میں مصنف نے اپنی بابت یوں لکھا ہے:

> اللہ پاک نے اس فقیر کو نبی مرسل ومہدی ونور محمد کے خطاب سے سرفراز کیا ہے۔ میں اس وقت مکہ مسجد (حیدرآباد دکن) میں اس کتاب کو لکھ رہا ہوں، اور بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قسم کھاتا ہوں میں اللہ کا خلیفہ ہوں، مامور ہوں، مرسل ہوں، امتی نبی ہوں، اور مثیل موسی ہوں۔ حضرت مسیح موعود سے افضل ہوں جن کے آنے کی نسبت حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کو الہام ہے۔ (میزان حشر۔ص ۲۳)۔

ابھی ہمیں ان نبیوں کی بابت علم نہیں ہوا کہ قادیانی امت نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔یعنی ایمان لائے یا کفر کیا۔اسی حالت بے خبری میں جماعت احمدیہ لاہور کے آرگن پیغام صلح نے ہمیں مسرت سنائی کہ امت قادیانیہ میں ایک اور شخص مدعی نبوت جہلم میں پیدا ہو گیا ہے۔پیغام صلح کے الفاظ یہ ہیں:

> جہلم میں ایک درزی کا دعوی نبوت:
>
> دور کیوں جاؤ ابھی حال ہی میں جہلم میں ایک پر جوش محمودی (قادیانی) غلام حیدر ٹیلر ماسٹر نے دعوی نبوت کیا ہے۔اس سے قبل اسی کے کشف و رؤیا (خواب) کی جہلم کے محمودی صاحبان تصدیق وتائید کرتے تھے اب اسی نے دعوی نبوت کا بذریعہ اشتہار اعلان کیا ہے اور قسم کھا کر لکھا ہے کہ:
>
> میری وحی اسی قسم کی وحی ہے جو تمام نبیوں پر نازل ہوتی رہی۔ ،

اور لکھا ہے کہ نبیوں میں مجلس میں میری کرسی حضرت موسی اور حضرت عیسی کے درمیان میں بچھائی گئی۔

یعنی میں انہی جیسا نبی ہوں کیونکہ اسی صف میں بٹھایا گیا ہوں

اور یہاں تک لکھا گیا ہے کہ میرے اقتداء میں حضرت نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی۔ گویا محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے اپنا امام (نعوذ باللہ) تسلیم کر لیا ہے۔

جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نبی جو بنے تو آخر کیا پیغام لائے ہو، تو کہتا ہے کہ پیغام یہ ہے کہ لوگ نماز سنوار سنوار کر پڑھیں۔

جب کہا گیا کہ یہ تو قرآن میں پہلے سے نازل شدہ حکم ہے، تو کہتا ہے نبوت ایک درجہ کمال ہے جو مجھے مل گیا، یہ کیا ضرورت ہے کہ کوئی نیا پیغام بھی آوے۔

گویا یہ شخص اس عقیدے کی مار میں مارا گیا جو میاں صاحب کی ایجاد بندہ ہے۔ ایک بے علم آدمی مذہبی جوش میں وارفتہ ہو کر اسی عقیدے کی رو میں بہہ گیا جو بد قسمتی سے میاں (مرزا محمود احمد) صاحب نے ایجاد کیا تھا (بلکہ بڑے میاں نے۔ثناءاللہ امرتسری) اگر اس کا عقیدہ یہ ہوتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو وہ نبوت کا دعوی ہرگز نہ کرتا استکبار نفس اگر اسے کوئی ایسا رؤیا دکھاتا بھی جس میں کسی قسم کا اشارہ منصب نبوت کی طرف ہوتا تو وہ اس کی تاویل کرتا یا استغفار کرتا، اور اپنے استکبار نفس کو پہچان جاتا، اور خدا کے حضور روتا اور گڑگڑاتا .... البتہ جن کا عقیدہ یہ ہو کہ ایک نبی نہیں، بلکہ ہزاروں نبی آئیں گے، ان کا فرض ہے کہ جب ایک شخص دعوی نبوت کرے تو اس کے دعوی کی تحقیق کریں اور استخارہ کریں کیونکہ ان کے اصول کے مطابق ممکن ہے وہ سچا ہو۔ اور اسکے سچا ہونے پر غالب دلیل یہ ہے کہ خود میاں محمود احمد کا مرید ہے جن کے لئے ترقیات اور کمالات کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اگر غیر احمدی ہوتا یا لاہوری احمدی ہوتا تو کہتے کہ ان پر کمالات کے دروازے بند ہیں۔ یہ نبی نہیں ہو سکتے لیکن میاں صاحب کے

ایک مرید کے متعلق ایسا نہیں کہا جا سکتا۔

پس تمام ساکنان جہلم کی نظر اس وقت میاں محمود احمد کی طرف لگی ہوئی ہے کہ آیا وہ اس وقت اپنے اصول کے مطابق اس مدعی نبوت کے متعلق تحقیق اور استخارہ سے کام لیتے ہیں یا ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور ہیں۔ محض اسلئے کہ وہ خلیفہ نہیں ہے اس کے دعوی کا نا قابل توجہ سمجھ لیتے ہیں۔ (پیغام صلح لاہور۔ ص ۴۔ ۱۱ نومبر ۱۹۲۹ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بقول پیغام صلح، خلیفہ قادیان کو ان مدعیان نبوت کو تسلیم کرنا چاہیے مگر مشکل یہ ہے کہ مدعی نمبر ۳ کی نبوت ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مریدی میں مگر بیچ میں کچھ کالا ڈال دیا ہے۔ مثلاً تیماپوری نبی کی طرف رمزاً لکھتے ہیں:

منظور محمد کی بیوی کو ایک لڑکا پیدا ہونے کا نشان (جو مرزا صاحب نے بتایا تھا) پورا نہ ہوا۔ الہام (مرزا) سے اس لڑکے کے کئی نام بتائے گئے تھے وہ میاں بیوی دونوں فوت ہو گئے (ص ۱۱)

نکاح آسمانی کی پیش گوئی دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نشان مشروط تھا، یہ تھا، وہ تھا۔ آخر میں اس رائے کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ منسوخ ہوا یا دوسرے وقت پر ٹال دیا گیا ہے: پائے استدلالیاں چوبیں بود (ص ۱۱)

آخری فیصلہ کے متعلق ایک لطیف بات کہی ہے جو ہمارے ناظرین مناظرین کے کام کی ہے۔ لکھا ہے:

مولوی ثناء اللہ کے لئے آخری فیصلہ کی دعا کرنا کہ جھوٹا سچے کے سامنے ہلاک ہو، جو اثر ہوا، معلوم ہے۔ جواب دیا جاتا ہے کہ ثناء اللہ نے اس دعا کو منظور نہیں کیا۔ کیا مظلوم کی دعا قبول ہونے کے لئے ظالم کی رضا مندی بھی شرط ہوا کرتی ہے۔ (ص ۱۱)

بالکل سچ ہے۔ باوجود اس کے تیماپوری مرسل نبی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:

اللہ پاک نے صحیفہ میں خاکسار (عبداللہ تیماپوری) کے ذریعہ سے فرمایا ہے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت مرزا غلام مسیح موعود ہیں ۔ (ص ۲۵) ۔
ناظرین ! ایمان و یقین ہو تو ایسا ہو کہ مدعی کے دلائل غلط مگر دعوی صحیح ۔ یہی معنی ہیں

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۴ ص ۴ ۔ ۵)

دانیال کی پیش گوئی اور قادیانی نقل باز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے کمالات روحانیہ بیان کرتے ہوئے دو باتوں پر زیادہ زور دیا کرتے تھے :

۱ ۔ سابقہ انبیاء کرام نے میری حق میں پیش گوئی کی ہوئی ہے ۔

۲ ۔ میرے اپنے الہامات بھی میری صداقت کی دلیل ہیں ۔

انبیاء کرام کی پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی دانیال نبی (اسلامی کتب میں اس نام کا نبی مذکور نہیں) کی اپنے حق میں یوں بتائی ہے

۱ ۔ آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس لکھتا ہے ۔

۲ ۔ جو خدا تعالی کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت فرمایا ہے ۔

(حقیقۃ الوحی ۔ ص ۲۰۰) ۔

اس بیان میں دو دعوی ہیں :

اول ۔ ایک دانیال نے میری موت کا زمانہ ۱۳۳۵ھ بتایا ہے ۔

دوم ۔ میرے الہام کی رو سے بھی میری وفات ۱۳۳۵ھ میں ہو گی ۔

آپ (مرزا قادیانی) کی عمر کا حساب ان کی پیدائش سے ہو سکتا ہے جو انہوں نے خود بتائی ہوئی ہے کہ چودھویں صدی کے شروع ہونے کے وقت میری عمر پورے چالیس سال تھی ۔ اور براہین حصہ پنجم میں لکھا ہے کہ میری عمر ۷۴ ، اور ۸۶ سالوں کے درمیان ہو گی ۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ دانیال کی پیش گوئی اور میرے الہام کے

مطابق ۱۳۳۵ھ میں میری وفات ہو گی کیونکہ شروع ۱۴ ویں صدی میں آپ کی عمر چالیس سال تھی تو پینتیسویں ہجری سال میں پورے ۷۴ سال ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ ۱۳۳۵ھ میں فوت ہوتے بحالیکہ آپ ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گئے۔

ان دونوں دلیلوں پر مدیر اہل حدیث نے زبانی وتحریری احمدیہ جماعت (بہر دونوع) سے استفسار کیا تو دونوں کو اتنا پریشان پایا کہ آسمانی نکاح پر بھی اتنے پریشان نہ پائے گئے آج مندرجہ ذیل مراسلہ مرقومہ صابری صاحب بھی اسی مضمون میں قادیانی جواب کا جواب الجواب ہے۔ (مدیر اہل حدیث امرتسر)

جناب منشی محمد حسین صابریؒ، بریلی سے لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر جلد ۲۷ کے نمبر اول میں حضرت مولانا اڈیٹر صاحب کے قلم سے مباحثہ مرزائیہ پیغامیہ راولپنڈی کا ذکر ہوا ہے جس میں زیر بحث دانیال کی پیش گوئی تھی جس کا مضمون ہے:

اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی ایک ہزار دوسونوے دن ہوں گے۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس دن تک آتا ہے۔

(دانیال باب ۱۲۔ آیت ۱۱۔۱۲)

چونکہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بائیبل کی اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے اور نہائت واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

اس فقرہ میں دانیال نبی بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزمان (محمد ﷺ) سے جب بارہ سونوے (۱۲۹۰) برس گذریں گے تو وہ مسیح موعود (مرزا) ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس ہجری تک اپنا کام چلائے گا یعنی چودھویں صدی میں سے پینتیس (۳۵) برس برابر کام کرتا رہے گا۔

(تحفہ گولڑویہ۔ طبع دوم۔ ص ۱۹۱۔ طبع اول۔ ص ۱۶۶)

اس لئے اس صریح بیان پر مولانا موصوف کا اعتراض یہ تھا کہ مرزا صاحب

چودھویں صدی میں ۳۵ برس زندہ نہ رہے بلکہ بقضائے الٰہی ۹ برس پیشتر ۱۳۲۶ھ میں تشریف لے گئے حالانکہ آپ کا اپنا الہام بھی ایسا ہی تھا کہ دانیال نبی کی بتلائی ہوئی آخری مدت تک زندہ رہیں گے۔

اصل مخاطب یعنی پیغامی مرزائی تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق ایسی باتوں کی پرواہ ہی نہیں کیا کرتے۔ ان کے نزدیک اس طرح اگر ہزار دفعہ مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہو جائیں تو جب بھی وہ سچے ہی ہیں۔ بقول شخصے: دوست کی دوستی سے غرض ہے اس کے فعلوں سے کیا مطلب؟ اس لئے انہوں نے اس پیش گوئی اور مرزا صاحب قادیانی کی مذکورہ بالا تحریر کی پرواہ ہی نہیں کی اور دوسری غیر ضروری اور بے تعلق باتوں میں لگ گئے۔

البتہ ہمارے کرم فرما جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری قادیانی نے الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء میں نمودار ہوئے ہیں (اس سے پہلے جلسہ منٹگمری میں بھی نمودار ہو کر عزت پا چکے تھے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر) جس میں انہوں نے اس پیش گوئی کے متعلق مرزا صاحب قادیانی کی بات بنانے کو قریباً تین صفحے سیاہ کر دیئے ہیں اور شیر اہل حدیث سے بازو چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے سر سے پیر تک زور لگا دیا ہے۔

آپ نے جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو ۱۳۳۵ھ تک جس برے طریق سے گھسیٹا ہے وہ انہیں کے الفاظ میں یوں ہے:

> یہ سلسلہ سنین آنحضرت ﷺ کے ظہور سے شروع ہوتا ہے جو کہ مکہ معظّمہ میں ہوا اور سنہ ہجری کے شروع ہونے سے علی اختلاف الروایات تیرہ یا دس سال قبل ہوا تھا۔ گویا جب سن ہجری کا پہلا سال تھا اس وقت حضور ﷺ کے ظہور کو دس سال تو یقیناً ہو چکے تھے۔ اس حساب سے جب ۱۳۲۶ ہجری جب ہوا تو پیغمبر آخر الزمان پر لازماً ۱۳۳۵ برس گذر چکے تھے۔ (کالم ۳ ص ۱۲)۔

اس عبارت میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عقیدے کے خلاف بجائے سن ہجری کے سال بعثت آنحضرت ﷺ سے حساب لگایا گیا ہے۔ جس کا انہیں حق نہیں تھا کیونکہ مرزا صاحب کا اپنا بیان جس میں سن ہجری کا صاف ذکر ہے غلط ہوتا ہے (جلسہ منٹگمری میں آپ نے صاف کہہ دیا تھا کہ سنہ ہجری غلط لکھا گیا۔ ہمیں گمان ہے کہ اس مواخذہ

سے تنگ آ کر امت مرزائیہ بہر دونوع کبھی کہہ دے گی کہ مرزا صاحب نے مسیحیت کا دعوی بھی غلطی سے کر دیا ،اس لئے قابل عفو ہے ۔ثناء اللہ امرتسری)۔ چونکہ یہاں مرزا صاحب کے بیان سے پورا نہیں پڑتا تھا اس لئے گرفت سے بچنے کے لئے مولوی اللہ دتہ صاحب کو اہل بہاء کی نقل کرنی پڑی۔ چنانچہ بہائی مصنف ابوالفضائل گلپایگانی اپنی کتاب شرح آیات میں اسی پیش گوئی کے متعلق لکھتے ہیں

> ایں نکتہ روشن و واضح است کہ چوں از ظہور احمدی کہ بظہورش قربانی دائمی بنی اسرائیل برداشتہ شد وصدمات ومکروہات در اقطار عالم براو منصوب گشت ہزار و دیست نود سال گذشت وجود حضرت بہاء اللہ در اراضی مقدسہ برامر اللہ قیام فرمودند۔(ص ۴۵)۔

یعنی یہ نکتہ روشن اور واضح ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے ظہور سے کہ آپ کے ظہور سے بنی اسرائیل کی دائمی قربانی موقوف ہوگئی اور تکلیفیں اور بلائیں اس (قوم بنی اسرائیل) پر آن پڑیں بارہ سونوے سال گذرے تو حضرت بہاء اللہ کے وجود نے زمین مقدس میں اللہ تعالی کے امر پر قیام فرمایا۔

اس عبارت میں میں بہائی مصنف نے آنحضرت ﷺ کی بعثت سے حساب لگایا ہے ۔مولوی اللہ دتہ صاحب نے جب دیکھا کہ اہل حدیث سے بچنے کی اور کوئی راہ نہیں تو ناچار ہوکر بہائیت کی راہ اختیار کر لی۔

خیر اب دیکھئے کہ یہی پیش گوئی جسے مرزا غلام احمد قادیانی پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے انہی مرزائیوں کے اصول کے مطابق جناب بہاء اللہ پر کیسی حرف بحرف پوری ہوتی ہے۔ جناب مولوی فضل دین قادیانی وکیل تسلیم کرتے ہیں کہ

> ۱۲۸۰ھ میں بہاء اللہ بغداد سے استنبول کی طرف روانگی کے وقت بارہ دن باغ رضوان میں جو شہر بغداد کی پرانی آبادی سے باہر ہے آکر ٹھہرے تھے اور وہاں انہوں نے اپنے خاص دوستوں کے روبرو اپنے ظہور کا اعلانیہ دعوی کیا تھا۔(بہائی مذہب کی حقیقت۔ص ۳۵)۔

اب معاملہ بالکل صاف ہے کیونکہ ۱۲۸۰ ہجری میں دس برس مولوی اللہ دتا صاحب کے سرقہ کئے ہوئے ملا دیئے جائیں تو ٹھیک بارہ سونوے سال بن جاتے ہیں

جو پیش گوئی زیر بحث کے عین مطابق ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بہاء اللہ ٹھیک وقت پر موجود تھے تو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ فرمانا

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

کیا حقیقت رکھتا ہے؟ خود مولوی اللہ دتہ صاحب کے قلم ہی نے اس کے بخیئے ادھیڑ دیئے اور ٹھیک وقت پر ظاہر ہونے والا بہاء اللہ کو ثابت کر دیا۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو اس حساب سے ۲۸ برس لیٹ ہو گئے کیونکہ آپ کا دعوی مسیحیت ۱۳۰۸ء سے شروع ہوتا ہے۔

مرزائی دوستو!

مولوی اللہ دتا صاحب سے دریافت کرو کہ الفضل کے مذکورہ مضمون میں انہوں نے اپنے پیرومرشد جناب مرزا صاحب قادیانی سے دوستی کی ہے یا دشمنی؟ میں اگر پوچھوں گا تو وہ ناراض ہو جائیں گے۔

نوٹ: پیش گوئی کے دوسرے حصہ کی بحث دلچسپ ہے وہ پھر کسی وقت معروض ہوگی۔ انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۱ رجب ۱۳۴۸ھ ج ۲۷ نمبر ۷ ص ۴۔۵)

لالہ موسی میں احمدیوں اور اہل حدیثوں کا مناظرہ

جناب حافظ فضل الرحمٰن کلرک ناظم انجمن اہل حدیث لالہ موسی لکھتے ہیں:

۳ نومبر ۱۹۲۹ء کو احمدیوں اور اہل حدیث کے درمیان حیات و وفات مسیح اور صداقت مرزا قادیانی پر مناظرہ ہوا۔ اخبار الفضل قادیان ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء میں اسے مرزائیوں نے کامیاب مناظرہ قرار دیا اور کہا کہ وفات مسیح کے مضمون پر متعدد آیات و احادیث سے دلائل پیش کئے گئے فریق مخالف (اہل حدیث) ان کو آخر تک نہ توڑ سکا۔

حقیقت یہ ہے کہ احمدی مناظر نے و اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم پیش کی۔ اس پر میں (فضل الرحمٰن) نے پوچھا بقول مرزا صاحب قادیانی، حضرت عیسی

۲۷ سال زندہ رہ کر کشمیر میں دفن ہوئے۔ اس لئے عیسی کو خدا کو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ جب میں نے شام سے ہجرت کی۔ نہ یہ کہ جب تو نے مجھے مارا۔

نیز پوچھا کہ اگر مسیح کشمیر آئے تھے تو چونکہ پیغمبر کا کام تبلیغ کرنا ہے تو ذرہ بتلایا جائے کہ کیا کشمیر میں آکر مسیح نے تبلیغ کی تھی اور اس کا کیا نتیجہ ہوا تھا؟

ساتھ ہی یہ بھی پوچھا کہ اس زمانہ میں آمد ورفت کے وسائل آسان نہ تھے اسلیئے بتلایا جائے کہ حضرت عیسی بن مریم خفیہ طور سے کیسے کشمیر پہنچ گئے تھے اور مخالفین کو اطلاع کیوں نہ ہوئی۔

بار بار پوچھا گیا مگر احمدی جواب نہ دے سکے۔

آیت مامحمد ا لا رسول قد خلت من قبله الرسل پیش کرنے پر احمدی مناظر سے پوچھا گیا کہ ال کیسا ہے اور من قبله کس کی تعریف کرتا ہے۔ چار دفعہ یہ بات پوچھی گئی احمدی مناظر ایسا گھبرایا کہ نہ جواب دیا، نہ پھر دوبارہ اس آیت کو پیش کیا۔

آیت انّی متو فّيك و را فعك اليّ، احمدی مناظر نے پیش کی۔ اس پر اس سے پوچھا گیا کہ حرف واؤ کیسا ہے؟ بالکل خاموش ہو گئے۔

پھر لفظ رافعك اليّ کے معنی پوچھے گئے تو بہت گھبرائے۔ بار بار اصرار کرنے پر فرمایا واؤ ترتیب کی ہے جس پر میں نے تین آئتیں

اقیموا الصلوة و لا تکو نوا من المشرکین،

اقیموا الصلوة و آ تو الز کوة

و ار کعوا مع الرا کعین

وغیرہ پیش کیں۔ مگر احمدی مناظر نے بالکل ان کی طرف رجوع نہیں کیا۔

میں نے ان آیتوں کو خوب واضح کر کے اپنی تین تقریروں میں پڑھا مگر احمدی مناظر بالکل خاموش ہو گئے۔

نیز لفظ رفع پر علانیہ سوال کیا گیا کہ اگر یہ ثابت کردو کہ جب لفظ رفع کے ساتھ الی ہو تو اس کے معنی عزت ہوتے ہیں تو ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مرزائی کو اس کا جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔

احمدی مناظر نے آیت و او صا نی با لصلوۃ و الز کوۃ ما دمت حیا پیش کی ۔جس پر سوال کیا گیا کہ ذرا یہ تو ثابت کر دیجئے کہ عیسی نے اپنی حیاتی میں کبھی زکوۃ دی تھی۔ اور ساتھ ہی پوچھا کہ آپ کے دعوی کے مطابق عیسیٰؑ کو پیدا ہوتے ہی نماز پڑھنی چاہیے تھی تو کیا آپ نے گھوارہ میں نماز پڑھی تھی؟ مگر اخیر تک جواب کی جرأت نہ ہوئی۔

اس مناظرے کا اس قدر اثر ہوا کہ دوران مناظرہ سامعین یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں ایک کلرک ہوکر ایک احمدی سے عقلیہ اورنقلیہ دلائل اور برہان سے حق ثابت کرتا ہوں تو بہت خوش ہوتے ۔اور میں کہتا ہوں کہ ملک عبدالرحمٰن گجراتی اب اپنی ساری زندگی ہرگز میرے ساتھ مناظرے کے لئے سامنے نہیں آئیں۔ میں انجمن احمدیہ لالہ موسی کو چیلنج دیتا ہوں کہ ہمت ہے تو ملک گجراتی کو میرے سامنے لاویں اگر پہلے تسلی نہیں ہوئی تو اب کرلیں ۔مگر ذرہ دیکھ لیویں کہ مقابل میں کون ہے۔

نوٹ: جس اخبار میں نامہ نگار صاحب میرا جواب دیں وہ پرچہ میرے پاس بھیج دیں خلیفہ صاحب قادیان کو ہم متوجہ کرتے ہیں کہ واؤ کا ترتیب کیلئے ہونا ثابت کر دیں تو میں ان کا دعوی مان لوں گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء ۱۱ رجب ۱۳۴۸ھ ج ۲۷ نمبر ۷ ص ۵۔۶)

حضرت عیسی آسمان سے اتریں گے

حضرات ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی آسمان سے نازل ہوں گے اور حکومت و دبدبہ کے ساتھ آئیں گے۔اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اس کے متعلق کیا خیال تھا۔آپ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔۴۹۹ میں حاشیہ پر لکھتے ہیں:

هو الّذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی

ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ظہور میں آوے گا۔ اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

حضرات! اس عبارت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ظاہری حکومت اور سیاست کے ساتھ آئیں گے ۔ اور مرزا صاحب نہیں، کیونکہ مرزا صاحب اس سے بے نصیب جہان فانی سے چل بسے اور آرزوئے دل، دل ہی میں لے گئے ۔

اور بعض اشخاص امت مرزائیہ کے یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ عیسیٰ کے متعلق نزول من السماء کا لفظ کسی صحیح حدیث میں دکھلاؤ۔ لو اب ہم ان کا یہ وہم بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریر سے ہی دور کرتے ہیں دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۸۱ میں مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں

مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔

حضرات دیکھئے کیسے جناب مرزا صاحب بتصریح فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں نزول من السماء کا لفظ موجود ہے۔ کیا اب ان کو اس کے متعلق سوال کرنیکی گنجائش ہے؟ نہیں ۔ بلکہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دوسری جگہ راز حقیقت کے صفحہ ۱۲ میں یوں لکھتے ہیں:

مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی انہی معنوں سے ہے۔

لو اب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لفظ آسمان کے متعلق کیسا صاف فیصلہ کر دیا ہے ۔ اگر اب آسمان سے متعلق سوال کرنا جہالت اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے ۔ لیکن شیخ سعدی فرماتے ہیں:

اگر صد باب حکمت پیش ناداں
بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

راقم: محمد اسماعیل برادر حقیقی مولوی محمد اسحاق صاحب
خریدار اخبار اہل حدیث نمبر ۸۰۶۲

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء ۱۱ رجب ۱۳۴۸ھ ج ۲۷ نمبر ۷ ص ۸)

جلسہ مدراس میں اخبار اہل حدیث کا ذکر خیر

والا جاہ ابوالصمصام محمد عبدالسلام بڑ بمٹ مدراس سے لکھتے ہیں:

ارباب عقل وتمیز سے پوشیدہ نہ رہے کہ امروز فردا تبلیغ عقائد مرزائیہ قادیانیہ کی زبان اردو جاننے والے مسلمانوں سے گذر کر تامل زبان کے جاننے والوں میں اشاعت ہو رہی ہے۔ چنانچہ مذکورہ عقاید مرزا سے عوام مسلمانوں کو باز رکھنے کی غرض سے ایک انجمن بنام حفاظۃ الاسلام، مسلمانان بیتال پیٹھ (مدراس) نے قائم کی ہے

انجمن مذکورہ کا جلسہ آج بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء مسجد بڑمبٹ (مدراس) میں زیر صدارت ملک التجار ساہو کارسی عبدالحکیم منعقد ہوا۔ صدر نے بزبان تامل اپنی افتتاحی تقریر میں سامعین کو موجودہ وقت میں مسلمانوں کو بجائے اشاعت اسلام کرنے کے حفاظت اسلام کی اہمیت کو واضح طور پر بیان فرماتے ہوئے کہا

مرزائی لوگ اشاعت اسلام کر رہے ہیں لیکن اس کی آڑ میں اپنے مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کئے عقیدوں سے عوام کو بہکایا کرتے ہیں جو اہل سنت و جماعت کے عقاید کے خلاف ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پنجاب کے رہنے والے تھے پنجابی حضرات ان کے عقاید سے خوب واقف ہیں مدراس میں چند اردو دان حضرات کچھ کچھ ان کے عقیدوں سے واقف ہوئے ہیں علاوہ مدراس کے علاقہ مدراس میں تامل زبان کے جاننے والے عام مسلمان بہت ہیں مرزا صاحب کے عقائد کو بزبان تامل بذریعہ اخبار و تالیف وتصنیف مشتہر کر کے عوام مسلمانوں کو گمراہ کیا جاتا ہے اس لئے بہت ضروری وانسب ہے کہ اس کا تدارک کیا جائے اور انجمن حفاظۃ الاسلام کا ہونا ضروری ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ردّ بہت معقول پیرایہ میں امرتسر کے اخبار اہل حدیث میں ہوا کرتا ہے جو اس کام کو باحسن وجوہ پورا کرتا ہے۔

اس کے بعد اخبار سیف الاسلام مدراس کے اڈیٹر مولوی احمد سعید صاحب

نے بزبان تامل صاحب صدر کے کلام کی تائید فرماتے ہوئے کہا

اس وقت اشاعت اسلام سے بڑھ کر ہم مسلمانوں کو حفاظت اسلام کرنا چاہیے کیونکہ آئے دن اورتو اوراسلام کے اندر بعض فرقے باطل عقاید کو مشتہر کر کے عوام مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اس واسطے ان کی مدافعت کے لئے ایک انجمن تحفظ اسلام کا ہونا بہت ضروری ہے آریہ اور مرزائیہ کا ردّ اس وقت حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب مدیر اہل حدیث ہر ہفتہ معقول طور پر شائع کر کے ہم کو سبک دوش فرماتے ہیں۔ وغیرہ

آخر میں جناب سکرٹری صاحب انجمن حفاظۃ الاسلام میتال پیٹھ مدراس محمد علی صاحب نے بزبان تامل صاحب صدر کی تائید فرماتے ہوئے کہا کہ

اخبار اہل حدیث امرتسر ہماری انجمن میں آتا ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ردّ مرزا صاحب کے آخری لمحہ تک فرماتے رہے۔ مرزا صاحب نے ان کی موت کی دعا بھی شائع کی اس وقت تک بھی مولانا صاحب نے قادیانی مشن کا پیچھا نہ چھوڑا۔...

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جنوری ۱۹۳۰ء مطابق ۲ شعبان ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۱۰ ص ۶)

قادیانی اپنے ارادوں میں ناکامیاب گیا

جناب مولوی خلیل صاحب نظام آبادی لکھتے ہیں:

کہا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود وغیرہ تھے اور جس کام کے لئے آپ دنیا میں آئے اپنی خواہش اور پیش گوئی کے مطابق پورا اور مکمل کر کے دنیا سے گئے۔ اور جس مشن کو لے کر آپ اٹھے، اسے باحسن وجوہ مکمل کر کے دنیا سے سدھارے۔

لیکن افسوس ہے کہ واقعات اس کے خلاف ہیں اور اکثر حالات میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ:

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

واقعات صاف بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جن جن باتوں کی تکمیل کا دعوی کیا وہ مطلقاً ناقص اور غیر مکمل رہ گئیں۔ بلکہ ان کی حالت آگے سے بدتر ہوگئی۔ مثلاً آپ اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۷۳ میں قرآن کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں:

میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ (یعنی قرآن کی تفسیر کر کے چھپوا کر شائع کرنا) میرا کام ہے، دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کوئی ایسی تفسیر تمام قرآن مجید کی مکمل لکھی اور شائع ہوئی؟

جواب میں یہی کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے ارادہ میں بامراد نہیں گئے، اور اپنے دعوی میں سچے ثابت نہیں ہوئے۔ اور اپنے موعودہ مشن میں زبردست ناکام رہے۔ چنانچہ ان کے اس دعوی کی انہی کے مریدین تکذیب کرتے ہیں۔

تفسیر اگرچہ فی نفسہ اسلام کی خدمت ہے مگر وہ تفسیر ہرگز نہیں کہلا سکتی جس کا حضرت مسیح موعود کو اشتیاق تھا۔ (اخبار فاروق۔ ۷ نومبر ۱۹۲۹ء)

مطلب یہ کہ مرزا صاحب کے جملہ مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی تھا کہ تفسیر لکھی جائے جیسا کہ حوالہ مذکور سے ظاہر ہے چونکہ ایسا نہیں ہوا اس لئے مرزا صاحب موصوف جس کام کے لئے آئے تھے اور جو ارادے ان کے دل میں تھے وہ بالکل نامکمل اور ادھورے چھوڑ کر چلے گئے۔ پس ثابت ہوا کہ اپنے مشن میں غیر صادق تھے پس سوچو اور سمجھو۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سوامی دیانند کہہ گئے تھے کہ میں بعد انتقال بقاعدہ تناسخ دنیا میں آ کر ویدوں کی تفسیر پوری کرونگا۔ نہ ویدوں کی تفسیر ان سے پوری ہوئی، نہ قرآن کی مرزا صاحب سے۔ اسی لئے ہم نے ان دونوں صاحبوں کے نام پر ایک رسالہ شائع کیا ہوا ہے جس کا نام ہے ہندوستان کے دو ریفارمر۔ جس میں ان دونوں ریفارمروں کی شیریں کلامی کے بہت سے نمونے دکھائے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ جنوری ۱۹۳۰ء جلد ۲۷ نمبر ۱۴۔ ص ۱۰)

مرزا صاحب کا فلسفہ اخلاق

قادیان کے گزشتہ جلسہ میں شیخ یعقوب علی تراب اڈیٹر الحکم نے اخلاقی فلسفہ پر تقریر کی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آج تک جتنے معلمان اخلاق گذرے ہیں ان سب میں مرزا صاحب قادیانی کا فلسفہ اخلاق بلند ترین ہے۔ آپ اپنی جماعت احمدیہ کو ایسے بلند مرتبہ پر پہنچانا چاہتے ہیں جہاں دوسرے معلمین نہیں پہنچا سکتے۔ مقدمہ مذکور کی یہ تقریر الفضل مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۰ء میں چھپ کر آئی ہے ہم بھی مرزا صاحب کا فلسفہ اخلاق سب مسلمان اخلاق سے الگ اور نرالا جانتے ہیں قابل لیکچرر نے تو اپنے دعوی کا ثبوت نہیں دیا مگر ہم اپنی عادت میں مجبور ہیں کہ ثبوت ضرور پیش کریں۔

معلمین اخلاق نے بالاتفاق اس سے منع کیا ہے کہ کسی کی عیب جوئی یا برائی کا اظہار کیا جائے بلکہ جہاں تک ہو پردہ پوشی سے کام لیا جائے۔ یہ ہے کمال اخلاق۔ لیکن مرزا صاحب کا فلسفہ اخلاق یہ کہتا ہے کہ جو کچھ کسی میں عیب ہو اس کو ظاہر کرنا برا نہیں اس کو اس عیب سے موسوم کرنا یا مخاطب کرنا مثلاً اندھے کو اندھا، کانے کو کانا، حرامی کو حرامی، بدمعاش کو بدمعاش کہنا، اخلاق فاضلہ کے خلاف نہیں ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

> بڑے دھوکے کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کے کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم ہوا کرتی ہے دشنام ہی تصور کر لیتے ہیں حالانکہ دشنام اور سبّ اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقع اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ (ازالہ اوہام حصہ اول۔ ص ۱۳)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس اصول کے مطابق مثلاً کوئی شخص جس کی تحقیق یہ ہو کہ اب نبوت جاری

نہیں کسی آج کل کے مدعی نبوت کو کافر دجال وغیرہ الفاظ سے یاد کرے تو اس کی بد اخلاقی نہیں، نہ ایسا کرنا اس کو ناجائز ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۸ رمضان ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۱۵ ص ۳۔۴)

خاتم النبیین

سلسلہ مضامین معماریہ۔۲

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

۱۔ ہمارے نبی ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰؑ کی موت کو ہی چاہتا ہے کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع ہوسکتا ہے...

اگر خدا تعالی کے علم میں وہ نبی ہوں گے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد ایک نبی دنیا میں آ گیا اور اس میں آنحضرت ﷺ کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے قرآن شریف میں مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔ اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی پھر سلسلہ وحی کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ (ص ۱۴۶۔ ایام الصلح اردو بار دوم طبع ۱۹۲۳ء بار اول ۱۸۹۹ء میں طبع ہوئی دیکھو صفحہ اخیر بار دوم)

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اس تحریر پر تزویر سے بعبارت النص ثابت ہے کہ آپ مرزا صاحب، آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مانتے

تھے اوراس عقیدہ میں آپ کو اتنا غلو تھا کہ حضرت عیسی کی آمد کو بھی باوجودیکہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے کئی صدیاں پیشتر درجہ نبوت پر فائز ہو چکے ہیں اور جن کی تشریف آوری ہرگز ہرگز ختم نبوت کے منافی نہیں، ختم نبوت کے منافی سمجھتے تھے۔ حالانکہ ختم نبوت کے معنی صرف یہ ہیں کہ اللہ جو وقتاً فوقتاً انبیاء کو مبعوث فرما کر لوگوں کی ہدایت کے لئے ارسال کرتا رہا اب اس ہادی کامل رسول الی کافة الناس نذیر للعالمین کے بعد کوئی نیا رسول نہ بنائے گا۔ نہ یہ کہ یہ، مقدس رسول، انبیاء سابقہ کی جو آپ سے سینکڑوں برس قبل نعمت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے ہیں، مسند نبوت سے اتار کر ان کی نبوت کو ملیا میٹ کر دے گا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ختم نبوت کے ہرگز یہ معنی نہیں ہیں جو مرزا صاحب قادیانی کر رہے ہیں یہ محض ان کا غلو ہے اور اس پر جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ فرمانا کہ:

> پرانے اور نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے۔

بھی مغالطوں سے خالی نہیں۔

۱۔ پرانے اور نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے، اس کا ردّ میں کر چکا ہوں کہ ختم نبوت میں آئندہ ہونے والے نبیوں کی نفی کی ہے پرانے انبیاء کی نفی نہیں کی۔ اور احادیث میں واضح الفاظ کے ساتھ مسیح ابن مریم کی تشریف آوری مذکور ہے۔

۲۔ جب بقول مرزا غلام احمد صاحب نئے پرانے کی تفریق شرارت ہے اور لا نفی عام ہے تو ظلی اور بروزی نبی بننا اور تشریعی اور غیر تشریعی کی پخ نکالنا کیوں شرارت نہیں۔ اور اس جگہ مرزا صاحب لا نفی عام کا سنہرا فقرہ کیوں بھول گئے۔ شائد وہی بات ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے (صفحہ ٦ بلاغ المبین۔ مرزا جی کا آخری لیکچر لاہور)

۳۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مثیل مسیح ابن مریم بننے کے دعویدار تھے جیسا کہ تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ٦٧۔٦٨ پر ہے کہ:

> ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں جیسے سلسلہ موسویہ میں حضرت موسی اور سلسلہ محمدیہ میں ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ۔
>
> ۲۔ دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسے

سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز۔

حالانکہ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح صاحب شریعت نبی تھے چنانچہ سورۃ شوریٰ میں ہے:

شرع لکم من الدّین ما وصّی به نوحاً و الّذی اوحینا الیك و ما وصّینا به ابراهیم و موسی و عیسی ..الخ۔

(یعنی ہم نے تم کو وہی شرع دی ہے جو نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ کو دی تھی)۔

اور جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھی اقرار ہے کہ:

حضرت عیسیٰ ...ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی ...اور ان کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کراویں۔

(نصرۃ الحق یعنی براہین احمدیہ حصہ۵ ص ۱۸۸۔۱۸۹)

منشی عبداللہ معمار لکھتے ہیں کہ اب ہماری گزارش صرف یہ ہے کہ جب باوجود موجود ہونے حدیث لا نبی بعدی کے جس میں بقول مرزا صاحب قادیانی لانفی عام ہے مرزا صاحب کا نبی بن جانا منافی ختم نبوت نہیں ہے تو حضرت مسیح تو بقول مرزا صاحب؛ مگر شان میں ہزار درجہ مثیل موسیٰ موسیٰ سے اور مثیل مسیح مسیح، (کشتی نوح۔ص ۱۳) ہزار درجہ ان سے گھٹیا تھے، ان کا آنا کیوں ختم نبوت کے خلاف ہے۔

۴۔ مرزا غلام احمد صاحب جو عبارت مذکورہ میں یہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کے تشریف لانے کے اعتقاد سے آنحضرت ﷺ کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے،، تو مرزا صاحب کا مثیل مسیح بننا کیوں استخفاف شان محمد اور تکذیب کلام الٰہی نہیں۔

۵۔ مرزا غلام احمد صاحب کا یہ فرمان بقول خود شرارت کیوں نہیں کہ:

وحی نبوت منقطع ہو چکی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔

بحالیکہ خود آپ نے ہی یہ تحریر کرکے کہ:

آنجناب ﷺ کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئے گا.... ہاں محدث

آئیں گے جو اللہ شانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں ... بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں ۔ اور ان میں سے ایک میں ہوں ۔ (نشان آسمانی ۔ص ۲۹) ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۸ رمضان ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۱۵ ص ۴۔۵)

قادیان اور حضرت بہاء اللہ

جناب محمد عبداللہ وکیل ہائی کورٹ سری نگر کشمیر لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۲۹ء کا حوالہ دے کر الفضل مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء میں بہاء کے دعوی الوہیت پر بحث کی گئی ہے۔ چونکہ میں بھی پرانا معتقد جناب مرزا صاحب کا ہوں اور بحث بھی میرے ہی خدشات پر شروع ہوئی ہے لہذا یہ چند سطور افاضل قادیان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں ۔ بال کی کھال اتارنا اور چیز ہے اور صفائی اور ایمان داری سے بات کو سمجھنا اور سمجھانا جداگانہ امر ہے ۔ جب حضرت بہاء اللہ کا صریح بیان موجود ہے کہ آپ کا دعوی الوہیت مقام فنا محض کا اظہار ہے تو دیگر اشخاص کے بیانات سے استدلال فرمانا درست نہیں ۔

علاوہ برآں اہل بہاء کے معتقدات سے جو نتیجہ افاضل قادیان نے اخذ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اہل بہاء حضرت بہاء اللہ کو موعود ادیان پر اور پرماتما کا اوتار جانتے ہیں اور جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اوتار کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ جس میں خدا نے نزول اجلال خاص کیا ہو، اور ظہور کلی الٰہی کا مرتبہ نبوت و رسالت سے برتر ہے (میں نے کئی دفعہ بہاء اللہ کی مستند کتاب اقدس سے ان کا دعوی رسالت دکھایا ہے جسے قادیانی باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے ۔ اب بھی بتاتا ہوں کتاب اقدس صفحہ ۵۳ ۔ ثناء اللہ امرتسری)

اس پر میری طرف سے نیازمندانہ اور مخلصانہ گزارش یہ ہے کہ اگر ظہور کلی یا نزول اجلال یا اوتار کے یہی معنی ہیں کہ کوئی انسان درحقیقت خدا ہو جاتا ہے تو اہل قادیان حضرت مرزا صاحب کو کن معنوں میں کرشن اوتار مانتے ہیں اور حضرت کرشن اوتار کو کس مفہوم میں خدا کا نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں ۔

پس یہ حقیقت ہے کہ حضرت بہاء اللہ کے نزدیک اوتار یا ظہور کلی الٰہی کا مفہوم عینیت یا حلول واتحاد کا نہیں بلکہ تجلی الٰہی اور ظہور انعکاسی کا ہے اور جو انسان موعود ادیان یا مسیح موعود ہوگا اس کا ایسا اوتار یا مظہر الوہیت ہونا خود ہمارے حضرت مرزا صاحب مرحوم کا عقیدہ ہے جس سے کسی احمدی بالخصوص کسی قادیانی کو انکار کی گنجائش نہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۶۹ پر آنحضرتﷺ کا مظہر اتم الوہیت ہونا ثابت فرمایا ہے اور پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴ پر آیت یوم یأ تی ربّك سے مسیح موعود کا ظہور مراد لیا ہے۔

بعینہ حضرت بہاء اللہ نے کتاب الشیخ میں بھی انہی آیات کا حوالہ دے کر اپنا ظہور ثابت کیا ہے۔ پس ہر ایک شخص ایمان داری سے علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہے کہ حضرت بہاء اللہ کا دعوی مبعوث من عند اللہ اور مامور من اللہ ہونے کا تھا۔ خواہ بہائی اپنی اصطلاح میں اس پر نبی ورسول کا لفظ استعمال نہ کریں۔ البتہ جو شخص موعود ادیان ہو کر ظہور کلی الٰہی یا پرماتما کا اوتار ہو اس کا مقام، مقام نبوت ورسالت سے بھی برتر ہے جیسا کہ خاتم انبیاء کا مقام مطلق نبوت ورسالت کے مقام سے برتر ہے۔ اگر خدا تعالی اس بات پر قادر ہے کہ کسی درخت کے ذریعہ سے اپنی تجلی ظاہر فرما کر کسی سے ہم کلام ہو تو وہ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ کسی انسان کو تجلی گاہ بنا کر اس کے ذریعہ اپنا کلام ظاہر کرے۔

بہر حال اس بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ بہائیت اور قادیانیت کی اصلیت بلحاظ عقیدہ ایک ہی ہے اور حضرت بہاء اللہ کی نسبت بہائیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ وہ مسیح موعود تھے اور کوئی قادیانی اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ فضلاء قادیان کا مسلمہ اصول ہے کہ صاحب البیت ادری بما فیه

و هذا هوالحق و ما بعد الحق الا الضلال

قادیانی بزرگو! میری نسبت جو چاہو فتوے دو مجھے بہائی کہو یا مسلمان یا پیغامی کہو یا کچھ اور، میری طرف سے اجازت ہے لیکن خدا کیلئے مذہبی تحقیقات میں طرفداری چھوڑ دو۔ خدا کا خوف کر کے واقعات صحیحہ بیان کرو۔ زید وبکر کی حمایت چھوڑ دو سچائی کی تلاش کرو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۸ رمضان ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۱۵ ص ۶)

شیخ بہاء اللہ اور ان کا دعوی

جناب منشی محمد حسین صابریؒ بریلوی لکھتے ہیں:

بہائی رسالہ کوکب ہند ۱۹ جنوری ۱۹۳۰ صفحہ ۵ تا ۳۲ پر اہل حدیث ۳ جنوری ۱۹۳۰ء کے ایک مضمون کا جواب نکلا ہے جسکا جواب الجواب میں نے لکھا تھا۔ لیکن بغرض اشاعت بھیجنے میں تامل کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ابھی تک اہل حدیث، اور کوکب ہند کے مابین یہ امر طے نہیں پایا کہ جناب بہاء اللہ صاحب ایرانی نے کیا دعوی کیا تھا اس بحث کی اب تک جو صورت ہے وہ یہ ہے (یہ بحث کوکب ہند کی طرف سے بند ہوئی تھی)

الف: اہل حدیث کا دعوی از روئے مقامات بہاء اللہ وعبدالبہاء صاحبان یہ ہے کہ جناب بہاء اللہ نے نبوت اور رسالت کے مقام کا دعوی کیا ہے بلکہ نبوت اور رسالت کے الفاظ بہاء اللہ کی طرف منسوب کئے ہوئے دکھا دیئے گئے۔

ب۔ قادیانی صاحبان بڑے زور شور سے دعوی کرتے ہیں کہ بہاء اللہ نے ہرگز نبوت ورسالت کا دعوی نہیں کیا۔ انہوں نے جو کچھ دعوی کیا ہے وہ الوہیت اور خدائی کا تھا۔

ج: فاضل اڈیٹر کوکب ہند فرماتے ہیں کہ بہاء اللہ نے ہرگز نبوت ورسالت کا دعوی نہیں کیا اور نہ ہم (بہائی صاحبان) انہیں نبی ورسول مانتے ہیں اور نہ بہائی لٹریچر میں لفظ نبوت ورسالت ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

آنجناب کو تو اختیار ہے کہ چاہے اس (نسخ قرآن کی) بحث کو جاری رکھیں لیکن میرے نزدیک صورت حالات مذکورہ بالا پر نظر رکھتے ہوئے مناسب یہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ یہ بحث کی جائے کہ قرآنی شریعت کے بعد اور کوئی نئی شریعت آ بھی سکتی ہے یا نہیں۔ یا یہ کہ نئی شریعت (بہائیہ) قرآنی شریعت سے بہتر ہے یا مثل قرآن ہے۔ یہ طے پا جانا ضروری ہے کہ جناب بہاء اللہ کا دراصل دعوی کیا تھا اور ان کی کتب کو ناسخ قرآن کہنے والے دراصل انہیں کیا مانتے ہیں اگر ان کو یہ لوگ (اڈیٹر کوکب) خدا کا بھیجا ہوا پیغامبر کہ جسے عربی میں نبی اور رسول کہا جا سکتا ہے مانتے ہیں تو ان کی لائی ہوئی

شریعت کے متعلق ہر قسم کی بحث کی جاسکتی ہے اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ جناب بہاء اللہ ہی کو خدا سمجھتے ہیں تو پھر ان کی شریعت پر بحث فضول ہے اور پھر حق بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں (بمقابلہ اڈیٹر کوکب) میدان قادیانی محمودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ پس اڈیٹر کوکب ہند اس مسئلہ کو یوں طے فرما سکتے ہیں۔

اول: اہل حدیث (یا خاکسار نامہ نگار) نے جو الفاظ نبوت ورسالت کے بہاء اللہ کی طرف منسوب کئے ہوئے بہائی تحریرات سے دکھائے ہیں آیا ان کے حوالہ میں کوئی دھوکہ ہے یا (ہم نے) ان کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔

دوم: کیا قادیانی صاحبان بہاء اللہ کے دعوی کے متعلق جو کچھ لکھ رہے ہیں وہ درست ہے؟ اور اڈیٹر کوکب ہند اسے تسلیم فرماتے ہیں۔

سوم: اگر بقول اڈیٹر کوکب ہند، بہاء اللہ ایرانی نے نبوت ورسالت کے مقام کا دعوی نہیں کیا تو پھر انہیں جس مرتبہ اور مقام کا دعوی ہوا سے صاف صاف لکھ دینا چاہیے، گول عبارت نہ ہو۔

کوکب ہند کے جواب آنے پر آئندہ یہ بحث جاری ہو سکے گی اگر انہوں نے جناب بہاء اللہ کو زمرہ انبیاء میں شمار کیا تو بے شک یہ بحث مناسب ہوگی کہ قرآن کے بعد اور کوئی شریعت موعودہ ہے بھی یا نہیں۔ اور یہ کہ بہائی شریعت مثل قرآن ہے یا قرآن سے بہتر ہے۔ کیونکہ ما ننسخ من آیة او ننسها نأت بخیر منها او مثلها کے مطابق اللہ تعالی کی بھیجی ہوئی شریعت کا پچھلی شریعت سے بہتر یا مثل ہونا ضروری ہے اور وہ کمتر یا ناقص نہیں ہوسکتی اور اس کا ثبوت واقعات اور مشاہدات عالم کی بنا پر ہمارے ذمہ ہوگا کہ بہائی شریعت نہ تو قرآن کی مثل ہے اور نہ قرآن سے بہتر ہے بلکہ کمتر اور ناقص ہے اس لئے یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

اور حق بات تو یہ ہے کہ اس امر کا ثابت کرنا صرف ہم مسلمانوں ہی کا کام ہے بیچارے مرزائی قادیانی اس مسئلہ میں بھی بہائیوں سے جیت نہیں سکتے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

ہم نے بارہا اپنا دعوی تصریح بہائی سے ثابت کردیا کہ بہاء اللہ مدعی منصب رسالت تھے۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ ہیں:

یا رسو ل الله یذکر ک مالك الو جود ۔(کتاب اقدس۔ص۵۳)

قادیانی تو بہاء اللہ کو بدنام اور توہین کرنے کو مشہور کرتے ہیں کہ اس نے خدائی کا دعوی کیا معتقدین بھی ان کے دعوے میں امت مسیحیہ کی طرح غلطی یا غلو کرتے ہیں اس لئے ہم صاف کہتے ہیں کہ جو بھی وہ کہیں تصریحات بہائیہ سے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کو کہنے کا موقع ملے ، مدعی سست گواہ چست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۱۵ رمضان ۱۳۴۸ھ ص ۳۔۴)

احمدی جماعت کے لئے ہجرت کا حکم

جناب مرزا صاحب کا فرمان

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۲۹ء میں ایک مضمون نظر سے گذرا جس کی سرخی تھی:

حضرت مسیح موعود کے ارشادات ۔، قادیان کی رہائش،

جس کے ماتحت نامہ نگار نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے ایک الہام کی تفسیر کی ہے جو ناظرین کے لئے بجنسہ ذیل میں درج کی جاتی ہے آپ لکھتے ہیں:

ا صحا ب الصفة و ما ادر ك ما ا صحا ب الصفة تر ی اعینهم تفیض من الد مع یصلو ن علیك ر بنا اننا سمعنا منا دیا ینادی للا یما ن و دا عیاً الی الله و سرا جاً منیرا ۔ ر بنا آ منا فا کتبنا مع الشا هدین

(یعنی کامل مخلص وہ ہیں جو تیرے مکان (قادیان) کے صفوں میں رہنے والے ہیں یعنی اپنے وطنوں کو چھوڑ کر یہاں (قادیان) آ گئے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفوں کے رہنے والے تو دیکھے گا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے اور تیرے پر درود بھیجتے ہوں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کی آواز سنی کہ جو لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا ہے وہ خدا کی طرف بلانے والا ہے اور وہ ایک روشن چراغ ہے جو اپنی ذات میں روشن اور

دوسروں کو روشنی پہنچاتا ہے اے ہمارے خدا تو ان لوگوں میں ہمیں لکھ لے جنہوں نے تیرے مامور اور بھیجے ہوئے کی سچائی پر گواہی دی)

غرض خدا تعالی نے انہی اصحاب صفہ کو تمام جماعت میں پسند کیا ہے اور جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ (قادیان) میں آکر آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا (قادیان کی طرف ہجرت کی) دل میں نہیں رکھتا اس کی حالت کی نسبت مجھ (مرزا صاحب) کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے اور یہ ایک پیش گوئی عظیم الشان ہے اور ان لوگوں کی عظمت ظاہر کرتی ہے کہ جو خدا تعالی کے علم میں تھے کہ وہ اپنے گھروں اور وطنوں اور املاک کو چھوڑیں گے اور میری (یعنی مرزا قادیانی کی) ہمسائیگی کے لئے قادیان میں آکر بود و باش کریں گے (تریاق القلوب۔ص ۱۳۶، ۱۳۷)

دیکھا صاحب! مرزا صاحب قادیانی کے اس الہام نے تمام ان احمدیوں کو جو قادیان میں سکونت نہیں رکھتے اور نہ اپنے گھر سے ہجرت کر کے قادیان میں جانے کا ارادہ کر چکے ہیں دائرہ مرزائیت سے خارج کر دیا ہے اس لئے آج ہی مرزائی صاحبان اپنے اپنے اہل وعیال کو لے کر قادیان دارالامان میں جا کر بود و باش اختیار کریں ورنہ مرزائیت سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

میرے خیال میں یہ ایک بڑا سوال ہے جو اڈیٹر الفضل نے امت مرزائیہ کے سامنے پیش کیا ہے دیکھئے امت مرزائیہ اس کا کیا جواب دیتی ہے۔

مولوی حبیب اللہ خریدار اہل حدیث۔ نمبر ۱۰۴۶۵

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۱۵ رمضان ۱۳۴۸ھ ص ۴۔۵)

آسمانی نکاح پر نظر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا جانے وہ کیسا بابرکت دن تھا جس دن حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا آسمان پر نکاح ہوا تھا (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۳۲)۔آئے دن اس نکاح کی وجہ سے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اوران کے اتباع پر پریشانی نازل ہوتی ہے۔
گزشتہ پریشانیاں کم نہ تھیں کہ نئی پریشانی مولوی اللہ دتہ مبلغ قادیان نے پیدا کردی۔آپ نے قادیان کے سالانہ جلسہ میں ایک تقریر کے دوران اس نکاح پر اعتراضات دور کرنے کی کوشش کی۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ کوشش اس عربی شعر کی مثال ہے جوایسے واقعات کے متعلق کہا گیا ہے۔

ایک بڑھیا سفید گیسو بازار جارہی تھی
شاعر نے پوچھا، بڑی بی کہاں جارہی ہو؟
بڑھیا بولی، سر کے سفید بالوں کے لئے وسمہ لینے جارہی ہوں۔
ظریف شاعر نے فی البدیہہ شعر کہا

تروح الی العطار تبغی شبابها
و لن یصلح العطار ما افسد الدهر

دیکھو جی یہ بڑھیا جوان بننے کیلئے وسمہ لینے جاتی ہے بھلا جسے زمانہ نے بگاڑ دیا ہوا سے عطار کیا سنوار یگا۔

وہی مثال قادیانی مبلغوں کی ہے۔خدا کے بگاڑے ہوئے کوسنوارنا چاہتے ہیں (و لن یفعلوا)۔مولوی اللہ دتہ نے آسمانی نکاح دنیا میں نہ ہونے کی وجہ بیان کی۔ کیا ہی معقول وجہ بیان کی۔ ہم بھی اس کی داد دیتے ہیں اور اپنے ناظرین خصوصاً صابری صاحب بریلوی سے پوری داد کی امید رکھتے ہیں۔آپ نے فرمایا:

اس پیش گوئی میں پہلے مرزا احمد بیگ کی موت ہے۔اس کے بعد اس کے داماد کی۔اورنکاح ان دونوں کے بعد ہے۔

اس لئے جب تک احمد بیگ اوراس کا داماد موت کا شکار نہ ہولیں، تب تک نکاح کے متعلق کوئی سوال ہی پیدانہیں ہوسکتا۔

ہاں اگر دونوں مرجاتے اور پھر نکاح نہ ہوتا تو قابل اعتراض تھا۔

مگراب جب کہ ابھی سلطان محمد نہیں مرا تھا، نکاح کے متعلق اعتراض سراسر غلط ہے۔

پس اب سوال یہ ہے کہ جب پیش گوئی اپنے ظہور کے لحاظ سے یہ نوعیت رکھتی ہے کہ نکاح کے چھ ماہ بعد ہی احمد بیگ مرگیا، تو اس کی پہلی جز تو دنیا

کی نظروں میں قابل اعتراض نہیں ۔اور پیش گوئی کا یہ حصہ تو پورا ہو گیا۔
اب اس کا دوسرا حصہ پورا ہونے کی یعنی سلطان محمد کی وفات کے بعد اگر نکاح نہ ہوتو البتہ قابل اعتراض بات ہوسکتی ہے۔لیکن جس صورت میں اس کی موت واقعہ نہیں ہوئی، تیسرے حصہ پر اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔

(الفضل قادیان ۱۰ جنوری ۱۹۳۰ء ص ۱۱)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

بس اب بات یہاں آکر ٹھہری کہ مرزا سلطان محمد ناکح منکوحہ آسمانی چونکہ مرا نہیں، اس لئے نکاح نہیں ہوا۔ہم بھی اس جواب کی داد دیتے ہیں کیونکہ اس جواب سے حقیقتاً قادیانی عمارت کے نیچے ایک بم نہیں، دو بم رکھے گئے ہیں۔

سنئے !مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مرزا سلطان محمد کی حیات کی مدت اگست ۱۸۹۴ء تک بتاتے ہیں۔اس کے بعد سلطان محمد کو دنیا میں رہنے کی اجازت نہ تھی (شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی۔ص ۸۰) مگر وہ اب تک (۱۹۳۰ء) زندہ ہے۔ایک بم۔

دوسرا بم اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔مرزا صاحب قادیانی، لکھتے ہیں:

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے۔اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں، تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہو گی اور میری موت آجائے گی۔(انجام آتھم۔ص ۳۱)

ناظرین !اللہ غور فرمائیں کہ اس عبارت میں مرزا سلطان محمد کی موت کو اپنی زندگی میں تقدیر مبرم کہنے والے آج دنیا میں نہیں ہیں، اور مرزا سلطان محمد باوجود جنگ عظیم (اول) میں گولی لگنے کے آج تک (۱۹۳۰ء) تک زندہ ہے۔

پس سوال یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد کو خدا نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دو پیش گوئیوں کے مطابق کیوں نہ مارا؟

ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ مرزا سلطان محمد چونکہ نہیں مرا اس لئے نکاح نہیں ہوا، قادیانی مشن کی نمک حلالی تو بے شک ہے، مگر حقیقت صادقہ نہیں ہے۔ہمارے خیال میں ایسا کہنے سے قادیانی مبلغ مع سامعین کے الٹے صیاد کے جال میں پھنس گئے۔کیا سچ ہے:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۲۲ رمضان ۱۳۴۸ھ ص ۲۔۳)

نیا قادیانی جال

قادیانی خلیفہ نے اعلان کیا ہے کہ ہر مہینے میں اشتہار شائع کیا جائے گا جس سے قادیانی مذہب کی اشاعت کی جائے گی۔ اور اپنے مریدوں کو تاکید کی ہے کہ اس اشتہار کو بڑی کوشش سے شائع کیا کریں۔ اس لئے ہم بھی اپنے احباب کو بتاکید لکھتے ہیں کہ جس صاحب کے ہاتھ میں وہ اشتہار آئے فوراً دفتر اہل حدیث میں بھیجا کریں۔ پھر جو اس کا جواب اہل حدیث میں نکلے اپنے علاقہ میں ضرورت سمجھیں تو اس جواب کو بذریعہ اشتہار چھاپ کر شائع کر دیا کریں۔ پہلا اشتہار ۱۵ جنوری کا ہے جسے ملے وہ بھیج دے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۲۲ رمضان ۱۳۴۸ھ ص ۳)

مباحثہ مرزائیاں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حسب تعین ۲۵۔۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء بروز ہفتہ اتوار مابین مسلمانان و مرزائیاں مسائل مندرجہ ذیل پر بمقام کلانور ضلع گورداسپور پنجاب نہایت کامیابی سے ہوا۔

پہلے دن بعد ظہر ڈیڑھ گھنٹہ مثیل یہود پر مناظرہ ہوا۔ اسلامی مناظر نے و علی مریم بھتانا عظیما سے ثابت کیا کہ مرزا صاحب نے یہود کی طرح مریم صدیقہ پر بہتانات لگائے جس کے جواب میں اخیر تک مرزائی مناظر ناکام رہا۔

دوسرے دن قبل ظہر ڈیڑھ گھنٹہ مرزا صاحب بروئے پیش گوئی محمدی بیگم پر مناظرہ ہوا۔ لیکن مرزائی زو جنا کھا وغیرہ دلائل توڑ نہ سکا۔

پھر بعد نماز ظہر تیسرے مبحث: کیا مرزا صاحب نبی تھے، پر ڈیڑھ گھنٹہ مناظرہ ہوا۔ مرزائی مناظر ناکام رہا۔ اور مرزا صاحب کے ارشاد۔ ہر نبوت را بر دشد اختتام، وغیرہ کے سامنے کوئی پیش نہ گئی۔

مناظرہ کھلے میدان میں ہوا قادیانی پارٹی کے مولوی غلام رسول راجیکی و مولوی اللہ دتہ و مولوی محمد یار و عبدالحق وکیل گورداسپور موجود تھے۔ اہل اسلام کی طرف سے مولوی عبدالرحیم شاہ، مولوی محمد یوسف، مولوی عبدالکریم اڈیٹر مباہلہ، مولوی محمد مسعود و مولوی محمد امین حاضر جلسہ تھے جلسہ مناظرہ ہذا باوجود کثرت اژدہام نہایت اطمینان سے ختم ہوا اور ہندو سکھ وغیرہ معززین علاقہ بھی تھے سب نے اسلامی فتح کا اقرار کیا

۔ ہاں کلانور سے بوقت شام جب ورک آ رہا تھا تو مرزائیوں نے اپنی ناکامی کی کسر مجھ سے نکالنی چاہی بوقت شام مجھ اکیلے کا راستہ روک لیا اور سائیکل توڑنا چاہا آخر اس ڈاکہ سے خدا نے بچایا۔

حافظ گوہر دین ناظم انجمن تبلیغ الاسلام ورک ضلع گورداسپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۳۰ء مطابق ۲۲ رمضان ۱۳۴۸ھ ص ۳۔۴)

جواب نداء ایمان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیان میں تجویز ہوا ہے کہ ہر ماہ ایک اشتہار تبلیغی نکالا جائے جو ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہو۔ جس میں دعاوی مرزا کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے۔ چنانچہ پہلا اشتہار ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء کو نکلا۔ جس کے متعلق اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۳۰ء میں اطلاعی نوٹ دے کر لکھا تھا کہ اشتہار مذکور جس کسی صاحب کو ملا ہو، دفتر ہذا میں بھیج دیں۔ اس پر بہت سے احباب نے اشتہارات مذکورہ بھیجے جن کا شکریہ۔ جس سے معلوم ہوا کہ اشتہار مذکور دور دراز علاقوں میں تقسیم ہوا ہے۔

اس اشتہار کے متعلق منشی عبداللہ معمار امرتسری نے ایک چٹھی خلیفہ قادیان کو لکھی جس کی نقل انہوں نے اہل حدیث میں درج کرنے کو بھیجی ہے۔ یہ چٹھی اشتہار مذکور کا لاجواب جواب ہے۔ ناظرین سے امید ہے کہ اس چٹھی کو پڑھ کو اپنے ہاں کے خرچ سے چھپوا کر شائع کر دیں۔ آئندہ کے لئے اطلاع دیں کہ اگر یہاں ہی جواب بذریعہ اشتہار چھاپ دیا جائے تو کتنے کتنے اشتہار خریدیں گے۔

اعلاء قرآن بجواب اشتہار قادیان

بخدمت شریف جناب میاں (محمود احمد) صاحب خلیفہ قادیان۔

جناب کا ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۰ء والا اشتہار موسومہ ندائے ایمان دیکھا (جس میں آپ نے نہایت ہی فراخ دلی اور بلند حوصلگی سے مخالفین جماعت احمدیہ کو تحقیق کی طرف توجہ دلائی ہے) جس کو پڑھ کر یہ خاکسار چند سطور لکھنے کی جرأت کر رہا ہے۔

آپ نے تحقیق کے تین طریقے تحریر کئے ہیں۔

۱۔ جو سوالات حل طلب ہوں، انہیں مقامی احمدیوں کے سامنے پیش کر کے حل کرائیں
۲۔ اگر کوئی احمدی جماعت نہ ہو، تو اپنے سوالوں سے اطلاع دیں۔
۳۔ اپنے علاقہ میں جلسہ کر کے احمدی مبلغ بلا کر ...سلسلہ مرزائیہ کی صداقت کے دلائل سنیں ..الخ

سو گزارش ہے کہ

۱۔ یہاں امرتسر میں اگرچہ احمدی چند موجود ہیں مگر ان میں کوئی اس لائق نہیں ہے جو میری پیاس بجھا سکے۔ اس لئے تعمیل سے مجبور ہوں۔

اور تیسری صورت مقامی انجمن احمدیہ اگر چاہے، تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

فی الحال دوسری صورت تحریر کردہ جناب پر عمل پیرا ہو کر عرض گزار ہوں کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں تحریر فرمایا ہے کہ:

> حضرت مرزا غلام احمد بانی سلسلہ احمدیہ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر دنیا کی اصلاح کا کام شروع کیا تھا،۔

بالکل مرزا صاحب کے دعویٰ کے مطابق ہے اور درحقیقت مرزا صاحب نے تمام دنیا کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تھا اور اس کو اپنے لئے معیار صداقت اور اپنی علت غائی فرمایا تھا۔ مگر اس کو اپنی زندگی سے مشروط کیا تھا۔ حالانکہ یہ آپ کی زندگی میں پورا نہ ہوا جس کو آپ نے بھی اپنے اشتہار میں بایں الفاظ تسلیم فرمایا ہے:

> تاکہ اسلام کے غلبہ پانے کا زمانہ جلد سے جلد آئے۔

(ص ۴۔ اشتہار ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء)

جس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک وہ غلبہ کاملہ جس کے ظہور کے مرزا صاحب مدعی تھے، ظاہر نہیں ہوا۔ اور آپ کی اس عبارت کے بالفاظ دیگر یہ معنی ہوئے کہ:

> حضرت مرزا صاحب ابھی تک بہشت میں داخل نہیں ہوئے،

کیونکہ غلبہ اسلام کی نشانیوں میں سے ایک کڑی انہدام صلیب ہے، اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے تھے کہ:

> میری صرف یہی خواہش ہے کہ صلیب ٹوٹ جائے۔ یہی میرا فردوس ہے یہی میری بہشت ہے اے خدا میں بیقرار ہوں مجھے بہشت میں داخل کر۔

(اعجاز المسیح ۔ص ۱۷۵)۔

اور بقول آپ کے ابھی تک غلبہ اسلام ہوا نہیں ۔ نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب بہشت کے باہر ہی تشریف فرما ہیں ۔

باقی رہا یہ امر کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی زندگی میں سب کچھ ہو جانا کہاں تحریر کیا ہے ۔ اس کے لئے میں جناب کی توجہ مرزا صاحب قادیانی کی مندرجہ ذیل عبارات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں، اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں ۔ اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں ۔

پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں ۔

پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی ۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا، تو پھر میں سچا (حضرت مسیح کے وقت میں جو کام ہونا تھا اس کے لئے دیکھو براہین صفحہ ۴۹۹، ۵۰۵، تمام روئے زمین پر اسلام کا پھیل جانا)۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں ۔

(اخبار بدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)۔

۲ ۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مجدد موجودہ فساد کی اصلاح کے لئے آتا ہے اور اس کی بدی کی بیخ کنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے ...اس زمانہ میں فساد عظیم صلیبی کارروائیوں کا فساد ہے۔ اسی فساد نے بہت سے بیابانی اور شہری لوگوں کو ہلاک کیا۔ پس یہ امر واجب ہے کہ مجدد اس صدی کا اس کی اصلاح کے لئے آوے اور بموجب منشاء احادیث کے کسر صلیب اور قتل خنازیر کرے ۔ اور جو شخص کسر صلیب کرے پس وہی مسیح موعود ہے پس اس امر کو اے سعید آدمی سوچ ۔ (حاشیہ ص ۱۶ ۔ نجم الہدی)

۳ : عیسائی مذہب کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے عیسائی مذہب آدم زاد کی خدائی

منوانا چاہتا ہے اور ہمارے نزدیک وہ اصلی اور حقیقی خدا سے دور پڑے ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان عقائد کی (جو حقیقی خدا پرستی سے دور پھینک کر مردہ پرستی کی طرف لے جاتے ہیں) کافی تردید ہو اور دنیا آگاہ ہو جاوے کہ وہ مذہب جو انسان کو خدا بناتا ہے خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا اور بظاہر اسباب عیسائی مذہب کی اشاعت اور ترقی کے جو ہیں وہ اسباب پرست انسان کو کبھی یقین نہیں دلاتے کہ اس مذہب کا استیصال ہو جائے گا لیکن ہم اپنے خدا پر یقین رکھتے ہیں کہ اس نے ہم کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور یہ میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ میں دنیا کو اس عقیدہ سے رہائی دوں۔ پس ہمارا فیصلہ کرنے والا یہی امر ہوگا۔ یہ باتیں لوگوں کی نظر میں عجیب ہیں مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ میرا خدا قادر ہے۔ (اخبار الحکم قادیان نمبر۱۶ ج ۸ ص ۲ کالم ۳)

۴۔ و نفخ فی الصور فجمعنا ھم جمعاً ۔ہم آخری زمانہ میں تمام لوگوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے۔ یہ عام دعوت آنحضرت ﷺ سے شروع ہوئی اور مسیح موعود کے زمانہ میں اس کے ہاتھوں سے کمال تک پہنچی۔

(مفہوم)۔(چشمہ معرفت۔ص ۶۷، ۶۹، ۸۰)

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مذکورہ عبارات سے جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ

۱۔علت غائی مسیح موعود کی کسر صلیب ہے۔ پس جو شخص صلیب کو توڑ دے وہ مسیح ہے۔

۲۔ یہ کام یعنی استیصال مذہب نصاری اور ابطال عقیدہ تثلیث مرزا جی کے ہاتھ پر مقدر تھا اور اس بات کو منجملہ خدا کی قدرتوں کے ایک بڑی محیر العقول قدرت ظاہر کیا گیا تھا۔

۳۔اقوام عالم کیا ہندو، کیا عیسائی، اور کیا یہود، اور کیا صابئی، تمام کی تمام مذہب اسلام پر جمع ہو جائیں گی۔

۴۔ یہ کام مجدد اعظم مصلح عالم امام انبیاء ختم المرسلین نذیراً للعالمین رسولاً الی جمیع الناس محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں (ہاں ہاں اس ہادی کامل کے زمانہ میں جن کے متعلق مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ: ہمارے نبی ﷺ نے کروڑھا انسانوں کو بتوں اور عیسی پرستی سے نجات

دے کر کلمہ توحید پڑھوا دیا۔ اور مخلوق پرستی کی جڑ کاٹ کر اکثر ممالک میں توحید کا باغ لگا دیا۔ ص ۳۷ ست بچن از مرزا قادیانی) بھی نہیں ہوا اور نہ یہ کام خاتم الکتب جامع تعلیم انبیاء کافی وشافی مرشد وہادی الی یوم الدین قرآن حکیم کلام رب العالمین سے تیرہ سو برس کے اتنے بڑے زمانہ میں نہ ہو سکا۔ ہاں ہاں اس کلام سے بھی (جس کے متعلق مرزا صاحب تحریر فرماتے تھے کہ: قرآن شریف نے تمام پر وبال عیسائیوں کے توڑ دیئے۔ ایک انسان کا خدا بننا باطل کر کے دکھلا دیا۔ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا۔ ص ۸ چشمہ مسیحی) یہ کام سرانجام نہ ہو سکا، جس کو مرزا صاحب انجام دینے آئے تھے جو یقیناً بے نظیر ہونا چاہیے۔

۵۔ یہ کہ آپ عیسی پرستی کے ستون کو توڑ کر اس کی بجائے توحید پھیلانے کے دعویدار تھے، اور اگر چہ کروڑ ہا نشانات اس کے علاوہ آپ کے موجود ہوتے، تو بھی یہ علامت جو، علت غائی، ہے ایسی ممتاز اور واضح دلیل تھی کہ اس کے عدم وقوع سے بقایا تمام کے تمام نشانات کالعدم تصور کئے جانے کے لائق ہیں۔ اور یہ تمام کام جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی میں ہونا چاہیے تھا۔

پس میں باادب ملتمس ہوں کہ کیا یہ تمام باتیں ظہور میں آ گئیں؟

کیا کسر صلیب کے یہی معنی ہیں کہ عیسائیت دن بدن بڑھ پھول کر اچھا خاصہ ایک عظیم الشان درخت بن جائے یہاں تک کہ بعض پادری صاحب تو اب فاتح قادیان بھی کہلانے لگے۔

میرا مقصد اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں یہ تمسخر سے کہہ رہا ہوں۔ حاشا و کلا۔ بلکہ صرف یہ دکھلانے کو کہ کسر صلیب کی بجائے جو قصر صلیب تیار ہو رہا ہے کیا اس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی کو سخت نقصان نہیں پہنچتا۔ اور کیا ہم اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ آپ مسیح موعود بلکہ کچھ بھی نہیں تھے۔ غیر مسلم تو درکنار رہے مسلمانوں کی حالت بھی جناب پر عیاں ہے اور تو اور خود جماعت احمدیہ کا افتراق کیا کم ہے۔ ایک صاحب اگر مشرق کو جا رہے ہیں تو دوسرے مغرب کو حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے تھے:

> میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمانوں کے

مفہوم میں اللہ تعالی نے چاہا ہے۔ (الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

خلیفہ صاحب!

کیا واقعی مرزا جی مسلم کو صحیح معنوں میں حسب منشاء خود مسلم بنا گئے۔

کیا لاہوری اور قادیانی نزاع اس کے لئے ایک کاری ضرب نہیں۔

اور کیا عیسائیوں کا مخترعہ آلہ بحیثیت اعتقاد الوہیت نظر سے پنہاں ہو گیا اور دنیا اس کو بھول گئی؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا ہمارا حق ہے کہ ہم بموجب اس قول کے:

ہر ایک چیز اپنی علت غائی سے شناخت کی جاتی ہے۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۵۵۳)

بوجہ نہ پائے جانے اس علت غائی کے مرزا صاحب قادیانی کو صادق نہ سمجھیں اور آپ کے تمام دعاوی کو باطل جانیں اور اس پر اسی معاملہ کو بطور دلیل پیش کریں جیسا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود بھی یہی فرمایا ہے:

ہر ایک نبی یا رسول یا محدث جو نشان اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہے وہی نشان خدا تعالی کے نزدیک معیار صدق و کذب ہوتا (اشتہار موسومہ پیر مہر علی شاہ ص ۴) اور یہ نشان وہ ہے جس کو مرزا جی نے بطور معیار صدق و کذب خود پیش فرمایا تھا جو اگر ہو جاتا تو واقعی بڑا مبارک تھا کیونکہ پھر نہ یہ ارتداد کا بکھیڑا ہوتا، اور نہ ملکانوں کا جھگڑا، نہ یہ شدھی بدھی کا فساد رہتا، نہ مذبح قادیان کے مقدمات، نہ ظفر وال کا قضیہ نامرضیہ، جس سے آپ کو بھی آرام ہوتا۔ خواہ مخواہ اشتہاروں پر سینکڑوں کی رقم کاہے کو برباد ہوتی۔

کیا میں امید کروں کہ آپ نہایت مہربانی سے میرے ان سوالات پر نظر کر کے مجھے ان کے جوابات سے مطلع فرمائیں گے۔ والسلام خیر ختام۔

خاکسار محمد عبداللہ معمار امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ دروازہ بھگتا نوالہ

معرفت مستری مولا بخش لوہار۔ ۲۶ فروری ۱۹۳۰ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۲۰۔ ص ۴۔ ۶)

رسالہ مراق مرزا لا جواب ہے

(مولوی تاج الدین احمدی کی خیانتیں)

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ عاجز نے ایک رسالہ: مراق مرزا، لکھا ہے جسے مینیجر صاحب اخبار اہل حدیث امرتسر نے چھپوایا۔ اس میں مرض مراق کی تشریح اور مرزا صاحب قادیانی کے اقوال سے خود ان کا، ان کی بیوی صاحبہ کا، اور ان کے بیٹے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مراقی ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

قادیانی رسالہ ریویو آف ریلی جنز دسمبر ۱۹۲۹ء کے صفحہ اول سے ۱۶ تک ایک مضمون بعنوان: رسالہ مراق مرزا کا جواب، چھپا ہے۔ اس مضمون کے لکھنے والے مولوی تاج الدین لائل پوری قادیانی ہیں۔

یہ جواب کیا ہے، خیانت وسخت کلامی کا مجموعہ ہے۔ اور اس رسالہ ریویو آف ریلی جنز قادیان میں میری نسبت ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں جو میں نے نہیں کہی ہیں۔ انشاء اللہ رسالہ مراق مرزا کی طبع ثانی میں مرزائی مولوی کی مفصل تردید کی جائے گی۔ اب مختصر طور پر مولوی صاحب قادیانی کی خیانتوں کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

> قولہ: خدا تعالی کے راست باز اور صادق بندوں کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ ان پر وہی اعتراض کئے جاتے ہیں جو ان سے پہلے راست بازوں پر ان کے مخالفین کر چکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے
>
> ما يقال لك الا قد قيل للرسل من قبلك
>
> یعنی اے نبی تجھ پر جو الزام لگائے جاتے ہیں یا جو باتیں تیرے خلاف کی جاتی ہیں یہ الزام اور یہ باتیں کوئی نئی نہیں ہیں بلکہ یہ وہی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں کے خلاف بھی پیش کی جا چکی ہیں۔
>
> اصل بات یہ ہے کہ خدا کے رسول ایک ہی منہاج اور ایک ہی طریق پر

آتے ہیں۔پس ان میں سے کسی ایک پر جو اعتراض کیا جائے گا وہ اعتراض دوسرے پر بھی جا پڑے گا....

اسی اصول کے مطابق ہمارا دعوی ہے کہ ہمارے مخالف حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلاف کوئی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو ان کے مسلمہ راست بازوں پر نہ پڑتا ہو۔ بلکہ جو اعتراض حضور (مرزا قادیانی) پر کیا جائے گا، وہی کسی نہ کسی راست باز پر کیا گیا ہو گا...

ایک اور اعتراض جو خدا کے برگزیدہ مسیح پر کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک حضور کو جنون لاحق تھا، لیکن مخلوق خدا کو راہ حق سے برگشتہ کرنے اور ہدایت الٰہی سے محروم رکھنے کے لئے یہ بھی کوئی حربہ نہیں جو سیدنا حضرت اقدس کے خلاف چلا گیا بلکہ یہ حربہ اور مکر بھی کفار ناہنجار کی پرانی چالوں میں سے ایک چال اور قدیمی رسموں میں سے ایک رسم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے

ما اتی الّذ ین من قبلھم من رسو ل ا لّا قا لوا سا حر او مجنون۔ اتوا صوا به، بل ھم قو م طا غو ن ۔(زاریات۔۵۲۔۵۳)

کہ کوئی رسول ایسا نہیں.... جسے جادوگر یا مجنون نہ کہا گیا ہو۔

کیا یہ عاقبت نا اندیش ایک دوسرے کو اس امر کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں کہ جو بھی رسول آئے اس کو ساحر یا مجنون ضرور کہنا کہ اس طرح مختلف زمانوں میں آنے والے تمام رسولوں کے دشمن انہیں یہی الزام دیتے رہے ہیں....

سو ناظرین آگاہ رہیں کہ حال ہی میں ایک رسالہ شائع ہوا ہے جس میں حضرت اقدس کو مجنون اور مرض مالیخولیا میں مبتلا ثابت کرنیکی ناکام سعی کی گئی ہے۔(ریویو آف ریلی جنز قادیان دسمبر ۱۹۲۹ء۔ص ۴۴۱، ۴۴۲ خلاصہ)

اقول۔ یہ سچ ہے کہ خدا کے رسول ایک ہی منہاج اور ایک ہی طریق پر آتے ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ قرآن میں صاف صاف الفاظ میں ذکر ہے کہ کافر لوگ آنحضرت ﷺ اور آپ سے قبل کے نبیوں کے حق میں مسحور و مجنون وغیرہ الفاظ بولتے تھے، احمدی

مولوی صاحب نے جو آیات نقل کی ہیں وہ آپ کے مفید نہیں اور میرے مطلب کے خلاف نہیں۔

قرآن مجید کی ان آیات میں تو یہ لکھا ہے کہ دشمنوں نے نبیوں کو ساحر مجنون کہا۔ یہ تو کسی آیت میں نہیں آیا ہے کہ کسی نبی نے خود اقرار کیا کہ (معاذ اللہ) مجھ میں یہ بیماری ہے۔ جناب مرزا صاحب مدعی رسالت و نبوت کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ مجھ میں مراق کی بیماری ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہونگی۔ سو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔

(تشحیذ الاذہان۔ جون ۱۹۰۶ء ص ۵)

اسی طرح رسالہ ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۲۵ء کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کو مراق کی بیماری تھی۔ میں نے رسالہ مراق مرزا کے صفحہ ۴، ۵، ۶ پر اسی بات پر زور دیا ہے۔ میرا مضمون صفحہ ۴ سے شروع ہوتا ہے میں نے اس رسالہ میں کہیں نہیں لکھا کہ مرزا صاحب کو جنون تھا اور نہ یہ لکھا کہ مرزا صاحب کو مالیخولیا تھا۔ اگر احمدی مولوی صاحب میں ہمت ہے، تو حضرت آدمؑ سے حضرت خاتم النبیین ﷺ تک جتنے انبیاء گذرے ہیں، کسی ایک نبی کا اپنا اقرار دکھائے کہ مجھے مراق کی بیماری ہے۔

قرآن شریف کی آیات سے آپ یہ ہرگز ثابت نہ کر سکیں۔ دشمنوں کا الزام اور طعن کرنا اور بات ہے، اور کسی مدعی رسالت و نبوت کا اپنا اقرار اور امر ہے۔

خدا کے نبی و رسول کو مرض جنون مالیخولیا مرگی مراق اور ہسٹیریا میں سے کوئی مرض نہیں ہوسکتا۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی کو مراق کی بیماری تھی اور مرض ہسٹیریا کا دورہ پڑتا تھا، جیسے کہ میں نے اپنے رسالہ میں سیرۃ المہدی از بشیر احمد حصہ اول کے صفحہ ۱۳ کے حوالہ سے ثابت کیا اور اس کے متعلق احمدی مولوی صاحب نے رسالہ ریویو دسمبر ۱۹۲۹ء کے ان صفحوں میں ایک سطر بھی نہیں لکھی اور سارا زور اس

پر دیا کہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مجنون کہا ہے حالانکہ میں نے مجنون نہیں کہا، مراقی ثابت کیا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مراق اور جنون میں جس کو یونانی کتب میں مانیا اور ڈاکٹری میں مانومینیا کہتے ہیں، زمین وآسمان کا فرق ہے (ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۲۹ء ص ۹) مراق کو عربی میں جمود اور انگریزی میں کاتالیپس اور مالیخولیا کو ہائپوکاندرائیس کہتے ہیں۔ یہ الگ الگ مرض ہیں۔

احمدی مولوی صاحب لفظ جنون اور مجنون کو بار بار لکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے شمار کیا تو ریویو آف ریلیجنز کے سولہ صفحوں میں ساٹھ سے زیادہ دفعہ انہوں نے لکھا ہے (شائد یہ بھی جنون کا اثر ہے) مولوی صاحب کی بنیاد ہی غلط ہے تو عمارت کب ٹھیک ہوسکتی ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

۲۔ واضح ہو کہ مرض مراق ہسٹیریا جنون مرگی اور مالیخولیا نبوت و رسالت کے منافی ہے کیونکہ ان مرضوں میں مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا (دیکھو ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۶ء ص ۵۔۶) حالانکہ نبی کو اپنے جذبات پر قابو رہتا ہے (ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۷ء ص ۳۰۔۳۱)

قولہ:

رسالہ مذکور میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مرزا محمود احمد)..کو بھی جنون ہے۔(ص ۴۴۶)۔

اقول:

افسوس صد افسوس! میں نے رسالہ مراق مرزا میں یہ الفاظ کہیں نہیں لکھے ہیں کہ میاں (محمود احمد) صاحب کو بھی جنون ہے۔ بلکہ صفحہ ۶ پر جناب ڈاکٹر چودھری شاہ محمد نواز احمدی اسسٹنٹ سرجن کا قول ہے کہ:

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی.. نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے ۔(ریویو آف ریلیجنز۔اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱)

قولہ:

نادان معترض کو ناز ہے کہ حضرت مسیح موعود نے گویا خود اپنی نسبت لفظ مراق استعمال کیا ہے پس اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور (نعوذ باللہ) مجنون تھے۔

سنیئے صاحب! محض الفاظ کو لے دوڑنا اور امر واقعہ وحقیقت الامر کو نظر انداز کر دینا شیوہ عقل مندی نہیں ہے اور اگر اس طریق کو استعمال کیا جائے تو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (ص ۲۴۷)۔

گو حضرت کی اپنی کسی تحریر کا حوالہ نہیں دیا۔ (حاشیہ ص ۲۴۷)۔

اقول:

ا۔ احمدی مولوی صاحب کا یہ قول، گو حضرت کی اپنی کسی تحریر کا حوالہ نہیں دیا، مجھ پر اعتراض کی صورت میں نہیں لگ سکتا بلکہ اپنے موجودہ خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود پر آپ یہ اعتراض کریں اور انہیں مخاطب کر کے سوال کریں کہ جناب نے مرزا کی کسی تحریر کا حوالہ نہیں دیا ہے کیونکہ جون ۱۹۰۶ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے اڈیٹر جناب میاں محمود صاحب تھے۔ ایک دن نماز مغرب کے بعد چند عورتوں کو مخاطب کر کے جناب مرزا صاحب قادیانی نے کچھ فرمایا تھا جس کو اڈیٹر صاحب نے اپنے اس رسالہ کے صفحہ ۵۔۶ پر درج کیا ہے۔ احمدی اخبارات الحکم اور بدر میں جناب مرزا صاحب قادیانی کے ملفوظات چھپتے رہتے تھے۔ تشحیذ الاذہان سے یہ مضمون اخبار بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۵ پر چھپا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں نے اپنے پاس سے بنا کر جھوٹ نہیں کہا، مجھ پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے خلیفہ پر اعتراض کرو۔ خود خلیفہ صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۱۳ پر اخبار بدر قادیان اور اخبار عام لاہور کے حوالے دیئے ہیں ان پر کیوں اعتراض نہیں کرتے۔

۲۔ مرزا بشیر احمد پسر ثانی مرزا کی کتاب کلمۃ الفصل اور رسالہ ریویو مارچ اپریل ۱۹۱۵ء میں مولوی شیر علی احمدی کی یہ شہادت چھپی ہے کہ جناب مرزا صاحب نے آیت و بالآ خرۃ ھم یو قنو ن سے مراد مسیح موعود کی وحی لی ہے۔ اور یہی معنی اس آیت کے پارہ اول کے صفحہ ۱۳، اور فضل الدین احمدی کے رسالہ جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ کے صفحہ ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲ پر بھی لکھے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ اپریل ۱۹۱۵ء (مرزا قادیانی کی وفات کے ۷سال بعد) مولوی شیر علی احمدی کا بیان تو قبول کرتے ہیں اور یہ اعتراض نہیں کرتے کہ مرزا صاحب کی اپنی کسی تصنیف کردہ کتاب سے یہ معنی دکھاؤ۔ اور میں جون ۱۹۰۶ء (مرزا کی وفات سے دو سال پیشتر) کے تشحیذ الاذہان سے میاں محمود کی روایت پیش کرتا ہوں اسے نہیں مانتے۔ یہ عجیب بات ہے۔

۳۔ رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۱ نمبر ۲ بابت جون ۱۹۰۶ء اور اخبار بدر ۷ جون ۱۹۰۶ کے صفحہ ۵ کی عبارت میں پہلے نقل کر آیا ہوں اس میں یہ الفاظ اپنے ظاہر پر ہیں یہاں مجاز یا استعارہ کے طور پر لفظ مراق استعمال نہیں ہوا ہے کیونکہ سیاق وسباق میں یہ الفاظ ہیں: سو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔

یہاں قرینہ بتا رہا ہے کہ مراق اور کثرت بول (ذیابیطس) دو بیماریاں مرزا صاحب کو تھیں چنانچہ ذیابیطس شکری تھی، پیشاب میں شکر آتی تھی (ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۰۳ء ص ۱۴۹)

۴۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اپنا یہ بیان ہے کہ:

میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔

(الحکم قادیان ۱۰۔ اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴)

یہاں بھی الفاظ، مراق کی بیماری، ظاہر پر ہیں کوئی مجاز واستعارہ نہیں ہے۔

قولہ

: نادان معترض نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت اقدس کو جنون تھا زیر عنوان:

مرزا صاحب کو اپنے خیالات پر قابو نہیں تھا،

چار مثالیں پیش کر کے اپنی جہالت و نادانی پر چار شہادتیں قائم کر دی ہیں کیونکہ اس سے یہ امر قرار پایا ہے کہا گر بزعم خود کس کے کلام میں چار اختلاف پائے جاتے ہیں تو اس کے جنون ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا

چنانچہ اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں: ہم نے شرعی نصاب کی اعلیٰ حد اختیار کر کے مرزا صاحب کی مراقیت (جنون) پر چار گواہ پیش کئے ہیں لہذا ہمارا دعوی ثابت ہونے میں کسی کو مجال سخن نہیں۔

(مراق مرزا۔ص ۱۱۔ ریویو آف ریلی جنز۔دسمبر ۱۹۲۹ء ص ۴۴۹)۔

اقول:

مولوی تاج الدین احمدی کی ایک اور خیانت ملاحظہ ہو۔ اس صفحہ پر مراق مرزا کے صفحہ ۱۱ کی عبارت یوں نقل کی ہے:

ہم نے شرعی نصاب کی اعلیٰ حد اختیار کر کے مرزا صاحب کی مراقیت (جنون) پر چار گواہ پیش کئے ہیں۔

حالانکہ رسالہ مراق مرزا کے صفحہ ۱۱ کی سطر ۱۹ میں صرف لفظ مراقیت ہے اور اس کے ساتھ لفظ جنون میں نے نہیں لکھا بلکہ یہ لفظ احمدی مولوی صاحب نے خود اپنی طرف سے بڑھا لیا ہے۔ ہاں رسالہ مراق مرزا کے صفحہ ۱۲ پر لکھ دیا گیا ہے کہ:

نتیجہ ان سارے حوالہ جات کا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نبی نہ تھے نہ رسول نہ مجدد نہ مسیح نہ ملہم نہ محدث ہاں کچھ تھے تو مراقی تھے جس کا انہیں خود اعتراف ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ مارچ ۱۹۳۰ء مطابق ۲۰ شوال ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۲۱ ص ۳۔۵)

مناظرہ مرزائیاں

جناب مولوی محمد مہر الدین منتظم مناظرہ میاں ونڈ لکھتے ہیں:

موضع میاں ونڈ ضلع امرتسر میں ۸۔۹ مارچ ۱۹۳۰ء مرزائیوں سے با امن مناظرہ ہوا۔ موضوع تین تھے۔

۱۔ حیات ومماۃ مسیح۔۲۔ اجرائے نبوت۔۳۔ صدق وکذب مرزا۔

مرزائیوں کی طرف سے چند علماء شریک تھے۔ جماعت اہل حدیث کی طرف سے کئی علماء تھے۔ مناظرہ آبادی سے باہر ہوا مسلم غیر مسلم سامعین کی کثرت تھی۔

موضوع اول پر بعد نماز پیشیں، موضوع دوم سوم پر دوسرے روز (۹ تاریخ کو)

مناظرہ کیا جانا تھا، وقت دو دو گھنٹہ فی موضوع قرار پایا۔

اول موضوع پر مولوی عبدالرحیم مبلغ کانفرنس کے بالمقابل مولوی محمد حسین مرزائی آئے۔مرزائی مناظر سخت مرعوب ہوا۔مجلس برخواست ہوئی۔

بوقت شام مولوی حبیب اللہ بھی آ گئے اور تقریر کی۔

اگلے روز دس بجے جلسہ مناظرہ منعقد ہوا۔مولوی محمد امین امرتسری مناظر ہوئے۔مرزائیوں کی طرف سے محمد حسین۔

تیسرا موضوع چونکہ فیصلہ کن تھا اس لئے مرزائیوں نے راہ گریز اختیار کرنی شروع کی۔اور کہا کہ کل کریں گے۔ بعد میں کہا کہ اگر مولوی عبدالرحیم شاہ مناظر ہوں تو کل کریں گے ورنہ آج کر لیتے ہیں۔

دراصل انہیں قادیان سے کمک آنے کی امید تھی۔ اور پھر مولوی محمد غفور قادیان سے آ گئے۔اور ان کے ساتھ شام ۴ بجے مناظرہ ہوا۔ ٦ بجے کے قریب انہوں نے مناظرہ بند کرنے کی درخواست کر دی۔..

شہادات غیر جانب دار

ہم مندرجہ ذیل اشخاص تصدیق کرتے ہیں کہ ہم نے مسلمانان میاں وںڈ کے ہمراہ مرزائیوں کا مناظرہ ہوتے دیکھا اور سنا اور بلاکسی قسم کے شک کے ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحبان اپنے دعوی میں بالکل جھوٹے ہیں ان کا پیر مرزا صاحب کسی طرح بھی نبی یا ولی یا بزرگ ہستی نہیں کہلا سکتا مرزائیوں نے عبدالرحیم شاہ کے کسی سوال کو جواب نہیں دیا اور نہ دے سکتے صاف صاف جھوٹے ہیں۔

شنبھو ناتھ، گورداس مل برہمن۔ پریتم سنگھ ولد سندر سنگھ ساہوکار ٹیکس گذار۔ جاگیر سنگھ ولد روڑ سنگھ۔ بچن سنگھ۔سردار جگت سنگھ ولد دیوا سنگھ جٹ۔سلطان سنگھ ولد نہال سنگھ جٹ۔ دیوان سنگھ۔ جیون سنگھ نمبردار۔خزان سنگھ ولد بھگت سنگھ۔تارا سنگھ۔ سردار ماہنا سنگھ ولد ہیرا سنگھ۔گنگا ولد گوردت سنگھ جٹ۔سنتا سنگھ ولد خوشحال سنگھ۔مل سنگھ ولد بھان سنگھ۔لکھا سنگھ ولد گوردت

سنگھ جٹ اکالی۔ سردار خوشحال سنگھ ولد قمر سنگھ جٹ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء، ۲۷ شوال ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۲۲ ص ۸، ۱۱)

قادیانی علم کلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بتاتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۲۱ مارچ ۱۹۳۰ء صفحہ ۸ پر ہے:

ایک مقام پر ایک احمدی کا غیر احمدی مولوی صاحب سے مباحثہ ہوا۔ غیر احمدی نے یا عیسی انی متوفيك و رافعك سے رفع عیسی کے ثبوت کی تردید میں غیر احمدی سے کہا کہ دیکھو متوفيك کی ف کے نیچے کیا ہے؟ غیر احمدی نے کہا۔ زیر۔ احمدی نے کہا کہ جب زیر نیچے ہے تو حضرت عیسی اوپر کیسے جا سکتے ہیں؟ وہ تو نیچے ہی رہیں گے۔ (ملخصاً)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کیا اچھی دلیل ہے؟ کہ متوفيك میں ف کے نیچے زیر ہے۔ ذرا یہ تو سوچو کہ یہ زیر اس ہر ہے جو انی میں متکلم ہے۔ یعنی خدا، کیونکہ آیت کے معنی ہیں خدا نے حضرت مسیح کو کہا میں ہی تجھے فوت کرونگا۔ اور مسیح ك سے مخاطب ہیں جس پر زبر ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بقول ان ملا دو پیازہ کے خدا نیچے ہے اور مسیح اوپر۔ جل جلالہ تعالی شانہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ اپریل ۱۹۳۰ء مطابق ۴ ذی قعد ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۲۳ ص ۳)

قادیان میں فساد وقتال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان سے مرزائی تحریک کے خلاف ایک معمولی سا پرچہ ماہوار نکلا کرتا ہے جس کا نام مباہلہ ہے۔ اس میں ہمیشہ یہ ذکر ہوتا ہے کہ خلیفہ قادیان میں وہ عیب ہے، فلاں میں یہ عیب ہے، جس کا ثبوت ہمارے پاس ہے۔ اگر وہ سچے ہیں تو ہم سے مباہلہ کر لیں وغیرہ۔

اس دفعہ مباہلہ میں خلیفہ قادیان کی ازواج اور بنات کا بھی ذکر تھا جس پر قادیانی امت نے خلیفہ کو پریشان کیا کہ آپ بذریعہ عدالت اس کا فیصلہ کرائیے۔ اس پر خلیفہ قادیان نے ایک جمعہ کے خطبہ میں بڑی تیز تقریر کی جس میں بڑا واویلا کیا کچھ تو ان مریدوں کو ڈانٹا جو یہ درخواست کرتے ہیں کہ عدالت میں فیصلہ کرایا جائے۔ کچھ حاضرین کو گرم کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت مباہلہ والوں میں سے ایک شخص ادھر سے گذرتا ہوا ہتھے چڑھ گیا بس اس کی اچھی طرح مرمت کردی (فاروق ۲۱۔ اپریل ص ۳)۔

ادھر حکومت کو توجہ دلا کر مباہلہ والوں پر دفعہ ۱۵۳ وغیرہ کے ماتحت مقدمہ چلوا دیا۔ ۲۳۔ اپریل کو گورداسپور میں پیشی بھگتا کر لاری میں واپس آرہے تھے (تو راستے میں فساد ہوا۔ ایک آدمی مرگیا۔ دوسرا، عبدالکریم زخمی ہوکر ہسپتال میں ہوا۔)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مئی ۱۹۳۰ء جلد ۲۷ نمبر ۲۷ ص ۵۔۶)

خلیفہ قادیان کو مباہلہ کی دعوت اوران کا انکار

اخبار مباہلہ خلیفہ قادیان پر ناگفتہ الزام لگاتا اور فیصلہ کے لئے خلیفہ مذکور کو مباہلہ کی دعوت دیتا رہا مگر خلیفہ مذکور مباہلہ سے انکاری رہے۔ آخر ۱۶۔ اپریل ۱۹۳۰ء کے پرچہ الفضل میں خلیفہ قادیان کی ایک تقریر نقل ہوئی جس میں انہوں نے دعوی کیا کہ کسی فعل مستلزم سزا میں مباہلہ کرنا کسی امام یا متبع امام کا قول نہیں۔ دکھائیں تو ایک سو روپئہ انعام دونگا۔ اس کے جواب میں محمد حسین صابری بریلوی نے ایک مضمون بھیجا ہے جس میں اقوال مرزا سے استدلال کر کے دعوی ثابت کیا ہے۔ ہم اقوال آئمہ سے جواز مباہلہ بتاتے ہیں۔ انعام کی امید خلیفہ صاحب سے فضول ہے... تفسیر فتح البیان میں زیر آیت ابتہال ہے:

قا ل فی الجمل وقع البحث عند شیخنا العلا مه الدوا نی فی جواز المبا هلة بعد النبی ﷺ فکتب رسا لة فی شرو طها المستنبطة من الکتا ب و السنة و الآ ثار و کلام ا لآ ئمةو حاصل کلا مه فیها انها لا تجوز ا لا فی امر مهم شر عاً وقع

فیه اشتباه و عناد و لا یتیسر دفعه ا لا بالمبا هلةفیشترط کونها بعد اقا مة الحجة و السعی فی ازالة الشبهة و تقدیم النصح ا لا نذا ر و عد م نفع ذلك و مسا س الضرورة الیها ۔

کہ علامہ دوانی نے جواز مباہلہ میں ایک کتاب لکھی ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ ضروری شرعی امر میں مباہلہ کرنا جائز ہے جس میں شبہ اور عناد ہو، جو مباہلہ کے بغیر دور نہ ہو سکے ۔ وغیرہ ۔

اس حوالہ میں امر مہم شرعی ، ایک عام جامع لفظ ہے یعنی بہت بڑا ضروری کام جس پر شرعی حکم وارد ہو جیسے چوری بدکاری زنا کاری وغیرہ ۔ قادیانی صورت نزاع میں شرائط مذکورہ سب پائی جاتی ہیں سننے والوں کو خلیفہ کے حق میں اشتباہ بھی ہے ۔ الزام لگانے والوں کو عناد بھی ہے ۔ اشتباہ کا ثبوت اس سے زیادہ کیا چاہیے کہ خود لاہوری جماعت احمدیہ کے لیڈر خواجہ کمال الدین نے خلیفہ قادیان کو انکاری حلف اٹھانے کی بابت خط لکھا تا کہ شبہ دور ہو ۔ پس ہمارا پیش کردہ حوالہ دیکھ کر خلیفہ قادیان کو دفع الزام کے لئے مباہلہ کرنے سے انکار نہ ہونا چاہیے ۔

ممکن ہے یہ حوالہ قادیانی جماعت نے بھی دیکھ لیا اس لئے انہوں نے دوسرا پہلو بدلا ۔ چنانچہ الفضل ۱۴ مئی میں لکھا : الزام زنا وغیرہ پر ثبوت بذمہ مدعی ہو گا اگر وہ گواہ نہ لائے تو جھوٹا ہے ہاں جس پر الزام لگایا جائے وہ اس وقت تک کہ الزام دہندہ اس سے مطالبہ مباہلہ نہ کرلے اپنی بریت کو زیادہ نمایاں کرنے کے لئے مباہلہ کی بھی دعوت دے سکتا ہے ۔ اگر مطالبہ ہو جائے تو وہ بھی مباہلہ کی دعوت نہیں دے سکتا اور نہ منظور کر سکتا ہے ۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں :

یعنی ملزم بغرض بریت خود مباہلہ کی درخواست کرے تو جائز ہے ۔ مدعی اگر ملزم سے مباہلہ طلب کرے تو ملزم مباہلہ منظور نہ کرے ۔ بہت خوب ۔

پہلا حصہ تو متنازع نہیں ۔ دوسرا متنازعہ ہے جس میں قادیانی پارٹی مدعی عدم جواز ہے، لہذا اس کی دلیل پیش کرنا اس پر واجب ہے ۔ ہم اس دلیل سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہیں ۔ اب صابری صاحب کی سنیئے :

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اسلام میں لعنة الله علی الکاذبین کہنا ایک بددعا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کاذب ہے وہ خدا کی رحمت سے نومید ہو اور اسکے قہر کے نیچے آ جائے۔ اسی لئے قرآن میں ایسے مردوں یا ایسی عورتوں کیلئے جن پر مجرم ہونے کا شبہ ہو اور کوئی گواہ نہ ہو جس کی گواہی سے سزا دی جائے ایسی قسم رکھی ہے جو مؤکد بہ لعنت ہے تا اس کا وہ نتیجہ ہو جو گواہ کے بیان کا نتیجہ ہوتا ہے یعنی سزا اور قہر الٰہی۔ (نزول المسیح ص ۵۷ حاشیہ زیر عبارت متعلقہ مباہلہ)

مرزا صاحب قادیانی کا یہ اصول خلیفہ قادیان کے متعلق بالکل صاف ہے کہ انہیں بغیر چون چرا کے مباہلہ یا مؤکد بہ لعنت حلف اٹھانا چاہیے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء مطابق ۲۳ ذی الحج ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۳۰ ص ۳-۵)

تفسیر القرآن میں مقابلہ

مولوی نور حسین ؒ گھرجاکھی حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کو لکھتے ہیں:

میری ایک احمدی دوست سے گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ ہمارے خلیفہ نے مدت سے چیلنج دے رکھا ہے کہ میرے مقابلہ میں کوئی تفسیر قرآن عربی میں مقابلہ کر لے۔ کوئی حنفی اہل حدیث آج تک تیار نہیں ہوا...

میں نے کہا مولانا ثناء اللہ امرتسری نے چیلنج منظور کیا تھا لیکن خلیفہ صاحب نے خاموشی اختیار کی...

(اب) شیخوپورہ کے قادیانی دوست مقابلہ کرانے کو تیار ہیں۔ اس لئے میں نے حسب ذیل تحریر لکھدی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بخدمت چودھری رحیم بخش سکرٹری انجمن احمدیہ شیخوپورہ۔

خلیفہ صاحب نے جو چیلنج تفسیر قرآن مجید کی نسبت دیا تھا مولانا ثناء اللہ نے منظور فرما لیا تھا جس میں یہ شرط تھی کہ ایک علیحدہ مکان میں بیٹھ کر صرف

سادہ قرآن مجید بلا ترجمہ اور سفید کاغذ اور قلم دوات لے کر تفسیر لکھیں۔ قریب کوئی آدمی معاون یا مددگار نہ ہو۔ اور عربی تفسیر لکھی جائے۔ خواہ کوئی سورہ یا رکوع ہو۔ پھر وہ تفسیر چھپ کر دنیا کے سامنے آجائے۔ لوگ خود اندازہ لگالیں گے کہ کس میں علم اور روحانیت ہے۔ میں آپ کو بآواز بلند کہتا ہوں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب تفسیر لکھنے سے انکار کریں تو میں ان کی جماعت سے علیحدہ ہو جاؤنگا۔ لیکن آپ بھی بالمقابل یہ اقرار کریں کہ اگر خلیفہ صاحب نے تفسیر لکھنے سے انکار کیا تو میں ان کی جماعت سے علیحدہ ہو جاؤنگا۔ میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ خلیفہ صاحب اس شرط پر تفسیر لکھنے کو کبھی تیار نہ ہوں گے۔

نور حسین گھرجاکھی خطیب جامع مسجد شیخو پورہ۔

سکرٹری صاحب نے یہ لکھ کر دیا

بخدمت جناب مولوی نور حسین صاحب...

عرض ہے کہ خلیفہ صاحب چیلنج تفسیر قرآن کی نسبت اخباروں میں دے چکے ہیں۔ اگر آپ کے دل میں یہ خیال ہے کہ تفسیر القرآن میں دونوں حضرات مقابلہ کریں تو میں راضی ہوں میں بھی آج ہی خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب کو قادیان لکھ دیتا ہوں کہ آپ باہمی شرائط طے کر کے دنیا کو حق اور باطل کی تمیز کا موقع دیں۔

میں آپ کی اس صلاح کو مانتا ہوں بلکہ اتفاق کرتا ہوں۔ مگر ایک بات سے انکار ہے کہ احمدیت سے توبہ کا تعلق نہیں مان سکتا۔ ہاں اگر خلیفہ صاحب نے اس مقابلہ سے پہلوتہی کی تو میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو خلیفہ صاحب سے زیادہ عالم مانوں گا۔ خاکسار رحیم بخش انجمن احمدیہ شیخو پورہ

چوہدری رحیم بخش نے بھی یہ بیان قادیان بھیج دیا ہے اور میں نے بھی ارسال خدمت کر دیا ہے۔ لہذا آپ اپنی منشاء تحت میں اظہار فرمائیں۔ والسلام۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پہلے بھی خلیفہ قادیان نے دیوبندیوں کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا جس کے

جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ تعلیمی حیثیت سے ہم بھی دیو بندی ہیں، پس ایک سادہ قرآن شریف لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آ کر بالمقابل تفسیر لکھئے۔ جس کے جواب میں آج تک ہاں نہ پہنچی، بلکہ انکار کر گئے۔

گزشتہ را صلوۃ۔ اب سہی۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں۔ صرف یہ کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا۔ تفسیر اور معارف کے لئے ضروری ہوگا کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ بس۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء مطابق ۲۳ ذی الحج ۱۳۴۸ھ جلد ۲۷ نمبر ۳۰ ص ۵)

تفسیر نویسی

بے حیائی تیرا آسرا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بے حیائی تیرا آسرا، دراصل حدیث کا مضمون ہے جس میں ارشاد ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ جب کسی کو حیا نہ ہو، تو جو جی چاہے کرے۔

عرصہ دراز سے قادیان سے آواز اٹھتی چلی آئی ہے کہ معارف اور نکات قرآنیہ جو ہم کو خدا نے بتائے ہیں وہ کسی کو نہیں بتائے۔ اسی گھمنڈ میں بڑے مرزا جی نے پیر مہر علی صاحب گولڑہ اور خاکسار وغیرہ کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا۔ جس کے جواب میں پیر صاحب گولڑہ ضلع راولپنڈی سے اور خاکسار امرتسر سے لاہور پہنچ گئے تھے۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تشریف نہ لائے۔ جس کے عذر میں کہا تھا:

> پیر گولڑہ سرحدی پٹھانوں کو لیکر آ گئے ہیں اور میرے مرید تو لاہور میں کل پندرہ ہیں۔

خیر یہ زمانہ بھی گذرا۔ اس کے بعد چھوٹے میاں محمود خلیفہ قادیان کو وراثتاً یہ دعوی ملا کہ قرآنی معارف جو مجھ پر کھلے ہیں وہ کسی اور پر نہیں۔ مقابلہ میں بیٹھ کر میرے سامنے تفسیر لکھو۔ چنانچہ آپ نے چند علماء لاہور کو چیلنج بھی دیا جن میں خاکسار کا نام نہیں لیا، کیوں؟ اس لئے کہ ۱۹۲۵ء میں بھی یہ آواز قادیان سے اٹھی تھی کہ علماء

دیوبند ہمارے مقابل آئیں جس کے جواب میں ہم نے اہل حدیث مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۔ میں لکھ دیا تھا:

بٹالہ کی جامع مسجد میں سادہ قرآن اور خود رو قلم لے کر آئیے۔ آمنے سامنے بیٹھ کر تفسیر لکھئے۔

اس کے جواب میں آج تک خاموشی رہی۔

اب یہ آواز اٹھی، تو ہمارے دوست مولوی نور الٰہی صاحب گرجاکھی کا مراسلہ اہل حدیث میں چھپ گیا جس کی ہم نے تصدیق کی۔ اس کی منظوری آج (۲۶ مئی ۱۹۳۰ء) تک نہیں آئی۔

ہاں اخبار الفضل قادیان ۲۳ مئی میں ایک نوٹ نکلا ہے (الفضل ۳۰ مئی صفحہ ۷ پر بھی یہی راگ گایا ہے) جس میں انجمن تحفظ شریعت لاہور کے چیلنج کا جواب دیتے ہوئے ایک فقرہ یہ بھی لکھ مارا ہے:

یہ کام (تفسیر نویسی) آسان نہیں۔ ورنہ انور شاہ دیوبندی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور دیگر کبائر کیوں صم بکم کے مصداق بن رہے ہیں۔ (ص ۹)۔

ناظرین! واقعات گزشتہ کو سامنے رکھ کر ان مقدس لوگوں سے پوچھئے کہ آپ کے مخاطب تو صم بکم نہیں بنے، مگر آپ عمی کیوں بن رہے ہیں جو اہل حدیث کی تحریرات کو دیکھتے نہیں۔

قادیانی دوستو! اپنے مشن کے کام میں جب تم کسی اور کو مخاطب کرتے ہو، تو ہمیں سخت ملال ہوتا۔ کیوں:

مجھ سا مشتاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

پس سنو! ہم تمہارے خلیفہ کی لیاقت علمیت معرفت نکتہ رسی نکتہ سنجی سب جانتے ہیں کہ وہ واقعی باپ کے قابل سپوت ہیں۔ اس لئے گو ہم آج سے پہلے آسمانی اور زمینی طور پر (مرزا قادیانی کا ہم سے پہلے مرجانا، لدھیانہ میں تین سو روپیہ انعام حاصل کرنا) تم پر فتح یاب ہو چکے ہیں تاہم اس میدان میں بھی بفضلہٖ تعالیٰ تمہیں شکست دینے کا ارادہ کر

چکے ہیں ہماری طرف سے کوئی شرط نہ ہوگی۔فقط یہ کہ:

سادہ قرآن اور قلم لے کر بیٹھنا ہوگا۔تفسیر اور معارف،علوم عربیہ کے ماتحت ہوں گے۔

قادیانی معارف اور نکات کی ایک آدھ مثال ناظرین کو بتاتے ہیں:

بڑے مرزا صاحب قادیانی سورہ تکویر کی تفسیر لکھتے ہیں

اذا الشمس کورت۔ و اذا النجو م انکد ر ت ۔ و اذا الجبا ل سیر ت و اذا العشار عطلت و اذا الو حو ش حشرت و اذا البحار سجّر ت و اذا النّفوس زوّ جت ۔و اذا المو ؤدۃ سئلت ۔ بایّ ذنب قتلت۔ و اذا الصحف نشر ت۔ و اذا السماء کشطت، و اذا الجحیم سعرت۔ و اذا الجنۃ از لفت علمت نفس ما احضرت

۔اس سورۃ میں خداوند تعالیٰ نے قیامت سے پہلے کے چند واقعات بتا کر ارشاد فرمایا ہے کہ جب یہ واقعات ہو جائیں گے تو اس وقت ہر نفس کو اپنے کئے اعمال معلوم ہو جائیں گے چنانچہ ان آیات کا ترجمہ صاف بتا رہا ہے کہ مقصود ان سے یہ بتانا ہے کہ جب یہ واقعات ظاہر ہونگے اس روز یوم الجزاء(روز قیامت)ہوگا۔

ان آیات میں جو لفظ ا ذا العشار عطلت ہے اس کی تفسیر میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نکتہ سنجی فرماتے ہیں۔ان کے الفاظ یہ ہیں:

اور یاد رہے کہ اسی زمانہ کی نسبت مسیح موعود کے ضمن بیان میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی خبر دی جو صحیح مسلم میں درج ہے اور فرمایا

و یتر کن القلا ص فلا یسعی علیھا

یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنی کی سواری موقوف ہو جائے گی۔بس کوئی ان پر سوار ہوکر ان کو نہیں دوڑائے گا۔اور یہ ریل کی طرف اشارہ تھا کہ اس کے نکلنے سے اونٹوں کے دوڑانے کی حاجت نہیں رہے گی۔

اور اونٹ کو اسلئے ذکر کیا کہ عرب کی سواریوں میں سے بڑی سواری اونٹ ہی ہے جس پر وہ اپنے مختصر گھر کا تمام اسباب رکھ کر پھر سوار بھی ہو سکتے ہیں اور بڑے کے ذکر میں چھوٹا خود ضمناً آجاتا ہے۔

پس حاصل مطلب یہ تھا کہ اس زمانہ میں ایسی سواری نکلے گی کہ اونٹ پر بھی غالب آجائے گی جیسا کہ دیکھتے ہو کہ ریل کے نکلنے سے قریباً وہ تمام کام جو اونٹ کرتے تھے اب ریلیں کر رہی ہیں۔
پس اس سے زیادہ تر صاف اور منکشف اور کیا پیش گوئی ہو گی۔ چنانچہ اس زمانہ کی قرآن شریف نے بھی خبر دی ہے جیسا کہ فرمایا
و اذا العشار عطلت
یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنی بے کار ہو جائے گی۔
یہ بھی صریح ریل کی طرف اشارہ ہے اور وہ حدیث اور یہ آیت ایک ہی خبر دے رہی ہیں اور چونکہ حدیث میں صریح مسیح موعود کے بارے میں یہ بیان ہے اس لئے یقیناً یہ استدلال کرنا چاہیے کہ یہ آیت بھی مسیح موعود کے زمانہ کا حال بتلا رہی ہے اور اجمالاً مسیح موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے۔
پھر لوگ باوجود ان آیات بینات کے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں ان پیش گوئیوں کی نسبت شک کرتے ہیں۔
اب منصفین سوچ لیں کہ ایسی پیش گوئیوں کی نسبت جن کی غیبی باتیں پوری ہوتی آنکھ سے دیکھی گئیں شک کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

(شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی۔ص ۱۳،۱۴)

ناظرین! یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ اونٹوں کی جگہ ریل کا بن جانا خاص عرب میں مراد ہے۔ اسی لئے مرزا صاحب قادیانی نے ملک عرب کا نام بھی لیا ہے اس کی مزید توضیح دوسری کتاب میں موصوف نے فرما دی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔
میں وہی ہوں جسکے وقت میں اونٹ بے کار ہوئے اور پیش گوئی
و اذا العشار عطّلت
پوری ہوئی۔ اور پیش گوئی حدیث
و لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا

نے اپنی پوری پوری چمک دکھا دی۔

یہاں تک کہ عرب وعجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعد کے وقت کا یہ نشان ہے۔ (اعجاز احمدی۔ص۲)

احمدی دوستو! حضرت مرزا صاحب کی اس نکتہ سنجی کو اور کوئی مانے یا نہ مانے ہم تو اس کے قائل ہیں کہ یہ نکتہ خدا نے ان سے لکھوایا ہے کیوں؟ تاکہ آپ لوگ مرزا صاحب کی مسیحیت موعودہ کو اس نکتہ سے جانچیں کہ مسیح موعود کی علامت یہ ہے ملک عرب خاص کر حجاز میں ریل جاری ہوکر اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ پس جب تک عرب اور حجاز میں اونٹ چلتے ہیں آپ لوگوں کا حق نہیں کہ مرزا صاحب کو مسیح موعود سمجھیں۔ ورنہ خود مرزا صاحب قادیانی کے ارشاد کے خلاف ہوگا۔ کیا خوب:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

ناظرین یہ ہیں وہ معارف اور نکات جو مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی ذریت قرآن کی تفسیر میں لکھے گی۔ آئیں اور علوم عربیہ کی پابندی میں لکھیں اور خوب لکھیں۔ کیا آئیں گے؟ ہرگز نہیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ جون ۱۹۳۰ء مطابق ۸ محرم ۱۳۴۹ھ جلد ۲۷ نمبر ۳۲ ص ۳۔۵)

برما میں زلزلہ: صداقت مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے ہم نے سنا اور اخباروں میں پڑھا کہ رنگون اور پیگو وغیرہ بلاد برما

میں ماہ مئی گذشتہ میں سخت زلزلہ آیا ہم اسی وقت سے منتظر تھے کہ قادیان سے آواز اٹھے گی کہ ہمارے نبی رسول مرزا کی صداقت ثابت ہوگئی۔ ان کی خاموشی سے ہمارا خیال ہوا کہ ہم خود ہی ان کو یاد دلائیں کہ وقت سے فائدہ اٹھائیں۔

ہم ابھی خیال ہی کر رہے تھے کہ قادیان سے آواز نکلی یعنی اخبار الفضل نے بڑی موٹی سرخی:

حضرت مسیح موعود کی ایک پیش گوئی

لکھ ماری۔ اس کے ماتحت زلزلہ برما کے ذکر میں لکھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے حقیقت الوحی میں زلزلہ عظیمہ کی بابت پیش گوئی کر رکھی تھی۔ بس وہ سچی ہوگئی۔ اس کے بعد نتیجہ کے طور پر لکھا ہے:

> کاش غافل اور دنیا میں منہمک لوگ خدا تعالی کے ان قہری نشانات سے جو حضرت مسیح موعود کی پیش گوئی کی صداقت میں رونما ہوئے ہیں عبرت حاصل کریں۔ (الفضل قادیان ۱۵ جون ۱۹۳۰ء)۔

کچھ شک نہیں کہ برما میں سخت زلزلہ آیا جس سے بڑی سخت تباہی ہوئی مگر سوال یہ ہے کہ یہ واقعہ ہائلہ کس کا نشان ہے؟ ہم بتاتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات ہائلہ تین قسم کے نشان ہو سکتے ہیں

۱۔ نشان قدرت۔ بالکل سچ آمنا۔

۲۔ نشان نبوت محمدیہ۔ یہ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے قیامت کے قریب تکثر الزلازل۔ زلزلے بہت آئیں گے۔ صدقنا۔

ان دونوں قسم کے نشانات میں ہمارا اور قادیانیوں کا اختلاف نہیں

۳۔ تیسرا نشان مرزا قادیانی ہے۔ اس میں نزاع ہے۔ الفضل نے تو کسی خاص غرض کے ماتحت بات گول مول کی ہے مگر مرزا صاحب قادیانی نے جہاں ان زلزلوں کی بابت لکھا ہے، وہاں صاف لکھا ہے:

> مجھے خدائے عز وجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلزلے (اپریل ۱۹۰۵ء کا اور اس کے بعد آنے والا۔ جو بقول الفضل برما میں آیا۔ ثناء اللہ) تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے دو نشان ہیں۔ انہی نشانوں کی طرح جو موسی نے فرعون

کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کی طرح جو نوح نے اپنی قوم کو دکھلائے تھے۔ (النداء من وحی السماء)

ناظرین! ملاحظہ فرمائیے کیسا صاف بیان ہے کہ یہ زلزلہ جس کی پیش گوئی مرزا صاحب قادیانی نے کی ہے اور جس کو آج الفضل مرزا صاحب کی صداقت کا نشان قرار دیتا ہے یہ اسی طرح کا نشان مرزا ہوگا جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت نوح کے نشان ظاہر ہوئے تھے۔ اس پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ زلزلہ سے دعوی مرزا کو کیا تعلق تو اس کا حل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یوں دیا ہے۔ لکھا:

آیت قرآنی و ما کنا معذ بین حتی نبعث رسو لا سے صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہری عذاب کے نازل ہونے سے پہلے خدا کی طرف سے کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے جو خلقت کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے اور یہ عذاب اس (رسول) کی تصدیق کے واسطے قہری نشانات ہوتے ہیں۔ اس وقت خدا کا ایک رسول (مرزا) تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تم کو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے پس سوچو اور ایمان لاؤ تاکہ نجات پاؤ۔ (النداء من وحی السماء)

جس کتاب حقیقۃ الوحی کا اخبار الفضل قادیان نے حوالہ دیا ہے اس میں بھی مذکور ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں (زلزلوں) میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے، ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا

و ما کنّا معذّ بین حتّی نبعث رسو لا (صفحہ۔۲۵۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بس چونکہ زلزلہ بر ما مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے، اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم اس حیثیت سے اس پر بحث کریں کہ اس کو نبوت مرزا قادیانی سے کیا تعلق؟

کچھ شک نہیں کہ قرآن شریف میں انبیاء کے منکروں پر عذاب آنے کا ذکر ہے مگر کب؟ اس کا جواب خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کلام سے ملتا ہے (کیونکہ اپنی مثال میں حضرت موسیٰؑ اور نوحؑ کا نام لیا ہے) کہ بعد تبلیغ رسالت ان کی تکذیب اور شرارت کو بھی دخل ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود اس پیش گوئی کے ضمن میں فرما چکے ہیں:

خوب یاد رکھو کہ جن قوموں کو خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے عذاب میں مبتلا کیا تھا جیسا کہ نوحؑ کی قوم اور فرعون کی قوم اور لوط کی قوم، وہ اس لئے ہلاک نہیں کی گئی تھیں کہ محض اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کی گئی تھیں۔ (النداء من وحی السماء)

مرزا صاحب قادیانی کے اس دعویٰ کی تائید خود قرآن مجید بھی کرتا ہے۔ غور سے پڑھو حتی یبین لھم ما یتقون (خدا کسی قوم کو گمراہ اور برباد نہیں کرتا جب تک اس کو وہ احکام واضح طور پر نہ بتا دے جن سے ان کو بچنا چاہیے)۔

اب سوال یہ ہے کہ برما میں جو لوگ زلزلہ سے تباہ ہوئے ہیں، ان کو مرزا صاحب کی دعوت پہنچ چکی تھی؟ اس کے بعد انہوں نے تکذیب اور شوخی و شرارت کی تھی؟ اس کا جواب دینا الفضل اور ہر مصدق مرزا قادیانی کا فرض ہے۔

ہاں ہم اس سوال کے جواب سے سبکدوش ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک زلزلہ برما ایک تو قدرت کا نشان ہے، دوم نبوت محمدیہ کا نشان ہے جنہوں نے فرمایا ہے کہ قیامت سے پہلے زلزلے بہت آئیں گے۔ پس امت مرزا بتائے کہ پیگو وغیرہ میں انہوں نے کب تبلیغ کی، اور ان تباہ شدہ لوگوں نے مرزا صاحب کی کب تکذیب کی اور کیا شرارت کی؟ قادیانی دوستو! اس قسم کے دعویٰ کرتے ہوئے دل میں سوچ لیا کرو کہ اہل حدیث کو کیا جواب دیں گے

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۷ جون ۱۹۳۰ء مطابق۔ ۲۹ محرم ۱۳۴۹ھ جلد ۲۷ نمبر ۳۵ ص ۵۔۶)

تفسیر نویسی کا چیلنج اور خموشی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اہل حدیث امرتسر گذشتہ پرچوں میں پڑھ چکے ہیں کہ خلیفہ قادیان نے اپنے والد کی سنت پر عمل کرتے ہوئے علماء اسلام کو بالمقابل تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا تھا جس کی منظوری سابقہ منظوریوں کے علاوہ حال میں دو دفعہ دی گئی۔ مگر ادھر سے خاموشی ہے۔ جو ہمارے نزدیک کچھ متعجب امر نہیں کیونکہ یہ خاموشی بھی ان کے والد کی سنت ہے جس پر خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے عمل کیا تو کچھ برا نہ کیا۔

ایک دوسرے صاحب مولانا ابو المناظر حافظ محمد ابراہیم صاحب حنفی لکھنوی ساکن مزنگ لاہور نے ایک مراسلہ بہت لمبا چوڑا بھیجا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ:

ہم (حافظ ابراہیم) نے پہلے بھی اخباروں کے ذریعہ خلیفہ قادیان کا چیلنج منظور کیا، اب بھی اعلان کرتے ہیں۔ ہمارے جواب میں خلیفہ تو خاموش ہے مگر اس کے مریدوں نے خط لکھا ہے کہ آپ اپنے ارادوں سے باز آئیں ورنہ آپ کو بھی مباہلہ والوں کی طرح حیران و پریشان ہونا پڑے گا۔

مگر حافظ صاحب موصوف ان گیدڑ بھبکیوں میں نہیں آئے وہ پھر لکھتے ہیں کہ:

خلیفہ ہمارے سامنے آکر تفسیری معارف لکھے اور حقانیت کا اظہار کرے۔

ہم انصاف کی بات کہنے سے نہیں رک سکتے کہ خلیفہ قادیان آج کل رات دن دو مشغلوں میں مشغول ہیں:

۱۔ مقدمات فوجداری جن کی وجہ سے وہ روزے رکھتے اور رکھواتے ہیں۔

۲۔ لنڈن کی گول میز کانفرنس میں شرکت کے شوق میں۔

اسی لئے ان کا اخبار الفضل اسی قسم کے مضامین سے بھرا رہتا ہے۔ اسی فکر میں وہ قادیانی وفد لاٹ صاحب پنجاب اور دیگر افسران کی خدمت میں بھیجتے ہیں:

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۷ جون ۱۹۳۰ء مطابق ۔ ۲۹ محرم ۱۳۴۹ھ جلد ۲۷ نمبر ۳۵ ص ۶)

کھلا خط بنام مولوی غلام رسول راجیکی

(معرفت اڈیٹر فاروق)

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۹۔۱۶ مئی میں ایک مضمون بعنوان
قادیان میں قتل قتال

شائع ہوا تھا۔ جس میں مرزا غلام احمد صاحب متوفی کی دشنام بحق حضرت مسیح اور بحق جملہ مومنین درج تھیں۔

اس مضمون کے جواب میں ایک طویل مضمون دشنام مشحون قادیان کے ایک بڑے عالم مولوی غلام رسول راجیکی کی طرف سے قادیانی اخبار فاروق میں نکلا ہے جس میں دو الزاموں کے اثبات پر راقم کے لئے مجیب نے دوسو روپیہ انعام کا اعلان کیا ہے۔ میں نے انعامی مضمون دیکھتے ہی مندرجہ ذیل خط معرفت ڈاکٹر منیر امیر جماعت مرزائیہ امرتسر مولوی غلام رسول کو بھیجا کیونکہ ان دنوں آپ امرتسر کے دورے پر تھے۔

مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی

میرے مضمون قتل قتال مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۰ء کے جواب میں آپ نے جن دو باتوں کے اثبات پر دوسو روپیہ انعام شائع کیا ہے (فاروق۔ قادیان ۱۴ جون ۱۹۳۰ء)

میں اپنے دونوں دعوے ثابت کرنے کو تیار ہوں۔

آپ دوسو روپیہ کسی معزز معتمد کی پاس امانت رکھوا کر مجھے ان کی طرف سے اطلاع دلوائیں اور فیصلہ کے لئے کوئی اہل علم ثالث منظور کریں۔

امید ہے آپ منظوری سے جلدی اطلاع دیں گے۔

ثناءاللہ ۱۹ جون ۱۹۳۰ء۔

اس خط کا جواب آج ۲۸ جون ۱۹۳۰ء تک نہیں آیا۔ اس لئے اخباری طریق سے معرفت اڈیٹر فاروق بھیجا جاتا ہے۔ امید ہے اڈیٹر صاحب موصوف تک یہ خط پہنچا دیں گے اور جواب منظوری جلد عنایت کرائیں گے۔

تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جولائی ۱۹۳۰ء مطابق ۱۴ صفر ۱۳۴۹ھ جلد ۲۷ نمبر ۳۶ ص ۳)

جواب الجواب: اخلاق مرزا

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار کا عنوان بالا کے تحت ایک مضمون ہے جس کے تعارفی نوٹ میں مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اخلاق مرزا کا مضمون اہل حدیث ۹۔۱۶ مئی میں نکلا تھا.. ان کے جواب میں ایک مضمون قادیانی اخبار فاروق میں مولوی غلام رسول راجیکی کے نام سے نکلا جس میں راقم ہذا کو اتنی بے نقط سنائیں کہ مرزا صاحب نے بھی نہ سنائی ہوں گی...

قادیانی مجیب نے دو اعتراضوں کے اثبات پر مبلغ دو سو روپیہ انعام دینے کا اعلان بھی کیا جس کی بابت اہل حدیث گذشتہ نمبر میں ہم نے کھلا مکتوب لکھا ہے کہ مجیب انعامی رقم کسی امین کے پاس امرتسر میں جمع کرائے اور بغرض فیصلہ ثالث منظور کرے۔ ابھی تک اس کی طرف سے جواب نہیں آیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جولائی ۱۹۳۰ء مطابق ۱۴ صفر ۱۳۴۹ھ جلد ۲۷ نمبر ۳۷ ص ۳)

تفسیر بالرائے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

صاحب نبوت ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔

یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے، اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ (ازالہ اوہام۔ص ۵۶۹)

اس اقتباس میں مرزا صاحب نے الا لیطاع کی تفسیر فرمائی ہے...

اب دیکھیں خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کیا کہتے ہیں۔ ناظرین غور سے سنیں الفاظ بڑے سخت ہیں۔ نہ اس لئے کہ مسیح موعود کے حق میں ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ بیٹے نے باپ کے حق میں لکھا ہے:

> بعض نادان کہہ یا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوسکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے
>
> و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ اور اس آیت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب بسبب قلت تدبر ہے (حقیقۃ النبوت۔ص ۱۵۵)۔

قادیانی دوستو! اتنا تو بتاؤ کہ تمہارا خلیفہ سچ کہتا ہے؟ کہ ایسی تفسیر کرنے والے نادان ہیں؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جولائی ۱۹۳۰ء مطابق ۲۱ صفر ۱۳۴۹ھ جلد ۲۷ نمبر ۳۸ ص ۴)

مولوی غلام رسول مرزائی کا وعدہ انعام

۴ جولائی ۱۹۳۰ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں کھلا خط بنام موصوف لکھا گیا تھا جس میں دو باتیں درج تھیں۔

۱۔ دوسو روپیہ کسی معزز امین کے پاس جمع کرائیں۔

۲۔ کوئی اہل علم ثالث مقرر کریں۔

جواب میں فاروق ۷۔ اگست نے طویل خط شائع کرایا جس میں اصل بات کا جواب نہیں بلکہ ایک جدید بہتان لگایا ہے۔ لکھا ہے:

> کپورتھلہ میں برمکان میاں عبدالمجید صاحب دیوان ریاست ایک بات پر دوسو روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا جس کا ثبوت میں نے فوراً دے دیا تھا مگر مولوی ثناء اللہ نے انعام نہ دیا۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ یہ دعوی اسی دعوی کی طرح غلط ہے جو انہوں نے

اعجاز احمدی میں لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کا گزارہ کفن فروشی پر ہے۔مولوی صاحب سچے ہیں تو دیوان صاحب سے شہادت دلوائیں۔

(ہاں اپنے انعامی چیلنج کی بابت مولوی غلام رسول نے لکھا ہے)

اس کے متعلق میں بالتوثیق اس بات کا شرعی اور قانونی اقرار کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میرے ان دونوں مطالبات کو پورا کرنے کے لئے جوابات شائع کریں اور جتنے بھی میں نے اپنے مطالبات کے پہلو وضاحت کے ساتھ پیش کئے ہیں ان سب کا جواب جس قدر بھی ان سے ممکن ہے، خواہ عرب وعجم کے علماء کی امداد سے بھی لکھ لیں۔مگر ضرور لکھ کر شائع کریں، اگر وہ جواب میرے مطالبات کے مطابق صحیح ہوگا تو میں نہ اپنے خیالی معیار کی رو سے بلکہ احمدی اور غیر احمدی علماء کی برابر کی معینہ تعداد جو ہر فریق سے زیادہ سے زیادہ چار چار تک ہوگی ان کے متفقہ پیش کردہ علمی معیار کی رو سے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا جواب درست تسلیم کیا گیا تو میں بلا حیل وحجت بلا عذرے وحیلے دوصد روپئہ کی انعامی رقم مولوی صاحب مجیب کے حوالے کردونگا۔ (فاروق۔۷۔اگست ۱۹۳۰ء ص ۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں:

پنجابی نبی کے اصحاب کی ہمت اور انصاف ملاحظہ کیجئے۔ ہمت تو اس لئے کہ یہ ایک ایسے شخص کے سامنے انعامی اعلان کرتے ہیں جو ان کے نبی، رسول، مجدد اور مہدی سے بھی انعام وصول کرنے قادیان جا پہنچا تھا۔جس پر رسول قادیانی کے انکار پر یہ کہتا ہوا قادیان سے واپس آیا تھا:

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

انصاف ملاحظہ کیجئے کہ جانچنے کے لئے فریقین کے چار چار آدمی جملہ آٹھ آدمی کی مجلس بیٹھے گی جو متفقہ اصول سے جواب کو جانچیں گے۔کیا فریقین کے چار چار ممبروں کا جو درحقیقت فریقین کے وکیل ہوں گے کسی اصول پر اتفاق ہو جائے گا؟ اسی کو کہتے ہیں

نہ نو من تیل ہوگا، نہ رادھا ناچے گی۔

ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ لودہانہ کے واقعہ کے بعد ناممکن ہے کہ مرزائی گروہ ہمارے ساتھ انعامی مقابلہ کرے۔ مولوی غلام رسول بھی دانا ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اہل حدیث کی گرفت شیر کے پنجہ سے کم نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اشارۃً گریز کی راہ نکالنے کو یہ بھی لکھ گئے یا قدرت نے ان سے جبراً لکھوا دیا کہ

المومن لا یلدغ من حجر واحد مرتین مومن دو دفعہ ایک سوراخ سے ڈسا نہیں جاتا۔ (اخبار فاروق قادیان ۷۔ اگست ص ۶)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ تو ہم لدھانہ میں رقم دے چکے، دوبارہ نہیں دے سکتے۔

مولوی صاحب! ایک دفعہ ہم راہ انصاف آپ کے سامنے پھر پیش کئے دیتے ہیں اور آپ کو سوچنے کا موقع دیتے ہیں۔

آپ انعامی رقم دوسو روپیہ کسی معزز مسلّمہ امین کے پاس جمع کرائیں اور کسی ایک غیر جانبدار اہل علم کو منصف مان لیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲۔ اگست ۱۹۳۰ء مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ ص ۶)

<u>مباحثہ مرزائیاں</u>

موضع مونگ ضلع گجرات میں ۱۴، اگست ۱۹۳۰ء کو مرزائیوں سے مسلمانوں کا مباحثہ ہوا۔

مسلمانوں کی طرف سے قاضی فیروز الدین اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی محمد یار مناظر تھے۔

مبحث صداقت مرزا تھا۔ بحث بہت دیر ہوتی رہی۔ خدا نے اسلام اور مسلمانوں کو مرزائیت پر نمایاں فتح دی

(مرسلہ۔ محمد علی) (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء ص ۱۴)

<u>مرزائیوں سے مباحثہ</u>

۱۳۔۱۴ ستمبر ۱۹۳۰ء کو موضع گھرپنڈا ضلع امرتسر میں مسلمانوں اور مرزائیوں کے مابین مناظرہ ہوا۔ مضامین بحث تھے: جناب مسیح ؑ۔ اور صداقت مرزا۔

مسلمانوں کی طرف سے مولوی احمد دین اور مولوی نور حسین مناظر تھے۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی غلام رسول اور مولوی محمد یار تھے۔ الحمد للہ مسلمانوں کو فتح مبین ہوئی۔ راقم: اللہ بخش از کمیر پور۔ ضلع امرتسر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ ستمبر ۱۹۳۰ء ص ۱۴)

مناظرہ نارووال

نارووال ضلع سیالکوٹ میں مباحثہ ہوا۔اسلامی مناظر نوجوان مولوی غلام رسول تھا،اور مرزائی مناظر مولوی عبداللہ اور مولوی خیرالدین تھے۔

۵ سے ۸ ستمبر تک مباحثہ ہوتا رہا۔الحمدللہ مرزائیوں کو شکست اور اہل حق کو فتح ہوئی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ ستمبر ۱۹۳۰ء ص ۱۴)

قادیانی انعامات

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پنجابی نبی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب اعجاز احمدی میں مجھے قادیان پہونچ کر تحقیق کرنے کی دعوت دی تھی۔کہا کہ میری ۱۵۰ پیش گوئی ہے۔ اگر جھوٹی ثابت کردو گے تو فی پیش گوئی ایک سو روپیہ مجموعہ ۱۵ ہزار روپیہ میں خود دوں گا۔اور میرے لاکھ مرید ہیں ان سے بھی ایک ایک روپیہ لے کر، مجموعہ ایک لاکھ پندرہ ہزار تمہاری نذر کریں گے۔

مگر جب میں اس غرض کے لئے جنوری ۱۹۰۳ء میں قادیان جا پہنچا اور اطلاع دی کہ میں جناب کی دعوت پر آگیا ہوں تو جوابی خط پہنچا کہ ہم نے خدا سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ علمائے اسلام کے ساتھ مباحثہ نہ کریں گے اس لئے تم چلے جاؤ۔ آخر میں یہ مصرعہ پڑھتا ہوا واپس آیا

خودسوئے ما ندید وحیارا بہانہ ساخت

ابھی حال میں بتاریخ ۱۱۔اکتوبر ۱۹۳۰ء مقام مونگ ضلع گجرات (پنجاب) میں مرزائیہ کے ساتھ مباحثہ تھا۔مضمون مباحثہ حیات مسیح تھا جو مولانا ابراہیم سیالکوٹی نباہ رہے تھے۔اثناء گفتگو میں فریق ثانی (مرزائی مناظر) نے مولانا ابراہیم کو للکارا کہ

جس صورت میں توفی کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو، اسکے معنی سوائے موت کے کوئی دوسرے بتادو،تو حسب اشتہار مرزا ایک ہزار روپیہ وہ اور ایک سو روپیہ میں از خود دونگا۔

دوسرا وقت میرا تھا، اسلئے مولانا موصوف نے استغنا سے اتنا فرمایا کہ میں انعام نہیں لیتا۔ انعام لینے والا بھی آجائے گا۔ چنانچہ میں نے صدر جلسہ سے کہا کہ یہ سودا میرے ساتھ کرائیے۔ بعد گفتگو فریق ثانی کا بالفاظ ذیل چیلنج آیا:

حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم طبع سوم کے صفحہ ۳۷۵ پر جو چیلنج تو فی کے لفظ کی نسبت ... ہزار روپئے کا اشتہار دے رکھا ہے۔ اگر آج مولوی ثناء اللہ صاحب اس کے مطابق آج بھی حوالہ پیش کردیں تو علاوہ ایک ہزار روپے کے یک صد روپیہ میں آج دے دونگا۔

خاکسار محمد یار مولوی فاضل مبلغ جماعت احمدیہ۔ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء

اسکا جواب فوراً وہیں دیا گیا:

چیلنج منظور: مولوی محمد یار صاحب کا چیلنج مجھے منظور ہے۔ حسب قاعدہ گیارہ سو روپیہ کسی مسلّمہ امین کے پاس رکھوا کر منصف منظور کریں۔

خادم دین اللہ ابوالوفاء ثناء اللہ۔ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء

مطلع بالکل صاف تھا کیونکہ مدعی کے کہنے سے دعوی ثابت نہیں ہوسکتا، منکر کے انکار سے غلط نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کسی مسلّمہ منصف کا تقرر ضروری ہے۔ لیکن کیا ہوا؟

اس کے بعد ایک دن اور دو شب وہاں رہے۔ انعامی پارٹی کی طرف سے صدائے برنخواست۔

چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند

اس مرزائی انعام سے پہلے مولوی غلام رسول راجیکی مرزائی نے دوصد کا انعامی چیلنج دیا۔ جس کی تفصیل گذشتہ پرچوں میں مکرر سہ کرر ہو چکی ہے۔ مگر وہ بھی آج تک معشوقہ سعاد کے وعدے کی طرح ثابت ہوئے

ما مواعیدھا الا الا باطیل

ناقابل تردید حقیقت یہ ہے کہ انعام دینے والا صرف ایک ہی شخص دیکھا جس کا نام منشی قاسم علی ہے جس نے مباحثہ لدھیانہ (۱۹۱۲ء) میں سہ صد روپیہ امین کے پاس رکھوا کر منصف منظور کئے۔ بعد فیصلہ منصف تین سو روپیہ ہم کو بآسانی وصول ہو گیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ ص ۴)

کانگریس کے خلاف فتوی قادیان سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس مضمون میں ہماری غرض نہ کانگریس کی تائید کرنا ہے، نہ تردید۔ بلکہ یہ دکھانا مقصود ہے کہ قادیانی مفتی نے مذہبی صورت میں جو احادیث نقل کی ہیں وہ نہ محض بے تعلق بلکہ قادیانی مفتی کے خلاف دعوی ہیں۔

اس فتوی کے مولوی کوئی مولوی اسماعیل احمدی ہیں ۔ان کی ذہنیت اور قابلیت بتانے کو ان کا ایک فتوی ،فتوی کانگریس سے پہلے کا بطور نمونہ ہم دکھاتے ہیں۔

سوال ہوا کہ کنچنی کی زمین (جس کی بابت یہ علم نہیں کہ اس کی بدکاری کی کمائی سے خریدی ہوئی ہے یا وراثت میں ملی ہے اس) کو خرید کر اس پر مسجد بنانی جائز ہے یا نہیں؟

قادیانی مفتی صاحب جواب دیتے ہیں:

> کنچنی کی مملوکہ زمین خواہ اسے وراثت میں ملی ہو، یا اس نے خود پیدا کی ہو، مسجد کے لئے خریدی جاسکتی ہے کیونکہ اس زمین کے اندر اس کے ایک کنچنی کی ملکیت میں آجانے اور رہنے سے کوئی ایسا عیب پیدا نہیں ہو جاتا جو مسجد کے لئے اس کے استعمال ہو سکنے میں روک ہو۔
>
> جب روپیہ دے کر اس سے زمین خرید لی جائے گی تو اب یہ زمین مسجد کے لئے اسی طرح استعمال ہوسکتی ہے جیسے کسی اور شخص سے خریدی ہوئی یا مسجد کے لئے وقف کی ہوئی زمین مسجد کے لئے استعمال ہوسکتی ہے۔
>
> اور جو قباحت اس میں اس حالت میں تھی جب کہ وہ اس کنچنی کی بدکاری سے پیدا کردہ جائداد تھی ، وہ اس سے خرید لینے کی صورت میں قائم نہیں رہے گی ۔حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ کی ایک آزاد کردہ لونڈی جس کا نام بریرہ تھا، آپ ہی کے پاس رہتی تھی ۔ایک دفعہ اسے صدقہ کے طور پر کہیں سے گوشت ملا۔آنحضرت ﷺ صدقہ کی کوئی چیز قطعاً نہیں لیتے تھے، بلکہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی اسے ممنوع قرار دیا تھا۔لیکن شفقت اور

غریب نوازی کے طور پر حضور ﷺ نے بریرہؓ سے خود کہہ کر اس گوشت میں سے کچھ لے لیا اور تناول فرمایا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ تمہارے لئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے تمہاری طرف سے ایک ہدیہ ہے۔

اس سے یہ حقیقت روشن ہوتی ہے کہ حالات کی تبدیلی سے ایسے اضافی احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔ (الفضل قادیان ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء ص ۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! ان مفتی صاحب کی ذہنیت کا اندازہ کر لیجئے کہ اس حدیث سے کنچنی (رنڈی) کی بدکاری سے خریدی ہوئی زمین کو قیاس کر کے کہتے ہیں۔ حالانکہ حدیث کا مضمون اس کے خلاف ہے۔ بریرہ لونڈی غریب تھی۔ صدقہ لینا اسے جائز تھا۔ اور آنحضرت ﷺ کو صدقہ کھانا حرام تھا۔ مگر وہ بریرہؓ کے ہاتھ میں بطریق جائز پہنچا تو اس کی ملک ہو گیا۔ اور اس نے آنحضرت ﷺ کو بطور تحفہ پیش کیا تو ایک ایسی چیز کو پیش کیا جو اس کے حق میں حلال تھی۔

قادیانی مفتی بتا دیں کہ کنچنی کی بدکاری پر جو اسکے ہاتھ میں آیا تھا وہ اس کے حق میں حلال تھا؟ اگر حلال تھا تو مہر البغی حرام (رنڈی کی کمائی حرام ہے) کا کیا مطلب؟ اور اگر حرام تھا تو بریرہؓ کے ماخوذ صدقہ پر قیاس کرنا آپ کا خیال باطل۔

ناظرین کرام! قادیانی مفتی صاحب کی ایسی ذہنیت ان کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے نبی، رسول، مہدی معہود اور مسیح موعود کی وجہ سے ہے۔ ان کا بھی ایک فتوی سنیئے جو اس فتوی سے بھی عجیب تر ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بنک کے سود کے متعلق فرمایا ہے:

بنک کا سود اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کے واسطے۔ اللہ تعالی کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالی کے واسطے۔ (فتاوی احمدیہ۔ ج ۲ ص ۴۶)

اہل حدیث: اس فتوی کی رو سے کوئی شخص خنزیر پکا کر نادار مرزائی کو کھلا دے تو کار ثواب ہے کیونکہ حرام اپنے نفس کے لئے اللہ کے لئے نہیں۔ جل جلالہ

ناظرین کرام! یہ ہے ہنارے پنجابی نبی اوران کے مفتیوں کی ذہنیت۔

اب سنئے کانگریس کے متعلق قادیانی فتوی

قادیانی مفتی نے اول تو یہ کمال کیا کہ سوال کے حصہ اول کو ایسے طریق سے ظاہر کیا جو واقعہ کے خلاف ہے یعنی یوں سوال ظاہر کیا کہ

ایک شخص ہندوستان میں ہندوراج قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے ساتھ ملنا اوراس کے کام میں تعاون کرنا چاہیے یا نہ؟

اس جواب صاف ہے کہ نہیں۔ اس حصہ میں تو سوال عجیب ہے۔ دوسرے حصہ میں سوال کے الفاظ یہ ہیں:

سوال: ہندوستان پر ایک غیر ملکی حکومت کا جبر یہ قبضہ ہے جس کو ہندوستان کے رہنے والے کسی طرح پسند نہیں کرتے۔ ہندوستانیوں کی خواہش ہے کہ پردیسی قوم جو ہزاروں میل دور سے آکر ہمارے ملک و وطن پر جبراً قابض اور مسلط ہے اور ہمارے تمام خزائن ومنافع کو ہمارے ہاتھوں سے چھین کر لے جارہی ہے اور جس کی بدولت اہل ملک بھوکے اور محتاج ہوگئے ہیں جلد سے جلد ہمارا ملک خالی کردے تاکہ اہل ملک خود اپنی مرضی کے موافق حکومت قائم کریں اور اپنے ملکی ذخائر سے متمتع ہوں۔ لیکن وہ پردیسی حکومت کسی طرح ہندوستانیوں کی خواہش کا احترام کرنے کو تیار نہیں ہوتی اور اپنی مادی طاقت کے بل پر جبراً حکومت کررہی ہے۔

ہندوستانیوں کے پاس مادی قوت اور طاقت نہیں ہے کیونکہ تمام مادی طاقتیں اور قوتیں اسی پردیسی قوم نے اپنے قبضہ میں کررکھی ہیں حتی کہ ہندوستانیوں کو اتنی بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے ہتھیار رکھ سکیں۔

اس لئے ہندوستان کی ایک ملکی مجلس نے جس میں تمام ہندوستانی اقوام کے نمائندے شریک ہیں یہ طے کیا ہے کہ اس غیر ملکی حکومت متسلط جابرہ سے آزادی حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اس کے جبر یہ قوانین کی خلاف ورزی کی جائے اور اس سلسلہ میں جو تکالیف اور مصائب

برداشت کرنے پڑیں ان کو برداشت کیا جائے۔ اپنی طرف سے تشدد پر ہرگز اقدام نہ کیا جائے تاکہ تحریک آزادی کی کامیابی کی امید ہو ورنہ بصورت تشدد حکومت کو تشدد کا بہانہ مل جائے گا اور پھر وہ اپنی مادی قوت سے قوم کو تباہ کر دے گی۔ (الفضل قادیان ۷۔اکتوبر ۱۹۳۰ء ص ۶)

اس سوال کا جواب قادیانی مفتی نے جو دیا ہے وہ دو حصوں میں منقسم ہے ایک حصہ میں دلائل قرآنیہ و حدیثیہ ہیں، دوسرے میں ان دلائل پر اعتراضات کا جواب ہے۔ پس وہ جواب یہ ہے:

الجواب: جن حالات کا اس استفتاء میں اظہار کیا گیا ہے ان کے باوجود شریعت اسلام کی رو سے کسی مسلمان کو جب تک کہ وہ کسی ایسی حکومت کا ایک معاہد اور اس کی رعایا کا ایک فرد ہے جس کا ذکر استفتاء میں کیا گیا ہے، اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اس حکومت کے انتظامی قوانین اور احکام کی خلاف ورزی پر آمادہ کرے۔ یا اس حکومت سے کسی طریق پر جنگ کرے یا اور لوگوں کو اس کیخلاف جنگ کرنے پر برانگیختہ کرے۔ یا اس بات پر خود آمادہ ہونے یا اوروں کو آمادہ کرنے کے متعلق کسی مسلم یا غیر مسلم کے حکم کی تعمیل کرے کیونکہ ایک قائم شدہ حکومت کو مٹانا جس کے ساتھ اس کے قائم ہونے کے وقت وفاداری کا اور ہمیشہ فرمانبردار رہنے کا عہد و پیمان کر کے اس کے سایہ میں امن حاصل کیا گیا اس کے خلاف کسی راہ سے جنگ کی ابتداء کرنا اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

او فوا بالعهد انّ العهد كا ن مسؤلاً۔ (بنی اسرائیل۔ ع ۴)

اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ عہد کی بابت تم سے باز پرس ہوگی۔۔

حضرت عبادہؓ بن صامت کہتے ہیں:

با يعنا رسو ل الله ﷺ على السمع و الطا عة فى العسر و اليسر و المنشط و المكر ہ و على ا ثرة علينا و على ان لا تنازع ا لا مر اهله ۔ الا ان تروا كفراً بواحا عندكم من الله فيه بر ها ن۔ (متفق علیہ۔ مشکوۃ۔ باب الامارۃ والقضاء ص ۳۱۱)

یعنی آنحضرت ﷺ نے ہم سے اس مر کے متعلق بیعت لی تھی کہ خواہ تم سے تمہارے حکام سختی کا سلوک کریں یا سہولت اور نرمی سے کام لیں اور خواہ تم ان کے حکم پر جو وہ تمہیں دیں خوش ہو یا ناخوش ہو اور خواہ کتنی ہی تمہاری حق تلفی کی جاتی ہو اور تمہارے حقوق کو دبایا جارہا ہو، ہر حال میں تمہیں ان کی فرمان برداری کرنی ہوگی اور حکومت کے معاملہ میں ارباب حکومت سے کبھی لڑائی نہیں کرنی ہوگی ۔سوائے اس صورت کے کہ ان کی فرمان برداری تمہیں صریح طور پر کفر کا موجب نظر آتی ہو اور کوئی دنیوی معاملہ اور مادی حقوق کا سوال نہ ہو۔اور اس صورت میں بھی جب تک ان کے ملک سے باہر نہ نکل جائیں اور انہیں اپنے عہد اطاعت کے توڑ دینے کی اطلاع کر کے اعلان جنگ نہ کر لیں۔اس وقت تک ان کے مقابل کھڑے ہونے کی قطعاً اجازت نہیں...

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ ہدایات صرف ایسے حکام کے متعلق ہیں جو اپنی قوم میں سے ہوں غیر قوم اور غیر ملک کے نہ ہوں۔مگر یہ خیال صحیح نہیں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں

اسمعوا و اطیعوا و ان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسه زبیبة ۔ (رواہ البخاری۔ایضاً ص ۳۱۱)

تم اپنے حاکم وقت کا بہر حال حکم مانو اور اس کی فرمان برداری اور اطاعت کرو خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہو جس کا سر کشمش کے دانے کے برابر ہو۔

یعنی گو وہ غیر ملکی ہو آزادی اور حکومت کے استحقاق میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو اور دماغی قابلیتوں سے بھی وہ تمہیں خالی اور کورا نظر آتا ہو، اور تمہارے نزدیک وہ کسی جہت سے بھی اس منصب اور مقام کا اہل اور مستحق نہ ہو تمہارے لئے اس کے احکام کی پابندی ضروری ہوگی۔

(الفضل قادیان ۷۔اکتوبر ۱۹۳۰ء ص ۶۔۷)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتراض صرف یہ ہے کہ جن احادیث کو قادیانی مفتی نے اپنے دعویٰ پر پیش کیا ہے، وہ ان کے دعوے کے

خلاف ہیں۔ خطرہ ہے کہ جن لوگوں کو راضی کرنے کے لئے انہوں نے کلام اللہ اور کلام رسول کو بے محل لگایا ہے، ان کو اگر حقیقت معلوم ہو گئی تو عکس القضیہ لازم نہ آ جائے۔

سنئیے ہمارا بھی یہی خیال ہے کہ جو حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں یہ اور ان جیسی اور سب مسلمان بادشاہ کے حق میں ہیں۔ ان کو آج کل کی حکومت پر چسپاں کرنا منشاء رسالت کے خلاف ہے۔ اس دعویٰ کی دلیل ہماری زبان سے بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کی زبان الہام ترجمان سے سنئے۔ ساری نزاع کی فیصلہ کن یہ حدیث ہے:

عن ام سلمة قالت قال رسول الله ﷺ یکون علیکم امراء تعرفون و تنکرون فمن انکر فقد برئ و من کرہ فقد سلم و لیکن من رضی و تابع ۔ قالوا افلا نقاتلھم قال لا ماصلوا لا ما صلوا (مسلم) یعنی حضور ﷺ نے فرمایا تم پر ایسے حکام ہوں گے کہ ان کے کئی کام تم پسند کرو گے اور کئی ناپسند کرو گے۔ جو کوئی برے کاموں کو ناپسند کرے وہ سلامت رہے گا لیکن جو ان کو پسند کرے گا اور تابع ہو گا وہ ہلاک ہو گا

یہ سب صحابہ نے عرض کی حضور! ہم ایسے امیروں سے جنگ نہ کریں فرمایا جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں ان سے مت لڑنا جب تک نماز پڑھیں ان سے مت لڑنا۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ آپ کی پیش کردہ حدیثیں جن امراء کی اطاعت کے متعلق ہیں ہیں وہ نمازی ہیں اور ان کی نماز گذاری تک ان کی اطاعت کا حکم ہے لیکن اگر وہ نمازی امراء نماز چھوڑ کر تارک نماز ہو جائیں تو پھر ان سے بغاوت کرنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔

ناظرین! غور فرمائیے ایسی حدیثوں سے آج کل کے حکام کی اطاعت ثابت کرنا الٹا نتیجہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے یا نہیں کیونکہ معترض کہہ سکتا ہے کہ ان حدیثوں میں جس اطاعت کا ذکر ہے وہ نماز گزاری تک محدود ہے۔ جب نماز نہیں تو اطاعت بھی نہیں۔ اس لئے ہم ان حدیثوں کو اس دعویٰ میں پیش کرنا لیاقت دیانت اور مقصود کے برخلاف جانتے ہیں۔

نوٹ: ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہم مذہبی اور علمی حیثیت سے اس فتویٰ کی تنقید کرتے ہیں۔ یعنی ہمارا فرض یہ ہے کہ آیات اور احادیث کو بے محل استعمال ہونے

سے محفوظ رکھیں۔ رہی کانگریس اور اس کا طریق عمل سو یہ الگ بات ہے

ہر نقطہ مکانے دارد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ ص ۵۔۶)

مباحثہ مرزائیاں بمقام مونگ

جناب منشی محمد عبداللہؒ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

کچہریوں میں جس طرح وکیل پارٹی کا طریق کار ہے کہ ایک دفعہ ہار جائیں تو رکتے نہیں، بلکہ اسی عدالت میں پھر آ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرزائیوں کا حال ہے ایک دفعہ نہیں، سو دفعہ نہیں، ایک ہزار دفعہ بھی شکست کھائیں مگر پھر میدان میں ڈٹ جاتے ہیں۔ زمینی مباحث کے علاوہ آسمانی فیصلہ ہوا جو خود مرزا جی نے مانگا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا جی نے دعا کی تھی کہ

خداوندا! مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔

آخر کیا ہوا؟۔ دنیا نے دیکھ لیا۔ مگر شاباش ہے مرزائیوں کے استقلال (یا بالفاظ دیگر ڈھٹائی) پر کہ پھر آ کر سامنے ڈٹ جاتے ہیں۔ اس لئے کہ جس طرح وکیل فیس لے کر کام کرتے ہیں مرزائی مبلغ بھی تنخواہ حلال کرتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں۔

آمدم برسر مطلب۔ مونگ ایک قصبہ ہے ضلع گجرات پنجاب میں۔ وہاں چند گھر مرزائیوں کے بھی ہیں۔ ان مرزائیوں نے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا تو وہاں سے مولوی اللہ دتا امام مسجد اور مولوی محمد یسین نے مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں آ کر حالات عرض کئے اور درخواست کی کہ آپ ضرور تشریف لے چلیں۔

حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ ہم آپ کو اس کام کیلئے تجربہ کار آدمی دیں گے جو کام خوب اچھی طرح کر دیں گے۔ مگر انہوں نے اسی پر اصرار کیا کہ آپ اور مولانا ابراہیم صاحب کی سب لوگوں کی خواہش ہے۔ اس لئے مولانا ثناء اللہ نے باوجود علالت طبع کے شرکت منظور فرمائی اور ۱۰۔ اکتوبر کو روانہ ہوئے۔ خاکسار ہمراہ تھا۔ ادھر سے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی بھی پہنچ گئے۔

۱۱۔ اکتوبر کو مباحثہ حیات مسیح پر ہوا جس میں مدعی حیات مسیح مولانا سیالکوٹی تھے اور مرزائی مناظر مجیب۔ مولانا موصوف نے حدیث پیش کی جس میں ذکر ہے کہ مسیح موعود دنیا میں آ کر تبلیغ کریں گے پھر فوت ہو کر مقبرہ رسالت میں دفن ہوں گے۔ اس حدیث کو مرزا صاحب نے متعدد مقامات پر اپنے دعوی کی دلیل بنایا ہے اس لئے اس پر تنقیدی بحث کرنا فریق ثانی کا حق نہیں۔ وہ مقامات مولانا ابراہیم نے پڑھ کر سنائے منجملہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳ وغیرہ۔

مرزائی مناظر اس کے جواب میں بہت تنگ آیا۔ کبھی کہے یہ حدیث ابن جوزی کی ہے جو صحیح ہے۔ کبھی کہے ان معنی سے صحیح نہیں جو تم مراد لیتے ہو۔ اور ان معنی سے صحیح ہے جو مرزا صاحب قادیانی لیتے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے فرمایا کی حدیث کی صحت تو سند کے اعتبار سے ہوتی ہے معنی تو ہر فریق الگ کر سکتا ہے معنی کی تشریح کو صحت حدیث میں کوئی دخل نہیں۔

اسی ضمن میں مرزائی مناظر نے آیت فلماتو فیتنی پیش کی اس سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ثبوت دینا چاہا۔

مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا اس آیت میں روز قیامت کا واقعہ ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ روز قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہوں گے اس لئے یہ آیت ہماری پیش کردہ حدیث کے موافق ہے۔

نوٹ: مرزائی مناظر کو مرزائی، مولوی فاضل یار محمد کہتے تھے مگر وہ ایسے گھبرائے کہ آیت و لکم فی الا رض مستقر و متا ع الی حین میں لکم کو مبتداء کہنے لگے جس سے اہل علم سامعین بہت محظوظ ہوئے سوا تین گھنٹے کی گفتگو کے بعد پہلا مباحثہ ختم ہوا جس کا اثر سامعین پر بہت اچھا ہوا۔ له الحمد

دوسرا مباحثہ: دوسرا مباحثہ ختم نبوت پر تھا اس میں مرزائی مناظر مولوی غلام رسول راجیکی تھے۔ آپ نے بتایا کہ ختم نبوت سے خدائی فیض بند ہونا لازم آتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے خدا سوروں اور کتوں کی نسل تو بند نہ کرے مگر نبوت بند کر دے۔ یہ فقرہ آپ نے بار بار کہا۔ پھر بتایا کہ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ بعد

آنحضرت ﷺ کے براہ راست نبی نہیں آئیں گے، ہاں آپ کے اتباع میں آئیں گے۔

مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا یہ آپ کی تاویل مرزا صاحب کی تحریرات کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے بہت جگہ تصریح سے لکھا ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے، اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو نبوت کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔

اسی ضمن میں مرزائی مناظر نے کہہ دیا کہ آنے والے مسیح کے حق میں بھی یہی آیا ہے کہ کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔

اس پر مولانا ابراہیم صاحب نے مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام نکال کر دکھائی کہ مرزا صاحب نے جو بخاری کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بل هو امامكم منكم ۔ یہ بل هو صحیح بخاری میں دکھا دیں تو میں مان جاؤنگا۔ اس پر خوب زور دیا مگر مرزائی مناظر نہ دکھا سکا۔ اس پر ہر شخص یہ کہتا تھا کہ مرزائی مناظر جواب نہیں دے سکا۔

تیسرا مباحثہ: صداقت مرزا پر ہوا۔ اس میں مدعی مرزائی لوگ تھے مولوی اللہ دتا مرزائی مناظر نے صداقت مرزا کے اثبات میں تقریر کی، جس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پہلی زندگی کو بطور ثبوت پیش کیا اور اس بات پر زور دیا کہ مرزا صاحب اگر جھوٹے ہوتے تو آج ہماری اتنی ترقی نہ ہوتی۔ ہماری تنظیم ہے ہم میں ہر قسم کے لوگ ہیں۔ وغیرہ

اس مضمون کے جواب کے لئے مولانا ابوالوفاء صاحب کھڑے ہوئے۔ آپ نے ایک تمہید بیان کی۔ وہ تمہید کیا تھی سارے مباحثہ کی جان اور مرزائی نزاع کے لئے بم کا گولہ تھی۔ فرمایا ہمارے شہر میں دو بھائی تھے۔ ان کے مکانات جدی تھے۔ جن کی رجسٹری کے کاغذات موجود تھے کہ ان کے دادا بلکہ پردادا نے خریدے ہوئے تھے۔ ان بھائیوں میں سے ایک نے فارغ خطی لکھ کر علیحدگی کر لی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے لڑکوں نے چچا سے جھگڑنا شروع کیا کہ اس مکان کی رجسٹری ہمارے دادا کی ہے، لہذا ہم بھی اس میں حصہ دار ہیں۔ چچا نے کہا رجسٹری بیشک دادا کے نام کی ہے مگر بھائی کی فارغ خطی اس رجسٹری سے پیچھے ہو چکی ہے لہذا فارغ خطی کو دیکھئے یہ تمہید بتا کر فرمایا مرزا صاحب کا اور میرا بہت پرانا جھگڑا چلا آیا ہے یہاں تک کہ ۱۵۔

اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا جی نے ایک اشتہار دیا تھا جس کی سرخی تھی مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ہم دونوں (مولوی ثناءاللہ اور مرزا قادیانی) میں سے جو اللہ کے نزدیک جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے۔ خدا نے یہ دعا قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا پھر وہ فوت ہو گئے۔ بس فیصلہ ہو گیا اب جھگڑا کیا؟

اس کے جواب میں مرزائی مناظر ویسے ہی گھبرائے جیسے کہ ان کو گھبرانا چاہیے۔ مرزائی مناظر نے کہا کہ یہ دعا دراصل مباہلہ کی دعا تھی چونکہ آپ نے اسے پسند نہ کیا۔ لہذا مباہلہ منعقد نہ ہوا۔ پس آپ اس کو پیش کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

مولانا صاحب نے اس کے جواب میں ایسا حوالہ پیش کیا جس سے ہمارے اس دعوی کے علاوہ مولانا کا ایک دوسرا دعوی بھی ثابت ہوا جو آپ کہا کرتے ہیں کہ ہم واقعات مرزا کو مرزائی لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اخبار بدر قادیان ۲۲۔ اگست ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب کی زندگی ہی میں ایک مضمون نکلا تھا جس میں یہ فقرہ بھی تھا:

> حضرت مرزا صاحب نے جو مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کیا تھا وہ دعا کے طور پر تھا نہ کہ مباہلہ سے۔

یہ حوالہ ایسا فیصلہ کن تھا کہ مرزائی مناظروں کے حق میں پریشان کن ثابت ہوا۔ اخیر مباحثہ تک مرزائی مناظر نے اس کا جواب نہ دیا اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ دے بھی نہیں سکتے۔

اس آخری فیصلہ کے ساتھ ہی مولانا ثناء اللہ نے آسمانی نکاح کا ذکر بھی کر دیا۔ فرمایا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو رسالہ ازالہ اوہام میں کہتے ہیں کہ آسمانی منکوحہ ہمارے نکاح میں ضرور آئے گی۔ بلکہ یہ بھی کہتے ہیں، نہ آئی تو خدا کا کلام ناقص ہو جائے گا۔، حالانکہ وہ نہ آئی۔

اس کا جواب مرزائی مناظر نے دیا کہ نکاح کا ہونا مرزا سلطان محمد کے مرنے پر موقوف تھا۔ وہ چونکہ نہ مرا اس لئے نکاح نہ ہوا۔

حضرت مولانا ثناء اللہ نے فرمایا مرزا صاحب قادیانی انجام آتھم میں کہتے

ہیں سلطان محمد کا میری زندگی میں مرنا تقدیر مبرم (ان ٹل) ہے۔ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا۔ پس مرزا سلطان محمد کا نہ مرنا ایک کذب ہے تو منکوحہ آسمانی کا مرزا جی کے نکاح میں نہ آنا دوسرا کذب ہے۔

اس کا جواب بھی مرزائی مناظر نہ دے سکا۔ غرض یہ مباحثہ ہر طرح سے ابر رحمت ثابت ہوا۔ الحمد للہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ ص ۷۔۸ ص ۱۴)

قصور کس کا؟ علماء کا یا مرزا کا

لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد جو آج کل لوہانہ ہسپتال میں اسسٹنٹ سرجن ہیں، آپ مرزا قادیانی کے بڑے راسخ مریدوں میں ہیں۔ پیغام صلح لاہور میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا۔ لکھا ہے:

افریقہ میں ناواقف مسلمان اپنی کم علمی کی وجہ سے عیسائی پادریوں کی اسلام سے متعلق غلط فہموں کے کس طرح شکار ہو رہے ہیں..

اس کی ایک مثال سنیئے۔ ایک مسلمان پادری سے لڑ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا پادری صاحب تم مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہو تو خون غصہ سے کھولنے لگتا ہے۔

پادری نے بڑے اطمینان سے کہا بیٹا! کبھی تم نے کسی شخص کو عورت کے پیٹ سے بغیر باپ کے بھی پیدا ہوتے دیکھا یا سنا ہے؟

اس نے کہا نہیں۔

تو پھر مسیح کیسے بغیر باپ کے پیدا ہوسکتا ہے۔

وہ کہنے لگا آدم جو پیدا ہوا۔

پادری نے ہنس کر کہا بیٹا آدم تو مٹی کے پتلے سے بنا۔ فرشتوں نے مٹی کا پتلہ بنایا اور روح پھونک دی۔ اگر ہمارا دعوی یہ ہوتا کہ ایک مٹی کے پتلے میں روح پھونکنے سے مسیح پیدا ہوا، تب تو تمہاری مثال ٹھیک ہوئی، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کبھی کوئی بغیر باپ کے پیدا ہوا؟ یعنی کبھی

ایسا ہوا کہ کسی شخص کی ماں ہو اور باپ نہ ہو؟
اس پر وہ مسلمان کہنے لگا کہ نہیں ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔
پادری کہنے لگا جب مسیح کی ماں موجود ہے تو اس کا باپ؟
اب بتلاؤ آدمی تو کوئی اس کا باپ نہ تھا۔تو سوائے خدا کے اب اس کا باپ کون ہوسکتا ہے۔ اس پر وہ مسلمان مسیح کے بن باپ عقیدے کا شیدائی مفت میں مارا گیا اور پادری کے فقرہ سے متاثر ہوکر بائیبل پڑھنے کو لے گیا ۔ میں اپنے دوستوں سے اب سوال کرتا ہوں کہ اس مثال میں قصور کس کا ہے ۔ پادری صاحب کا یا ہمارے علماء کا جنھوں نے مسیح کے بن باپ ولادت کے غلط عقیدے کی اشاعت کی ۔ (پیغام صلح لاہورے ۔اکتوبر ۱۹۳۰ء ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں قصہ صحیح ہو یا غلط، اس سے ہمیں بحث نہیں۔ہمیں تو یہ بتانا ہے کہ امت مرزائیہ تعلیم مرزا بھول چکی ہے اور بھولتی جاتی ہے ۔ سنئیے مرزا صاحب، ہاں مسیح موعود، ہاں مہدی مسعود فرماتے ہیں :

حضرت مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا بھی امور نادرہ میں سے ہے خلاف قانون قدرت نہیں ہے ۔
یاد رہے کہ خدا نے بے باپ پیدا ہونے میں حضرت آدم سے حضرت مسیح کو مشابہت دی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۶۸، ۷۱)۔

لاہوری جماعت کے ممبرو! ایمان سے بتاؤ کہ حضرت مسیح کو بے باپ مخلوق کہنا علماء کا قصور ہے یا آپ کے مسیح موعود کا بھی ۔

اسی لئے قادیانیوں کا تم پر الزام بجا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اپنے مسیح موعود کو چھوڑ کر پیر نیچر کے پیرو ہوئے جاتے ہو ۔

اگر یہ الزام غلط ہے تو بتاؤ کہ پھر اس عقیدہ کو تم لوگوں نے غلط کیوں کہا ۔

کیا تم نہیں جانتے کہ یہ اس بزرگ کا کلام ہے جس کو تم امت مرزائیہ بالاجماع حکم عدل مانتی ہے، اور کہتی ہے کہ مرزا صاحب کے حکم عدل ہونے کے یہی معنی ہیں کہ وہ مسائل دینیہ میں اغلاط کو دور کرنے والے ہیں ۔

باوجود تصریحات مرزا کے تم لوگ اس عقیدے کو غلط کہو اور مرزا جی کو حکم

عدل بھی کہتے جاؤ، تو تمہیں نہ کہا جائے کہ
تیلی بھی کیا اور روکھا بھی کھایا
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ نومبر ۱۹۳۰ء مطابق ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ ص ۵)

مباحثہ مونگ ضلع گجرات پنجاب

(یہ وہ مباحثہ ہے جس کی روداد اہل حدیث ۲۴۔ اکتوبر میں منشی عبداللہ معمار کے نام سے شائع ہوئی ہے)

ہم دونوں دن جلسہ مناظرہ میں شروع سے اخیر تک شریک رہے۔ یہ مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت اور مرزائیان مونگ ضلع گجرات میں ۱۱۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو ہوا۔

ہم لوگ حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے مدمقابل جو مرزائیوں کے مناظر مولوی محمد یار اور مولوی غلام رسول تھے، سخت ناکامیاب رہے اور حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کے دلائل کو توڑ نہ سکے۔ اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابلہ پر مولوی اللہ دتا مناظر مرزائی سوائے لسانی باتوں کے ان کی گرفت سے نہ نکل سکے۔ اور تمام لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کی دلیل کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں۔

مرزائی مناظر (مولوی محمد یار) نے لفظ توفی کے معنی سوائے موت دکھانے پر گیارہ صد روپیہ انعام دینا چاہا، مگر جب اہل اسلام کے مناظر (مولوی ثناء اللہ) نے مطالبہ کیا کہ گیارہ صد روپیہ جمع کرا کر فیصلہ کے لئے منصف مقرر کرو ہم ثبوت پیش کریں گے، تو یہ مطالبہ انہوں نے اخیر تک پورا نہ کیا۔

اور خدا نے اہل اسلام کو مرزائیوں کے مقابلہ میں عظیم الشان فتح دی۔ ہم بغرض آگاہی عام اپنے دستخط کرتے ہیں۔

ولایت خان پٹواری مال مونگ۔ نور عالم نائب مدرس مونگ۔ احمد الدین ٹیچر سکول مونگ لالہ سنت رام مونگ۔ چودھری محمد خان زمین دار مونگ

۔سردار نانک سنگھ ساہوکار مونگ ۔سردار جیمل سنگھ صاحب کلاتھ مرچنٹ مونگ۔ دولت رام بزاز مونگ ۔سردار گوردسنگھ بزاز مونگ محمد رحمان محمد عظیم مدرس مونگ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ نومبر ۱۹۳۰ء مطابق ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ ص ۵۔۶)

مباحثہ مونگ رسول پر قادیانیوں کی غلط بیانیاں، کے عنوان سے منشی محمد عبداللہ معمار کا ایک مضمون ہے۔

(اہل حدیث ۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء مطابق ۷ رجب ۱۳۴۹ھ ص ۴۔۵)

انبالہ شہر میں مرزائیت کا جنازہ نکل گیا

عرصہ تین سال سے مرزائیوں نے سیرت کے جلسے کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کو پھنسایا...حال میں انبالہ شہر کی مرزائیہ جماعت نے بٹالہ سے ایک مبلغ بلا کر شہر میں تقریروں کا سلسلہ کرایا۔اس کا نام محمد حسن بٹالوی تھا۔پھر شیخ عبدالحکیم صدر انجمن نونہالان شیدائے اسلام نے مرزائیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔

۱۱۔نومبر کی شب کھلے میدان میں ہزارہا کے مجمع میں شیخ عبدالحکیم کی صدارت میں مناظرہ ہوا۔مسلمانوں کی طرف سے مولوی محمد یوسف پیش ہوئے۔مرزائیوں کی طرف سے مولوی محمد حسن بٹالوی۔ یوسف نے احمدی مبلغ کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ بے چارہ ندامت کے مارے سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔ تین گھنٹے مناظرہ ہوا۔مسلمانوں کو فتح مبین ہوئی۔کئی غیر عقیدہ حضرات نے اپنی مرضی سے سرٹیفیکیٹ دیئے کہ مسلمانوں کو کامل فتح ہوئی۔مرزائی مناظر وقت کوٹالتا رہا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء مطابق ۷ رجب ۱۳۴۹ھ ص ۶)

قادیانی فتوحات زندہ باد

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا صاحب متوفی نے (جو اپنی جماعت کے اخلاق عادات تہذیب و شائستگی کے پورے پورے ماہر تھے) اپنی واقفیت تامہ کی بنا ایک مرتبہ تحریر کیا تھا:

ہماری جماعت کے اکثر لوگ کج دل، بھیڑیئے، متکبر، سفلے، خودغرض، ادنی ادنی خودغرضی کی بناپر ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے، بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے۔ (قادیانی اشتہار ۲۷ نومبر ۱۸۹۳ء)

مونگ میں مباحثہ ہوا۔ اس میں قادیانیوں کی جوگت بنی ان کا دل خوب ہی جانتا ہے۔ تمام حاضرین مجلس ہندو سکھ مسلم بیک آواز بزبان حال وقال کہتے تھے کہ مرزائی مناظر سخت ذلیل ہوئے۔ اگر ان میں شرم وحیا کا مادہ ہے تو پھر کبھی مناظرہ کا نام نہ لیں گے۔...

باوجود اس کے مرزائی مناظر کہتا ہے:

مولوی ثناء اللہ غیر احمدیوں کا بڑا بت تھا۔ حضرت محمود کے ایک ادنی خادم نے اس بت کو ریزہ ریزہ کیا۔ غیر احمدیوں کے چہروں کی مردنی اس پر گواہ تھی۔ حق کو بین فتح ہوئی۔ (الفضل قادیان ۲۷ نومبر ۱۹۳۰ء)

مرزائیو! خدارا سوچو کہ جب کہ تمہارے بڑے حضرت ساری عمر انہی مولانا ثناء اللہ کے ہاتھوں چیختے چاختے بالآخر سر دھڑ کی بازی لگا کر باوجود مختار کن فیکون ہونے کے اپنے خون سے صداقت ثنائی پر مہر تصدیق ثبت کر کے چل بسے، تو آج کل کے نوآموز کس شمار وقطار میں ہوں گے۔

اس کے بعد اخبار الفضل قادیان نے لکھا ہے:

اکثروں نے (ہماری فتح کا) اظہار بھی کر دیا۔

حیادار ہوتے تو کسی کا نام بھی ظاہر کرتے۔ مگر کرتے کہاں سے، کوئی ہوتا تو آسمان نہ سر پر اٹھا لیتے۔

پھر لکھا ہے:

مولوی محمد ابراہیم نے اپنی شکست کا غصہ اپنی جماعت کے ایک فرد حافظ فضل الرحمٰن پر نکالا۔ حتی کہ ایک تھپڑ بھی اس کو رسید کر دیا۔

کس قدر جھوٹ ہے۔.. اگر سچے ہو تو حافظ فضل الرحمٰن سے اس تھپڑ کی تصدیق کراؤ۔

اس کے بعد اس قادیانی مناظر نے اپنی تازہ شکست (جو اس نے بٹالہ میں مولانا

ثناء اللہ کے مقابلہ پر کھائی ہے) مٹانے کے لئے نہایت ڈھٹائی سے اپنی عظیم الشان فتح کا راگ گایا ہے۔

ناظرین! سکھوں کی حکومت کے زمانہ میں جب کوئی سردار کسی بنئے پر خفا ہوتا، تو اسے اندر حویلی میں بلا کر جوتیاں لگوا دیتا۔ دانا بنئے عزت بچانے کو اندر جاتے ہوئے باریک ململ کا تھان، نصف تھان، دھوتی کے اندر چھپا کر لے جاتے، جب جوتے کھا کر نکلتے تو ڈیوڑھی میں وہ تھان سر پر رکھ لیتے۔ سائلوں کے پوچھنے پر بتاتے کہ سردار صاحب نے بخسیس دی ہے۔

یہی حال ان قادیانی مناظروں کا۔ ہزار ذلیل ہوں باہر نکل کر بخسیس ہی کہیں گے۔ ہماری دعا ہے خدا تمہاری ایسی فتوحات میں ترقی دے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء مطابق ۲۱ رجب ۱۳۴۹ھ ص ۵۔۷ ملخصاً)

قادیانی برات میں ماتم کا سامان

جناب محمد عبدالکبیر از موضع کوم کلاں ضلع لدھیانہ لکھتے ہیں:

کل ہمارے گاؤں میں ایک بارات موضع لنگڑ و یہ ضلع ہوشیار پور سے آئی۔ چونکہ مرزائیت سے ان کا تعلق تھا اس لئے خاص طور پر براتیوں نے قادیان سے دو مولوی منگوائے جو تہیہ کر کے آئے تھے کہ یہاں سے اہل حدیث کا اثر مٹا کر جائیں گے۔ ان مولویوں نے آ کر وعظ کا اعلان کیا۔ ہم نے بھی مناظرے کی طرح ڈال دی۔ قادیانی بھی راضی ہو گئے۔ موضوع پر تنازعہ ہوا۔ وہ حیات و وفات مسیح پر مناظرہ چاہتے تھے ہم نے صداقت مرزا قادیانی پر مناظرہ چاہا، جسے قیل وقال کے بعد انہوں نے بھی تسلیم کر لیا۔

مرزائی مولوی نے صداقت مرزا میں مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم کی ایک پرانی تحریر پیش کی کہ لوگوں کا قبل از نبوت مرزا کی نسبت کیا خیال تھا۔ دوسری دلیل کسوف وخسوف کی تھی۔ تیسری دلیل مدعی نبوت کی قطع الوتین تھی۔ چوتھی دلیل یہ کہ جس جگہ ہم گئے ہماری فتح ہوئی۔ پانچویں دلیل یہ کہ مشرق سے مغرب اور شمال سے

جنوب تک مرزائیت پھیل گئی ہے۔چھٹی یہ کہ آریہ مت اور عیسائیت کا ستون ٹوٹ گیا ۔ساتویں یہ کہ اونٹوں کی بے کاری ہوگئی۔

میری طرف سے یہ جواب تھا:

مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم کی تحریر قابل سند ہوتی تو وہ خود کیوں مخالف ہوتے۔ کسوف خسوف والی حدیث ایک شخص کا موضوع قول ہے۔ باوجود موضوع ہونے کے واقعہ اس طرح نہیں ہوا۔

قطع الوتین کی نسبت ثابت کر دیا گیا کہ مرزا صاحب نبوت (کاذبہ) کے بعد صرف چھ برس سات ماہ زندہ رہ سکے ہیں ۔سردار بچن سنگھ کا فیصلہ اور سہ صدی دوست کا تذکرہ کرکے انکی فتح کی دھجیاں بکھیری گئیں۔

مشرق ومغرب کی بات کا جواب یہ ہے کہ خود قادیان میں غیر مسلم آباد ہیں۔

چھٹی دلیل کے جواب میں بتایا اقوال مرزا سے ویدوں اور اس کے رشیوں اور کرشن جی کی نسبت خیال ظاہر کرکے ستون توڑنا تو کجا بلکہ ان سے بھائی چارہ ثابت ہوتا ہے۔ عیسائیت کی ترقی کی تفصیل ظاہر کرکے عیسائیت کے ستون کی قائمی ثابت کردی۔

اونٹوں کی بے کاری پر تو مجمع عام میں مرزائیوں کا خوب مضحکہ اڑا۔

پھر میری طرف سے اعتراض ہوئے:

مرزا نے کہاہے ..میرا نام غلام احمد قادیانی ، حروف ابجد کے لحاظ سے میرا مسیح موعود ہونا ثابت کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ مبتداء اور خبر دونوں موجود نہیں۔ بلکہ : غلام قادیانی ہے دجال ،حروف ابجد کے لحاظ سے مرزا صاحب کی پوزیشن کو صاف کرتا ہے کیونکہ مبتدا اور خبر دونوں موجود ہیں۔

میرے اس اعتراض پر مرزائی مناظر آگ بگولا ہوگیا اور لوگوں کو توجہ دلائی کہ میرے پیشوا کو دجال کہا گیا ہے۔اس پر میری طرف سے جواب دیا گیا

ایں گناہیست کہ درشما نیز کنند

اور میں نے آئینہ کمالات اسلام سے عبارت پڑھ کر لوگوں پر واضح کر دیا کہ ہمیں ذریۃ البغایا ، کہا گیا ہے۔اس پر مجمع میں اتنا اشتعال پیدا ہوا کہ اگر ہم نہ روکتے تو یقیناً مرزائی مناظر کی لاش بھی نظر نہ آتی۔

دوسرا اعتراض یہ تھا: مرزا صاحب اپنی تحریر کے موجب قبل از وقت آئے اور قبل از وقت گئے، اس لئے مسیح موعود نہ تھے۔ جب وقت پر آئیں گے تو تسلیم کیا جائے گا بشرطیکہ وہ اپنے دعاوی میں پھر بھی سچے ثابت ہوئے۔

تیسرا اعتراض ان پر یہ کیا گیا کہ قادیانی مرزا صاحب آدم ہیں اور ان کی پیش گوئی یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة کا ترجمہ لوگوں کو سمجھایا گیا جس کو سن کر لوگوں نے مرزا کی عقل کا ماتم کیا۔

چوتھا اعتراض : مرزا صاحب کا حضرت مسیح کی نسبت اعتقاد اور پھر خود ہی مثیل مسیح کا دعوی کرنا تھا۔ اور ثابت کر دیا گیا کہ مرزا صاحب خود بھی واقعی ایسے ہوں گے جیسے ان کا اعتقاد در بارہ حضرت مسیح ہے۔

پانچواں اعتراض، سچے اور جھوٹے نوح کی دعاؤں کے متعلق تھا۔ اس کے تحت میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مقابلہ میں خود مرزا قادیانی کا پیوند زمین ہو جانا اور پھر لودھیانہ میں تین صد سکہ چہرہ شاہی ہارنا وغیرہ بیان کر کے ثابت کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ نوح تھے نہ مسیح موعود، نہ مجدد۔

یہ میرے پانچ اعتراض تھے جن کا جواب مرزائی مناظر سے بن نہ آیا۔ اگر مرزائی مناظر میری اس تحریر کو غلط ثابت کرنا چاہیں تو پھر میں صدر جلسہ چودھری امیر خان رئیس ساکن لنگڑ وبہ ضلع ہوشیار (جو برات میں مہمان بن کر ساتھ آئے تھے اور فریقین نے بخوشی ان کو صدر تسلیم کیا تھا) کا تحریری فیصلہ شائع کرونگا جو ان کی قلم سے تحریر شدہ میرے پاس موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

> خاکسار بطور صدر یہ حروف تحریر کرتا ہے کہ جہاں تک بنظر غائر خیال کیا گیا ہے مرزائی مناظر صداقت مرزا ثابت کرنے میں بالکل قاصر اور کمزور رہے ہیں۔

ناظرین تادم تحریر وہ برات یہاں موجود ہے اور مرزائی مولوی صبح ہی دوڑ گئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ دسمبر ۱۹۳۰ء ص ۴۔۵)

مناظرہ کوٹ کپورہ

۱۰۔۱۱۔دسمبر ۱۹۳۰ء کو سٹیشن کوٹ کپورہ ریاست فرید کوٹ میں مناظرہ مابین جماعت محمدیہ و مرزائیہ وفات مسیح و ختم نبوت پر ہوا۔جس میں مخالفوں (مرزائی) کو شکست ہوئی اور اہل حق کو فتح ہوئی۔
راقم: مولوی علم الدین فرید کوٹی۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جنوری ۱۹۳۱ء ص ۱۴)

جماعت قادیانی سے مطالبہ

۱۵ نومبر ۱۹۳۰ء کو جلسہ اہل حدیث بٹالہ میں زیر صدارت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر مرزائیوں سے مباحثہ ہوا۔اب جو دسمبر ۱۹۳۰ء کی تعطیل میں قادیان میں جلسہ ہونے کے دن آئے تو انجمن اہل حدیث بٹالہ نے مندرجہ ذیل اشتہار دیا:

جماعت قادیانی سے مطالبہ:
جلسہ انجمن اہل حدیث بٹالہ میں بغرض تحقیق بڑی فراخ دلی سے ہم نے قادیانی جماعت کو موقعہ تبادلہ خیالات دیا تھا جس کا نتیجہ پبلک نے خود دیکھ لیا۔اب انصافاً ہمارا بھی حق ہے کہ قادیان کے جلسہ میں ہم کو بھی تبادلہ خیالات کا موقع دیا جائے۔امید ہے کہ ہماری اس درخواست کو امام جماعت قادیانی فراخ دلی سے منظور فرمائیں گے۔
براہ مہربانی اس کے متعلق ہم کو ۱۶ ماہ حال تک اطلاع دیں۔
المشتہر۔ناظم انجمن اہل حدیث بٹالہ۔

اس کے جواب میں قادیان والے تو خفتہ اند، مگر بٹالہ کی انجمن احمدیہ نے ایک اشتہار دیا جس کا جواب انجمن اہل حدیث بٹالہ نے دیا:

قادیانی امام نے ہم کو جواب کیوں نہیں دیا۔
....ہم نے قادیان کے امام جماعت سے درخواست کی تھی کہ جس طرح ہم نے فراخدلی سے اپنے جلسہ میں وقت دیا اور آپ کے فرستادوں نے ہم

سے مباحثہ کیا۔ آپ بھی اپنے جلسہ قادیان میں ہم کو تبادلہ خیالات کے لئے وقت دیں۔

۱۶ دسمبر تک منظوری کی تاریخ تھی جو گذر گئی مگر قادیان سے صدائے برنخواست۔ ہاں بٹالہ کی انجمن احمدیہ کا ایک اشتہار ہمیں ملا ہے جس میں راقم اشتہار نے کمال دلیری سے لکھا ہے کہ:

چونکہ یہ امر مقامی جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ہم حاضر ہیں۔

کیا خوب! ہمارے جلسہ میں مباحثہ کرنے آئیں قادیان سے مرکزی انجمن کے فرستادہ.. جب ہم ان سے وقت مانگیں تو بٹالہ انجمن کہے کہ یہ معاملہ مقامی ہے۔

اے جناب! مقامی معاملہ کیا؟ معاملہ تو قادیانی ہے جہاں بناء دعوی قائم ہوئی۔ آپ کون اور آپ کی انجمن کون؟ جب بناء دعوی قادیان میں ہے اور ہمارے جلسہ میں وہیں سے علماء آئے، تو اس وقت آپ نے ان کو روکا ہوتا کہ معاملہ ہمارا ہے، تم دخل دینے والے کون ہو، جو سو دوسو کی تعداد میں بن ٹھن کے آ گئے ہو؟

پس ان وجوہ سے ہمارا حق تھا کہ ہم قادیان کے جلسہ میں وقت مانگتے اور قادیانی امام کا فرض تھا کہ ہم وقت دیتے۔ مگر ان کو حوصلہ نہ ہوا تو خیر ان کی مرضی۔

ہاں بٹالہ کی انجمن بھی اگر مرزا صاحب کی صداقت دل میں رکھتی ہے اور اس صداقت کو ثابت کرنے کی جرأت اور ہمت ہے، تو بے شک وہ جلسہ کرے اور مرزا صاحب کے دعوی کی صداقت پر بحث کرنے کو ہمیں دعوت دے۔ ہم اظہار حق کے لئے حاضر ہو جائیں گے۔

ناظم انجمن خادم المسلمین اہل حدیث بٹالہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جنوری ۱۹۳۱ء ص ۶)

کھلی چٹھی بنام مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان

حافظ فضل الرحمٰن صاحب ریلوے کلرک لالہ موسیٰ، پنجاب لکھتے ہیں

جناب میاں (محمود احمد) صاحب!

پیشتر ازیں کہ میں اپنے مطلب کی طرف رجوع کروں یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ طالب علمی کے زمانہ سے مجھے آپ کے فرقہ کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق رہا ہے اور اللہ کے فضل سے خاکسار نے آپ کے فرقہ کی ہر ایک کتاب محض حق کی تلاش کے لئے پڑھی ہے۔

آمدم برسر مطلب۔ چونکہ مرزا صاحب متوفی کا زمانہ میری طالب علمی میں گزرا ہے، اس لئے مرزا صاحب کے دعوؤں کے متعلق جناب کو بحیثیت ان کے جانشین ہونے مخاطب کرنا میرا حق ہے۔

بنا بریں میں آپ کی توجہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم کے صفحہ ۳۷۵ پر جو چیلنج توفی کے لفظ کی نسبت ہزار روپئے کے اشتہار کے ماتحت دیا ہے مبذول کرتا ہوں اور ڈنکے کی چوٹ سے اعلان کرتا ہوں کہ جناب انعامی رقم امپیریل بنک لاہور میں جمع کرا کر بذریعہ اخبار اطلاع دیویں تو میں انشاء اللہ علماء کی مجلس میں مرزا صاحب کی شرط کو پورا کرونگا۔ یعنی یہ ثابت کرونگا کہ جس صورت میں توفی کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو تو اس کے معنی سوائے موت کے اور بھی ہوتے ہیں۔

نیز میں جناب کو اپنے مطالبہ مندرجہ اہل حدیث ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۶ کی بھی یاد دلاتا ہوں۔

امید ہے کہ جناب ہر دو مطالبات کا جواب جلدی اثبات میں عنایت فرمائیں گے۔

حق کا طالب۔ حافظ فضل الرحمٰن ریلوے کلرک لالہ موسیٰ ضلع گجرات پنجاب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۰ ص ۵)

خدمات مرزا

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

مرزائی کہتے ہیں کہ ان کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایسے علم کلام کی بنیاد ڈالی کہ مخالفین اسلام کے حوصلے شکست اور ان کے قلم ٹوٹ گئے۔خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی فرماتے ہیں:

(خدا نے عیسائی مذہب کی گمراہی سے بچانے کو) اپنے اس بندہ کو الہام اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف اور دقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ وہ موم کا بت توڑا جائے جو سحر فرنگ نے تیار کیا۔ (فتح اسلام۔ص ۶)

آیئے دیکھیں مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ کون سے آسمانی تحائف، روحانی معارف علوی عجائبات ہیں جن کے ذریعہ عیسائیت یا دیگر مذاہب مخالفین اسلام کو بدلائل توڑا ہے۔

ہمارا یہ دعوی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے وجود بے جود، اور اپنے علم کلام بے لگام سے بجائے اسلام کو فائدہ پہنچانے کے، الٹا اپنے پیش کردہ اسلام پر اعتراضوں کا باب کھول دیا ہے۔

سب سے پہلے میں عیسائیوں ہی کو پیش کرتا ہوں جن کے مذہب کا استیصال بحیات خود مرزا صاحب نے اپنی آمد کی علت غائی اور عجائبات قدرت سے ایک محیر العقول قدرت بتایا تھا۔ (ملاحظہ ہو بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء۔الحکم نمبر ۱۶ ج ۸ ص ۲)

عیسائیوں کا اخبار نور افشاں مرزائی علم کلام کی خوبی کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے:

مرزا صاحب قادیانی بھی عجیب شخص تھے جن کی زبان سے شائد ہی کوئی مقدس شخص بچا ہو...

خیال کیجئے کہ اس نے پیش گوئی کی تو وہ جھوٹی نکلی ۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو جھٹ کہہ دیا کہ آنحضرت (ﷺ) کی پیش گوئی بھی تو سچی نہیں تھی....

انجیل میں لکھا ہے کہ مخالف مسیح خدا بن بیٹھے گا ، سو یہ بھی مرزا نے کر دکھایا۔

کہتا ہے کہ میں خدا ہو گیا میں نے آسمان وزمین بنا دیا۔

وہ کون سی بات تھی مرزا میں جو اس نے آنحضرت پر نہ جڑ دی ہو...

جب کہا گیا کہ مرزا بڑا بدزبان ہے، تو کہا کہ قرآن اور خدا بھی تو بدزبان ہے ۔

غرضیکہ کونسا عیب ہے جو مرزا نے قرآن اور آنحضرت ﷺ پر نہیں لگایا....

اب ہم کو قرآن یا آنحضرت پر اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ خود ایک بڑا مجدد مسلمانوں کا ان اعتراضات کو قبول کرتا ہے۔

(نور افشاں ۵ دسمبر ۱۹۳۰ء)

مرزائیو! کیا کہتے ہو؟

اب سنو۔ آریو کے متعلق تمہارے مسیح کی خدمات اسلامیہ۔

سب سے پہلے قدامت دنیا کے مسئلہ کو لیجئے ۔ اس مسئلہ میں مسلمانوں اور آریوں کے درمیان جو اختلاف ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں ۔

آرین مذہب کا تمام دار و مدار اسی مسئلہ پر ہے اگر قدامت دنیا کا مسئلہ باطل ہو جائے تو آریوں کے بقایا مسائل قدامت روح و مادہ و مسئلہ تناسخ وغیرہ سب کے سب باطل ہو جاتے ہیں ۔

لیکن مرزائیوں نے مرزائی علم کلام سے مستفیض ہو کر جو کچھ اس پر درافشانی کی ہے وہ بھی سن لیجئے ۔ مثل سابق وہ بھی ہم ایک غیر مسلم کی تحریر سے ہی پیش کرتے ہیں تا کہ بانصاف ناظرین مرزائی علم کلام کی برکت کا اندازہ کر لیں کہ کہاں تک غیر مسلم اصحاب اس سے دب کر عاجز ہیں ۔ ملاحظہ ہو اخبار آریہ ویر مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۹ء میں مہاشہ پریم چندر جی آریہ سیوک پنڈ دادن خان ۔ آریہ سماج اور اسلام کے عنوان سے لکھتے ہیں :

وہ (علماء اسلام) یہ بیان نہیں کرتے کہ کون سے مادہ سے عالم کی پیدائش ہوئی

....غرضیکہ ان تمام اقسام کے حقیقی اعتراضات سے گھبرا کر مرزا غلام احمد کے پیروؤں نے دور عالم کو مسلسل تسلیم کر لیا ہے۔

قادیانیو! کہیں جلدی میں یہ نہ کہہ دینا کہ یہ جھوٹ ہے۔ایسا کہنے سے پہلے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نسبتی بھائی میر محمد اسحاق کی کتاب روح و مادہ کا صفحہ ۲۴۳۔۲۴۵ ملاحظہ کر لینا۔

دوسرا مسئلہ آریوں اور مسلمانوں میں وید اور قرآن کے الہامی ہونے کا ہے۔ پہلے قرآن کے متعلق مرزائی خدمات ملاحظہ ہوں۔

راجپال ناشر رنگیلہ رسول کے قتل کے بعد لاہوری مرزائیوں کے جواب میں مہاشہ سنت رام جی اجمانی نے اخبار آریہ ویر لاہور ۳۰۔اپریل ۱۹۲۹ء کے صفحہ ۳ پر ہندوؤں اور مرزائیوں کی زبان درازی کا مقابلہ کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی تحریر سے لکھا ہے کہ:

قرآن شریف کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت نادان بھی اس سے بے خبر نہیں ہو سکتا...

میں نے آپ کو مرزا صاحب سے لے قادیانی اور لاہوری گالیوں کے نمونے پیش کئے اور قرآن شریف کی سخت زبانی کی بابت مرزا غلام احمد کی شہادت دی ہے۔

قادیانی بزرگو! قرآن کے متعلق یہ ہے تمہارے گرو کی خدمت جس سے آریہ اخباروں نے فائدہ اٹھایا۔تحریر مذکور اس پر شاہد ہے۔

اب سنو وید کے الہامی ہونے پر اپنے پیر و مرشد کا فیصلہ

۱۔ ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔(پیغام صلح مصنفہ مرزا۔ص ۲۳)

۲۔ ما سوا اسکے جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے (پیغام صلح۔مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۵)

قادیانی بزرگو! کیا یہی وہ خدمات ہیں جن پر تم ٹاپتے پھرتے ہو؟ اور کیا یہی وہ علم کلام ہے جس کے گھمنڈ پر تم علماء کرام کو جاہل، کندہ ناتراش اور کیا کیا نہ کہا

کرتے ہو۔

دور عالم کوتم نے قدیم مان لیا۔ (آریوں کی پہلی فتح)

وید کوتمہارے نبی نے الہامی مان لیا۔ (آریوں دوسری فتح)

قرآن کی تعلیم کو ویدک مت سے ماخوذ کہا۔ (آریوں کی تیسری فتح)

قرآن کوتمہارے مجدد مسیح نے خود بدزبان کہا۔ (جمیع مخالفین اسلام کی فتح)

انبیاء کوتمہارے انوکھے مجدد اور نبئے متکلم نے جھوٹے کہا۔،

بتلاؤ اب تمہارے پلے اب کون سی خوبی باقی ہے جس کے بل بوتے پر تم مخالفین اسلام کے مقابلہ پر نکلو گے۔

کیا یہ وہی قرآن نہیں جس کی صداقت اور اعجاز بیان کرنے کے لئے بقول تمہارے اس نے براہین میں دلائل کے دریا بہا دیئے۔ اور کیا یہ وہی وید نہیں جس کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوا تھا؛

وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے۔ (البشریٰ۔جلد ا ص ۵۰)۔

کیا ہمارا حق نہیں کہ مرزا جی کی پہلی تحریرات کو دیکھتے ہوئے کہیں کہ انہوں نے نبی و مسیح وغیرہ بننے کے مدعی ہو کر بجائے فائدہ کے الٹا اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۴۹ھ۔ص ۵۔۶)

قول فیصل

انہ لقول فصل و ما ھو بالھزل

قادیانی بستی کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی جو بقول خود جو کلام کرتے ہیں وہ صداقت سے لبریز اور جو بات کہتے ہیں وہ الہام اور وحی من اللہ سے کم درجہ نہیں رکھتی انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا نمونہ درج ذیل ہے۔ اور اس کے بعد پھر ایک قرآنی آیت اس پر بطور حکم پیش کیا ہے۔ ناظرین خود فیصلہ فرمالیں کہ مرزا صاحب کی نبوت و مجددیت اور مہدویت کا پایہ کتنا بلند ہے۔

کیا ہے کوئی قادیانی امت کا بہادر نوجوان جو اس قرآنی فیصلہ اور اس کے حکم سے مرزا صاحب کی رستگاری کر کے ان کی روح کو خوش کرے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کے معجزات کے متعلق کھلے لفظوں میں فرماتے ہیں:

۱۔غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح صرف مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب (مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ (ازالہ اوہام کلاں۔حاشیہ ص ۱۲۶)

۲۔ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزم طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکتیں

(ازالہ اوہام کلاں۔ص ۱۲۶)

۳۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہی جیسے سامری کا گئوسالہ۔ (ازالہ اوہام کلاں۔حاشیہ ص ۱۳۳)

ان عبارتوں سے تو حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کو مسمریزم اور عمل الترب بتلایا گیا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔

۱۔مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷)

۲، اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر بھی ہوگیا تو معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکرو فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۷ حاشیہ)

۳۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن

بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا۔ (ازالہ اوہام۔ حاشیہ ص ۱۳۲)

۴۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ (ازالہ اوہام۔ کلاں حاشیہ ص ۱۳۳)

۵۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۱۲۵)

ایک اور جگہ مرزا غلام احمد صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے معجزوں کو ان لفظوں میں مکروہ و قابل نفرت ٹھہرایا ہے:

مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ازالہ اوہام کلاں۔ ص ۱۲۷ حاشیہ)

مندرجہ بالا عبارات سے بغیر کسی قسم کی تاویل کے صراحۃً ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے حضرت عیسی کے معجزات احیاء موتی وطیور اور شفائے ابرص و اکمہ وغیرہ تمام کو عمل الترب (مسمریزم) و لچر بتلایا ہے یا تالاب کا معجزہ اور اثر بتلایا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے ان تمام معجزوں کو شعبدہ بازی و دھوکہ دہی اور غیر قابل قدر ہی نہیں بلکہ مکروہ و قابل نفرت فرمایا ہے۔ لیکن آہ! افسوس کہ نبوت کے بھوت اور مجددیت و مسیحیت و مہدویت کے نشہ نے اس درجہ عقل پر پردہ ڈال دیا کہ خدا کو بھی جھوٹا بنانے سے دریغ نہیں کیا۔ الی اللہ المشتکی۔ (نامہ نگار)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ شعبان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۱ ص ۴-۵)

قادیانی کے نسب پر بھی ایک نظر

قادیانی مشن سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ذرہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نسب پر بھی روشنی ڈالیں کیونکہ جس طرح جناب مرزا صاحب کی ذات والا صفات مجموعۃ الامراض تھی اسی طرح مجموعۃ الانساب بھی تھی۔ جس قوم یا نسب میں آنجہانی نے ذرہ سی بھی کوئی بڑائی دیکھی، اسی میں اپنا کنکشن جا ملا یا ہے جو قابل غور ہے۔ خاص کر جناب مولانا شیر پنجاب (ثناء اللہ امرتسری) اور منشی حبیب اللہ کلرک نہر امرتسر اور منشی محمد یعقوب سنوری پٹیالوی نائب تحصیل دار مصنف عشرہ کاملہ وتحقیق لاثانی، اس کے اہل ہیں۔

تریاق القلوب چشمہ معرفت ازالہ اوہام سیرت مسیح موعود مولفہ مرزا محمود، سیرت مہدی مولفہ بشیر احمد حیات النبی مولفہ شیخ یعقوب علی تراب وغیرہ سے مرزا صاحب کے نسب پر کافی روشنی پڑسکتی ہے (نامہ نگار)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آپ مرزا صاحب قادیانی کا نسب پوچھتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنا حسب نسب خود درثمین اردو میں بتاتے ہیں۔ غور سے سنیئے:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ شعبان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۱ ص ۵)

امام قادیان کا افسوس گورنر کیس پر

اور ہمارا افسوس امام قادیان پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گورنر پنجاب پر گولی چلائی گئی۔ عموماً اہل پنجاب نے اس پر افسوس کیا۔ مگر

خلیفہ قادیان نے جس طریق سے افسوس کیا اس پر ہمیں افسوس نہیں سخت افسوس ہے۔ سخت افسوس اس لئے کہ قادیانی مرید تو بھولنے کے عادی ہیں خلیفہ قادیان ان سے زیادہ بھولنے لگ گئے۔ خلیفہ قادیان کے الفاظ اخبار الفضل (یکم جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۱) کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

افسوس کہ آج کل بعض لوگ ناجائز طریقوں سے ہندوستان کو آزاد کرانا چاہتے ہیں، حالانکہ اس طرح سے حاصل کردہ آزادی غلامی سے بھی بدتر ہے کیونکہ ایسا کرنے سے ملک کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں۔

یہ بات کسی مذہب میں بھی جائز نہیں کہ راہ چلتے بے گناہ لوگوں پر حملے کئے جائیں اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ انگریز افسروں کا مارنا جائز ہے تو اندھا دھند پستول بازی سے جو دوسرے لوگ مارے جاتے ہیں یہ تو بہرحال ناجائز ہی ماننا پڑے گا۔ مثلاً یہی حملہ ہے جو حال میں گورنر پنجاب پر کیا گیا ہے اور جس کے متعلق آپ لوگوں نے آج ہی ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے ۔ گورنر تو بچ گئے لیکن ایک ہندوستانی مارا گیا اس سے زیادہ برا اور بزدلی کا فعل کیا ہوسکتا ہے کہ ایک شخص پر اچانک حملہ کر دیا جائے بہادر کا کام ہے کہ مقابلہ کرے۔ ہجوم میں کھڑے ہوکر گولی چلانے کے یہ معنی ہیں کہ دوسرا تو اس خیال سے کہ بے گناہ زخمی نہ ہو جائیں مجھ پر حملہ نہیں کرے گا اور میں جسے چاہوں مار سکتا ہوں تو گویا ایسا شخص زبان حال سے انگریزوں کی شرافت اور اپنی کمینگی کا اقرار کرتا ہے اور اس سے وہ اپنی قوم کی بھی ہتک کرتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اتنا کمینہ ہوں کہ ایک ایسی جگہ جہاں اور بے گناہ لوگوں کو بھی گولی لگ جانے کا امکان ہے، بے تحاشا گولی چلا سکتا ہے مگر انگریز اس خیال سے کہ کسی اور کو نہ لگ جائے ہجوم میں مجھ پر فائر نہیں کریں گے اور اس سے زیادہ کوئی شخص اپنی قوم کی ذلت اور کیا کرسکتا ہے۔

اسلام کی تعلیم کے مطابق حضرت رسول کریم ﷺ کبھی بے گناہ لوگوں پر حملہ نہ کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ صحابہ کہتے کہ اب دشمن غافل ہے یا سویا ہوا ہے، حملہ کر دیا جائے تو آپ فرماتے نہیں ٹھیرو صبح اذان دیں گے اور پھر حملہ

کریں گے۔ مگر ہندوستانی ان دونوں بے گناہ لوگوں پر گولی چلا کر اپنی قوم کی توہین کر رہے ہیں۔

یہ تقریر ساری دل پذیر اور قابل قبول ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ یہ اصول انگریزوں اور سرکاری آدمیوں کے لئے توضیح اور سونے سے لکھنے اور خلیفہ قادیان کے فرمانے کا ہے لیکن مولوی عبدالکریم اڈیٹر مباہلہ پر حملہ کر کے حاجی محمد حسین بٹالوی کو ناحق شہید کرنے کے لئے نہیں ہے تلك اذا قسمة ضيزى

اللہ اللہ! انصاف بھی ہو تو زبردست کے لئے، خوف خدا بھی ہو تو طاقت ور کے لئے۔ حاجی محمد حسین بے گناہ کو کھلے بندوں قتل کرنے والے کو غازی کا خطاب دیا جائے اس کی روغنی تصویر شائع کی شائع کی۔ اس کے مقدمہ کی پیروی اور اپیل پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا جائے اور کہا جائے کہ:

اس سے زیادہ برا اور بزدلی کا فعل کیا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص پر اچانک حملہ کر دیا جائے۔،

ہاں ہاں یہ بھی کہا جائے (ایسا کرنے والا کہتا ہے کہ) میں اتنا کمینہ ہوں کہ جہاں بے گناہ لوگوں کو بھی گولی (چھرا) لگ جانے کا امکان ہے بے تحاشا گولی (چھرا) چلا سکتا ہے

بالکل سچ ہے کہ:

بے گناہ لوگوں پر گولی (چھرا) چلانے والا (قادیانی غازی) اپنی قوم کی توہین کرتا ہے،

مگر شاباش ہے اس قوم کا کہ اس کو غازی کا خطاب دیتی ہے اور اس کے مقدمہ پر وہ روپیہ خرچ کرتی ہے جو اشاعت دین کے نام سے جمع کیا ہے۔

قادیانی ممبرو!

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ شعبان ۱۳۴۹ھ ج ۲۸ نمبر ۱۱ ص ۱۵۔۱۶)

مباحثہ مرزائیاں

۳-۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو بمقام دھرگ ضلع سیالوٹ مرزائیوں سے مباحثہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی عبدالرحیم شاہ واعظ اہل حدیث کانفرنس اور مولوی محمد امین امرتسری تھے۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی اللہ اور مولوی محمد یار تھے۔ مسلمانوں کو کامیابی ہوئی۔ راقم: عبدالرحیم صدر جلسہ
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ شعبان ۱۳۴۹ھ ج ۲۸ نمبر ۱۱ص ۱۴)

قادیانی مباحثات کی مرزائی رپورٹیں

جناب محمد عبداللہ مینجر محمدیہ سکول امرتسر لکھتے ہیں:

ہمارے دوست شاکی ہیں کہ اٹاوہ اور سکھر کی گفتگو قادیانی اخباروں میں غلط چھپی ہے۔ ہم ان احباب کی شکایت کو بجا سمجھ کر یہی کہتے ہیں کہ ان کی رپورٹیں صحیح کب ہوتی ہیں؟ بلکہ ہمارا عندیہ تو یہ ہے کہ قادیانی پریس میں اگر کوئی خبر صحیح چھپ جائے تو مقام تعجب ہے۔ گذشتہ نومبر میں بٹالہ کے جلسہ اہل حدیث میں ان سے گفتگو ہوئی۔ جس کی پوری کیفیت حاضرین ہی بتا سکتے ہیں کہ آسمان و زمین سے بہت کی صدا آتی تھی، مگر قادیانی پریس نے حلفیہ شائع کیا کہ ہم جیتے۔

بات اصل یہ ہے کہ قادیانی مناظروں کی مثال ہے ہاتھی کی۔ کہتے ہیں ہاتھی کی قیمت زندہ کی لاکھ ہو، تو مرے کی سوا لاکھ ہوتی ہے۔ یہی مثال ان کی ہے۔ فتح (نصیب اعداء) ہو، تو اتنی خوشی کا اظہار نہ کریں گے جتنی شکست پر اظہار مسرت کریں گے تاکہ مقامی ناظرین سے قطع نظر بیرونی مریدین پر اثر پہنچائیں۔

اٹاوہ سے اطلاع آئی ہے کہ:

انجمن اہل حدیث اٹاوہ کا کامیاب جلسہ دیکھ کر مرزائیوں کو بھی جلسہ کا شوق ہوا، تو انہوں نے بھی جلسہ کا انتظام کیا۔ اہل حدیث کی طرف سے سوال و جواب کا وقت مانگا۔ جو ایک گھنٹہ ملا۔ جس میں مولوی عبداللطیف صاحب نے حیات مسیح اور معراج جسمانی پر تقریر کی۔ جس کے جواب میں

مرزائی مبلغ نے بھی تقریر کی۔ جب جواب الجواب کے لئے وقت مانگا تو مرزائی منتظمین نے وقت نہیں دیا۔ پس ہم خاموشی سے چلے آئے۔

اتنے سے واقعہ کو قادیانی اخبار الفضل نے یا اس کے نامہ نگار جو رائی سے پہاڑ بنایا ہے وہ اسکے پڑھنے والوں سے مخفی نہ ہوگا۔ درحقیقت یہ سب کاروائیاں انکی پروپیگنڈہ ہیں۔ دگر ہیچ۔ (یکے از شرکاء جلسہ مرزائیہ اٹاوہ)

سکھر سندھ کے ضلع میں ایک قصبہ غریب آباد ہے۔ وہاں جلسہ ہوا۔ امرتسر کے مولوی عبداللہ ثانی اس میں شریک ہوئے۔ اس جلسہ میں مرزائی مذہب کی تنقید بھی قدرے ہوئی۔ بس پھر کیا تھا اخبار الفضل ۲۳ دسمبر میں وہ وہ ہوائی قلعے بنائے کہ بچہ سقہ کے قلعوں سے بھی مضبوط۔ اس کے جواب میں مولوی عبداللہ امرتسری نے ایک مضمون بھیجا جس کا اقتباس یہ ہے۔ مرزائی مخبر لکھتا ہے:

ملا عبداللہ امرتسری اہلحدیث فرمانے لگے میں مباحثہ تو ضرور کرتا مگر میری پھوپھی کو رائے ونڈ میں میرا انتظار ہے۔ (الفضل قادیان ۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ء)

اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں جو قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والوں کے لئے آیا ہے۔

اصل بات یوں ہے کہ جب جلسہ میں آخری روز میں نے اعلان کر دیا کہ میں آج رات کو ۹ بجے روانہ ہو جاونگا تو چند معزز دوستوں نے جلسہ کی دعوت دی۔ جن کے جواب میں، میں نے کہا کہ میرے پھوپھا صاحب سب ماسٹر رائے ونڈ میں ہیں انہوں نے لاہور چلے جانا ہے اور مجھے ان سے ملنا ضروری ہے۔ چنانچہ جلسہ کا پروگرام دیکھ کر ان کو اطلاعی خط لکھ چکا ہوں۔ اس لئے میرا پہنچنا ضروری ہے۔ مرزائی جماعت کے متعلق جب بھی میرے سامنے گفتگو ہوئی میں نے یہی کہا کہ ایام جلسہ میں مباحثہ کے لئے پر وقت تیار ہوں چنانچہ مرزائی رپورٹر نے جو لکھا ہے:

عبداللہ امرتسری نے .. اپنی تقریر میں جہلاء کو احمدیوں کے خلاف بھڑکایا اور شیعوں کو اور چند جاہل پٹھانوں کو اشتعال دلا کر احمدیوں پر حملہ کروا دیا پولیس انسپکٹر کی کوشش سے موقع پر قابو پالیا گیا۔ (حوالہ مذکور)

وہ صرف یہی بات تھی کہ خاکسار کی تقریر سے جب حاضرین پورے متاثر

ہوئے تو مرزائی جماعت نے جل کر شور مچانا شروع کر دیا۔ میں نے اس وقت بھی یہی کہا کہ میں اسی وقت مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ (محمد یار مرزائی مولوی صاحب مخاطب ہوکر) چلئے بالمقابل کھڑے ہوکر تقریر کیجئے۔ ابھی دو گھنٹہ میں فیصلہ ہو جائے گا۔

انہی لفظوں پر ایک گول مول انسان چیں بجبیں ہوئے اور جھنجھلا کر بولے، مرزائی سکرٹری نے بھی تیز کلامی شروع کی جس پر پبلک کو جوش آیا، جسے ہم نے خود ہی پوری سعی سے فرو کر دیا۔ نہ وہاں کوئی پولیس تھی نہ سب انسپکٹر پولیس۔

ہاں اگر کشفی رنگ میں ہو جیسے مرزا جی نے قضاوقدر کی مسلوں پر خدا کے دستخط کرائے تھے (تریاق القلوب) اور عبداللہ پٹواری کے کپڑوں پر چھینٹے پڑے تھے تو وہ اور بات ہے:

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۳ رمضان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۲ ص ۴۔۵)

قادیانی دائرہ تناسخ

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

رئیس قادیان کا لیکچر حصہ دوم ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۴۱ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنا الہام لکھتے ہیں:

۱۔ یا مریم اسکن انت و زوجك الجنّة

(یعنی مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو جاؤ)

۲۔ پھر فرمایا: نفخت فيك من روح الصّدق

(یعنی اے مریم میں نے صدق کی روح تجھ میں پھونک دی)

(گویا استعارہ کے رنگ میں مریم صدق سے حاملہ ہوگئی)

۳۔ یہ الہام بھی ہوا: یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة۔

جس کے معنی خود ہی فرماتے ہیں: کہ زوج سے مراد اپنا تابع ہے

۴ ۔ یہ بھی الہام ہوا جعلناك المسیح ابن مریم ۔
یعنی ہم نے تم کو مسیح ابن مریم بنا دیا۔

جس طرح مرزا صاحب کو یا مریم کا خطاب ہوا اسی طرح یا عیسی کا بھی خطاب ہوا ۔معلوم ہوا کہ آپ میں مریم اور عیسی دونوں کی حقیقت جمع تھی ۔ بنابریں قادیانی مذہب میں مرد سے عورت بن جانا جائز ہوا۔جس کا عدم وجود مرزائی مذہب کے باطل و نامکمل ہونے پر دلیل تھا چنانچہ مولوی اللہ دتا صاحب اس بار برداری کے حامل بنے جیسے کہ الفضل ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء میں مدینۃ المسیح سے ظاہر ہے کہ:

۲۹ نومبر کو مولوی اللہ دتا صاحب کا رخصتانہ ہوا، حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے بھی اس تقریب میں شمولیت فرمائی ۔

کیوں نہ ہو والد کی سنت مردہ کو اگر مولود نہ زندہ کرائے ،تو کون کرائے ۔
دیدہ باید مسماۃ اللہ دتا صدق کی روح سے کب تک حاملہ ہو اور کیا بر لائے ۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۳ رمضان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۲ ص ۵)

حضرت یونس اور بطن الحوت

و انّ یو نس لمن المر سلین ۔ اذ ابق الی الفلك المشحو ن ۔ فساھم فکا ن من المد حضین ۔ فا لتقمه الحو ت وھو ملیم ۔ فلو لا انّه کا ن من المسبّحین۔ للبثت فی بطنه الی یوم یّبعثون ۔(الصا فا ت : ۱٤٠۔۱٤٤)

مندرجہ بالا آیت قرآنی کا مطلب بالکل واضح ہے۔حضرت یونسؑ کو کشتی والوں نے سمندر میں ڈال دیا، یہاں تک مچھلی نے آپ کو نگل لیا،مگر اللہ تعالی نے اسکے پیٹ میں آپ کو زندہ رکھا اور صحیح سلامت نکال لیا۔

لیکن لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی اس واقعہ کو درست تسلیم نہیں کرتے اور اپنے انگریزی ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں ؛

قرآن میں کہیں کسی جگہ نہیں لکھا کہ حضرت یونس کو مچھلی نے نگل لیا... نبی ﷺ

کے ایک قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ مچھلی نے آپ کی صرف ایڑیاں اپنے منہ میں پکڑی تھیں۔ (ص۸۷۶۔حاشیہ ص۲۱۲۳)

اس جگہ ممدوح نے نبی کریم ﷺ کے قول کا حوالہ نہیں دیا اس لئے ہم اس پر تنقید کرنے سے معذور ہیں۔

لاہوری مرزائی چونکہ معتزلہ عقاید رکھتے ہیں اس لئے وہ ہر ایسے واقعہ کا جو بظاہر خلاف فطرت معلوم ہوتا ہے، انکار کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے انگریزی رسائل میں حضرت یونسؑ کے قصہ کو فرضی ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ:

گو وہیل مچھلی کا ڈیل ڈول بہت زیادہ ہوتا ہے تاہم اس کا حلق اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ اس میں انسان کا گذرنا محال ہے۔

اس دلیل کی تردید کے لئے میں روزنامہ سیاست لاہور مورخہ ۲ جون ۱۹۲۹ء صفحہ ۳ سے دو خبروں کے اقتباس نقل کرتا ہوں۔

۱۔ ولایت کے شہر برمنگھم کے پادری نے اس واقعہ سے انکار کیا تھا۔ اسی شہر کے ایک شخص نے لکھا کہ پادری صاحب کو چونکہ معلوم نہیں کہ سمندروں میں کیسی کیسی مچھلیاں موجود ہیں۔ لہذا وہ حضرت یونسؑ کے واقعہ کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ میرا ذاتی تجربہ سنیئے: اسی برمنگھم میں آج سے ۲۵ سال قبل ایک جہازران ویل مچھلی لایا تھا جو اسٹیشن پر رکھی گئی تھی۔ یہ مچھلی مردہ تھی۔ میں خود اور گیارہ آدمی اور باری باری اس کے منہ کے راستہ سے اس کے اندر گئے اور اس کے معدہ میں بہ آسانی پھرتے رہے۔ اس لئے کہ معدہ ایک خاصے کمرے کے برابر تھا۔ اس کا گلہ عام دروازہ کے برابر وسیع تھا۔ اور ہم آسانی سے اندر جا سکتے اور باہر آ سکتے تھے۔ ایسی مچھلی کے لئے کسی آدمی کو زندہ نگل جانا اور پھر کسی تکلیف کے باعث اس کو اگل دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

۲۔ ۶۳ سال کے تجربہ کے بعد سر فرانس فاکس نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں مچھلیوں کا تذکرہ ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ فروری ۱۸۹۱ء میں جزائر فاکلینڈ کے قریب دو کشتیوں نے ایک مچھلی پر حملہ کیا۔ یہ ویل مچھلی تھی۔ اس نے دم کی حرکت سے ایک کشتی کو الٹ دیا۔ جو آدمی پانی میں گرے وہ سب نکال لئے گئے۔ صرف جیمز بارٹلے نامی آدمی نہ ملا۔ لوگوں نے سمجھا وہ ڈوب گیا۔ انہوں نے مچھلی کا تعاقب کیا اور

اس کو پکڑ کر ہلاک کر دیا۔ دوسرے روز اس کا معدہ نکال کر سوکھنے کے لئے ڈال دیا گیا۔ ملاحوں نے دیکھا کہ اس میں کوئی چیز حرکت کر رہی ہے۔ معدہ چیرا گیا تو اس میں سے گم شدہ ملاح نکلا جو بے ہوش تھا۔ تین ہفتہ کے علاج کے بعد وہ تندرست ہو گیا اور مدتوں زندہ رہا۔

ممکن ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ان خبروں کو صحیح نہ مانیں لیکن اپنے مجدد و مسیح موعود و مہدی مسعود جناب مرزا صاحب کی ہر تحریر پر ایمان رکھنا ان کا مذہبی فرض ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

> ضرور حضرت مسیح کو یہودیوں کے ہاتھ سے ایک جسمانی صدمہ پہنچا مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے کیونکہ توریت سے ثابت ہے کہ جو مصلوب ہو وہ لعنتی ہے اور مصلوب وہی ہوتا ہے جو صلیب پر مر جاوے ..سو ہرگز ممکن نہیں کہ وہ صلیب پر مرے ہوں ...اور خود حضرت عیسیٰ نے آپ بھی فرما دیا کہ میں قبر میں ایسا داخل ہوں گا جیسا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا تھا۔

یہ ان کے کلام کا ماحصل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قبر میں زندہ داخل ہو گئے اور زندہ ہی نکلے جیسا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی داخل ہوا تھا اور زندہ ہی نکلا کیونکہ نبی کی مثال غیر مطابق نہیں ہوسکتی (ست بچن طبع ۱۹۰۲ء ص ۱۶۴)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ صلیب پر لٹکائے گئے لیکن صلیب پر ان کی موت واقع نہیں ہوئی اور وہ زندہ اتار لئے گئے جیسا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوئے لیکن مرے نہیں بلکہ زندہ نکل آئے۔

اگر یہ کہا جائے کہ یونسؑ سرے سے مچھلی کے پیٹ میں نہیں گئے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ عیسیٰ بھی صلیب پر نہیں لٹکائے گئے ورنہ حضرت یونسؑ کے ساتھ ان کی مشابہت بے معنی ہوئی۔ تفسیر القرآن میں مولوی محمد علی لاہوری نے صریحاً اپنے مرشد کے قول کی تردید کی ہے۔ کیا اب بھی اس میں شک ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی امت اپنے مسیح الموعود کی تعلیم کو بھول رہی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۳ رمضان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۲ ص ۶۔۷)

مراق مرزا

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عاجز نے اس نام کا ایک رسالہ لکھا تھا اور یہ رسالہ اپریل ۱۹۲۹ء میں شائع کیا گیا تھا (یہ مختصر سا رسالہ کتاب کے آخری صفحات پر نقل کر دیا گیا ہے۔ بہاء)۔ اس کی تردید ایک مرزائی مولوی تاج الدین لائل پوری نے رسالہ ریویو آف ریلی جنز دسمبر ۱۹۲۹ء میں کی۔

میں نے اس کا مختصر سا جواب اہل حدیث امرتسر ۲۱ مارچ ۱۹۳۰ء میں دیا۔ لیکن مرزائی ضدی بڑے ہوتے ہیں، اپنی غلطی کو کبھی نہیں مانتے۔ اس کے بعد الفضل قادیان یکم اپریل ۱۹۳۰ء کے صفحہ ۱۰۔۱۱ پر مولوی تاج الدین صاحب احمدی نے پھر کچھ لکھا ہے جس کی تردید ذیل میں کی جاتی ہے۔

قولہ: اپریل ۱۹۲۹ء میں ایک رسالہ مراق مرزا مینیجر اہل حدیث امرتسر نے شائع کیا تھا جس میں سادہ لوح لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کی بے سود کوشش کی گئی کہ گویا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وحی اور حضور (مرزا قادیانی) کے الہامات خدا کی طرف سے نہ تھے بلکہ کسی بیماری کا نتیجہ تھے اور کہ حضور (مرزا) کو خود اقرار ہے کہ آپ مراق (جنون) میں مبتلا تھے۔

مراق سے مراد جنون یا مالیخولیا مراق نہیں بلکہ محض دوران سر مراد ہے جیسا کہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے یہی بیماری اپنے بدن کے اوپر کے حصے میں بیان فرمائی ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

اقول: رسالہ مراق مرزا میں، میں نے اس پر زور دیا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مراق کی بیماری تھی جس کا ان کو خود اقرار ہے اور مرض ہسٹیریا (یعنی باؤلہ پن) کا دورہ پڑتا تھا۔

باقی رہا یہ کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی تصنیفات میں، دوران سر، لکھا ہے سو واضح ہو کہ مرزا صاحب کو دوران سر کا ہونا مرض مراق کے منافی نہیں ہے۔ مراق کے علاوہ مرزا صاحب کو دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال،

کثرت پیشاب (یعنی ذیابیطس) امراض بھی تھے۔(دیکھو رسالہ ریویو آف ریلی جنز قادیان۔مئی ۱۹۲۷ء ص ۲۶)

قولہ: پھر کہا گیا ہے کہ خدا کے نبی و رسول کو مرض جنون، مالیخولیا، مرگی، مراق، ہسٹیریا میں سے کوئی مرض نہیں ہو سکتا۔اس کے متعلق میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کیا ان پانچوں امراض کی تشریح یعنی ان کی تعریف، اسباب، علامات اور عوارضات و نتائج بیان کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

اقول: یہ پانچ بیماریاں یعنی جنون، مالیخولیا، مرگی، مراق، ہسٹیریا در حقیقت دماغی امراض ہیں اور یہ پانچوں امراض نبوت و رسالت کے منافی ہیں۔اس کا سبب یہ ہے کہ نبی کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو ہوتا ہے اور ان مرضوں میں مریض کو اپنے خیالات اور جذبات پر قابو نہیں رہتا۔(دیکھو ریویو آف ریلی جنز قادیان اگست ۱۹۲۶ء ص ۵۔۶۔نیز ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۲۷ء ص ۳۰۔۳۱)

قولہ: ہاں مولوی صاحب! آپ تو اہل حدیث کے نامہ نگار ہیں۔بخاری اور مسلم میں بروایت حضرت عائشہ جو یہ حدیث آئی ہے:

سحر رسول الله ﷺ حتی انه ليخيل اليه انه فعل الشیء وما فعله (بخاری و مسلم۔مشکوۃ۔ص ۵۳۴)

کہ رسول مقبول ﷺ مسحور ہو گئے تھے۔اور اس کا آپ پر یہاں تک اثر تھا کہ بسا اوقات آپ ایک ناکردہ فعل کو کردہ فعل تصور کر لیا کرتے تھے۔یعنی آپ سمجھتے تھے کہ میں کوئی فعل کیا ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے وہ فعل کیا نہیں ہوتا تھا۔

اس کا کیا مطلب ہے؟

اقول: چونکہ سائل مرزائی ہے، اس لئے اس کے جواب میں مرزا صاحب قادیانی کا ایک قول ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو آپ نے ۲۳۔اکتوبر ۱۹۰۷ء کو سیر کے وقت فرمایا تھا۔ذرہ غور سے سنیئے۔اخبار الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۸ پر لکھا ہے:

ایک شخص نے سوال کیا کہ آنحضرت ﷺ پر کافروں نے جو جادو کیا تھا اس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟

حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے بلکہ ان کو دیکھ کر جادو بھاگ جاتا ہے، جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے

لا یفلح السّاحر حیث اتی ۔ (طٰہٰ:٦٩)

دیکھو حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر جادو تھا، آخر موسی غالب ہوا کہ نہیں۔

یہ بات بالکل غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مقابلہ پر جادو غالب آ گیا۔ہم اس کو کبھی بھی نہیں مان سکتے۔آنکھ بند کر کے بخاری و مسلم کو مانتے جانا یہ ہمارے مسلک کے خلاف ہے۔ یہ تو عقل سلیم بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا ہو۔

ایسی ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ کا حافظہ جاتا رہا یہ ہو گیا اور وہ نہو گیا کسی صورت میں صحیح نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملا دی ہیں۔

گو ہم نظر تہذیب سے احادیث کو دیکھتے ہیں لیکن جو حدیث قرآن کریم کے برخلاف، آنحضرت ﷺ کی عصمت کے برخلاف ہو اس کو ہم کب مان سکتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جنوری ۱۹۳۱ء مطابق ۱۰ رمضان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۳ ص ۵۔۶)

شیخ بہاء اللہ ایرانی اور کوکب ہند دہلوی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

شیخ بہاء اللہ ایران میں ایک صاحب گذرے ہیں جن کا دعوی تھا کہ میں خدا کا مامور ہوں، مسیح موعود ہوں۔کوئی شخص ان کے دعاوی کو جانچنا چاہے تو بے تعصب ان کتابوں کو دیکھنے سے اس مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے کہ انہوں نے الہام وحی نبوت اور رسالت کے دعاوی کئے۔اس مضمون پر اہل حدیث میں بارہا بحث ہو چکی ہے۔اہل حدیث کے قابل مضمون نگار صابری صاحب بریلوی کے مضامین بھی درج ہو چکے ہیں

۔تاہم بہائی مذہب کا آرگن کوکب ہند انکار پر مصر ہے اس کا قول ہے کہ شیخ بہاء اللہ رسول نہ تھے بلکہ ،ظہور اعظم ، تھے جو مرتبہ رسالت سے بالا مرتبہ ہے۔ جیسے بی اے کا درجہ ایف اے سے بالاتر مضمن ایف اے کو ہے ۔ان سے پوچھا گیا کہ،ظہور اعظم ، کی اصطلاح الہامی نوشتوں میں دکھایئے ، وہ اس کے جواب سے سبک دوش نہیں ہوئے بلکہ بات کو اور طرف لے گئے۔ اس لئے آج ہم ان سے نحوی قانون سے ایک سوال کرتے ہیں۔

سوال: ظہور اعظم ۔ یہ مرکب اضافی ہے، مرکب توصیفی ۔اضافی ہونے کی صورت میں اعظم کا موصوف کیا ہے؟ اور توصیفی کی صورت میں ظہور کا فاعل کون؟

اس سوال کے جواب آنے کے بعد بحث انشاء اللہ آگے چلے گی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ فروری ۱۹۳۱ء مطابق ۱۷ رمضان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۴ ص ۴)

پیغامی اور محمودی دونوں سچے ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل امت مرزائیہ کی دو جماعتوں (قادیانی اور لاہوری) میں اس امر پر بحث ہو رہی ہے کہ ہر ایک فریق دوسرے کو سرکاری خدمت گار بکار خاص کہتا ہے۔ یعنی لاہوری جماعت قادیانی کو کہتی ہے کہ یہ لوگ حکومت کو رعایا کی خبریں دیتے ہیں اور قادیانی، لاہوریوں کو یہی کہتے ہیں۔

ہم متفکر تھے کہ اس بارے میں ہم کیا فیصلہ کریں۔ سوچتے سوچتے ہمیں ایک حکایت یاد آئی جس سے ہماری تسکین ہوگئی۔

ہندوؤں میں ایک حکایت مشہور ہے کہ ودوان سادھو مع اپنے چیلے کے شہر میں آکر ایک دوکاندار کے ہاں ٹھہرے۔ تھوڑی دیر کے بعد چیلا ضرورت کے لئے باہر گیا۔ دوکاندار نے پوچھا مہاراج یہ چیلا کتنی ودیا پڑھا ہے۔ مہاراج نے فرمایا کیا پڑھنا ہے گدھا بشکل منکھ ہے۔

اتنے میں چیلا آیا تو مہاراج سوچیتا کرنے لگے تو دکاندار نے چیلے سے

پوچھا کیوں جی مہاراج کتنے ودوان ہیں؟

چیلے نے کہا کیا ودوان ہیں بیل کے بیل ہیں۔ ہم بھی اپنی عمر خراب کر رہے ہیں۔ دکاندار نے دونوں کی بات ذہن میں رکھی۔ کھانے کے وقت گرو کے آگے تو بھوسہ رکھ دیا اور چیلے کے آگ گھاس۔

دونوں خفا ہو کر بولے۔ اب یہ کیا؟ کیا ہم بیل اور گدھے ہیں۔

دکاندار ہاتھ باندھ کر کھڑا تھا، بولا:

مہاراج آپ نے اس کو گدھا کہا، اس نے آپ کو بیل کہا۔ ہم نے دونوں کو سچا سمجھا۔

ٹھیک اسی طرح ہم بھی مجبور ہیں کہ ان دونوں راست گو جماعتوں کی تصدیق کریں۔ لہذا ہمارا اس نزاع میں یہی فیصلہ ہے کہ پیغامی اور محمودی دونوں سچے ہیں۔ اللھم قنا شر ھم بما شئت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ فروری ۱۹۳۱ء مطابق ۱۷ رمضان ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۴ ص ۴)

تعلیمات مرزا یا بم کا گولہ

جناب منشی محمد عبداللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

مولانا ثناء اللہ نے ان دنوں ایک جدید رسالہ تعلیمات مرزا شائع کیا ہے۔ ہم نے اسے دیکھا ہے ہم اپنی ذمہ داری پر کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی سحر کاریوں اور ملمع سازیوں کا پورا جواب ہے۔ لطف یہ ہے کہ مولانا کو قادیانی لٹریچر میں ایسا کمال ہے کہ قادیانی مشن کے متعلق کیسا ہی سخت سے سخت مضمون ہو، اس کا جواب مرزا صاحب قادیانی کی عبارتوں سے دکھا دیتے ہیں۔

رسالہ تعلیمات ایک عجیب رسالہ ہے جس پر عیسائی اخبار نور افشان نے ان لفظوں میں ریویو کیا ہے:

> تعلیمات رسالہ، رسالہ کیا ہے اسم بامسمی ہے جس مے مرزا صاحب قادیانی کے متعلق چار باب ہیں: ۱۔ اختلافات مرزا۔ ۲۔ کذبات مرزا۔ ۳۔ نشانات

مرزا۔۴۔اخلاق مرزا۔مولوی صاحب نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے
نہایت مفید رسالہ ہے۔

مگر امت مرزائیہ کی لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح کے پیٹ میں چوہوں نے گدگدی کی تو آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں رسالہ مذکورہ کا ذکر کیا ہے:

تعلیمات مرزا تمسخر، ضلالت،کذب، بطالت، ان چار اجزاء کا معجون مرکب مولانا ثناءاللہ امرتسری نے شائع کیا ہے۔(پیغام صلح ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء)

ہم نے جو غور کیا تو اس عبارت کے دو مطلب ہماری سمجھ میں آئے۔ایک تو یہ کہ مولانا ثناءاللہ نے اس رسالہ میں تمسخر کیا، ضلالت بھر دی،کذب اور بطالت سے کام لیا۔یعنی مولانا کا اپنا کلام ایسے چار اجزاء سے مرکب ہے۔ یہ معنی تو صحیح نہیں کیونکہ رسالہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا موصوف نے اس میں آپ کچھ نہیں لکھا بلکہ مرزا قادیانی کی عبارات پیش کی ہیں۔اس لئے جو کچھ ہے مولانا کا نہیں۔

دوسرے معنی اس کلام کے یہ سمجھ میں آئے کہ مرزا صاحب نے جو تمسخر ضلالت،کذب، بطالت اپنی تصنیفات میں بھری ہیں مولانا ثناءاللہ نے ان کو ایک جا جمع کر کے پبلک کی ہدایت کے لئے مرزا صاحب کی طرف سے پہنچا دیا ہے۔ یہ معنی البتہ غلط نہیں کیونکہ رسالہ مذکورہ میں جو کچھ ہے وہ سراسر مرزا صاحب ہی کا کلام ہے۔

لطیفہ۔ مولانا ثناءاللہ کی تقریروں میں یہ ایک عجیب فقرہ ہوتا ہے:

میرے احمدی دوست مجھے اپنا مخالف جانتے ہیں حالانکہ میں مرزا صاحب متوفی کا آنریری مبلغ ہوں کیونکہ میں انہی کے الفاظ پبلک کو پہنچاتا ہوں۔

جو صاحب مولانا ثناء اللہ کے اس کلام کی تحقیق کرنا چاہیں وہ رسالہ تعلیمات مرزا کو پڑھیں ہم بطور نمونہ ایک دو اقتباس اس کتاب سے پیش کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ ایسا کہنے والا کون ہے،مولانا ثناءاللہ یا مرزا صاحب قادیانی۔

تعلیمات مرزا کے صفحہ ۱۰ پر مرزا صاحب کا قول یوں مرقوم ہے:

ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں مشہور کیا
(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵)

اس عبارت میں صاف مذکور ہے کہ یسوع کی روح سے وہ شخص شریر بن گیا تھا۔

مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دوسری عبارت بھی رکھ دی ہے جو یہ ہے:

مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی۔ (تحفہ قیصریہ۔ص ۱۵)

اس عبارت کا صاف مطلب ہے کہ قادیانی مرزا صاحب میں یسوع کی روح داخل ہوئی تھی۔

دونوں عبارتوں پر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بطور استفسار چند الفاظ لکھے ہیں جو یہ ہیں:

احمدی دوستو! یسوع کی روح جس انسان میں ہو وہ شریر ہو جاتا ہے تو دوسرے قول کا قائل کون؟

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرہ دیکھ بھال کے

ناظرین! انصاف فرمایئے یہ جو کچھ ہے مولانا صاحب کا ہے یا مرزا صاحب کا۔ یہ ایک مثال ہم نے باب اول سے دکھائی ہے دوسرے باب (کذبات مرزا) سے بھی ایک مثال سنیئے: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟

تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آئے گی (ازالہ اوہام۔ص ۲۵۲)

اس اقتباس پر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اتنا سا لکھا ہے:

آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے سو برس تک قیامت بتانے والی حدیث کو ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں امت مرزائیہ اس حدیث کا پتہ دے ورنہ مشہور حدیث من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده فی النار سے خوف کریں۔ (ص ۱۳)

ناظرین! فرمایئے اس کلام میں کذب کس کا۔ مرزا صاحب کا یا مولانا صاحب کا؟ کیا کسی مسلمان کے سامنے کوئی حدیث پیش ہو، تو اس کا حق نہیں کہ اس کی

صحت دریافت کرے؟ بے شک حق ہے۔ پھر مولانا صاحب نے اس میں کیا جرم کیا۔ ہاں جرم ہے تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ہے جنہوں حضور نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھا کہ آج دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے ذبح کرنے کو ایک تیز ہتھیار دے دیا کہ وہ کھلے میدان میں پکار پکار کر کہیں کہ یہ ہے مسلمانوں کا رسول جس کی پیش گوئی ایسی صاف طور پر غلط ہوئی کہ بجائے ایک سو سال کے آج چودہ سو سال گزرنے کو ہیں مگر قیامت نہیں آئی۔ اس لئے مولانا ثناء اللہ امرتسری کا سوال محض اسلام کی خیر خواہی میں تھا اور امت مرزائیہ کا فرض تھا کہ اس حدیث کا پتہ دیتی یا اس قول مرزا کی تغلیط کرتی۔ مگر افسوس کہ مرزائی اپنی حق پسندی کا ثبوت یوں دیتے ہیں کہ بجائے واضع حدیث پر خفگی کرنے کے سائل پر خفگی کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ فروری ۱۹۳۱ء جلد ۲۸ نمبر ۱۴ ص ۴)

قادیانی تفسیر نویسی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

...قادیانی اخبار الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء میں علماء دیو بند کو بالمقابل تفسیر نویسی کا (مرزا محمود احمد نے) نوٹس دیا۔ ..اس کے جواب میں ہم نے لکھا:

ہم بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے تیار ہیں۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اگست ۱۹۲۵ء)

الفضل قادیان اس کے جواب میں بولا کہ

ہمارا خطاب دیو بندیوں کو ہے مولوی ثناء اللہ کیوں دخل دیتا ہے۔ پہلے دیو بندیوں سے وکالت نامہ حاصل کرے اگر وہ مخاطب بنتا ہے تو قادیان میں آ کر تفسیر لکھے۔ (الفضل قادیان۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء)

اس کے جواب میں ہم نے اہل حدیث امرتسر ۲۵ ستمبر میں لکھا:

تعلیمی حیثیت سے ہم بھی دیو بندی ہیں۔ ہمیں وکالت نامہ کی حاجت نہیں

اس کے بعد اہل حدیث ۱۳ نومبر ۱۹۲۵ء میں فیصلہ کن جواب دیا جو یہ ہے:

سنو جی! ہم زیادہ باتیں کرنا نہیں چاہتے اس لئے آخری اعلان کر کے اس

بحث کوختم کرتے ہیں۔ ناظرین پبلک کوحقیقت معلوم ہوگئی ہے۔ اب اصل بات سنو۔

آپ بتراضی فریقین کوئی تاریخ مقرر کر کے بٹالہ کی مسجد میں آجائیں (بٹالہ امرتسر سے بجانب شمال مشرق ۲۴ میل ہے اور قادیان سے ۱۱ میل بجانب غرب) جہاں آٹھ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک مجلس ہوگی جس میں میں اور آپ (خلیفہ قادیان) تفسیر القرآن لکھیں گے اس طرح کہ مجھ سے اور آپ سے قریب دس گز تک کوئی آدمی نہ بیٹھے گا۔ ہمارے ہاتھ میں صرف سادہ بے ترجمہ قرآن اور سادہ کاغذ اور آزاد قلم (انڈی پنڈنٹ) ہوگا۔

آپ کو اختیار ہوگا ایک رکوع لیجئے، دو لیجئے، تین لیجئے۔

مریدوں کے خرچ کا اندیشہ ہے تو ان کو منع کر دیجئے کہ وہ ہرگز آپ کو ایسے امتحان میں دیکھنے نہ آئیں۔

ہاں میں ہمدردانہ بات آپ کو سمجھا دوں کہ اس مقابلہ کے لئے آنے سے پہلے اپنے رکن اعظم مولوی سرور شاہ صاحب سے ضرور مشورہ کرلیں۔

اس کے جواب میں اخبار الفضل قادیان نے لکھا:

مولوی ثناء اللہ جو ہمارے چیلنج کے مخاطب نہ تھے اس بحث میں آن کودے۔ ہم سے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ دیوبندیوں سے قائم مقامی کی سند لیں جو ہمارے اصل مخاطب ہیں مگر افسوس کہ اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

اصل بات کا جواب یوں دیا:

ہمارے ہاتھ میں صرف سادہ بے ترجمہ قرآن اور سادہ کاغذ اور آزاد قلم ہوگا: بے شک یہ طریق مقابلہ اس وقت درست ہوسکتا تھا جب یہ دیکھنا ہوتا کہ زید عربی زیادہ پڑھا ہوا ہے یا بکر۔ لیکن ہر عقل مند انسان جو ہمارے پہلے مضامین پڑھ چکا ہے اور دیوبندیوں کے اشتہار دیکھ چکا ہے، وہ سمجھ سکتا ہے کہ مقابلہ اس امر میں نہیں ہے کہ حضرت خلیفہ عربی جانتے ہیں یا نہیں۔ یا غیر احمدی مولوی عربی جانتے ہیں یا نہیں۔ بلکہ فیصلہ اس امر کا کرنا ہے کہ اللہ تعالی غیر احمدی مولویوں پر ایسے علوم ظاہر کرتا ہے جو پہلی کتب میں نہیں،

> یا حضرت مسیح موعود کے اوپر اس نے ایسے علوم ظاہر کئے ہیں اور جن کے ذریعہ آپ کی جماعت میں بھی رہ طاقت ہے کہ قرآن کریم کے نئے علوم اور معارف ظاہر کر سکے، اس فیصلہ کے لئے بے ترجمہ قرآن کے کیا معنی؟ اور دوسری کتاب کے نہ ہونے کا کیا مطلب؟ (الفضل قادیان۔۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء)

یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے پیر صاحب گولڑہ کے سامنے عربی کی شرط لگائی اور بے یارو مددگار تلاشی دے کر بے کتاب عربی تفسیر لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر ان کے جانشین عربی دانی کو شرط نہیں مانتے، اور قادیان چھوڑ کر کسی دوسرے مقام پر نہیں آتے۔ یوں یہ باب بند ہوا۔

پھر ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء کو ایک آواز آئی:

> حضرت امام جماعت احمدیہ (مرزا محمود احمد)...کو اللہ تعالی نے محض اپنے فضل سے قرآن مجید کا ایسا علم عطا کیا ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضور بارہا اس بارے میں چیلنج دے چکے ہیں اور حال ہی میں ایک تقریر میں موجودہ زمانہ کے علماء کے ذکر میں فرمایا کہ میں نے کئی بار چیلنج دیا ہے کہ قرعہ ڈال کر قرآن مجید کا کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو، بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو غور کر لو، اور مجھے وہ نہ بتاؤ۔ پھر میرے مقابلے میں آ کر تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لے گی کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا ان پر۔ (الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء ص ۷)

پھر الفضل ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء میں مضمون نکلا:

> یہ کام (تفسیر نویسی) آسان نہیں ورنہ انور شاہ دیوبندی، مولوی ثناء اللہ، پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور دیگر کبار کیوں صم بکم کے مصداق بن رہے ہیں۔

اس دعوت ثانیہ کی تحریک پر مولوی نور الہی گھر جاکھی کی ایک مرزائی دوست سے اس بارے میں مکاتبت ہوئی جس پر مجھے توجہ دلائی گئی تو میں نے ان چٹھی اہل حدیث ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء میں درج کر کے نیچے لکھا:

> پہلے بھی خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے دیوبندیوں کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا جس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ تعلیمی حیثیت سے ہم بھی دیوبندی ہیں

پس ایک سادہ قرآن شریف لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آ کر بالمقابل تفسیر لکھئے۔

جس کے جواب میں آج تک ہاں نہ پہنچی، بلکہ انکار کر گئے۔ گزشتہ را صلوۃ۔ اب سہی۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں، صرف یہ کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر الگ الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا اور تفسیر کے معارف کے ضروری ہوگا کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ بس۔

اس کے بعد اہل حدیث امرتسر ۶۔ ۲۷ جون ۱۹۳۰ء میں بھی اسی مضمون کی یاد دہانی کرائی گئی۔ اس پر الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء میں ایک نوٹ نکلا:

چند روز ہوئے مولوی ثناء اللہ نے حضرت خلیفہ کے مقابلہ میں تفسیر نویسی پر آمادگی کا ذکر اپنے اخبار میں کیا تھا۔ اس سلسلہ میں پرائیویٹ سکرٹری نے شملہ سے اطلاع ہے کہ پچھلے مضامین کے حوالے نکلوائے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی مولوی صاحب کے مضمون کا جواب لکھا جائے گا۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں: لکھا جائے گا، کہ فقرہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مگر اس اعلان کے بعد ایسے خاموش ہو گئے۔..

پھر سالانہ جلسہ قادیان میں ایک طویل تقریر کی جو ۳۱ جنوری ۱۹۳۱ء کے افضل میں شائع ہوئی۔ لکھا ہے:

اس سال جب میں شملہ جانے لگا تو مجھے معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ نے بالمقابل تفسیر نویسی کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے۔ روانگی کے وقت وہ مضمون مجھے ملا۔ شملہ میں چونکہ اور بہت کام تھا اس لئے اس مضمون کی طرف توجہ نہ کر سکا۔...اب میں اصل بحث کو لیتا ہوں۔....

مولوی ثناء اللہ نے لکھا:

پہلے بھی خلیفہ قادیان نے دیوبندیوں کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا جس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ تعلیمی حیثیت سے ہم بھی دیوبندی ہیں پس ایک سادہ قرآن شریف لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آ کر بالمقابل تفسیر لکھئے۔ جس کے جواب میں آج تک ہاں نہ پہنچی بلکہ انکار کر گئے۔ گزشتہ را صلوۃ۔

اب سہی ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں صرف یہ کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر الگ الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا اور تفسیر کے معارف کے ضروری ہوگا کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ بس۔ (اہل حدیث ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء)

اس تحریر سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں:

اول یہ کہ مولوی ثناء اللہ نے تفسیر نویسی کے متعلق میرا وہ چیلنج منظور کر لیا تھا جو میں نے دیو بندیوں کو دیا تھا۔ دوم یہ کہ باوجود ان کے قبول کر لینے کے میری طرف سے ہاں نہ پہنچی بلکہ انکار کر دیا

پہلی بات کہ مولوی صاحب نے چیلنج منظور کر لیا تھا خود ان کی اپنی بات سے ہی رد ہو جاتی ہے۔ وہ چیلنج منظور نہیں کرتے بلکہ ایک نیا چیلنج دیتے ہیں۔ چنانچہ باوجود یہ لکھنے کے کہ ان کی طرف سے کوئی شرط نہیں پھر شرطیں پیش کرتے ہیں (ہم نے شرطوں کی نفی کی ہے شرط نہیں لگائی۔ ہم نے تو یہ کہا تھا کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم لے کر آجاؤ۔ اس بیان کو شرط کہنا قادیانی دماغ والوں کا کام ہے۔ ثناء) حالانکہ شرطیں پیش کرنے کا حق چیلنج دینے والے کا ہوتا ہے چیلنج منظور کرنے والے کا نہیں ہوتا۔ چیلنج منظور کرنے والا یہ تو کہہ سکتا ہے کہ جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ معقول نہیں غلط ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اپنی طرف سے یہ شرطیں پیش کرتا ہوں....

مولوی صاحب نے یہ جو کہا ہے کہ ان کو جواب نہ دیا گیا تھا اور ہماری طرف سے خاموشی رہی۔ یہ بھی درست نہیں۔ ان کو جواب دیا گیا تھا چنانچہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء کے الفضل میں میری منظوری سے ایک مضمون شائع کیا گیا تھا... (آپ نے ہمارے انکار کہنے کا مطلب نہیں سمجھا۔ آپ نے ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو جو لکھا تھا اس کا جواب اہل حدیث ۱۲ نومبر ۱۹۲۵ء میں دیا گیا تھا جس کو الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء میں نقل کر کے وہ لکھا جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے، جس کا شروع،

بے شک سے ہے،۔ اور خاتمہ: کیا مطلب، پر ہے۔ اس عبارت سے ہر ایک دانا انکار بلکہ فرار ہی سمجھے گا۔ پس آپ کا ۲۷۔ اکتوبر کا حوالہ دے کر انکار سے انکار کرنا غلط ہے۔ ثناء اللہ امرتسری).

میرا اصل چیلنج جو اس وقت دیا گیا تھا اور جو اب بھی قائم ہے ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے :

غیر احمدی علماء مل کر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی ۔ پھر ان کے مقابلے میں کم سے کم دگنے معارف قرآنیہ بیان کرونگا جو حضرت مسیح موعود نے لکھے ہیں ۔ اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھتے پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے ۔ اگر میں کم سے کم دگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں...

یہ وہ چیلنج ہے جو دیو بندی مولوی کو دیا گیا تھا جس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا کہ میں بھی دیو بند کا پڑھا ہوا ہوں ، میں اسے منظور کرتا ہوں ۔ لیکن کہتے ہیں سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا ۔ میں کہتا ہوں ترجمہ یا بے ترجمہ کا تو کوئی سوال ہی نہیں ۔ معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کی عقل میں اتنی کمی آگئی ہے کہ باوجود اس کے کہ انہوں نے میرے متعدد مضامین اور کتابیں پڑھی ہوں گی مخالفین پر میری تحریروں کا رعب بھی جانتے ہیں (آپ کے پیغامی اسے نہیں مانتے ۔ ثناء اللہ) مگر خیال کرتے ہیں کہ جب میرے ہاتھ میں بے ترجمہ قرآن آیا تو بس میں ان کے مقابلہ میں رہ جاؤنگا ۔ گویا جو کچھ میری طرف سے شائع ہوتا ہے وہ مولوی صاحب لکھ کر مجھے بھیج دیا کرتے ہیں اور میں اپنی طرف سے اسے شائع کر دیتا ہوں ۔

مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیے میری طرف سے یہ چیلنج نہیں کہ میں بڑا عالم ہوں ۔ اگر کوئی یہ دعوی کرے تو اس کے لئے ایسی بات پیش کر دینا جو اس کی ذاتی قابلیت کی نفی کرتی ہو اس کے دعوی کو رد کر سکتی ہے ۔ مگر جو یہ کہتا ہو کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے تائید حاصل ہوتی ہے اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایسی چیز پیش کرے جس میں خدا کی تائید شامل ہو... میں نے اردو میں ترجمہ کرنے کا چیلنج نہیں دیا

اب بتا تا ہوں کہ تفسیروں وغیرہ کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے

زیر بحث امر یہ تھا کہ تفسیر لکھنے والے کی تفسیر میں کچھ ایسے معارف ہوں جو پہلی کتابوں میں نہ ہوں مگر میں تفسیروں کا حافظ نہیں ہوں۔ پھر ان تفسیروں کو دیکھے بغیر یہ کس طرح پتہ لگ سکتا ہے کہ فلاں بات ان میں آئی ہے یا نہیں (یہ تو ثالثوں کا کام ہے۔ ویسے بھی دنیا کی تمام تفاسیر قادیانی کتب خانے میں یا کسی بھی ایک کتب خانے میں موجود ہونے کا دعوی کسے ہوسکتا ہے۔ اور اگر تمام کتب تفاسیر جمع کرنا ہوں تو ۱۹۲۵ء کے قادیان میں ایسا کرنے میں برسوں، بلکہ عشرے لگ جائیں گے۔ اور یہ ہے نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ ہر وقت یہ بہانہ رہے گا کہ ابھی فلاں فلاں تفسیر ہمارے پاس نہیں پہنچ سکی۔ بہاء)

اسی طرح کلید قرآن کی بھی ضرورت ہوگی کیونکہ میرا یہ دعوی نہیں کہ میں قرآن کریم کا حافظ ہوں اس لئے قرآن کی کلید کی ضرورت ہوگی۔ وہ مضمون جو میرے ذہن میں ہوتا ہے وہ دوسروں کو معلوم نہیں ہوتا مگر ساری آیت مجھے یاد نہیں ہوتی

...مولوی صاحب نے یہ شرط لگائی ہے کہ تفسیر اور معارف کے لئے ضروری ہوگا کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ مگر یہ صاف بات ہے اور ایسا ہی ہونا ضروری ہے ورنہ مثلاً قرآن کریم میں جو ذلك الكتاب آیا ہے، میں کتاب کے معنی کپڑا لکھوں تو ہر شخص سمجھے گا کہ یہ غلط ہے۔ پھر اس شرط کے پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے (جن کے بڑے میاں دمشق کے معنی قادیان کر سکتے ہیں ان سے کیا تعجب کہ کتاب کے معنی کپڑے کے کردیں۔ ثناء)... میں یہ شرط اپنے چیلنج میں بڑھا دیتا ہوں کہ کوئی اردو کتاب نہ رکھنی ہوگی اور نہ ترجمہ والا قرآن ہوگا... غرض اگر انہوں نے میرا چیلنج منظور کرلیا ہے تو آئیں معارف لکھیں ان کا خرچ ہم دیں گے۔ اب میں چند کی شرط بھی نہیں رکھتا۔ تمام کے تمام نکات ایسے ہوں گے جو کسی پہلی کتاب میں نہ ہوں گے۔ اور ان تفسیروں میں تو یقیناً نہ ہوں گے جو پاس رکھی جائیں گے وہ صرف اس لئے رکھی جائیں گی کہ تا معلوم ہو کہ مفسرین نے کیا لکھا ہے تا ہم ان کی لکھی ہوئی

باتوں میں نہ پڑیں۔ (الفضل قادیان ۳۱ جنوری ۱۹۳۱ء)۔

حضرت مولانا ثناء اللہ کہتے ہیں اس سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ

ا: میاں محمود تفسیر نویسی کے وقت عربی تفسیریں اور کلید قرآن ساتھ رکھیں گے۔

۲۔اور معارف جو بتائیں گے وہ اپنے باپ کی تحریرات سے بتاوینگے (دیکھو ص ۷۱ کالم ۳۔

پہلے فقرے کا جواب تو خود مرزا صاحب متوفی کی تحریر سے ملتا ہے جو بوقت تفسیر نویسی جامہ تلاشی دینے اور لینے کی شرط لگا چکے ہیں۔

دوسرا فقرہ آپ کی اصل لیاقت کا کافی اظہار کرتا ہے۔ ایک طرف تو یہ تعلّی ہے کہ :

اللہ تعالی نے حضور (میاں محمود احمد قادیانی) کو قرآن کا ایسا علم عطا کیا ہے کہ کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

کیا وہ علم یہی ہے کہ جو باوا جی نے کہا، بیٹا جی نے نقل کر دیا؟

یہ کیا بات ہوئی کہ :

میں معارف قرآنیہ بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود نے لکھے ہیں۔

مختصر یہ کہ آپ سادہ قرآن لے کر میرے مقرر کردہ مقام بٹالہ میں یا اپنے والد کے مقرر کردہ مقام لاہور میں آکر کسی محفوظ مکان میں بالمقابل عربی میں تفسیر لکھیں۔عربی میں نہ لکھ سکیں تو اردو بھی منظور کرسکتا ہوں۔کتاب کلید قرآن کی اجازت بھی دیدونگا۔بس اب زیادہ باتیں نہ کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔۲۰ فروری ۱۹۳۱ء ص ۱۴۔ ۱۸ مختصراً)

مرزائیت سے توبہ

۱۲ رمضان مبارک (۱۳۴۹ھ) کو بمقام محلانوالہ ضلع امرتسر مابین مولوی قادربخش اہل حدیث و مولوی فضل الٰہی مرزائی مقیم اجنالہ، مرزا صاحب قادیانی کے صدق و کذب وغیرہ پر مناظرہ ہوا جس میں مولوی فضل الٰہی نے شکست کھا کر ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب اپنے دعاوی میں کاذب تھے لہذا ہم تین آدمی مرزائیت سے توبہ کرتے ہیں۔اور محمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ مہر دین درزی۔ بوٹا جٹ۔ بوٹا موچی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔۲۰ فروری ۱۹۳۱ء مطابق ۲۴ رمضان ۱۳۴۹ھ ص ۲)

قادیانی انعام کی حقیقت

حافظ فضل الرحمان کو کورا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حافظ فضل الرحمٰن کلرک ریلوے اسٹیشن لالہ موسی کی ایک چٹھی بنام میاں محمود احمد قادیانی اہل حدیث ۹۔ جنوری میں چھپی تھی جس میں موصوف نے مرزا غلام احمد کے چیلنج پر قادیانیوں سے انعامی رقم امانت رکھوانے کا مطالبہ کیا تھا تفصیل اسکی یہ ہے

مرزا صاحب قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام میں ایک چیلنج دیا ہوا ہے کہ جو شخص بتائے کہ توفی فعل کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح ہو، اس وقت اس کے معنی سوائے موت کے کچھ اور بھی ہوتے ہیں تو اس کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

یہی چیلنج مباحثہ مونگ میں میرے سامنے کیا تھا جس میں ایک سواپنا بھی ملایا تھا۔ میں نے وہ چیلنج برسرا جلاس منظور کر کے کہا تھا کہ انعامی رقم امین کے پاس رکھواؤ اور جواب کی تنقید کے لئے کوئی منصف مقرر کرو۔

، یہ جواب سن کر ساری پارٹی ایسی مبہوت ہوگئی کہ آج تک اسے ہوش نہیں آیا۔

حافظ صاحب موصوف کے جواب میں الفضل میں مولوی اللہ دتا مبلغ قادیانی کا ایک مضمون نکلا ہے جس میں انہوں نے حافظ صاحب کو کورا جواب دیا۔ لکھا کہ تم ہمارے مخاطب نہیں ہو سکتے کیونکہ تم کلرک ہو (یعنی اسی طرح سرکاری محرر ہو جس طرح مرزا قادیانی سیالکوٹ میں کبھی تھے) اسلئے تم اپنی وکالت پر پانچ علماء کے دستخط کرا کر سامنے آؤ اور جواب شائع کرو ہم خود دیکھ لیں۔ روپیہ رکھوانے سے کیا فائدہ بنک میں رہا تو ہمارے ہی نام سے رہے گا۔

حافظ فضل الرحمٰن صاحب کی طرف سے اس کے جواب میں ایک طویل مراسلہ آیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ میں (حافظ فضل الرحمٰن) نے خلیفہ قادیان کو مخاطب کیا آپ جواب دینے والے کون؟ وکالت نامہ حاصل کیجئے۔

۲۔انعامی رقم رکھوانے کا مطالبہ کرنا مرزا صاحب کی سنت ہے انہوں نے مولوی رسل بابا مرحوم امرتسری کو ایسا لکھا تھا۔

۳۔امانت آپ کے نام پر نہیں ہوگی آپ کی طرف سے ہوگی۔اس میں وہی عبارت لکھی جائے گی جو مباحثہ لدھیانہ میں قادیانی لیڈر جناب منشی قاسم علی صاحب نے لکھ دی تھی کہ ہم مناظرہ کنندوں میں سے جو سچا ہوگا یہ رقم اسی کو ملے گی۔ غالباً منشی صاحب زندہ ہیں آپ ان سے عبارت پوچھ لیجئے۔

۴۔ میں واقعی کلرک ہوں مگر بفضلہٖ تعالی حافظ قرآن ہوں اپنا دعوی قرآن ہی سے ثابت کروں گا۔ میں مولوی نہیں لیکن آپ چاہیں تو اپنے لائق ترین مناظر منشی قاسم علی صاحب سے میرا امتحان مقابلہ کرالیں مضامین یہ ہوں۔ اردو، فارسی۔عربی۔ انگریزی۔حفظ قرآن۔علم قرآن وغیرہ

نمونہ دیکھئے: آپ جیسے مولوی فاضل قرآن دانی کے دعوی میں لکھتے ہیں:

> ہمارا دعوی ہے کہ قرآن مجید بالترتیب ہے اس کے ہر لفظ ہر نقطہ اور ہر حرکت میں ترتیب ہے اس کی واؤ میں ترتیب ہے۔(الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء)

کیا خوب! مطلب آپ کا یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو لفظ پہلے ہے اس کا محل بھی پہلے ہے۔ یہ قادیانی علم قرآن۔پس اب آپ بتائیے اس آیت میں واؤ پہلے کا درجہ پہلے اور پچھلے کا پیچھے ہے؟ غور سے سنئے

اقیموا الصلوۃ و لا تکونوا من المشرکین۔ نماز پڑھو اور مشرک نہ بنو یعنی نماز پہلے ادا کرو اور شرک پیچھے چھوڑ دو۔کیا خوب معنی ہیں کوئی بت پرست مشرک کسی قادیانی عالم کے پاس مسلمان ہونے آئے اور نماز کا وقت ہو تو اس اصول سے اسے کہنا چاہیے کہ میاں تم پہلے نماز پڑھ لو پھر شرک سے توبہ کر لینا کیونکہ علم نحو میں گو لکھا ہے کہ واؤ ترتیب کے لئے نہیں مگر قرآن شریف کے ہر لفظ اور ہر حرف میں ترتیب ہے اس لئے بحکم آیت موصوفہ تم نماز پہلے پڑھو شرک سے توبہ بعد میں کرنا۔غالبا یہی معارف قرآنیہ ہوں گے جن کے دکھانے کے لئے خلیفہ قادیان صاحب نے تحدی کی ہے۔ فضل الرحمٰن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ فروری ۱۹۳۱ء مطابق ۸ شوال ۱۳۴۹ھ ص ۱۱)

تحریک وہابیت اور احمدیت

بدعتوں کا زور تھا مکہ میں ، آخر نجد سے
یادگارِ دورہء عبد الوہاب آ ہی گیا

(اکمل قادیانی)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

لاہوری احمدی جماعت کے امیر مولوی محمد علی مرزائیت کے بڑے دلدادہ ہیں آپ ہی کے حق میں ۱۹۰۶ء کے جلسہ قادیان میں یہ شعر پڑھا گیا تھا:

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں پکے مرزائی

ہم بھی اس شعر کی تصدیق پاتے ہیں کیونکہ ہم مولوی صاحب موصوف کو فن تحریر وتقریر میں بالکل مرزا صاحب قادیانی کے رنگ میں رنگا ہوا دیکھتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں ایک کمال تھا کہ محض خیالات کو واقعات بنا کر دکھا دیتے تھے یہ وصف مولوی محمد علی صاحب لاہوری میں بھی ہے۔

موصوف نے اپنی انجمن کے سالانہ جلسہ میں ایک بسیط تقریر کی تھی جو ان کے اخبار پیغام صلح لاہور ۳ فروری ۱۹۳۱ء میں چھپی ہے۔ آج ہم اسی مطبوعہ تقریر پر تبصرہ کرتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے اس تقریر میں کئی ایک باتیں بتائی ہیں۔ سب سے پہلے آپ نے تحریک وہابیت کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

تحریک وہابیت:

ہمارے اس زمانہ سے کچھ عرصہ پیشتر مسلمانوں میں ایک تحریک پیدا ہوئی جو نافع الناس تھی۔ وہ تحریک فی الواقع مفید تحریک تھی۔ لوگوں نے اس تحریک کا نام تحقیر کے طور پر جو رکھا ہوا ہے وہ وہابیت ہے۔ مگر خود ان لوگوں نے اپنا

نام اہل حدیث رکھا ہے۔

الگ نام رکھنے پر لوگ خواہ مخواہ جھگڑا کرتے ہیں۔ دیکھئے یہ تحریک پیدا ہوئی لوگوں نے اس کا حقارت آمیز نام رکھ دیا اس لئے ان کو خود اس کے بالمقابل اپنا نام رکھنا پڑا۔ اسی طرح جہاں کہیں بھی کوئی تحریک پیدا ہوگی، اگر وہ خود اپنا نام نہ رکھے گی تو دوسرے خواہ مخواہ اس کا کوئی نام رکھ دیں گے تحریک احمدیت کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔

بہر حال وہابیت ایک تحریک تھی کہ جس کو میں نافع الناس سمجھتا ہوں۔ میں اس نام کو تحقیر کے لئے نہیں سہولت کے لئے استعمال کرتا ہوں۔ لوگوں نے اس تحریک کی بڑی سخت مخالفت کی۔ اس کو مٹانا چاہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی نظریں بہت تنگ ہوگئی ہیں وہ کسی مفید تحریک کا کھلے دل سے اقرار کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ غرض مسلمانوں نے اس تحریک وہابیت کو بھی بہت بری نگاہ سے دیکھا۔ لیکن دوسرے مذاہب کے باریک بین علماء نے شہادت دی ہے کہ اس وہابیت کی تحریک نے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ وہابیت سے میری مراد رفع یدین، آمین اور ہاتھوں کا نماز میں اوپر باندھنا نہیں۔،

یہ مسائل تحریک وہابیت کی اصل نہیں، چھوٹے اور فروعی امور ہیں۔

اس تحریک کی اصلی روح یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو اس تقلید کے پھندے سے نکالا جس کے نیچے مسلمانوں کی گردن پھنسی ہوئی تھی، جس نے مسلمانوں کے دماغ کو برباد اور بے کار کر دیا تھا۔ پس اس تحریک کا اصل پیغام نافع الناس تھا اس لئے یہ تحریک زندہ اور قائم رہی اور اس نے یہ کام کر کے دکھا دیا۔ کسی چیز کے حق ہونے کی یہی دلیل ہے کہ وہ چیز دنیا میں قائم رہتی اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہے۔ (پیغام صلح ۳ لاہور فروری ۱۹۳۱ء ص ۳)

آپ کی اس تقریر کو پڑھنے سے میرے دل میں القاء ہوا کہ:

مرزا صاحب قادیانی نے جو آخری فیصلہ کیا تھا جس کا مضمون ہے:

(مرزا قادیانی اور ثناء اللہ امرتسری) میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہے، وہ پہلے مرے۔

آخر وہ پہلے فوت ہو گئے اور پیچھے رہنے والا اس لئے رہا کہ وہ نافع الناس تھا۔ له الحمد

اس کے بعد آپ (محمد علی لاہوری) نے احمدیت کے حق میں بہت کچھ کہا۔ اس سب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مرزا صاحب نے تمام فقہی مباحث اور فروعی اختلافات نظر انداز کر دیئے۔

ہم کو اس حکایت کا محکی عنہ نہیں ملتا کیونکہ اختلافی مسائل میں جو نسبت احناف اور اہل حدیث میں ہے وہ نسبت احمدیت میں بحال نظر آتی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مفتی اعظم مولوی نورالدین کا فتوی در بارہ آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام یہ ہے:

آمین بالجہر کو ہم پسند کرتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے ہیں

(فتاوی احمدیہ۔ ج ا ص ۳۳)

یہی فتوی اہل حدیث کا ہے گو مرزا صاحب بذات خود حنفی تھے (بدر قادیان ۲۰ شعبان ۱۳۲۰ھ) مگر یہ فتوی ان کی جماعت کے رکن اعظم کا ہے۔ مرزا صاحب فتوی دہی جن کے سپرد کرتے تھے۔ مولوی محمد علی کو خود اس کا اعتراف ہے (پیغام صلح مذکور)

احمدیت کی تعریف میں آپ نے لکھا ہے کہ:

احمدیت نے مسلمانوں کا وھن دور کر دیا۔ (یعنی بزدل سے بہادر بنا دیا)

کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں بہادری کی علامت جہاد تھا جس میں سرفروشی ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جہاد کے منسوخ ہونے کا فتوی دیا تو وھن زیادہ کیا یا دور کیا؟

۱۹۰۰ء میں پیر مہر علی صاحب گولڑہ کو مقابلہ میں تفسیر نویسی کیلئے لاہور بلایا جب وہ آ گئے تو آپ نے عذر کیا کہ لاہور میں میرے مرید تھوڑے ہیں اور پیر صاحب گولڑوی کے ساتھ بہت سے سرحدی لوگ آ گئے ہیں۔

اللہ اللہ! کیسی جرأت اور دلیری ہے۔ کہنے کو تو یہ کہہ گئے کہ:

میرا دادا گل محمد اکیلا دو ہزار کا مقابلہ کرتا تھا۔ (ازالہ اوہام)

مزید ثبوت یہ ہے کہ قادیان میں ذبح بقر سکھوں نے گرا دیا تو قادیان کے پیر خلف مرزا صاحب اور مرید دونوں نے بیک زبان اعلان کیا کہ اپنا حق (لحم البقر) کے لئے آخری قطرہ تک گرا دیں گے۔ مگر جب وقت آیا تو وہی ہوا جو قرآن مجید میں بزدل قوم کا ذکر ہے:

فلما کتب علیھم القتال تولوا

ابناء فارس

حدیث شریف میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کو مخاطب رکھ کر فرمایا ہے کہ

فارسی قوم ایسی ذہین ہے کہ دین اگر ثریا تک گیا ہوتا تو بھی ابناء فارس اس کو لے آتے۔

مولوی محمد علی لاہوری نے یہ حدیث مرزا غلام احمد صاحب پر چسپاں کی ہے حالانکہ مرزا صاحب اپنے آپ کو چینی الاصل بتاتے ہیں۔ شیخ اکبر ابن العربی کی پیش گوئی متعلق چینی ولد اپنے اوپر لگاتے ہیں۔ (تریاق القلوب)

چین کجا اور فارس کجا (ہاں دونوں ایشیا میں ضرور ہیں جیسے قادیان اور دمشق ایک خط میں ہیں)

مخصوصات احمدیہ: ہم مشکور ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے احمدیت کے مخصوصہ مسائل بھی بتا دیئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

بڑی بڑی باتیں جو احمدیت کے ساتھ مخصوص ہیں، مثلاً وفات وحیات مسیح وغیرہ۔

حالانکہ وفات مسیح کا مسئلہ ہندوستان میں ایجاد کرنے کا سہرہ سید احمد خان مرحوم کے سر ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے انہی سے لیا ہے۔ باوجود اس کے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو احمدیت کے ساتھ مخصوص ہیں تو پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں:

احمدیت فرقہ کی تعریف میں نہیں آتی۔

جس صورت میں چند مسائل احمدیت سے مخصوص ہیں تو پھر وہ فرقہ نہیں تو خصوصیت کیسی؟

اقتداء بالمخالف

مسئلہ اقتداء میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے مرزا غلام احمد صاحب کی ساری تعلیم کو نظر انداز کر دیا ہے۔ چونکہ مولوی محمد علی صاحب کا ضمیر شہادت دیتا ہے کہ واقعی نماز ہر موافق و مخالف کے پیچھے جائز ہے، مگر مرزا صاحب قادیانی کے اقوال اس کے صریح خلاف ہیں اس لئے مولوی صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کے حکم کی وہ تاویل کی جو خود مرزا صاحب قادیانی کو بھی پسند نہ ہو گی۔ آپ لکھتے ہیں:

> خود حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب اپنے دعوی کے پانچ سال بعد تک قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلاتے رہے۔ اور دوسرے لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ مگر با ایں ہمہ علماء آپ کو کافر ہی کہتے رہے اور اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ تب نمازوں کے علیحدہ کرنے کا حکم دیا اس لئے کہ آپ اس امر کو واضح کرنا چاہتے تھے کہ مسئلہ تکفیر سے آپ کس قدر بے زار ہیں اور اس غلطی کو نکالنا چاہتے تھے کہ کلمہ گو کو کافر کہنا جائز نہیں۔
>
> ہر چند آپ نے لوگوں کو سمجھایا اور ان کے ساتھ نمازیں بھی پڑھتے رہے، مگر جب دیکھا کہ یہ لوگ عمداً انکار کر رہے ہیں اور اس انتہائی ظلم سے باز نہیں آتے اور اس تکفیر کے مسئلہ نے ہی مسلمانوں کو پاش پاش کر دیا ہے، تو آپ نے اس بیزاری کا اعلان کرنے کے لئے جماعت کی نمازوں کو علیحدہ کر لیا۔ فی الحقیقت یہ تکفیر کا مسئلہ جب سے مسلمانوں میں شروع ہوا ہے اس نے مسلمانوں کی جماعت کو پراگندہ کر دیا۔ (پیغام صلح ایضاً ص ۶)

اس بیان میں تو مولوی محمد علی صاحب نے کمال کر دیا۔ آپ کی تقریر کا ملخص یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو فتوی عدم جواز اقتداء کا دیا ہے، وہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو مرزا صاحب قادیانی اور ان کے اتباع کو کافر کہتے ہیں۔ اس

لئے ہم مرزا صاحب قادیانی کے اصل الفاظ سامنے رکھ دیتے ہیں۔ ناظرین کرام خود انصاف فرمالیں گے۔

مرزا صاحب کے ایک راسخ مرید عجب خان تحصیل دار تھے ان کا ذکر ہے:

مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو خان محمد عجب خان صاحب آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں؟

(مرزا قادیانی نے) فرمایا اول تو کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں لوگ واقف نہ ہوں اور جہاں ایسی صورت ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی ہوں اور ناواقف ہوں تو ان کے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کر کے دیکھ لیا کریں۔ اگر تصدیق کریں تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ورنہ ہرگز نہیں۔ اکیلے پڑھ لو۔ خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت طیار کرے۔ پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء الٰہی کی مخالفت ہے۔

(فتاویٰ احمدیہ۔ ج ا ص ۱۹)

ناظرین عجب خان کا سوال اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا جواب ملاحظہ کریں۔ کیسے صاف الفاظ میں مسئلہ اقتداء بیان فرمایا ہے کہ:

مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے مت پڑھو۔

یہ نہیں فرمایا کہ مکفرین کے سوا سب کے پیچھے پڑھو۔

وجوہات بالا پر نظر کر کے ہم مجبور ہیں کہ اعلان کریں کہ مولوی محمد علی اور لاہوری جماعت احمدیت سے کھسکتی جارہی ہے۔ آخر ایک وقت آنے والا ہے کہ بحکم فجعلنا هم احاديث (محض باتیں رہ جائیں گی)

بہا نہ کرتا ہے ساقیا کیا نہیں شیشہ میں مئے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لیں گے ترا سبو بھی نہیں رہیگا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مارچ ۱۹۳۱ء مطابق ۱۵ شوال ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۸ ص ۳۔۵)

کیا الفضل اپنی حق گوئی کا ثبوت دے گا؟

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ جنوری ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۹ پر بعنوان جماعت اہل حدیث پر سرسری نظر ، ایک مضمون نکلا تھا جس میں اہل حدیث کی اخلاقی کمزوری (بغض عداوت کینہ وغیرہ) بتا کر حسب معمول اعیان اہل حدیث کو ان کمزوریوں کی اصلاح کرنے پر ایک نامہ نگار نے خیر خواہانہ طور پر متوجہ کیا تھا۔

قادیانی اخبار الفضل نے اس اخلاقی مضمون کو اسی نظر سے دیکھا جس نظر سے ان لوگوں نے دیکھا تھا جن کے حق میں ارشاد ہے: یضل به کثیراً و یهدی به کثیراً۔

چنانچہ الفضل قادیان (۷فروری ۱۹۳۱ء) میں لکھا ہے:

جن لوگوں کی یہ حالت ہو ان کا سردار، یقیناً ایسا ہی انسان ہونا چاہیے جو ان سب سے بڑھا ہوا ہو۔

اس کے جواب میں اہل حدیث کے قابل نامہ نگار منشی عبداللہ معمار نے مضمون لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔ مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر)

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اف کس قدر دیانت امانت اور ایمان کے خلاف اعتراض ہے۔ اے جناب! اگر آپ کا یہ اصول صحیح ہے کہ کسی جماعت کے افراد کی بدعملی سے اس کا سردار بھی ویسا ہی ہوتا ہے، تو براہ مہربانی مندرجہ ذیل تحریرات کو پڑھ کر آپ کے مسیح موعود اور خلیفہ ثانی کس مد شمار ہوں گے۔

سنیئے! مرزا صاحب اپنی جماعت کی حالت ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہے وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں ہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے قائم کرسکوں بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں ...اور بعض ایسے بھی ہیں کہ اول ان میں دل سوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی

سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی بلکہ صرف بلغم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے اور نابکار دنیا نے انہیں نیچے دبا لیا۔

(فتح الاسلام۔ص ٦٩)

کیا کافی نہیں؟ نہیں۔ تو اور لیجئے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اکثر لوگ باوجود بیعت کے اور میرے دعوی کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی ان میں باقی رہ جاتی ہے اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق ان کے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ص ۸)

ہاں کافی نہ ہو، تو اور لیجئے:

میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی لا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں ... بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ (نصرۃ الحق۔ پنجم براہین۔ص ۹۷)

جناب مرزا صاحب پر سردار اہل حدیث والا فتوی لگانے سے فارغ ہونے کے بعد خلیفہ قادیان کی سنیئے۔ خلیفہ جی (کلام محمود۔ص ٦٧) فرماتے ہیں:

ہر دل میں پر ہے بغض و کیں ہر نفس شیطاں کار ہیں
جو ہو فدائے نور دین کوئی نہیں کوئی نہیں
ہر ایک کے سر میں مکیں ہے کبر کا دیو لعین
اک دم کو یاد آتی نہیں درگاہ رب العالمین

مذکورہ بالا تحریرات مرزائیہ و اشعار محمودیہ سے ظاہر ہے کہ مبایعین مجدد قادیانی، بلغم کی مانند نجس، بوسیدہ دانتوں کی طرح ردی، دنیا کے طالب، پاؤں سے

روندنے کے قابل، بد باطن، بدقسمت، اشرار کی ہاں میں ہاں ملانے والے، مثیل کلاب، بخیل، آبروریز، اخلاق کش، مال مردم خور، ناقابل اعتماد، بغض وکین سے بھرے ہوئے، بلکہ ظاہر میں سب ابرا ہیں باطن میں سب اشرار ہیں، وغیرہ۔

کیا الفضل کا لائق اڈیٹر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور جناب خلیفہ قادیان، کان اللہ نزل من السماء، کوان تمام افعال قبیحہ میں بقول خود بڑھا ہوا لکھ راپنے حق گومومن ہونے کا ثبوت دے گا۔ دیدہ باید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مارچ ۱۹۳۱ء مطابق ۱۵ شوال ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۱۸ص ۵۔۶)

قادیانی مجدد کامل

خواجہ کمال الدین صاحب لاہوری، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پرانے مریدوں میں واقف حال ہیں، انہوں نے مجدد کامل کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی کے کمالات وفضائل بہت کچھ معتقدانہ رنگ میں لکھے ہیں۔ ہاں بطریق لاہوری پارٹی نبوت مرزا سے انکار کیا ہے اور قادیانی خلیفہ اوران کے ہم نواؤں کو بہت جگہ معماران نبوت کا خطاب دیا ہے۔ قادیانی اخبار فاروق نے اس کے جواب کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے...ہم یہاں ایک نوٹ لکھتے ہیں:

خواجہ کمال الدین صاحب نے مسئلہ وفات مسیح میں منطقی تقریر سے کام لیا ہے ۔آپ کے الفاظ یہ ہیں:

جس آیت نے علمی رنگ میں مجھ پر متحقق کر دیا کہ جناب مسیح مر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔کوئی ذی علم اس آیت کے ہوتے ہوئے مسیح کو زندہ نہیں مان سکتا۔

ما محمد ا لا رسو ل قد خلت من قبله الرسل ۔ افان ما ت او قتل انقلبتم علی اعقا بکم (یعنی محمد ایک رسول ہے۔اس سے پہلے رسول مرچکے ہیں۔اگر وہ مرے یا قتل ہو جائے تو کیا تم پسپا ہو جاؤ گے)

یہ ایک منطقی مقدمہ ہے جس کا صغری یہ ہے۔محمد رسول ہے۔، اس کا کبری یہ

ہے: محمد سے پہلے رسول گذر چکے ہیں۔

اصول منطق کی رو سے ہر صغریٰ میں جو بھی مبتدا ہو وہی نتیجہء مقدمہ میں مبتداء ہوتا۔ اور نتیجہ کی خبر وہ ہوتی ہے جو کبریٰ کی خبر ہوتی ہے ۔اب کبریٰ میں قد خلت بطور خبر واقع ہوا ہے جس کے معنی میں نے ، مر چکے ، کئے ہیں ۔لیکن بالفرض اس کے معنی گذر چکے ، لے لئے جاویں تو چونکہ نتیجہ میں محمد مبتداء ہے اور مرنا بطور خبر بالفاظ قرآن واقع ہوا ہے اس لئے خلت کے معنی لازماً مر چکے ہوں گے ۔لہذا آیت شریفہ کے معنی یہ ہوئے ۔محمد رسول ہے، اس سے پہلے کل رسول مر چکے ہیں۔

یہ امر مسلم ہے کہ کبریت کی کلیت ہونی ضروری ہے، یعنی جس جماعت کا ذکر کبریٰ میں ہے اس کے ہر فرد پر خبر حاوی ہونی چاہیے ۔مثلاً یہ کہا جائے کہ زید انسان ہے اور انسان ہنستے ہیں ، اس ؛لئے زید ہنستا ہے ۔اگر بنی آدم میں سے ایک فرد بھی ایسا ہو جو ہنس نہ سکے تو نتیجہ غلط ہو گا۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی موت کی خبر تو قرآن نے دی لیکن وجہ یہ بتلائی کہ اس سے پہلے رسول مر چکے ہیں ۔لہذا آپ سے پہلے ایک بھی رسول ایسا نہیں ہوسکتا جو آپ ﷺ سے پہلے مر نہ چکا ہو۔ اب اگر جناب مسیح ان میں سے ہیں تو مر چکے ہیں ۔کس قدر سیدھی بات ہے ۔اس آیت کے ہوتے ہوئے تو جو مسیح کو زندہ مانے گا وہ معاذ اللہ قرآن حکیم کو بروئے اصول منطق ایک غلط کتاب تسلیم کرے گا ۔ (مجدد کامل ۔ص ۱۰۔۱۱)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم راستی سے کہتے ہیں کہ ہم اس منطقی شکل اور منطقی تحریر کو سمجھنے سے قاصر ہیں ۔..علم منطق میں نتیجہ برآمد کرنے کے لئے چار شکلیں بتائی گئی ہیں ۔خواجہ صاحب کی عبارت شکل اول بن سکتی ہے اور شکل ثانی بھی ۔لیکن خواجہ صاحب کے فحوائے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کو شکل ثانی بناتے ہیں کیونکہ ،محمد، کے لفظ کو نتیجہ کا مبتداء (منطقی اصطلاح میں مبتداء نہیں بلکہ موضوع کہتے ہیں ۔ثناء اللہ امرتسری) قرار دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حد اوسط (محمد) نہیں، ورنہ حسب قانون منطق نتیجہ میں ساقط ہو جاتا

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اہل منطق کے نزدیک شکل ثانی کی کیا شروط ہیں:

شروط کی تلاش میں ہم دور دراز نہیں جاتے بلکہ ابتدائی درسی کتاب تہذیب المنطق میں ہے:

یشترط فی الثانی اختلا فهما فی الکیف و کلیة الکبری ۔ مع دوام الصغری۔

یعنی شکل ثانی میں یہ شرط ہے کہ اس کے دونوں مقدمات میں سے ایک موجبہ ہو تو دوسرا سالبہ۔ نہ دونوں موجبہ ہوں، نہ دونوں سالبہ۔ یعنی پہلا منفی ہو تو دوسرا مثبت۔ پہلا مثبت ہو تو دوسرا منفی۔ مگر خواجہ کمال الدین صاحب لاہوری کے کلام میں دونوں مثبت ہیں۔

صغری۔ محمد رسول ہے۔

کبری۔ محمد سے پہلے رسول گذر چکے ہیں۔

پس حسب قوانین منطق یہ شکل صحیح نہیں بلکہ صریح غلط ہے۔ اگر ہم خواجہ صاحب کے لحاظ میں اس کو صحیح بھی مان لیں تو نتیجہ کیا ہوگا؟ قاعدہ منطق ہے کہ حداوسط کو گرادیتے ہیں باقی موضوع محمول کو لے کر نتیجہ بنا دیتے ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ حداوسط یہاں، رسول، ہے۔ اس کو گرادیں تو باقی رہا (محمد۔ محمد ہے)۔ بہت خوب! ہم مان لیتے ہیں کہ محمد۔ محمد ہے۔، ہوا کیا؟ بلکہ ہم یہ بھی مان لیں کہ خواجہ۔ خواجہ ہے۔ بلکہ ہم یہ بھی مان لیں کہ مرزا۔ مرزا ہے۔ تو ہمارا کیا حرج۔ زیادہ سے زیادہ اس کو حمل اولی کہیں گے۔ یہ تو اس کے کے مشابہ ہوا جو کسی شاعر نے کہا تھا:

انا ابو النجم و شعری شعری

اور اگر ہم اس کو شکل اول بنائیں تو اس میں کبری کلیہ نہیں کیونکہ موضوع کبری، محمد ہے جو جزئی ہے جس کی وجہ سے قضیہ مخصوصہ بنے گا، پھر بھی نتیجہ معدوم۔

خواجہ صاحب! آپ سارے ملک انگلستان میں تبلیغ اسلام کریں، علوم عربیہ کے تنگ و تاریک کوچوں میں نہ گھسیں

ایں زمین را آسمان دیگر است

میں نے ایک دفعہ مولوی غلام رسول راجے کی سے کہا کہ تم لوگوں نے خواجہ کمال الدین کا حق دوستی ادا نہیں کیا کیونکہ ان کے عربی الفاظ کی اصلاح نہیں کی جو ایک مخلص دوست کا قرض ہے۔ انہوں نے کہا، بہت سمجھایا، مگر وہ کسی کی مانتے نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ مارچ ۱۹۳۱ء مطابق ۲۲ شوال ۱۳۴۹ھ۔ ص ۴۔۶)

مسیح قادیانی اور مہاتما گاندھی

(ہندوستان کے دو ریفارمر)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج ہم دو ریفارمروں کی زندگی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں مگر اس مقابلہ میں مذہبی خیالات اور کفر و اسلام پر نظر نہ ہوگی بلکہ محض ان کی اصلاحی کوشش اور اس میں کامیابی یا ناکامی کا مقابلہ ہوگا۔ انشاء اللہ

دعوی: کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کا دعوی ان کو گاندھی جی سے ایک بڑے رتبے والا ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ

میں خدا کا مخاطب ہوں، ملہم ہوں، مامور ہوں، یہاں تک کہ مسیح موعود ہوں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تمام دنیا کی مکمل اصلاح کروں۔

(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۵۱)۔

اور یہ بھی اعلان فرمایا تھا کہ

میں اپنا کام تمام کر کے دنیا سے رخصت ہوں گا۔ (ازالہ اوہام)

گاندھی جی کو دیکھا جائے تو وہاں اس قسم کے دعاوی کا نشان بھی نہیں ملتا، البتہ بعض دفعہ ان کی تقریر تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گاندھی جی اظہار کرتے ہیں کہ میں خدا کی روشنی سے دیکھتا ہوں۔ ان کا دعوی نہیں کہ میں ہندوستان کو خود مختار بنا دونگا، بلکہ یہ ہے کہ میں مرتے دم تک کوشش کرونگا کہ ہندوستان آزاد ہو چنانچہ وہ اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

گاندھی جی نے جب سے ہندوستان میں سیاسی کام کرنا شروع کیا ہے،

انہوں نے ہمیشہ اپنا نصب العین سامنے رکھا یعنی ہندوستان کی آزادی ۔ گو اس نصب العین کو انہوں نے مختلف الفاظ سے بیان کیا۔کبھی سوراج کہا، تو کبھی پورن سوراجیہ، کبھی مکمل آزادی ۔ مگر نہ تو اس نصب العین کے اظہار کرنے میں جھجکے ، نہ اس کے حصول کے ذرائع پر عمل کرنے سے ڈرے ۔ یہی ایک گر ہے جو آج ہندوستان کے ہر قسم کے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں ۔

ہاں وہ کبھی کبھی مقصود کو اتنا قریب الحصول بتاتے ہیں کہ عام رائے کا انسان اس کو متخلف اور غلط کہنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔مگر وہ درحقیقت سیاسی اصطلاح ہوتی ہے۔ گاندھی جی کا مقصد اور حرکت سب سیاسی ہے۔ اس لئے ان کا ہر کام سیاسی ہے۔ جس میں اس قسم کے مواعید ہوا کرتے ہیں تا کہ لوگ چست ہو کر کمر ہمت باندھ کر کام کریں ۔ہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی چونکہ مذہبی حیثیت کے بزرگ ہیں ،اس لئے ان کی اصطلاح بھی مذہبی ہونی چاہیے جس میں کسی طرح کا کذب یا تخلف ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

کچھ شک نہیں کہ گاندھی جی اپنے مقصد میں ہنوز کامیاب نہیں ہوئے ، بلکہ یوں کہیے کہ ابھی وہ کام شروع بھی نہیں ہوا ،اس لئے وہ اس اعتراض کا محل نہیں ہو سکتے جو قادیانی مرزا جی پر وارد ہوتا ہے ۔

اس کے علاوہ ہم ایک اور طرح سے مقابلہ دکھاتے ہیں جو بالکل صاف اور سیدھا اور قابل فہم ہے ۔وہ یہ ہے کہ مرزا جی نے بقول خود قریباً چالیس سال تبلیغ فرمائی کیا تقریر سے کیا تحریر سے کیا مناظرات سے ۔تحریر سے تو اتنی کہ کوئی ملک شائد ہی خالی رہا ہو گا جہاں ان کی تحریر نہ پہنچی ہو۔مگر ان ممالک میں بجائے اصلاح کے فساد پھیلا ۔مرزا جی کی طرف میلان کرنے والوں کی تعداد بہت ہی کم قریب العدم ثابت ہوئی اور مخالفت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ۔

ہم کہہ آئے ہیں کہ مذہبی حیثیت سے یہاں ہماری گفتگو نہیں، بلکہ واقعات کی رو سے ہے۔ اس لئے یہاں ہم یہ نہیں کہنا یا سننا چاہتے کہ دو گروہوں میں حق پر کون ہے اور باطل پر کون ؟ ہاں واقعات یہ ہیں کہ مرزا جی کی مخالفت بمقابلہ موافقت بہت ہے برخلاف گاندھی جی کے کہ انہوں نے ہندوستان میں اس سرے سے اس

سرے تک پبلک میں ہندو ہو یا مسلمان عیسائی ہو یا پارسی سیاسی کام کرنے کی استعداد پیدا کر دی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو لفظ دس سال پہلے کسی بڑے سے بڑے لیڈر کے منہ سے نہ نکلتے تھے آج عوام کالانعام بلکہ اطفال بھی بولتے ہیں، اور عام طور پر، انقلاب زندہ باد، کے نعرے سنے جاتے ہیں۔ ان آوازوں کا زور اس قدر طوفان انگیز ہے کہ قادیانی پارٹی کو خود ان میں شریک ہو کر کہنا پڑا کہ:

ہندوستان غیر محدود زمانہ تک غیر ملکی حکومت گوارا نہیں کر سکتا ... اب ہندوستان خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔ (الفضل قادیان ۲۶۔۲۹ جون ۱۹۳۰ء)

حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اپنا قول یہ ہے کہ:

میری عمر کا اکثر حصہ (یہ اکثر کا لفظ یاد رہے۔ ثناء اللہ) اس سلطنت کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی حکومت کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں (تریاق القلوب ص ۱۵) (دراصل یہ مرزا صاحب کا وہی کلیہ ہے کہ ۵۰ اور ۵ میں کوئی فرق نہیں کیونکہ ایک صفر ہی کا تو فرق ہے۔ یہاں پچاس کے ساتھ اعشاریہ لگانے سے ۵. ہوتا ہے یعنی ایک الماری کا نصف، جو حقیقت سے ذرا قریب تر ہے۔ بہاء)

اتباع گاندھی جی کا نعرہ انقلاب زندہ باد، خود قادیانیوں اور خلیفہ قادیان پر بھی موثر ثابت ہوا کہ ان کے منہ اور قلم سے بھی کانگریس کے مقصد کی تائید اور تحسین نکلتی ہے۔ (الفضل قادیان۔ ۹ مئی ۱۹۳۰ء)

اس سے ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ گاندھی جی اپنے مقصد کی تمہید میں کہاں تک کامیاب ہیں اور مرزا صاحب قادیانی کہاں تک ناکام۔

اس کے جواب میں ہمارے کانوں میں آواز پہنچتی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کامیابی یہ ہے کہ انہوں نے اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت بنائی جن کے مشن دور دراز ممالک میں ہیں۔

یہاں تک کہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے صاحبزادہ میاں محمود نے اسّی (۸۰) ہزار روپیہ خرچ کر کے انگلستان کی سیر کی جس میں اشاعت اسلام کی بنیاد لگا دی۔

ہم مانتے ہیں کہ خلیفہ قادیان خدم حشم کی ایک پارٹی لے کر انگلستان گئے تھے جہاں سے واپسی پر انہوں نے اپنا لقب فاتح انگلستان رکھا تھا (الفضل ۴۔اکتوبر ۱۹۲۴ء) مگر سوال یہ ہے یہ سفر دراصل کام کی ابتداء اور فعل کا تہیہ ہے یا اکمال اور اتمام فعل؟ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کام ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو فرما چکے ہیں اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مسنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا اس کو بھول جائے خدا واحد کی عبادت ہو۔

(قول مرزا قادیانی، دراخبار الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

اور یہ بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے فرمایا:

عنقریب دیکھو گے کہ کوئی پڑھا لکھا ہندو تمہیں دکھائی نہ دے گا۔

(ازالہ اوہام۔ص ۳۲)

بس یہ ہے تصویر کا رخ جو مرزا قادیانی کا نصب العین تھا۔ کیا یہ پورا ہوا؟ کیا ہندوستان میں پڑھا لکھا ہندو کوئی نہیں؟

کیا عیسائی قوم نے اپنے مصنوعی خدا (مسیح) کو چھوڑ دیا اور دنیا اسے بھول چکی ہے؟

ہماری تو دعا ہے کہ ایسا ہو۔ مگر مردم شماری کے کاغذات اور ہمارا مشاہدہ بتا رہے ہیں کہ ہر دس سال کے بعد عیسائی سو فیصدی بڑھ جاتے ہیں۔

ناظرین یہ ہیں واقعات صحیحہ جو کسی تاویل سے غلط نہیں ہو سکتے۔

مختصر یہ کہ کہ گاندھی جی کی کامیابی ابھی متوقع ہے اور مرزا جی کی ناکامی ہو چکی۔ چنانچہ انکے صاحبزادے میاں محمود بھی آہ وزاری میں مرزا جی کی ناکامی کا مرثیہ پڑھتے ہیں:

اے چشمہ علم و ہدی اے صاحب فہم و ذکا
اے نیک دل اے باصفا اے پاک طینت باحیا
اے مقتداء اے پیشوا اے میرزا اے رہنما
اے مجتبی اے مصطفیٰ اے نائب رب الوراء
کچھ یاد تو کیجئے ذرا ہم سے کوئی اقرار ہے

دیتے تھے تم ہر دم خبر بندھتی تھی جس سے یاں کمر مٹ
مٹ جائے گا سب شور و شر موت آئے گی شیطان پر
پاؤ گے تم فتح و ظفر ہوں گے تمہارے بحر و بر
آرام سے ہو گی بسر ہوگا خدا مد نظر
واں تھے یہ وعدے خوب تر یاں حالتِ ادبار رہے

ہر دل میں پر ہے بغض و کیں ہر نفس شیطاں کار ہیں
جو ہو فدائے نور دیں کوئی نہیں کوئی نہیں
ہر ایک کے سر میں مکیں ہے کبر کا دیو لعین
اک دم کو یاد آتی نہیں درگاہ رب العالمین
بے چین ہے جان حزیں حالت ہماری زار ہے

کہنے کو سب تیار ہیں چالاک ہیں ہشیار ہیں
منہ سے تو سو اقرار ہیں پر کام سے بیزار ہیں
ظاہر میں سب ابرار ہیں باطن میں سب اشرار ہیں
مصلح ہیں پر بدکار ہیں، ہیں ڈاکٹر پر زار ہیں
حالات پر اسرار ہیں دل مسکن افکار ہے

چھینے گئے ہیں ملک سب باقی ہیں اب شام و عرب
پیچھے پڑا ہے ان کے اب دشمن لگائے تا نقب
ہم ہو رہے ہیں جاں بلب بنتا نہیں کوئی سبب
ہیں منتظر اس کے کہ کب آئے ہمیں امداد رب
پیالہ بھرا ہے لب بلب ٹھوکر ہی اک درکار

کیا آ پ پر الزام ہے یہ خود ہمارا کام ہے
غفلت کا یہ انجام ہے سستی کا یہ انعام ہے
قسمت یونہی بدنام ہے دل خود اسیر دام ہے
اب کس جگہ اسلام ہے باقی فقط اک نام ہے
ملتی نہیں ہے جام مئے بس اک یہی آزار ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مارچ ۱۹۳۱ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۴۹ھ ص ۳-۴)

مرزائی اخلاق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ضلع گوجرانوالہ میں ایک موضع قلعہ میہاں سنگھ مشہور مردم خیز گاؤں ہے، جہاں ایک بزرگ ولی اللہ مولوی غلام رسول مرحوم گذرے ہیں جو حضرت مولوی عبد اللہ صاحب غزنویؒ کے مرید خاص تھے۔ ان مرحوم کی اولاد میں آج بھی ایک صاحب مولوی عبدالعزیز صاحب علم زندہ ہیں جو صاحب تقریر کے علاوہ صاحب تحریر بھی ہیں۔ آپ نے ایک پارہ کی تفسیر القرآن اردو میں لکھی۔ اس میں کھیر کا ذکر بھی آتا ہے (ہمارے احباب کی اصطلاح میں مرزا صاحب قادیانی کے ذکر کا نام کھیر ہے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ثناء اللہ امرتسری) اس لئے صفراوی مزاج والوں کو میٹھا ناموافق ہوا تو انہوں نے قئے کر دی۔ چنانچہ ایک مرزائی صاحب نے نہایت میٹھے لہجے میں مولوی عبدالعزیز صاحب کو خط لکھا جو درج ذیل ہے:

مکرم مولوی صاحب مولوی عبدالعزیز صاحب سلمہ تعالی۔ السلام علیکم۔ عرض ہے کہ میں نے آپ کی تفسیر القرآن اردو سیپارہ اول دیکھی ہے۔ صفحہ ۶۳ پر آپ نے حضرت مرزا صاحب کو صاحب المرض مجنون لفظ سے تعبیر فرمایا ہے اور پھر ساتھ ہی آپ اللہ کی قسم کھا کر احمدی جماعت کی خیر خواہی ظاہر کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کی پیروی سے باز آجائیں۔

میرے دل میں از حد رنج پیدا ہوا۔ مولوی صاحب آپ کو میں طفل مکتب سمجھتا ہوں اور خدا کے علم محض سے ناواقف سمجھتا ہوں ۔ حضرت مرزا صاحب کی پیروی چھوڑ کر کون سے اسلام کی پیروی کروں ۔

یہ اسلام جو آپ پیش کر رہے ہیں خدا کی قسم ایک آنہ؟ کو بھی نہیں لیتا۔ ہاں بے شک اس اسلام پر ایمان رکھتا ہوں جو اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نازل ہوا ہے اور وہی میرا اسلام ہے ۔ میں توحید کو افضل سمجھتا ہوں عیسی دوسرا خدا بن جاتا ہے اگر آسمان پر زندہ سمجھوں ۔ ثابت ہوا آپ مشرک ہیں اس واسطے آپ کا اسلام حیوان قبول نہیں کر سکتے (اسی لئے آپ نے بھی قبول نہیں کیا۔ ثناء اللہ)۔ تو کیا چیز ہے۔ ولی کا بیٹا۔ اپنے باپ کا ولی ہونا ثابت کر۔ علم ربانی سے ناواقف، قسم خدا کی اگر تجھے بغض مرزا صاحب سے ہے تو کیا دین اسلام تیرے باپ کا دین ہے۔ ہم نہیں تیرا اسلام قبول کرتے ۔ تیرے علم کو ہم خاک بھی نہیں سمجھتے۔ خبردار یہ علم کی شیخی ثناء اللہ سنا، یا کسی وہابی مشرک کو۔ ایسی تفسیر لکھ کر اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ اور محض نابلد ہو کر عالم ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ ایسا شخص دوزخی ہوتا ہے ۔ میں تو اللہ اور رسول کریم اور حضرت مرزا صاحب کا نام تیرے منہ سے سننا نہیں چاہتا کیونکہ وہ پاک ہیں، اور تیری زبان حسد کی تلوار ہے۔

رحیم بخش زمین دار احمدی شیخو پورہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں؛

ہم تصدیق کرتے ہیں کہ راقم خط ہذا رحیم بخش واقعی پختہ مرزائی ہے۔ اس کی دشنام دہی اس کے لئے بمنزلۃ معذرت کے ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دشنام طرازی دیکھنی ہو، تو ہمارا رسالہ ہندوستان کے دو ریفارمر ملاحظہ کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مارچ ۱۹۳۱ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۴۹ھ ص ۵)

شیخ بہاء اللہ: ظہور اللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان ہمارے دو ایشائی رہبر اور ہادی مہتدی مصلح اعظم ہونے کے مدعی شیخ بہاء اللہ اور مرزا صاحب قادیانی جو جو دعوے لے کر ظاہر ہوئے اس کی تکمیل کیا کرتے ان کے دعاوی کی تعیین بھی متنازعہ ہو رہی ہے۔ قادیانی حضرت کی بابت تو ان کی امت کی دو پارٹیاں آپس میں لڑ جھگڑ رہی ہیں کہ وہ مدعی نبوت تھے یا نہ تھے۔

اسی طرح شیخ بہاء اللہ ایرانی کے متعلق اپنے بیگانے ان کے دعاوی میں مختلف ہیں۔ قادیانی گروہ ان کو مدعی الوہیت کہتا ہے۔ اہل حدیث ان کو مدعی نبوت کہتا ہے۔ ان کا اپنا گروہ ان کو ظہور اعظم کہتا ہے۔

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۶ فروری ۱۹۳۱ء میں ایک علمی سوال کیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

> ظہور اعظم، یہ مرکب اضافی ہے یا توصیفی؟ اضافی ہونے کی صورت میں اعظم کا موصوف کیا ہے؟ اور توصیفی کی صورت میں ظہور کا فاعل کون؟

اس سوال کا جواب بہائی مذہب کے آرگن کوکب ہند دہلی نے یوں دیا ہے:

> یہ مرکب توصیفی ہے اور ظہور کا فاعل وہی ہے جو مالک ظہور ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ۔ جس کا ایک اسم الظاہر بھی ہے۔
>
> اس کی تفصیل یہ ہے کہ کل کائنات کی اشیاء خدا کے اسم الظاہر کی مظہر ہیں یعنی سب میں قدرت خداوندی کا ظہور ہے لیکن ظہور کے مدارج مختلف ہیں۔ جماد، نبات، حیوان، انسان۔ سب اپنے اپنے درجہ میں مظاہر قدرت ہیں۔ ان سب میں سے انسان بڑا مظہر قدرت ہے۔
>
> پھر انسانوں میں مختلف مدارج ہیں۔ جن میں سے انبیاء بڑے مظاہر قدرت ہیں۔ لیکن خدا کی قدرت کی انتہاء نہیں ہے اور نہ اس کے ظہور کا کوئی محدود دائرہ ہے بلکہ وہ نئے نئے اور اعلیٰ سے اعلیٰ ظہورات قدرت دکھاتا رہتا ہے

نبوت بھی ایک دائرہ میں ظہور قدرت تھا۔ وہ دائرہ خاتم النبیین پر آ کر ختم ہوا ۔اب ظہور قدرت کا ایک نیا دور اور نیا دائرہ شروع ہوا جس کی شان نبوت و رسالت سے بالاتر ہے جیسا کہ دلائل کے ساتھ کوکب ہند میں یہ مضمون بار ہا بیان کیا جا چکا ہے اس لئے دہرانے کی ضرورت نہیں ۔مولانا ثناء اللہ صاحب کے سوال کا جواب ہم نے دے دیا ہے۔

(کوکب ہند۔ مارچ ۱۹۳۱ء ص ۱۰)

ہم آپکی تکلیف فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آپ کی دعا پر آمین (بالجہر) کہتے ہیں۔ بعد اس کے اتنا اور پوچھتے ہیں کہ آپ کے اس فرمانے سے قدرت کلی مشکک ہے جو کہیں کم کہیں زیادہ ظہور کرتی ہے ۔پس قدرت کے کلی مشکک ہونے کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے ۔قدرت بحیثیت اپنی ماہیت کے کلی متواطی ہے ۔شاید آپ کو مقدورات کے کلی مشکک ہونے سے شبہ ہوا جو قدرت کو بھی کلی مشکک قرار دیا ۔ ہمارے نزدیک قدرت کا تعلق جیسا انسان جیسی عظیم ہستی سے ہے ویسا ہی ایک تنکے سے بھی ہے آپ کے قریب الفہم کرنے کے لئے ایک مثال عرض ہے۔

ٹرین میں حرکت پیدا کرنے والا انجن ہے۔جس کی تحریک سب گاڑیوں میں برابر ہے ۔ اگرچہ گاڑیاں اپنے درجوں میں مختلف حیثیت کی ہیں۔کوئی اول درجے کی، کوئی دوم، کوئی سوم کی، کوئی مال کی ۔ٹھیک اسی طرح قدرت کا تعلق ہے۔

آپ کا یہ فرمانا صحیح ہے کہ: خدا کی قدرت کی انتہاء نہیں ۔

مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ آج تک جو مخلوق اس نے بنائی ہے بس اسی پر قدرت ختم نہیں بلکہ لا تقف عند حد اس سے قدرت کا کلی مشکک ہونا ثابت نہیں ہوا ۔پس آپ کا جواب ہنوز تشریح طلب ہے خدا کی قدرت علی وجہ الاتم نے بہاء اللہ میں ظہور کیا، اس کے معنی کیا ہیں؟

لیجئے ہم مانے لیتے ہیں کہ قدرت حسب مقدور مختلف المدارج ہے تو کیا ہم پیغمبر علیہ السلام کو افضل الناس جانتے ہیں یا اور کوئی اہل مذہب اپنے پیشوا کو افضل جانتے ہیں وہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے پیشوا میں خدا کی قدرت کا ظہور اتم اور اعظم تھا کیونکہ وہ بزرگ خود اعظم تھا۔ جب ہم بھی اپنے نبی کے حق میں کہہ سکتے ہیں حالانکہ

نبوت اور رسالت سے وراء ان کو کوئی درجہ نہ تھا تو ثابت ہوا کہ کسی چیز میں ظہور اعظم ہونا اس کی نبوت کے منافی نہیں بلکہ موید ہے۔

سر دست آپ کے غور وفکر کے لئے اتنا ہی معروض ہے۔ باقی بعد جواب پھر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ اپریل ۱۹۳۱ء مطابق ۱۴ ذی قعد ۱۳۴۹ھ ص ۵۔۶)

وہی تفسیر نویسی کا ولولہ

پھر دوبارہ عشق کا دل میں اثر پیدا ہوا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اہل حدیث مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۳۱ء میں قادیانی خلیفہ کی بالمقابل تفسیر نویسی کے متعلق ایک بسیط مضمون لکھا گیا تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

> مرزا صاحب متوفی کی شروط پر تفسیر لکھی جائے۔ یعنی کوئی کتاب ساتھ نہ ہو، تفسیر عربی میں ہو، تفسیر میں وہ معارف بیان کئے جائیں جو پہلے کسی نے بیان نہ کئے ہوں۔ وغیرہ

خلیفہ قادیان تو خاموش رہ سکتا ہے مگر مریدین نہیں رہنے دیتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ:

> (ہمارا محمود احمد) دنیا کے اسیروں کا رستگار بنا قوموں کا سردار کہلایا اور خاص و عام کا مرجع بن گیا۔ ہر ہاتھ جو ہمارے آقا فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف اٹھا، شل ہوگیا۔ ہر انسان جس نے آپ کو گرانا چاہا خود گر گیا۔ اور ہر وہ جس نے آپ کو ذلیل کرنا چاہا، نہایت بری طرح ذلیل و رسوا ہوکر رہا۔ جنہیں اپنے علم پر ناز تھا وہ آپ کے مقابل پر جاہل ثابت ہوئے۔ جنہیں حسن تدابیر پر گھمنڈ تھا وہ آپ کے سامنے طفل مکتب ثابت ہوئے۔ خدا نے آپ کو ظاہری اور باطنی علوم سے پر کیا۔ آپ کو مسیح پاک کا سچا جانشین ثابت کیا۔ اور آپ کے ہاتھوں پر اسلام کی فتح کو مقدر کر دیا۔ اور آج وہ دن ہے جب کہ وہ اولوالعزم محمود شوکت وظفر کا جھنڈا لئے بصد عزوشان

خلیفہ مانا جاتا ہے۔ خدا کی غیرت نے نہ چاہا کہ خلیفہ کا لقب کسی اور کو بھی ملے۔ قدرت خداوندی نے سب کو نیچے گرا کر اسی کو جو برحق خلیفہ تھا دنیا میں رکھا۔ (الفضل قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۳۱ء ص ۷)

ہم اس کے جواب میں کیوں بولیں کیونکہ یہ سب اشارات لاہوری پارٹی کی طرف ہیں۔ چنانچہ آگے اس کا نام بھی آجاتا ہے ہاں ہم اتنا ہی کہتے ہیں:

پیراں نمے پرند و مریداں ہمے پرانند

اس لئے مریدوں کی تحریک سے خلیفہ قادیانی متحرک ہوئے۔ مگر حرکت ایسی کی کہ اس سے سکون اچھا تھا۔ اخبار الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۳۱ء میں ایک طویل مضمون نکلا ہے جس میں نہ ہاں کا پتہ چلتا ہے، ناں نہ کا۔ بلکہ اس شعر کا مصداق ہے

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

آپ کی تحریر کے الفاظ یہ ہیں:

میرا یہ دعوی نہیں کہ مولوی ثناء اللہ سے زیادہ عربی جانتا ہوں۔ میرا یہ دعوی ہے کہ احمدیہ جماعت معارف قرآنیہ کے جاننے میں حضرت مسیح موعود کے فیض سے اور مطابق آیت لا یمسّه ا لا المطهّرو ن دوسرے لوگوں سے بڑھی ہوئی ہے؛

کسی شخص کا کسی دوسرے سے کسی امر میں بڑھا ہوا ہونا تائید الہی کا ثبوت نہیں ہوتا۔ بلکہ موید من اللہ ہونے کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ سب قوم یا سب دنیا سے بڑھا ہوا ہو۔

پس مولوی صاحب کا عربی میں تفسیر لکھنے کا چیلنج مجھے دینا یا میرا انہیں دینا محض حماقت ہوگا، جب تک کہ ہم میں سے کسی کا یہ دعوی نہ ہو کہ وہ خدا تعالی کی تائید سے سب دنیا سے زیادہ فصیح عربی لکھ سکتا ہے۔ اور مجھے یہ دعوی نہیں اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں مولوی صاحب کو بھی باوجود لاف زنی کی عادت کے ایسا دعوی نہیں ہے۔

پس جس امر میں ہم میں سے کوئی اپنے مؤید من اللہ ہونے کا مدعی نہیں اس

میں مقابلہ سوائے پہلوانی کے اور کیا معنی رکھتا ہے۔

اور مولوی صاحب اپنے آپ کو اپنی قومیت اور اپنے شہر کی نسبت سے پہلوان خیال کرتے ہوں، میں اپنے لئے خالی پہلوانی والے زور کو ہتک سمجھتا ہوں اور صرف ایسے ہی مقابلے کے لئے تیار ہوں جس سے اسلام اور سلسلہ کی سچائی ثابت ہوتی ہو۔

لیکن اگر میرا خیال مولوی صاحب کی نسبت درست نہیں بلکہ انہیں عربی تصنیف یا بے نظیر ترجمہ کرنے کا دعوی ہے تو وہ یہ چیلنج شائع کر دیں کہ خدا تعالی کی طرف سے مجھے عربی زبان میں ایسی فصاحت عطا ہوئی ہے جس کی نظیر اس دنیا میں موجود نہیں یا قرآن کریم کے اردو ترجمہ کے لئے خاص کمال عطا ہوا ہے۔ پھر ان کی فرعونیت کے لئے خدا تعالی کے فضل سے ایک موسی ضرور کھڑا ہو جائے۔ اور شائد اس میں خدا تعالی کوئی نیا نشان ہی دکھا دے۔ خاکسار میرزا محمود احمد۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس ساری عبارت کا ملخص یہ ہے کہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب عربی میں تفسیر لکھنا نہیں چاہتے۔ بہت خوب! ہم بھی آپ کو عربی نویسی کے لئے مجبور نہیں کرتے۔ آپ اردو میں لکھیں۔ مگر لکھیں گے کیا؟ وہی جو والد صاحب مکرم آیات قرآنیہ میں تحریف کر گئے ہیں آپ اس تحریف کی تشریح کریں گے۔ چنانچہ الفضل مذکور میں اڈیٹر کا نوٹ جس کی خلیفہ نے تصدیق کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت مسیح موعود کے معارف

سمجھ میں نہیں آتا اس قدر جہالت کے اظہار کی مولوی صاحب کو کیا ضرورت پیش آئی ان کے نزدیک وہ معارف قرآنیہ بیان کرنا جو حضرت مسیح موعود نے لکھے ہیں معمولی بات ہوگی۔ لیکن جماعت احمدیہ خوب جانتی ہے اور خدا کے فضل سے تجربہ رکھتی ہے کہ مرزا محمود ان حقائق اور معارف کی جو تشریح و توضیح فرماتے ہیں وہ بجائے فہم قرآن کا بہت بڑا ثبوت ہے اور یہ جماعت احمدیہ میں روحانیت اور تعلق باللہ کے لحاظ سے آپ کے سب سے بلند مقام

رکھنے کا ثبوت ہے...پس وہ معارف جن کا اشارہ مرزا صاحب کی کتب میں پایا ہے انہیں تفصیل وتشریح کے ساتھ بیان کرنا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ مرزا صاحب کے سچے جانشین کی اصلی علامت ہے۔(الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۳۱ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں

اب بھی کسی کو خیال ہو کہ قادیان میں علم، خاص کر علم مناظرہ ہے تو وہ اس اقتباس کو پڑھ کر اپنے خیال کی اصلاح کر لے۔

اے جناب! مرزا صاحب متوفی کے معارف کی تشریح کر کے ان کا جانشین ثابت کرنے کا موقع وہ ہے جب آپ کا مقابلہ لاہوری مرزائیوں سے ہو۔ چنانچہ آپ نے ان پر چوٹ بھی کی ہے۔ہمارے سامنے اس مدعا کو ثابت کرنے کے لئے تفسیر نویسی کرنا بالکل بے کار ہے۔

لیجئے ہم آپ کو ان کا قائم مقام اور جانشین ہونے کا اعلان کئے دیتے ہیں۔کیا ہم آپ کے سوا عبدالبہاء کو بہاء اللہ کا قائم مقام نہیں مانتے؟ ایسا ہی آپ کو مانتے ہیں۔

ناظرین غور سے پڑھیئے اس مقابلہ کی انتہاء یہ ہے

خلیفہ قادیان ہمارے سامنے معارف مرزائیہ کی تشریح فرمائیں گے اور ہم براہ راست قرآن سے معارف بتائیں گے۔یعنی خلیفہ اپنی لیاقت سے معارف قرآنیہ نہیں بتائیں گے بلکہ (بماتحت اصول نیوگ) والد ماجد کے بتائے ہوئے کو مشرح بتائیں گے۔اب سوال یہ ہے کہ آپ کے والد کے معارف کو جب ہم تحریفات قرآنیہ کا نام رکھتے ہیں تو آپ کی تشریحات کا نام کیا رکھیں گے۔

ناظرین! ذرہ ٹھہریئے ہم آپ کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے معارف اور تشریح خلیفہ کی ایک مثال بتائیں

مرزا غلام احمد قادیانی نے لیکچر سیالکوٹ میں لکھا ہے۔

دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اس کے بعد دنیا کا خاتمہ ہے۔(لیکچر سیالکوٹ۔ص ۲)

مرزا محمود احمد قادیانی نے اس کی تشریح میں لکھا ہے:

بعض نے غلطی سے مرزا صاحب کی تحریروں سے یہ سمجھ لیا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔حالانکہ یہ تو ایک دور کا اندازہ ہے۔جس طرح سات

دنوں کا ایک دور ہے، کیا آٹھویں دن قیامت آجایا کرتی ہے۔نہیں بلکہ ہر جمعہ کے ساتھ ساتھ ہی ہفتہ شروع ہو جاتا ہے ۔ یہ تو ایک دور ہے۔

حضرت مرزا نے جس قیامت کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے وہ قیامت مراد نہیں جس کے بعد فنا آنے والی ہے۔یہی وجہ ہے جہاں حضرت مرزا نے سات ہزار سال کا ذکر فرمایا ہے وہاں یہ بھی فرما دیا کہ تعجب نہیں کہ اور ملکوں کے آدم کوئی اور ہوں ممکن ہے کہ افریقہ کے لوگ اس آدم کی نسل سے نہ ہوں جس کی نسل سے ہم ہیں۔اسی طرح یورپ کے لوگ کسی اور آدم کی اولاد ہوں ۔غرض جہاں آپ نے آدم کا ذکر کیا ہے وہاں اس آدم کا ذکر مراد ہے جس کی موجودہ نسل پائی جاتی ہے۔

پس آپ کا بصورت امکان مختلف آدموں کا تسلیم کرنا بتاتا ہے کہ جب آپ دنیا کی عمر سات ہزار سال بتاتے ہیں اور اس کے بعد قیامت بتاتے ہیں تو اس قیامت سے اور قیامت مراد ہے۔اس سے مراد اس دنیا کی ایک نسل کا ایک دور ہے جو ختم ہوگا اور آپ پہلے دور کے خاتمہ پر آئے ہیں۔

میرا اپنا عقیدہ یہی ہے کہ مرزا صاحب اس دور کے خاتم اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا، اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔اسی لئے آپ کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا ہے جر ی اللہ فی حلل ا لا نبیاء۔اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم تھے اسی طرح مرزا صاحب جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنیوالے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں۔(ضمیمہ اخبار الفضل ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء ص ۴۹)۔

کیسی مرزائی منطق ہے اور کیسی اچھی تشریح ہے۔ ناظرین سن لیں کہ اس تشریح سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی اس اینٹ کی طرح ہیں، جو دو دیواروں میں مشترک ہوتی ہے۔یعنی کونے کی اینٹ کی طرح۔ پہلے دور کے خاتم بھی آپ اور دوسرے دور کے بابا آدم بھی آپ۔

اب انبیاء کرام حضرات شیث، الیاس، ابراہیم، موسی، عیسی اور سب سے آخر

میں محمد ﷺ مرزا صاحب متوفی کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔ غالبًا ابھی تو شیث کا زمانہ ہے، بقول مرزا صاحب قادیانی چھیالیس صدیوں کے بعد اس دور کے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوں گے۔ پھر ابھی سے ان کو کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں داخل کرنے کی کیا ضرورت۔

پس قادیانی امت کا پہلا فرض یہ ہے کہ اس کلمہ اسلام کی ترمیم کرے۔ اور اس ترمیم کرنے میں ڈرے نہیں بلکہ صاف کہدے

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

ہم ایسے معارف سننے کے لئے خلیفہ سے مقابلہ کریں تو دانایان ملک ہم کو یہ نہ کہیں گے کہ آپ نے: کوہ کندن وکاہ برآوردن، کی مثال سچ کر دکھائی۔

احمدی دوستو! میں دیگر علماء کی طرح تمہارا بے قدر نہیں ہوں کہ تمہاری آواز کو، ہواء شتر، جان کر خاموش رہوں، بلکہ تمہارا قدردان ہوں۔ پس سیدھے ہوکر چلو اور بٹالہ امرتسر یا لاہور میں آجاؤ، اور سادہ قرآن شریف لے کر ہمارے سامنے تفسیر القرآن لکھو۔

لو ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ حسب خواہش خود کلید قرآن واردو تفسیرات سابقہ بھی ساتھ رکھو، مگر وقت محدود ہوگا۔

تا سیہ روئے شود کہ دروغش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ اپریل ۱۹۳۱ء مطابق ۱۴ ذی قعد ۱۳۴۹ھ ص ۹۔۱۱)

موضع مالووالی میں مرزائیوں سے مباحثہ

موضع مالووالی ضلع سیالکوٹ میں ۱۱۔۱۲ مارچ ۱۹۳۱ء کو مابین جماعت اہل حدیث و جماعت مرزائیہ مسئلہ حیات مسیح وصدق کذب مرزا پر مناظرہ ہوا۔ جس میں اہل اسلام کو فتح ہوئی۔

راقم: عبدالغنی صدر مناظرہ از مالووالی ضلع سیالکوٹ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ اپریل ۱۹۳۱ء مطابق ۱۴ ذی قعد ۱۳۴۹ھ ص ۱۴)

موضع ہرچوال میں مرزائیوں سے مباحثہ

موضع ہرچوال ضلع گورداسپور میں مناظرہ مابین جماعت اہل حدیث و جماعت مرزائیہ در مسئلہ حیات مسیح وصدق وکذب مرزا ہوا۔

اہل حدیث کی طرف سے مولوی محمد یعقوب بھامڑی اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی مبارک احمد تھے۔ اہل حق کو فتح مبین ہوئی۔ راقم: محمد شریف خان شوق۔ وریاہ۔ ہرچوال۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔ اپریل ۱۹۳۱ء مطابق ۱۴ ذی قعد ۱۳۴۹ھ ص ۱۴)

ولادت مسیح

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ولادت مسیح نام کا ایک رسالہ لاہوری جماعت مرزائیہ کے ایک سرکردہ (ڈاکٹر بشارت احمد) کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں ولادت مسیح پر بحث کی ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت بے باپ نہ تھی بلکہ مثل دیگر انسانوں کے با باپ تھی۔

رسالہ کا مضمون ذکر کرنے سے پہلے منصف سے تعارف کرانا ضروری ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ مصنف جس شان کا ہے، تصنیف بھی اسی شان کی ہوگی۔

مصنف کی تعریف زبانی کرنے سے بہتر ہے کہ آپکا ایک آدھ کارنامہ بتا دیا جائے۔

آپ کی تعریف کا بالاجمال ذکر یہ ہے کہ آپ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید ہو کر مرزا صاحب سے دس قدم ہیں یعنی کسی کلام کو ایسے محل پر اتارنا جو متکلم کے خواب وخیال میں بھی نہ ہو، مرزا صاحب قادیانی اس میں کامل تھے مگر ڈاکٹر صاحب اکمل ہیں۔ اس کی مثال ایک ہی کافی ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مرزا صاحب متوفی نے تین سال کی مدت میں آسمانی نکاح کا ظہور بتایا تھا۔ مگر جب نہ ہوا تو آپ نے خلاف توقع اس کو فسخ فرما دیا (حقیقۃ الوحی)۔ ایسا کہنا بھی ایسا کمال تھا کہ جس امر کے وقوعہ کا انتظار رہوتا رہا عین وقت پر اسے معدوم قرار دے دیا۔ لیکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا کمال اس سے بھی زیادہ ہے۔ آپ نے اس نکاح کی یہ تفسیر فرمائی کہ آسمانی منکوحہ (محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ)

سے مراد کوئی خاص عورت نہیں، بلکہ اس سے مراد ہے عیسائی قوم۔ نکاح مرزا سے مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی تبلیغ سے عیسائی قوم محمدی بیگم بن جائے گی (جل جلالہ)۔ (پیغام صلح لاہور ۲۵ ذی قعد ۱۳۴۲ھ)

یہ ہے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب میں کمال جو مرزا صاحب قادیانی میں بھی نہ تھا کیونکہ مرزا صاحب نے گو اس پیش گوئی کے انجام کو سوچ سمجھ کر ذہن میں جواب گھڑ رکھے تھے مگر وہ جواب ڈاکٹر بشارت صاحب کے جواب میں سب ہیچ ہیں:

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

یہی ڈاکٹر صاحب اس کتاب کے مصنف ہیں جو آج زیر ریویو ہے۔

ولادت مسیح کا مسئلہ اگر سیدھی نظر سے دیکھا جائے اور اس میں محمدی بیگم والی تفسیر کو دخل نہ دیا جائے تو مضمون صاف ہے۔ ہم پہلے قرآن مجید کی آیات لکھتے ہیں ان آیات کا ترجمہ بھی ہم مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت مرزائیہ لاہوریہ کا کیا ہوا نقل کرتے ہیں۔ پس ناظرین بغور پڑھیں:

و اذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکاناً شرقیاً۔ فاتّخذت من دونھم حجاباً فارسلنا الیھا روحنا فتمثّل لھا بشراً سویاً۔ قالت انّی اعوذ بالرحمن منك ان کنت تقیا۔ قال انّما انا رسول ربّك لاھب لك غلاماً زکیاً۔ قالت انّی یکون لی غلام و لم یمسسنی بشر و لم اك بغیّا۔ قال کذلك قال ربك ھو علی ھین و لنجعله آیة للناس و رحمة منا و کان امراً مقضیاً۔ فحملته فانتبذت به مکاناً قصیاً۔ فاجاءھا المخاض الی جذع النّخلة قالت یا لیتنی متّ قبل ھذا و کنت نسیاً منسیاً۔ فنادٰھا من تحتھا الّا تحزنی قد جعل ربك تحتك سریا۔ و ھزّی الیك بجذع النّخلة تساقط علیك رطباً جنیاً۔ فکلی و اشربی و قرّی عیناً فاما ترینّ من البشر احداً فقولی انّی نذرت للرحمن صوماً فلن اکلّم الیوم انسیاً۔ فاتت به قومھا تحمله قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً۔

يا ا خت هارو ن ما كا ن ابو ك امر أ سو ء و ما كا نت امك بغياً ۔ فا شا رت اليه قا لوا كيف نكلّم من كا ن في المهد صبياً ۔ قا ل انّي عبد الله آتا ني الكتا ب و جعلني نبيا۔ و جعلني مباركاً اين ما كنت و او صا ني بالصلو ة و الز كو ة ما د مت حيا ۔و براً بوا لد تي و لم يجعلني جبا راً شقياً (مر يم ١٦ : ٣٢)

اور کتاب میں مریم (کی خبر) کو بیان کر جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر ایک مشرقی مکان میں چلی گئی پس اس نے ان سے پردہ کر لیا سو ہم نے اپنی روح کو اس کی طرف بھیجا تو اسے ایک صحیح سالم انسان کی شکل نظر آئی ۔ کہا میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو متقی ہے ۔ اس نے کہا میں صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں ۔ وہ فرماتا ہے تا کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں ۔ کہا میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے نکاح کر کے چھوا نہیں ۔ اور نہ میں بدکار ہوں ۔ اس نے کہا ایسا ہی ہوگا تیرا رب کہتا ہے یہ مجھ پر آسان ہے اور تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ امر فیصلہ شدہ ہے ۔ پھر مریم نے اسے حمل میں لیا اور اس کے ساتھ الگ ہو کر دور جگہ چلی گئی ۔ پھر دردزہ اسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا کہنے لگی اے کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی بسری ہوتی ۔ تو اس کے نیچے سے اسے ایک ندا آئی کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ بہا رکھا ہے اور کھجور کی شاخ کو اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ پکی کھجوریں جھڑ پڑیں گی سو کھا اور پی اور آنکھ کو راحت پہنچا۔ پھر اگر تو کسی انسان کو دیکھے تو کہنا میں نے رحمان کے لئے اپنے اوپر روزہ واجب کیا ہے ۔ اس لئے آج میں کسی انسان سے کلام نہیں کرونگی ۔ پھر وہ اسے ،سوار کئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی ۔ انہوں نے کہا اے مریم تو ایک بناوٹ بنا لائی ہے،

۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی تو اس نے اس کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا ہم کس طرح اس سے کلام کریں جو (ابھی کل) جھولے میں لڑکا تھا۔ عیسی نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دا ور مجھے نبی بنایا اور مجھے برکت والا بنایا جہاں کہیں میں رہوں اور مجھے نماز اور زکوۃ کا تاکیدی حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی ماں سے نیکی کرنے والا ہوں اور اس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔،

اس ترجمہ کے ساتھ ناظرین انجیل کا حوالہ بھی پڑھیں جو یہ ہے:

یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو ان کے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے خاوند شوہر یوسف نے جو راست باز تھا اور نہ چاہا کہ اسے مشتہر کرے ارادہ کیا کہ اسے چپکے سے چھوڑ دے۔ وہ ان باتوں کی سوچ ہی میں تھا کہ دیکھو خداوند کے ایک فرشتے نے اس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا اے یوسف بن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لانے سے مت ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے سو روح القدس سے ہے۔ (انجیل متی باب اول)

یہ اقتباس بھی قرآن مجید کے ساتھ متفق ہے۔ صاف مظہر ہے کہ مریم کا حمل یوسف سے نہ تھا سب سے پہلے سر سید احمد مرحوم نے آواز اٹھائی کہ مسیح، یوسف کے بیٹے تھے۔ انہی کا تتبع مرزا صاحب قادیانی نے کیا۔ لیکن دونوں میں فرق بہت ہے۔ سر سید احمد نے تو یہ کہا کہ یہودیوں میں دستور تھا کہ منگنی کے ساتھ ہی نکاح بھی ہو جاتا تھا، مگر رخصتی نہ ہوتی تھی۔ اس حالت میں دولہا دولہن کا ملنا شرعی حرام نہ تھا، مگر عرفی معیوب تھا۔ یوسف نے مریم سے قبل رخصتی ملاپ کر لیا اس سے اس کو حمل ٹھہر گیا۔ سر سید احمد نے تو شریفانہ طور پر شریعت کا ادب اور خاندان مریم کا لحاظ رکھا، مگر مرزا صاحب نے ان دونوں باتوں سے چشم پوشی کر کے صاف لکھ دیا کہ یوسف اور مریم کا ملاپ قبل از نکاح باعث حمل ہوا۔ چونکہ ایسی حالت میں حمل کا ہونا موجب ندامت اور باعث شرمندگی تھا، اس لئے ان دونوں کا نکاح کیا گیا حالانکہ یوسف نجار کی ایک بیوی پہلے بھی تھی۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

مریم کی وہ شان جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے رہے کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا۔ اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ

قابل اعتراض۔ (کشتی نوح۔ ص ۱۶)

کیا فرماتے ہیں علمائے سلسلہ احمدیہ کہ قبل نکاح منسوب اور منسوبہ کا ملاپ حرام ہے یا حلال اور اس حمل کا مولود جائز مولود ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

ناظرین! قرآن مجید میں مغضوب قوم کے ذکر میں فرمایا ہے:

و قولهم علی مریم بهتاناً عظیماً

(یہودیوں نے مریم پر ایک بہت بڑا بہتان لگایا جس کی وجہ سے وہ لعنتی ہوئے)

کیا مرزا صاحب قادیانی کا قول اس بہتان کی قسم سے نہیں؟

یہ تو ہے اس مضمون کی تمہید جو آج ہم بتانے والے ہیں۔ ڈاکٹر بشارت صاحب نے مسئلہ ولادت مسیح کو دو طرح سے لکھا ہے۔ ایک تو اس اصول کی پابندی سے جو عام انسانی پیدائش کے متعلق قرآن مجید میں ذکر ہے، دوسرے ان آیات کی موافق مطلب تفسیر کرنے میں کوشش کی ہے۔

حضرت مسیح کی پیدائش پر یہودیوں کو جو تعجب ہوا، باقاعدہ پیدائش ہوتی تو یہ تعجب کیوں ہوتا۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اس کا جواب دیتے ہیں:

> یہ استعجاب حضرت مسیح کی پیدائش کے متعلق نہیں تھا جیسے آگے مفصل بیان ہوگا۔ اور اگر بالفرض اس کے متعلق تھا، تو اس سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ اسی قدر ہے کہ حضرت مریم پر لوگوں نے الزام لگایا۔ اس سے یہ نتیجہ کس طرح نکلتا ہے کہ الزام بھی صحیح تھا۔ اور فی الحقیقت بغیر شوہر کے حضرت مریم نے بچہ جنا تھا۔ کیا شوہر والی عورتوں پر الزام نہیں لگا کرتا اور ہمیشہ کنواری لڑکیوں پر ہی الزام لگا کرتا ہے؟ یہ تو بالبداہت غلط ہے۔ ہم نے سینکڑوں شوہر والی عورتوں پر الزام لگتے دیکھا ہے۔ حضرت مریم پر بھی شریر لوگوں نے جھوٹا الزام لگایا۔ (ولادت مسیح۔ ص ۱۸)

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: منکوحہ عورت پر بھی الزام لگائے جاتے ہیں، مگر اس وقت مگر جب ان کے خاوند گھر سے باہر ہوں، یا دائم المریض ہوں یا کسی اور وجہ سے منکوحہ کا چال چلن مشتبہ ہو۔ اگر کوئی ایسی وجہ نہیں تو محض اولاد پیدا ہونے پر الزام زنا نہیں لگایا جاتا۔

آگے چلئے۔آپ لکھتے ہیں:

انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ الزام ناپاک یہود نے اس وقت لگایا جب حضرت مریم، یوسف نجار کی بی بی بن چکیں تھیں۔ (ولادت مسیح۔ص ۱۹)

مہربانی کر کے انجیل کے اس حوالہ کا پتہ دیجئے اور اپنے پیر و مرشد مرزا صاحب قادیانی سے فیصلہ کیجئے جن کا قول اوپر نقل ہوا ہے کہ یہ حمل قبل نکاح ہوا تھا۔ آیت مرقومہ میں ذکر ہے کہ مریم جس وقت حضرت مسیح کو اٹھا کر لائیں تو یہودیوں نے طعنہ دیا۔ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اس کا جواب دیتے ہیں:

فاتت به قومها تحمله۔

تحمله کے معنی صرف گود میں اٹھانے کے نہیں ہوتے بلکہ کسی سواری پر سوار کرانے کے بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے

و لا على الذين اذا ما اتوك لتحملهم قلت لا اجد ما احملكم عليه (التوبہ:۹۲)۔

اور نہ ان لوگوں پر کسی طرح کا الزام ہے جو تمہارے پاس درخواست لے کر آئے کہ تم اس کو سواری مہیا کر کے لے چلو اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی سواری موجود نہیں جس پر تمہیں لے چلوں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری کہتے ہیں:

ان معنی کی طرف مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے آپ کی رہنمائی کی ہے ہاں جناب! سنئے عربی میں حمل کا لفظ دو طرح سے آتا ہے۔

۱۔ حملته ۔۲۔ حملته عليه۔

پہلے کے معنی دوسرے سے مختلف ہیں۔ پہلے کے معنی ہیں، میں نے اسے اٹھایا، دوسرے کے معنی ہیں، میں نے اسے دابہ پر سوار کیا۔،

یہ فرق علی کی وجہ سے آیا ہے۔آیت لتحملهم میں علی مذکور نہیں لیکن آگے جو علی آیا ہے وہ قرینہ اس کے حذف کا ہے۔آپ دونوں کی کوئی ایسی مثال نہیں دے سکتے جس میں محض حملته (بغیر علی) کے معنی سوار کرنے ہوں وہاں قرینہ بھی نہ ہو۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کی ولادت پر یہود کا طعن ہوتا تو مسیح جواب میں اپنی ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہیں ۔ انہوں نے تو اپنی نبوت کا ذکر کیا ۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

سوالات حضرت مریم کی پاک دامنی کے متعلق نہ تھے، ورنہ حضرت مریم کا خاموش رہنا بالکل بے معنی تھا ۔ ان کا فرض تھا کہ الزامات سے اپنے دامن کو پاک و صاف کرتیں ۔ ان کا خود خاموش رہنا اور جواب کے لئے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کرنا ہی بتلاتا ہے کہ سوالات کی زد حضرت مسیح کے دعوی پر تھی ۔ (ولادت مسیح ۔ ص ۲۸)

حضرت مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں: یہ مقولہ سرسید احمد خان سے نقل کیا ہے ۔ اس کے جواب میں آپ تفسیر ثنائی دیکھتے تو یہ عذر نہ کرتے، سنئیے

یہودیوں کا اعتقاد تھا کہ حرامزادہ دس پشتوں تک آسمانی بادشاہت میں داخل نہیں ہوتا ۔ (کتاب استثنا باب ۲۳ ۔ آیت ۲)

یہودیوں کے اس اعتقاد پر حضرت مسیح نے جواب دیا کہ میں نبی ہوں ۔ خدا نے میرے مقدر میں کتاب لکھی ہے ۔ نتیجہ یہ کہ میں ناجائز مولود نہیں ۔ علم بلاغت کا قاعدہ ہے الکنایۃ ابلغ من التصریح ۔

مختصر یہ ہے کہ قرآن حدیث اور انجیل بلکہ مرزا صاحب قادیانی بھی (بقول ثانی) متفق ہیں کہ حضرت مسیح بے باپ تھے ۔ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم ۔ ازالہ اوہام میں مرزا صاحب قادیانی کا قول ہے:

من عجب تر از مسیح بے پدر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ ۔ اپریل ۱۹۳۱ء مطابق ۲۸ ذی قعد ۱۳۴۹ھ جلد ۲۸ نمبر ۲۴ ص ۳ ۔ ۵)

حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں

(شہزادہ یوذ آسف کے حالات ۔ کتاب اکمال الدین کے حوالے)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب ؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

واضح رہے کہ جماعت مرزائیہ کے بانی جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتابوں مثلاً کتاب البریہ، رازحقیقت، ایام الصلح ،نورالقرآن ،ست بچن ،کشف الغطاء ،ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ،کتاب الہدی وغیرہ میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ:

سری نگر محلّہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے جو قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلاشک وشبہ حضرت عیسی کی قبر ہے۔ (رازحقیقت۔ص۲۰)

آپ نے اس دعوی کے ثبوت کیلئے کتاب الہدی کے صفحہ ۱۰۹ پر تحریر فرمایا ہے

و تواتر علی لسان اهلها انه قبر نبی کان ابن ملك و کان من بنی اسرائیل و کان اسمه یوز آسف فلیسئلهم من یطلب الدلیل و اشتهر بین عامتهم ان اسمه الاصلی عیسی صاحب و کان من الانبیاء و هاجر الی کشمیر فی زمان مضی علیه نحو ۱۹۰۰ سنة و اتفقوا علی هذه الانباء بل عندهم کتب قدیمة توجد فیها هذه القصص فی العربیة و الفارسیة و منها کتاب سمی اکمال الدین و کتب اخری کثیرة الشهرة ... ثم مع ذلك کان یوز آسف سمی کتابه الانجیل و ما کان صاحب الانجیل الا عیسی فخذ ما حصحص من الحق و اترك من الاقاویل و ان کنت تطلب التفصیل فاقرء کتاباً سمی باکمال الدین تجد فیه کل ما یسکن العلیل

(نوٹ۔اسی کتاب اکمال الدین کا حوالہ مرزا صاحب قادیانی کے رسالہ رازحقیقت کے صفحہ ۱۸۔ بدر مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۵۔ ریویو آف ریلی جنز ستمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۳۹ پر دیا گیا ہے)

ان کے علاوہ مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں میں سے مولوی غلام رسول آف راجیکی کے رسالہ التنقید کے صفحہ ۲۵۔۲۶۔۲۷، حکیم خدا بخش کی عسل مصفی حصہ اول صفحہ ۵۷۴۔۵۷۵۔۵۸۸، سید صادق حسین اٹاوی کے رسالہ کشف الاسرار کے صفحہ ۱۱۴، اور مولوی جلال الدین سیکھوانی کے رسالہ مباحثہ سارچور کے صفحہ ۴۲ پر بھی

اس کتاب اکمال الدین کا ذکر خیر موجود ہے۔

جواب: واضح ہو کہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ و اثبات الغیبۃ و کشف الخیرۃ، کے مصنف شیخ السعید ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ القمی ہیں۔ یہ کتاب مطبوعہ ہے اور ایران میں ناصر الدین شاہ ایران کے عہد میں چھپی ہے۔ تاریخ طبع ۱۳۰۱ھ ہے ضخامت کتاب ۳۸۳ صفحہ ہے۔ (دیکھو اخبار الفضل قادیان۔ ۲ مئی ۱۹۱۷ء ص ۴)

میں نے اس کتاب کا عربی نسخہ تین دفعہ دیکھا ہے اور بڑے غور سے اس کے صفحہ ۳۱۷ تا ۳۵۹ کا مطالعہ کیا ہے۔ ماہ مئی ۱۹۲۰ء میں اتوار کے دن اور پھر مارچ ۱۹۳۰ء ہفتہ کے روز جناب سید علی حائری لاہوری کے پاس یہ کتاب دیکھی تھی۔ اور دسمبر ۱۹۲۲ء میں جمعہ کے دن قادیان میں مولوی فضل دین احمدی وکیل کی مہربانی سے مجھے اس کتاب کے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔

اس کتاب کے علاوہ ایک اور کتاب، شہزادہ یوذ آسف و حکیم بنوہر، نامی ہے۔ یہ کتاب جناب مرزا صفدر علی سرجن فوج نظام سرکار دکن کی تالیف ہے اور ۱۸۹۶ء میں مفید عام پریس آگرہ کی چھپی ہوئی ہے۔ اس کے ۱۳۳ صفحے ہیں۔ اس کتاب کا حوالہ مرزا صاحب قادیانی کی کتاب راز حقیقت کے صفحہ ۲۰ پر موجود ہے۔ یہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔ ایک تیسری کتاب، یوذ آسف و بلوہر، نامی، شمس پریس دہلی کی چھپی ہوئی ہے اس کتاب کے مولف مولوی سید عبدالغنی عظیم آبادی ہیں۔ خواجہ محمد اعظم شاہ مرحوم کی تاریخ کشمیر موسومہ بہ تاریخ اعظمی بزبان فارسی کے صفحہ ۸۲ پر بھی شہزادہ یوذ آسف کا مختصر حال درج ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مریدوں نے اپنی کتابوں میں اس کے بارے میں خدا کے بندوں کو بہت دھوکہ دیا ہے اور پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ اب میں اس کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہوں اور قادیانی دھوکے کی مدلل تردید کرتا ہوں۔ ذیل میں کتاب، شہزادہ یوذ آسف و حکیم بلوہر، سے شہزادہ یوذ آسف اور اس کے باپ کے حالات مختصر طور پر درج کرتا ہوں

شہزادہ یوذ آسف کے باپ کا حال

(از کتاب اکمال الدین صفحہ ۳۱۷۔۳۱۸)

ترجمہ: اگلے زمانے میں ایک بادشاہ صاحب لشکر جرار ملک وسیع ہندوستان میں گذرا ہے۔ بڑا رعب اس کا رعایا پر چھا ہوا تھا۔ اور ہمیشہ دشمنوں پر ظفریاب رہتا تھا۔ اس پر بھی اس کی طبیعت میں خواہش رہتی غالب تھی دنیوی لذتیں حاصل کرنے میں اور مزے اڑانے میں اور کھیل کود میں اور اپنی خواہش پوری کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا۔ اور اس کا بڑا خیر خواہ اور دوست صادق وہ شخص تھا جو اس کی بدافعالیوں کی تعریف کرتا رہے اور اس کی بدکاریوں کو اچھا ظاہر کرے۔ اور بڑا بدخواہ اور دشمن اس کے نزدیک وہ شخص تھا جو اسے ایسی حرکتیں ترک کرنے کو کہے۔ اور یہ ابتدائے جوانی اور کم سنی میں تخت نشین ہو گیا تھا اور بہت صاحب فہم اور خوش بیان تھا اور تدبیر ملک اور بندوبست رعایا سے خوب ماہر تھا۔ اور سب لوگ اس کے ان اوصاف کو جانتے تھے۔ اس سبب سے اس کے فرمان بردار تھے اور بڑے بڑے سرکش اور اہل رائے اس کے تابع حکم و بندہ فرمان تھے۔ اور کچھ جوانی کی بے پوشی وخود بینی کی مستی میں وہ سرشار تو تھا ہی، دشمنوں پر فتح یاب ہونے سے اور رعایا کے مطیع وفرمان بردار رہنے سے یہ نشہ اور بھی چوگنا ہو گیا تھا اور بہت غرور وتکبر کیا کرتا تھا، اور سب کو حقیر سمجھتا تھا اور لوگوں کی تعریف اور خوش آمد سے اس کو اپنے کمال عقل وخوبی رائے پر بھروسہ بڑھتا ہی جاتا تھا اور تحصیل دنیا کے سوا اس کو کوئی آرزو اور مقصد نہ تھا۔ اور دنیا کو جس طرح سے وہ چاہتا تھا اسی طرح بآسانی اسے حاصل ہو جاتی تھی۔ لیکن اس کے ہاں کوئی لڑکا نہیں ہوا تھا۔ لڑکیاں ہی تھیں۔ اور اس کے بادشاہ ہونے سے پیشتر اس ملک میں دینداری بہت پھیلی ہوئی تھی اور بہت سے دین دار لوگ تھے۔ شیطان نے اس کے دل میں دین سے عداوت اور دین داروں سے دشمنی پیدا کر دی اور اہل دین کو ایذا رسانی کرنے لگا اور اپنے زوال سلطنت سے ڈر سے ان لوگوں کو ملک سے نکال دیا۔ اور بت پرستوں کو اپنا مقرب کیا اور ان کے لئے سونے چاندی کے بت بنوائے اور ان کو اور سب پر بزرگی دی اور ان بتوں کو سجدہ کیا جب لوگوں نے یہ حال دیکھا تو وہ بھی بتوں کو پوجنے لگے

اور دین داروں کی توہین کرنے لگے۔(کتاب شاہزادہ یوذ آسف وحکیم بلوہر ص ۲۔۳۔۴)

شاہزادہ یوذ آسف کی پیدائش

(از کتاب اکمال الدین۔ص ۳۲۱):

ترجمہ: اسی زمانہ میں جب کہ بادشاہ کو کوئی امید لڑکا ہونے کی نہ رہی تھی، اس کے ہاں ایک ایسا خوش جمال لڑکا پیدا ہوا جس کا ثانی چشم روزگار نے نہ دیکھا ہوگا۔ اس لڑکے کے پیدا ہونے سے اتنی خوشی بادشاہ کو ہوئی کہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ اور اس نے یہ گمان کیا کہ جن بتوں کی ان دنوں پرستش کیا کرتا تھا انہوں نے یہ فرزند اسے عنایت کیا ہے۔ اسی خیال سے اس نے تمام خزانہ اپنا بت خانوں پر تقسیم کر دیا اور رعایا کو حکم دیا کہ سال بھر تک خوشی کریں۔ اور اس لڑکے کا نام یوذ آسف رکھا۔ اور اس کے طالع دیکھنے کے لئے منجموں کو اور اہل علم کو جمع کیا ان سب نے غور و تامل کے بعد عرض کیا کہ اس کے طالع سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس قدر شرف اور بزرگی اسے حاصل ہو گی کہ ہندوستان میں کبھی کسی کو حاصل نہ ہوئی ہوگی اور جتنے منجم تھے سب نے ہم زبان ہو کر یہی بات کہی۔

لیکن ان میں سے ایک منجم نے کہا کہ میرا ایسا گمان ہے کہ اس لڑکے کے طالع میں جو شرف و بزرگی ہوگی وہ شرف آخرت ہے اور یہ گمان کیا کہ یہ لڑکا عابدوں کا اور اہل دین کا پیشوا ہونے والا ہے۔ اور عقبیٰ کے مرتبوں میں سے مرتبہ بلند پر فائز ہونے کو ہے اس لئے کہ جو بزرگی اس کے طالع میں مجھے معلوم ہوتی ہے بزرگی دنیا کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ ایضاً کتاب بلوہر صفحہ ۱۴

یہ سن کر بادشاہ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ قریب تھا کہ لڑکا ہونے کی خوشی کے بدلے غم کرے اور جس منجم نے یہ بات کہی تھی وہ بادشاہ کے اعتقاد میں سب منجموں سے بڑھ کر سچا اور معتمد اور دانا تھا۔

بلوہر کا لنکا سے آنا

ترجمہ: شہزادہ یوذ آسف کی عقل وعلم وکمال وفکر وتدبیر وفہم وزہد وترک دنیا کا شہرہ دور دور پھیل گیا اور ایک شخص نے جو کہ اہل دین واہل عبادت میں سے تھا اور

اس کا نام بلوہر تھا لنکا میں خبر سنی اور یہ شخص بڑا عابد اور حکیم و دانا تھا۔ اس نے دور دراز کا سفر کیا اور سولابط کی طرف آیا۔ اور شاہزادے کی ڈیوڑھی کا ارادہ ٹھان لیا۔ اور عابدوں کا لباس اتار ڈالا۔ تاجروں کی سی وضع بنائی اور اس لڑکے کی ڈیوڑھی پر آمد و رفت شروع کی۔ یہاں تک کہ بہت سے ایسے لوگوں سے جو بادشاہ کے لڑکے کے دوست و رفیق تھے اور اس کے پاس آیا کرتے تھے، اس سے جان پہچان ہوگئی۔

حکیم بلوہر کا رخصت ہونا
(ص ۲۴)

اس کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۲۶ تا ۳۵۵ میں حکیم بلوہر کی گفتگو اور عمدہ عمدہ تمثیلیں لکھی ہیں آگے صفحہ ۳۵۶ پر ہے:

جب بلوہر کی گفتگو یہاں تک پہونچی تو یوذآسف سے رخصت ہوا اور اپنے گھر کی طرف پلٹ گیا اور چند روز اس کی خدمت میں آمد و رفت کرتا رہا یہاں تک کہ بہتری و فلاح و ہدایت وصلاح کے دروازے اس کے لئے کھل گئے۔ اور راہ حق اور دین روشن کی ہدایت اسے ہوگئی۔ پھر اس سے بالکل ہی رخصت ہوا اور اس شہر سے چلا گیا اور یوذآسف غم گین وتنہاء و دلگیر رہ گیا یہاں تک کہ وہ وقت آگیا کہ وہ دین داروں میں اور عابدوں میں مل جائے اور تمام خلق کو ہدایت کرے۔

شہزادہ یوذآسف بلوہر کا ارض سولابط میں واپس آنا۔ ص ۱۲۳۔

کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۵۶۔۳۵۷۔۳۵۸ پر یوذآسف کا شاہانہ لباس اتارنا محلات شاہی کو ترک کرنا فرشتے کا اسکے پاس آنا درج ہے پھر صفحہ ۳۵۸ پر لکھا ہے:

ترجمہ: اور ایک مدت تک اسی ملک میں وہ رہا۔ اور لوگوں کو دین حق کی ہدایت کی۔ بعد اسکے پھر سرزمین سولابط پر آیا جو کہ اس کے باپ کا ملک تھا۔ جوں ہی اس کے باپ نے اس کے آنے کی خبر سنی رؤساء امراء و بزرگان ملک کو لئے ہوئے استقبال کے لئے آیا اور سب نے اس کی عزت وتوقیر کی اور سب عزیز وآشنا و اہل فوج و اہل شہر اس کی خدمت میں آئے بعد اس کے ان لوگوں سے بہت کچھ باتیں کیں۔

شہزادہ یوز آسف کا کشمیر میں آ کر فوت ہونا۔ص۱۲۲

ترجمہ: پھر یوز آسف نے سرزمین سولابط سے انتقال کیا اور بہت سے ملکوں میں شہروں میں پھرا۔ یہاں تک کہ سرزمین کشمیر میں پہنچا۔ وہاں پہنچ کر زمین کشمیر کو آباد کیا اور اس ولایت کے سب لوگوں کو ہدایت کی اور وہیں رہا یہاں تک کہ اس کا وقت مرگ آن پہنچا، تو پہلے ایک مرید کو بلایا کہ اسے لوگ یابد کہا کرتے تھے اور وہ اس بزرگوار کی خدمت و ملازمت میں برابر رہا کرتا تھا اور علم و عمل میں صاحب کمال ہو گیا تھا۔ اس کو وصیت کی اور کہا کہ میری روح کا عام قدس کی طرف پرواز کرنا قریب ہے، چاہیے کہ آپس میں فرائض الٰہی کا خیال رکھو۔ اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف توجہ نہ کرنا اور عبادت الٰہی کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ پھر اس نے یابد کو حکم دیا، اس کے لئے ایک عمارت بنائی جائے اور اس نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے۔ اپنا سر مغرب کی طرف کیا اور اپنا چہرہ مشرق کی طرف کیا۔ پھر عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ شہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر۔ص ۱۳۱۔ ترجمہ اکمال الدین

نوٹ نمبر ا: مندرجہ بالا حالات کے ہوتے ہوئے شہزادہ یوز آسف کو یسوع مسیح یعنی حضرت عیسٰی بن مریم کی قبر قرار دینا مسلمانوں کو مغالطہ دینا اور جھوٹ بولنا ہے اور جھوٹ بولنے والے کے حق میں مرزا صاحب کا فتوی یہ ہے:

ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا (چشمہ معرفت۔ ص۲۲۲) (باقی)

نوٹ نمبر۲۔ حضرت مسیح ناصری کی نسبت مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مرید جو کچھ مانتے ہیں اس کو ذیل میں لکھا جاتا ہے:

- مسیح: بن باپ تھے۔
- یوز آسف: ان کا باپ تھا۔
- مسیح کی ماں کا نام مریم تھا
- یوز آسف کی ماں کا نام مریم نہ تھا۔
- مسیح کو خدا نے انجیل دی
- یوز آسف کو انجیل خدا نے نہ دی۔

۞مسیح شام کے رہنے والے تھے
۞یوز آسف ملک ہندوستان سرزمین سولابط کے رہنے والے تھے۔
۞مسیح بچپن میں مصر گئے۔
۞یوز آسف کے متعلق یہ امر ثابت نہیں۔
۞مسیح ایک مدت تک ناصرہ میں رہے
۞یوز آسف کے متعلق یہ امر ثابت نہیں۔
۞مسیح کو یہود نے صلیب پر لٹکایا
۞یوز آسف کے متعلق یہ امر ثابت نہیں۔
۞مسیح پھانسی پر مرے نہ تھے، ہاں بے ہوش ہو گئے تھے
۞یوز آسف کے متعلق یہ امر ثابت نہیں۔
۞مرہم عیسی سے آپ کا علاج کیا گیا۔
۞یوز آسف کے متعلق یہ امر ثابت نہیں۔
۞واقعہ صلیب کے وقت مسیح نے عراق فارس افغانستان پنجاب کشمیر کا سفر کیا
۞یوز آسف شہزادے کے ساتھ ایسے واقعات پیش نہ آئے

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یوز آسف حضرت مسیح نہ تھے۔

نوٹ نمبر۳۔ اور چونکہ اس قصہ کے بعض واقعات گوتم بدھ کی زندگی کے واقعات سے مشابہت رکھتے ہیں اس لئے اکثر عیسائی صاحبان کا ہمیشہ خیال رہا ہے کہ شہزادہ یوز آسف گوتم بدھ ہی کا دوسرا نام ہے۔

(رسالہ ریویو آف ریلی جنز ج ۹ نمبر ۶ ص ۲۳۸۔۲۳۹)

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے:

اگر سری نگر کی قبر بدھ کی قبر ہوتی تو وہ دنیا کے کل بدھ مذہب کے پیرؤوں کا مرجع ہونی چاہیے تھی (ریویو آف ریلی جنز جون ۱۹۱۰ء ص ۲۳۹)

ٹھیک اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر سری نگر کی قبر حضرت مسیح ناصری کی ہوتی تو وہ دنیا کے کل مسیحی مذہب کے پیرؤوں کا مرجع ہونی چاہیے تھی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴۔اپریل ۱۹۳۱ء جلد ۲۸ نمبر ۲۵ ص ۱۵۔۱۷)

مباحثہ مرزائیاں

موضع بسرائے متصل قادیان میں مولوی ابوالقاسم محمد حسین کا مباحثہ مرزائیوں سے ہوا۔ خدا کے فضل سے اثر بہت اچھا ہوا۔ چند اشخاص، علی محمد ولد نظام الدین، جھنڈو ولد ابراہیم، پیراں دتہ ولد چراغ، پھجو ولد حسین بخش۔ کرم دین ولد حسین، مولوی فرزند علی، ساکنان بسرائے مرزائیت سے تائب ہوئے۔ راقم۔ محمد یعقوب بھانبڑی۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ مئی ۱۹۳۱ء ص ۱۴)

قادیانیوں اور عیسائیوں میں مباحثہ

کیا خنزیر زندہ ہیں؟

لکھا ہے: حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود خنزیروں کو قتل کرائیں گے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تو علماء اسلام کی طرف سے اعتراض ہوا کہ آپ خنزیروں کو قتل کرائیں۔ تو مرزا صاحب نے جواب دیا کہ خنزیروں سے مراد عیسائیوں کے پادری ہیں .. ان کے قتل سے مراد دین میں ان کی مغلوبیت ہے جو میرے دلائل قاہرہ سے ہم کو ان پر حاصل ہوئی ہے۔ اسی کے زیر اثر مرزائی اخبار لکھا کرتے تھے کہ عیسائی جہاں کسی احمدی کا نام سنتے ہیں وہاں سے بھاگ جاتے ہیں۔

اس کی تکذیب بار ہا ہوئی مگر آج صاف اور کھلے طور پر یوں ہو رہی ہے کہ اخبار نور افشان (عیسائی) نے مرزائیوں کو مباحثہ کا چیلنج دیا ہے جس کے جواب میں قادیان سے منظوری کا اعلان شائع ہوا جو یہ ہے:

> مسیحیت اور اس کے خداوند کی موت احمدیت کے ہاتھوں روز ازل سے مقدر تھی اور اس کے ذبیحہ کی سوختنی قربانی کا یہ دن تھا جو آ گیا۔ ہمارے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کا اور کون سا دن ہے جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔ ہمارے مجاہدین تو میدان میں ڈیرے ڈالے پڑے ہیں اور آخری جنگ کرنے کے لئے اسلام کے یہ بہادر سپاہی روح القدس کے انوار سے سرتا پا

مسلح ہیں ۔ کیا ہوا بٹالہ کی مسیحی بھیڑوں کو کہ وہ خاموش ہیں ۔ بیس دن ہو گئے ہیں، نور افشاں کی تجویز کو کیوں بٹالہ کے عیسائی مشنری صاحبان اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے جنبش نہیں کرتے ۔ اے کاش عیسائیت کے مناد حق و راستی کی جستجو کے لئے ہمارے سامنے کھڑے ہوں اپنی سنائیں اور ہماری سنیں ۔ پیشتر اس کے بٹالہ کے عیسائی مشنری نور افشاں کی تجویز کے مطابق چیلنج کا اعلان کریں ہم پوری خوشی دل کے ساتھ اس چیلنج پر لبیک کہتے ہیں اور شرائط طے کرنے کے لئے جہاں وہ پسند کریں ہم حاضر ہیں ۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان ۔ (الفضل قادیان ۹ مئی ۱۹۳۱ء ص ۱)

اس کے جواب میں عیسائیوں کی طرف سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا:

مکتوب مفتوح بنام میاں بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان ۔

السلام علی عبادہ الصالحین

جناب کے والد صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ

۱ ۔ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں ۔ اور

۲ ۔ آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں

پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں ۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی ۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں ۔ (بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

امر دوم کا تعلق چونکہ ہمارے ساتھ نہیں ہے، پس اس امر کا فیصلہ خود اہل اسلام کر سکتے ہیں کہ آیا مرزا صاحب کے آنے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا میں قائم ہو گئی ہے یا نہیں ۔

امر اول کا تعلق خاص کر مسیحی جماعت کے ساتھ ہے اور مسیحیوں کا یہ یقین

واثق ہے کہ مرزا صاحب کا یہ دعوی سراسر باطل تھا اور باطل ثابت ہو رہا ہے ۔اس لئے بذریعہ اس مکتوب مفتوح کے آپ کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ آپ مرزا صاحب آنجہانی کے اس دعوی کو ثابت کریں ۔

پس مناسب یہی ہے کہ کسی خاص مقام اور وقت میں جس کا تعین بعد میں کیا جا سکتا ہے مسیحیوں کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ آیا مرزا صاحب اپنے اس دعوی مافوق میں کامیاب ثابت ہوئے کہ نہیں ۔جس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مسیحیوں کی طرف سے مرزا صاحب کی نبوت کی تردید میں ، اور آپ کی طرف سے خداوند مسیح کی حیات کی تردید میں ایک فیصلہ کن تحریری مباحثہ ہو جسکے متعلق آپ کے والد ماجد بدیں الفاظ وصیت کر گئے ہیں :

اے میرے دوستو! میری ایک آخری وصیت سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے یہی ایک بحث ہے جس میں فتح یاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین پر سے صف لپیٹ دو گے تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنی اوقات عزیز ضائع کرو ۔صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو ۔جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا ۔(ازالہ اوہام ۔ص ۱۲۹)۔

مسیحیوں کی طرف سے پادری سلطان محمد پال اڈیٹر نور افشان لاہور مباحث ہوں گے اور قادیانیوں کی طرف سے آپ بنفس نفیس ہوں گے کیونکہ بمصداق الولد سرّ لابیہ آپ اپنے والد ماجد کے خیالات کی احسن طور پر ترجمانی کر سکتے ہیں ۔شرائط مباحثہ و دیگر متعلقہ امور بتراضی طرفین اس وقت طے ہوں گے جب آپ ہمارے اس مکتوب مفتوح کو شرف قبولیت بخشیں گے ۔جواب باصواب ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں ۔

پادری برکت اللہ ایماے مشنری انچارج فتح گڈھ چوڑیاں ضلع گورداسپور۔
احقر برکت اللہ

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری آخر میں لکھتے ہیں:

بڑے مرزا صاحب قادیانی متوفی کا عیسائیوں سے مناظرہ ۱۸۹۳ء میں بمقام امرتسر ہوا تھا۔ اس لئے یہ مباحثہ بھی امرتسر میں ہونا چاہیے جس کی وجہ یہ بھی ہے کہ امرتسر قادیان اور لاہور کے درمیان مکاناً سوی کا حکم رکھتا ہے۔ اہل اسلام بالخصوص اہل حدیث فریقین کی خدمت کو حاضر ہوں۔ انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۳۱ء مطابق ۳ محرم ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۲۹ ص ۴۔۵)

رنگ پور میں مباحثہ

۱۳۔۱۴۔ اپریل ۱۹۳۱ء کو رنگپور بنگال کے ٹاؤن ہال میں مرزائیوں سے صداقت مرزا پر مباحثہ ہوا۔ بہت اچھا اثر ہوا۔ ایک اہل علم مرزائی تائب ہوا۔ راقم: محمد عبدالحی خان ہیڈ مولوی مدرسہ اسلامیہ رنگپور۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مئی ۱۹۳۱ء جلد ۲۸ نمبر ۳۰ ص ۱۴)۔

اعور کون اور کذاب کون

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری بتاتے ہیں کہ

اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۷۔ اپریل ۱۹۳۱ء میں لکھا گیا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، حضرت مسیح کی ولادت کو خلاف شرع ناجائز سمجھتے ہیں اس دعوی پر ان کی ایک عبارت کشتی نوح سے نقل کی تھی جس میں اہل بصیرت کے لئے کافی الفاظ تھے۔ مگر جن کے حق میں و لھم اعین لا یبصرون بھا آیا ہے انہوں نے ان الفاظ کو نہیں دیکھا اور اہل حدیث کو کوسنا شروع کر دیا۔ چنانچہ میر قاسم علی قادیانی نے قلم اٹھایا ہے۔ اور اس نے اہل حدیث امرتسر ۱۷۔ اپریل ۱۹۳۱ء کا یہ اقتباس نقل کیا:

سب سے پہلے سرسید احمد خان مرحوم نے آواز اٹھائی کہ مسیح یوسف کے بیٹے تھے۔ انہی کا تتبع مرزا صاحب قادیانی نے کیا۔ لیکن دونوں میں بہت فرق ہے۔ سرسید نے تو یہ کہا کہ یہودیوں میں دستور تھا کہ منگنی کے ساتھ ہی نکاح

بھی ہو جاتا تھا مگر رخصتی نہ ہوتی تھی اس حالت میں دولھا دلہن کا ملنا شرعی حرام نہ تھا مگر عرفی معیوب تھا۔ یوسف نے مریم سے قبل رخصتی ملاپ کرلیا اس سے حمل ٹھہر گیا۔ سرسید نے تو شریفانہ طور پر شریعت کا ادب اور خاندان مریم کا لحاظ رکھا مگر مرزا صاحب نے ان دونوں باتوں سے چشم پوشی کر کے صاف لکھ دیا کہ یوسف اور مریم کا ملاپ قبل از نکاح ہوکر باعث حمل ہوا۔ چونکہ ایسی حالت میں حمل کا ہونا موجب ندامت اور باعث شرمندگی تھا اس لئے ان دونوں کا نکاح کیا گیا حالانکہ یوسف نجار کی ایک بیوی پہلے سے تھی۔ (اہل حدیث امرتسر ۱۷۔اپریل ۱۹۳۱ء)

(پھر قاسم علی قادیانی نے لکھا ہے) ناظرین کرام! کذاب امرتسری کے متذکرۃ الصدر ہزلیات میں حضرت مرزا صاحب کی ذات ستودہ صفات پر یہ الزام قائم کیا ہے گویا حضرت مرزا کا یہ عقیدہ ہے کہ یوسف اور مریم کے ملاپ سے قبل از نکاح حمل ٹھہرا۔ اب ناظرین ذرہ اس الزام کے ثبوت میں خناس امرتسری کا پیش کردہ مندرجہ ذیل حوالہ پڑھیں اور دیکھیں کہ اس عبارت کے کسی لفظ یا جملہ یا فقرے سے بھی اشارۃً یا کنایۃً کذاب امرتسری کا الزام ثابت ہوتا ہے..

مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے رہے کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا ۔اور بتول ہونے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے۔

(کشتی نوح۔ص ۱۶)۔

کیا فرماتے ہیں علماء سلسلہ احمدیہ کہ قبل نکاح منسوب اور منسوبہ کا ملاپ کرنا حرام ہے یا حلال اور اس حمل کا مولود جائز مولود ہے یا ناجائز؟

(اخبار اہل حدیث مذکور)

(پھر قاسم علی قادیانی کہتا ہے) اس کمزور حافظہ والے دروغ گو کے اس الزام کا حوالہ بالا میں کہیں شمہ بھی نظر آتا ہے؟ کہ بموجب عقیدہ حضرت مرزا صاحب مریم یوسف کے ملاپ سے قبل از نکاح حاملہ ہوئی ۔.... او چشم بصیرت سے محروم امرتسری! حضرت مرزا صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ قبل از نکاح مریم اور یوسف کے ملاپ سے حمل ٹھہرا..

(اخبار فاروق قادیان ۷ مئی ۱۹۳۱ء ص ۱۰-۱۱)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں:

ہمارا ثبوت خود اسی منقولہ بالا عبارت از کشتی نوح میں ملتا ہے۔ پہلے اس کی تشریح سنئے۔ کشتی نوح میں ہے:

برخلاف تعلیم توریت کے عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا۔

اتنی عبارت سے بھی صاف نظر آتا ہے کہ حمل مریم قبل نکاح تھا اور نکاح بعد حمل۔

اس لئے مرزا صاحب قادیانی اس نکاح پر عذر کرنے کو لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پردہ پوشی میں اپنی بصارت پر بھی رحم نہیں کرتے۔

اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ یہ حمل جو قبل نکاح ہوا تھا کس سے ہوا تھا۔ مرزا قادیانی نے اس کی تشریح دوسری جگہ فرما دی ہے۔ انہوں نے ایام الصلح میں ایک مقام پر سرحدی پٹھانوں کا بنی اسرائیل ہونا ثابت کرتے ہوئے ایک ایسی دلیل دی ہے جو ہمارے دعوی کی تائید بلکہ تصدیق کرتی ہے۔ ملاحظہ کریں:

رسوم و عادات افاغنہ فرقے میان نسبت و نکاح نہ کردہ دختران از ملاقات و مخالطت با منسوب مضائقہ نہ گیرند.... در بعضے قبائل خوانین خیال مخالطت دختراں با منسوباں ونحوے جاری و ساری است کہ غالب اوقات را دخترے قبل از اجراء مراسم نکاح آلبتنی شدہ

یعنی افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کی رسوم اور

عادات بھی ہیں کہ افغان یہودیوں کی طرح سگائی اور نکاح میں فرق نہیں جانتے سگائی میں لڑکیاں اپنے منگیتروں کے ساتھ ملنے جلنے سے پرہیز نہیں کرتیں اکثر اوقات منسوبہ لڑکیاں اپنے منسوبوں سے حاملہ بھی ہو جاتی ہیں۔

اس تمثیل اور تشبیہ کیلئے مثال میں جنابہ صدیقہ مریم کو پیش کرنے کو لکھا ہے

مثالاً اختلاط مریم صدیقہ با منسوب خودش یوسف و بمعیت وے خارج بیت گردش نمودن شہادۃ حقہ بریں است

یعنی جس طرح افغانوں میں منسوبہ، منسوب سے ملتی جلتی بلکہ حاملہ بھی ہو جاتی ہے اسی طرح بنی اسرائیل میں لڑکیاں ہو جاتی تھیں جس کی مثال مریم صدیقہ ہے

کوئی آنکھوں کا بجھا کھا اور دل کا بینا ہے جو اس عبارت کو غور سے پڑھے اور دعوی کی صداقت میں تامل کرے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جون ۱۹۳۱ء مطابق ۱۷ محرم ۱۳۵۰ھ ص ۴۔۶ ملخصاً)

خلیفہ قادیان کا عیسائیوں کے مقابل گریز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ جس طرح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ڈپٹی عبداللہ آتھم سے امرتسر میں مباحثہ کیا تھا اسی طرح آج ۳۸ سال بعد میاں محمود احمد کو بھی بحیثیت بیٹا اور خلیفہ ہونے کے خود مباحثہ کرنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ اپنے میں یہ قوت نہیں پاتے یا ان کی منتظمہ کونسل کسی وجہ سے ان کا پیش ہونا مفید نہیں جانتی تو ان کی نیابت میں کسی دوسرے کو بھی لے لینا چاہیے۔

الفضل ۲۳ مئی میں لکھا ہے کہ عیسائی اگر خلیفہ صاحب ہی سے مباحثہ کرنا چاہتے ہیں تو ان کے مقابلہ میں سب سے بڑے عیسائی اٹلی کے پوپ کو لائیں۔ اس کا جواب نور افشاں نے دیا کہ خلیفہ اپنے باپ سے بڑا نہیں ہے۔ جب باپ نے ہمارے نمائندے آتھم سے مباحثہ کیا تو خلیفہ کی شان میں اس سے کیا نقص آسکتا ہے۔

مگر ہم پوچھتے ہیں کہ ہندوستان کے امریکن مشن عیسائی تو پوپ کو اپنا بڑا نہیں جانتے بلکہ اس کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا عام مسلمان مرزا صاحب قادیانی کو۔ پھر اس کو نمائندہ کیسے بنائیں۔ غالبًا قادیانی پارٹی اس ضروری امر سے واقف نہیں۔ بہر حال ہماری رائے یہ ہے کہ خلیفہ اگر خود مناظر نہ ہو تو اس کی نیابت میں جو بھی ہو اسے منظور کر لینا چاہیے۔ مگر خلیفہ کی تسلیم نیابت ضروری ہے۔

اور ہم درخواست کرتے ہیں کہ جس میدان میں مرزائیوں اور مسیحیوں کا مباحثہ ہو، ان کے اختتام پر کم سے کم دو دو گھنٹے فریقین ہمیں بھی عنایت کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جون ۱۹۳۱ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۵۰ھ ص ۷۔۸)

کھلا عریضہ بخدمت مولوی محمد علی لاہوری

حافظ محمد حسن ناظم انجمن اہل حدیث لاہور مولوی محمد علی کو لکھتے ہیں:

میں نے ذیل کے دو خطوط یکے بعد دیگرے آپ کی خدمت میں ارسال کر کے درخواست کی تھی کہ آپ ان حدیثوں کا جو آپ نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۱ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۱ء میں درج کی ہیں حوالہ دیں لیکن آپ تا حال خاموش ہیں۔ اس لئے مجبوراً اخبار میں لکھنا پڑا۔ شائد اس طرح گوش گزار ہو جائے

خط اول:

جناب محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔

آپ کا ٹریکٹ نمبر ۱ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۱ء بعنوان مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ، بربادی سے بچنے کی راہ، دیکھا۔ اس کے صفحہ ۴ پر دو اقوال

من كفر اهل لا اله ا لا الله فهو الى الكفر اقر ب

لا تكفر اهل قبلتك

آپ نے نبی ﷺ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ بواپسی ڈاک ان ہر دو اقوال کا بایں الفاظ صحیح سند سے حوالہ دے کر مشکور فرمائیں

خط دوم ۔ دستی ۔ لاہور ۲۸ ۔ اپریل ۱۹۳۱ء ۔ ...

ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ میں نے ایک کارڈ کے ذریعہ دو احادیث

من کفر اهل لا اله ا لا الله فهو الی الکفر اقر ب

لا تکفر اهل قبلتك

کا حوالہ طلب کیا تھا، لیکن تا حال جواب سے جواب ہے ۔ یہ خاموشی ایک مصنف اور امیر جماعت کی شان سے بعید ہے۔ یہ تعویق اور التواء برائے چہ۔ یاددہانی کے طور پر دوبارہ توجہ منعطف کراتا ہوں جلدی جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

حافظ محمد حسن ناظم انجمن اہل حدیث لاہور۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ایک مطالبہ ہمارا بھی شامل کر لیجئے ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی نے حدیث لکھی ہے ۔

ما زنا زا ن و هو مو من ۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۶۵)۔

یہ کہاں ہے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جون ۱۹۳۱ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۵۰ھ ص ۸)

خلیفۃ المسیح کا فرار

جناب مدیر صاحب السلام علیکم

مجھے ایک قادیانی دوست نے اخبار الفضل ۲۳ مئی (۱۹۳۱ء) کا دیا جس کے صفحہ ۳ پر جلی قلم سے لکھا ہے :

پادری برکت اللہ مسیحی مشنری کا چیلنج منظور۔

مضمون پڑھا تو صاف فرار دیکھا ..کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ :

مجھے امید ہے کہ پادری برکت اللہ اس بات پر خواہ مخواہ اصرار نہ کریں گے کہ

حضرت خلیفۃ المسیح مجوزہ مباحثہ میں خود ہی مباحث ہوں۔

اب کوئی پوچھے کہ پادری صاحب تو تمارے خلیفہ (مرزا محمود احمد) کو چیلنج دیں کہ میدان مباحثہ میں مباحث بن کر آؤ اور تمہارا خلیفہ مباحثہ کے لئے تیار نہ ہو۔ تو چیلنج منظور کیسے ہوا؟ ..

قادیانی دوستو! اگر تمہارا خلیفہ (مرزا محمود احمد) تفسیر نویسی کے لئے شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا تو کیا وہ عیسائیوں کے مقابل آنے سے بھی خائف و ترساں ہے؟....

خاکسار سلیمان خان۔ از فتح گڈھ چوڑیاں ضلع گورداسپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جون ۱۹۳۱ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۵۰ھ ص ۸)

مرزا قادیانی اور آیات قرآنی

سید محمد حسن شاہ صاحبؒ مالاکنڈ سے لکھتے ہیں:

جب بوجہ غلبہ کفر کے دین الٰہی کو عوام الناس فراموش کر دیتے ہیں تو ان کی ہدایت اور اصلاح کے لئے اللہ اپنے خاص مقرب بندے جن کو عام اصطلاح میں پیغمبر یا نبی کہتے ہیں، مامور کرتا ہے۔ اور ان کا فرض یہ ہوتا ہے کہ دین الٰہی کی تصدیق کریں اور مصدق کتب سماوی ہوں۔ اگر کوئی نبی اس معیار پر صادق نہ اترے، تو جان لو کہ وہ نبی اللہ نہیں، بلکہ اس کا دعویٰ محض اس کے نفس کا افتراء ہے۔

اسی حیثیت سے آج ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھتے ہیں اور ان کی تحریرات کا قرآن مجید کے احکامات سے مقابلہ کرتے ہیں۔

۱۔ خدا تعالیٰ آغاز قرآن میں فرماتا ہے:

الحمد لله رب العالمين۔ الرحمن الرحيم (ہر طرح کی تعریف خدا تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ نہایت رحم کرنیوالا مہربان)

اس کے مقابل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اربعین کے صفحہ میں یوں لکھتے ہیں، خدا تعالیٰ، مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

تیرا نام پورا ہو جائے گا میرا نام پورا نہیں ہو گا۔

۲۔ اللہ تعالی سورہ بقرہ میں فرماتا ہے:

فلا تجعلوا للّٰہ اندا داً و انتم تعلمون

(پس کسی کو اللہ کا ہم پلہ نہ بناؤ اور تم جانتے بوجھتے ہو)

اس کے برخلاف مرزا غلام احمد صاحب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۶۴ پر یوں لکھتے ہیں:

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی اللہ ہوں۔

۳۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

الف۔ هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استوی الی السماء فسوّھن سبع سماوات (وہی قادر مطلق ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی کل کائنات پیدا کی پھر، اس کے علاوہ ایک بڑا کام یہ کیا کہ، آسمان کے بنانے کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان ہموار کر دیئے)

ب۔ الحمد لله الذی خلق السماوات والارض۔ (الانعام)

(ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا)

ج۔ هو الذی خلقکم من طین۔ (الانعام)

(وہی قادر مطلق ہے جس نے تم لوگوں کو مٹی سے پیدا کیا)

اس کی ضد میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴۔۵۶۵ پر یوں رقم طراز ہیں:

میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم کوئی نیا نظام دنیا کا بنا دیں یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنا دیں۔ پس میں نے پہلے آسمان اور زمین اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کر دی اور جو ترتیب درست تھی اس کے موافق ان کو مرتب کر دیا۔ اور میں اس وقت اپنے آپ میں ایسا پاتا تھا گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے ورلا آسمان بنایا اور میں نے کہا

انا زینا السماء الد نیا بمصا بیح

(ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا ہے)۔

پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں۔

۴۔سورہ بقرہ میں ارشاد باری ہے:

الله لا اله الّاھو الحی القیو م لا تا خذہ سنة و لا نو م

(اللہ نہیں کوئی معبود مگر ایک خدا زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا۔نہیں پکڑتی اللہ کو اونگھ اور نیند)

اس کے برخلاف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریر البشری جلد۲صفحہ ۷۹ پر یہ ہے، یعنی خدا تعالی فرماتا ہے:

میں نماز پڑھوں گا، روزہ رکھونگا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔

۵۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

۱۔ اسمه المسیح عیسی بن مر یم و جیهاً فی الد نیا وا لآ خر ة و من المقر بین ۔(آل عمران)

(اسکا نام ہوگا مسیح ابن مریم، دنیا اور آخرت میں رودار اور خدا کے مقرب بندوں میں سے)

۲۔قا ل انما انا رسو ل ربك لا ھب لك غلا ماً زکیاً (مریم)۔

(جبریل بولے کہ میں تو بس تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تم کو ایک پاک طینت لڑکا دوں)

۳۔قا ل انی عبد الله آ تا نی الکتا ب و جعلنی نبیاً و جعلنی مبا ر کاً این ما کنت و او صا نی بالصلوة و الز کوة ما دمت حیاً و برّا بوا لد تی ولم یجعلنی جبا راً شقیاً ۔و السلا م علیّ یو م و لد ت و یو م امو ت و یو م ابعث حیاً ۔ذلك عیسی بن مریم (مریم) (اس پر بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب عنایت فرمائی اور مجھ کو پیغمبر بنایا اور کہیں بھی رہوں مجھ کو بابرکت کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوۃ دوں اور مجھ کو اپنی ماں کا خدمت گار بنایا اور مجھ کو سخت گیر اور بدراہ نہیں کیا ۔اور مجھ پر خدا کی امان جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مرونگا اور جس دن دوبارہ زندہ اٹھا کر کھڑا کیا جاؤں گا۔اے پیغمبر! یہ ہے عیسی بن مریم کی حقیقت)

اس کے مقابلہ میں مرزا صاحب قادیانی کا کلام بے نظام یوں ہے:

۱۔حضرت عیسیٰ نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔(چشمہ مسیحی۔ص ۹)

۲۔یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا بدنتیجہ ہے(ست بچن۔ص ۱۷۲)

۳۔مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیؤ شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔(مکتوبات احمدیہ۔ج ۳ص ۲۳۔۲۴)

۴۔یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔(کشتی نوح۔ص ۶۵)

۵۔ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی

(ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۵)

۶۔حضرت یسوع صاحب نے نہایت درجہ کی ذلت دیکھی (انجام آتھم ص ۱۲)

۷۔آپ (مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا ..کہ وہ زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

۶۔سورہ آل عمران میں ارشاد ہے:

انّی ا خلق لکم من الطین کهیئة الطیر فا نفخ فیه فیکو ن طیراً باذن الله (میں تمہارے اطمینان خاطر کے لئے مٹی سے پرندکی شکل کا سا ایک جانور بناؤں پھر اس میں پھونک ماردوں اور وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگے)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس طرح گوہر افشانی کرتے ہیں:

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔(ازالہ اوہام۔ص ۳۷)

۷۔سورہ آل عمران میں ہے:

وابرئ الاکمه و الابر ص و ا حی المو تی با ذن الله

(اور خدا کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو بھلا چنگا اور مردوں کو زندہ کر دوں)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اس کے مخالف یہ قول ہے:

۱۔آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا (ضمیمہ انجام آتھم)۔

۲۔حضرت مسیح کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا جیسا کہ مسلمانوں میں بھی اس وقت عام عقیدہ ہے تو پھر اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح، حضرت نبی کریم ﷺ سے افضل تھے۔

۸۔قرآن مجید میں ہے:

اللّٰه الصّمد۔(اللہ بے نیاز ہے)

و لم یکن له کفواً ا حد۔(اور نہ کوئی اس کے برابر ہے)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا قول ہے:

۱۔ دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں، خدا کی مانند۔ (اربعین حاشیہ ص ۲۵)۔

۲۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔(آئینہ کمالات اسلام۔ص ۶۴)

احمدی مومنو! اگر اقوال مرزا قادیانی کی تشریح میں سیدھی اور صاف راہ اختیار کی جائے اور محترمہ محمدی بیگم والی تفسیر کو دخل نہ دیا جائے تو تم ہی ایمان سے کہو (ان کنتم مو منین) کیا نبی کی یہی پہچان ہے کہ وہ خدا کے ہر قول وفعل کی مخالفت کرے؟ اور کیا اس افسوس ناک کلام کو سن کر تمہارے حق میں، تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا، کی مثل صادق نہیں آتی؟ اور اگر تم ویسی ہی اس کی بھی تفسیر پیش کرو جیسی کہ تم عبداللہ آتھم اور مولانا ثناء اللہ والی پیش گوئیوں کے متعلق کر چکے ہو، یا وہ نکات بیان کرو جو تم اکثر اوقات کرتے ہو تو ہم پہلی جماعت میں پڑھا ہوا سبق دہرانے سے باز نہیں رہ سکتے جس کا ایک فقرہ یہ ہے:

اونٹ رے اونٹ تیری کل کون سی کل سیدھی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۳۱ء مطابق ۲ صفر ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۳۳ ص ۵۔۷)

بٹالہ میں اہلحدیث اور مرزائیوں کا مباحثہ اور مباہلہ

وسط جون میں بٹالہ کی انجمن شباب المسلمین نے جلسہ کیا جس میں خلیفہ قادیان کو فیصلہ کن مباحثہ کے چیلنج دیا۔لکھا کہ خلیفہ خود آئے یا اپنا نمائندہ بھیجے۔

خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے اپنا نمائندہ بھیجا اور عین وقت پر آ کر اس نے شباب المسلمین سے مطالبہ کیا کہ وہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس یا جمعیت علماء ہند سے سند نمائندگی پیش کریں۔

جلسہ ہو رہا تھا یہ کس طرح ممکن تھا۔ پھر چلتے چلاتے انجمن اہل حدیث بٹالہ سے ۲۹، ۳۰ جون کے روز مباحثہ مقرر ہو گیا۔ اہل حدیث کی طرف سے مولوی یوسف اور مولوی احمد دین دو روز پیش ہوئے اور قادیان کی طرف سے مولوی محمد یار اور مولوی اللہ دتہ۔ مباحثہ خوب گرما گرم ہوا۔ دوران مباحثہ میں مباہلہ کا ذکر بھی آ گیا۔ اس لئے جماعت اہل حدیث کے امیر کی طرف سے اشتہار مباہلہ دیا گیا جو درج ذیل ہے:

چیلنج مباہلہ

فمن حا جك فيه من بعد ما جاء ك من العلم فقل تعا لوا ندع ابناء نا و ابناء كم و نساء نا ونساء كم و انفسنا و انفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكا فرين

(جو لوگ علم آنے کے بعد عیسیٰ کے بارے میں تجھ سے جھگڑیں پس ان سے کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو بلاؤ۔ پھر مباہلہ کریں۔ پس جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں)

مرزا محمود صاحب خلیفہ جماعت قادیانی کو چیلنج مباہلہ بابت دعوی مرزا غلام احمد قادیانی کہ میں مسیح موعود ہوں۔ عیسیٰؑ کی الوہیت کی بابت جن لوگوں نے جھگڑا کیا تھا قرآن مجید میں ان کی تردید فرما کر آخر میں ان کو مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے جس کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے۔ مرزا صاحب کا بھی بڑے زور شور سے دعوی ہے کہ وہ مر گئے اور ان کی جگہ پر قرآن و حدیث

کی پیش گوئی کے مطابق میں آ گیا ہوں ۔ ہر چند علمائے کرام نے دلائل سے ان کو ان کی جماعت کو واضح طور پر سمجھایا مگر وہ نہ مانے ۔ میری طرف سے مرزا صاحب قادیانی کے جانشین ان کے بیٹے خلیفہ ثانی مرزا محمود صاحب قادیانی کو چیلنج ہے کہ وہ بمقام امرتسر ۱۲ جولائی ۱۹۳۱ء کو عید گاہ بیرون دروازہ رام باغ متصل ریلوے لائن میں صبح ۸ بجے بمعہ اہل وعیال جیسے کہ اوپر کی آیت قرآنی میں مذکور ہے آ کر میرے ساتھ مباہلہ کر لیں اور میعاد نتیجہ مباہلہ سے ایک سال تک ہوگی اور نتیجہ انسانی ہاتھوں سے بالاتر اور خرق عادت ہوگا ۔ منظوری چیلنج کا انتظار ۱۰ جولائی ۱۹۳۱ء تک کیا جائے گا ۔ ورنہ مباہلہ سے فرار سمجھا جائے گا ۔

راقم سید محمد شریف گھڑیالوی بقلم خود ۔ ۳۰ جون ۱۹۳۱ء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جولائی ۱۹۳۱ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۵۰ھ ص ....)

مرزائیوں کا فرار

ہمارے موضع نون ضلع گورداسپور میں مرزائیوں نے آنا جانا شروع کر کے تبلیغ شروع کی تھی ۔ ہم نے مولوی یعقوب صاحب مبلغ اہل حدیث کانفرنس کو مناظرہ کے لئے بلایا ۔ مناظرہ کا دن ۲ جون ۱۹۳۱ء مقرر ہوا ۔ مولوی یعقوب کے آگے کوئی مرزائی نہیں آیا ۔ خدا نے ہم کو فتح دی ۔

راقم : جلال الدین ذیلدار ۔ غلام محمد ذیل دار وغیرہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جولائی ۱۹۳۱ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۵۰ھ ۔ ص ۱۴)

مباہلہ سے فرار اور مریدوں کی نظر میں قرار

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پیری مریدی بھی عجب جال ہے کو مرید کو سوچنے سمجھنے سے سبک دوش کر دیتی ہے سید محمد شریف صاحب اہل حدیث گھڑیالوی نے بحیثیت اپنی جماعت کے امیر ہونے کے میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو مباہلہ کی دعوت دی جس کا اشتہار گزشتہ پرچے

میں درج ہو چکا ہے۔اس کے جواب میں ہمارے احباب میں تذکرہ ہوتا تھا کہ اس کا جواب قادیان سے کیا نکلے گا۔بعض کی رائے تھی کہ میاں محمود احمد ضرور میدان میں آئیں گے مگر ہماری ذاتی رائے تھی کہ نہیں آئیں گے۔آخر وہی ہوا جو ہماری رائے تھی ۔میاں صاحب کی اگزیکٹو کونسل نے جو پاس کیا وہ بذریعہ اشتہار شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔آپ (سید محمد شریف) نے مجھ سے پوچھے بغیر تاریخ اور مقام مباہلہ مقرر کر دیا جو ٹھیک نہیں،

۲۔مباہلہ سے پہلے اتمام حجت کر لینا چاہیے۔

۳۔ مباہلہ سے پہلے دو گھنٹے میں تقریر کرونگا اور دو گھنٹے آپ (سید صاحب) کریں

۴۔مباہلہ میں فریقین کے مبائعین میں سے ایک ایک ہزار،کل دو ہزار آدمی شریک ہوں

۵۔باقی شرائط کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہو جس میں دو دو ممبر فریقین کے کل چار۔اور تین غیر جانبدار۔جو ان چار کے انتخاب سے مقرر ہوں کل سات ممبر ہونگے جو باقی شرائط کا تصفیہ کریں گے۔

یہ ہے خلاصہ قادیانی جواب کا۔

ہم نے جو عنوان میں دعوی کیا ہے کہ جواب کیا ہے فرار ہے مگر مریدوں کی نظر میں قرار۔اس اشتہار کو باریک نظر سے دیکھنے سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں سید محمد شریف صاحب نے اشتہار دیا ہے کہ ہزار آدمی کی شرط لگانا شرع شریف میں نہیں ہے، نہ تقریریں کرنے کی حاجت ہے۔

ہاں میری طرف سے دو ممبر حافظ عبداللہ اور مولوی یوسف صاحبان ہونگے ۔(۱۰ جولائی)۔

ہم سردست اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں جو اخیر میں ظاہر کریں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۳۱ء مطابق ۳۰ صفر ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۳۷ ص ۵)

حدیث مجدد

مرزائی لوگ بابت حدیث حسب ذیل حوالہ جات دیتے ہیں۔ان پر روشنی ڈال کر مشکور فرمائیں:

۱۔ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ من یجدد لھا دینھا۔ (سنن ابی داوٗد)۔

امام سیوطی مرقاۃ الصعود میں اس کی بابت لکھتے ہیں اتفق الحفاظ علی تصحیحہ حاکم نے مستدرک میں بیہقی نے مدخل میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ابوالفضل عراقی اور ابن حجر اس کی صحت کے قائل ہیں۔مرقاۃ

حافظ ابن عساکر نے اس کی صحت کو صحیح مان کر لکھا ہے کہ حدیث مذکور سے ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ثابت ہوتا ہے۔(عبدالقادر بن عبداللہ حاشیہ احیاء العلوم۔ص ۳۲)۔

امام مناوی، ملا علی قاری،علی متقی نے صحیح تسلیم کیا ہے۔(مرقاۃ)

۷۔نواب صدیق حسن خان نے حجج الکرامۃ کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے:

رواہ ابو داؤد والحاکم فی المستدرک و البیھقی فی المعرفۃ عن ابی ھریرۃ باسناد صحیح

۸۔و قد اتفق الحفاظ علی تصحیح ھذا الحدیث (حجج الکرامہ۔ص۱۳۳)

۹۔ خبر داد ازانکہ برراس برمأۃ مجدد پیدا خواہد شد وہم چناں واقع شد (شاہ ولی اللہ در ازالۃ الخفاء۔ص ۴۱)

۱۰۔ و قال النبی ﷺ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔(شاہ ولی اللہ در تفہیمات الٰہیہ۔ص ۳۵)

خاکسار محمد اسماعیل خریدار اخبار اہل حدیث نمبر ۹۷۱۴۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں سب سے اول قابل غور بات یہ ہے کہ من یجدد میں

لفظ من مفرد کے معنی میں ہے یا جمع میں؟ کچھ شک نہیں کہ آج دنیا اسلام اتنی وسیع ہے کہ ایک مجدد ساری امت مسلمہ کی اصلاح نہیں کر سکتا عقلاً بھی محال ہے۔ ہمارے سامنے (بزعم خود) مجدد اعظم قادیانی ہے کیا وہ یا انکے مرید بتا سکتے ہیں کہ ان کی اصلاح چینی مسلمانوں میں کارگر ہو چکی ہے۔ عرب، ایران، افغانستان وغیرہ تو بالکل نزدیک ہیں۔ اس لئے شرح مشکوۃ میں بھی اس من کو بمعنی جمع لیا ہے۔

دوسرا لفظ تحقیق طلب تجدید ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دین رسول اللہ ﷺ نے امت کو سکھایا اور جس پر آپ امت کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے اور امت مسلمہ نے اس میں غفلت کر کے اسے چھوڑ رکھا ہے یعنی اصل توحید و سنت، وہ مجدد دین وہی دین امت مسلمہ کے سامنے پیش کریں گے جیسے خاندان دہلوی خصوصاً مولانا اسماعیل شہیدؒ نے عمل کیا۔

پس مطلب حدیث کا یہ ہے کہ ہر صدی میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو دنیا اسلام میں توحید و سنت اور اخلاق فاضلہ کی طرف مسلمانوں کو دعوت دیں گے اور شرک و بدعت سے ستھرا کر کے اصل دین ان کے سامنے پیش کرینگے آمنا و صدقنا

کیا یہ صفت قادیانی مجدد میں پائی جاتی ہے؟ ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ قادیانی کتب میں سوائے اپنی شخصیت منوانے کے دوسرا کوئی اہم مضمون نہیں ملتا ساری تصنیف کا خلاصہ یہ ہے کہ

میں کبھی آدم کبھی موسی کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

ہاں در ثمین میں یہ بھی کہتے ہیں

آدمم نیز احمد مختار در برم جامہء ہمہ ابرار،

ہاں تریاق القلوب میں یہ کہتے ہیں

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ توحید و سنت کا مضمون قادیانی کی کتب میں اتنا بھی نہیں ملتا جتنا کہ ایک چھوٹی سی کتاب تقویۃ الایمان میں ہے۔

علاوہ اس کے اس مجدد نے امت مسلمہ کے سامنے اس کا پرانا دین پیش نہیں کیا۔ بلکہ نیا دین بنا کر پیش کیا۔ مثلاً تصویر کا کھچوانا پہلے دین میں منع تھا، اس مجدد نے اس کو جائز کیا بلکہ اپنی تصویر فروخت کی۔

سب انبیاء کرام خصوصاً اولوالعزم رسل کی عزت کرنا فرض اور ہتک کرنا حرام بلکہ کفر تھا، مگر اس مجدد کا یہ حال ہے کہ کھلے منہ حضرت روح اللہ عیسیٰ مسیح کو بدترین الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ اس مجدد کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

> ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ (مرض) ذیابیطس کیلئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی ہے کہ ہمدردی فرمائی، لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون شروع کھانے عادت کرلوں تو ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔ (نسیم دعوت۔ ص ۶۷)

مقام غور ہے کہ اس مجدد نے اس کلام بے نظام میں دو بڑے جدید مسئلے اپنی جماعت کو تلقین کئے۔

۱۔ افیون فی نفسہ حلال ہے صرف لوگوں کے کہنے سے رکتے ہیں۔ کیا عجب کہ علیحدگی میں نوش فرماتے ہوں۔

۲۔ دوسرا مسئلہ آپ کی اس تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ مسیح اول شراب خور تھے۔

واضح رہے کہ شراب خوری کو خدا نے بت پرستی کے ساتھ ملا کر فرمایا ہے

انّما الخمر و المیسر و الا نصا ب و ا لاز لا م رجس من عمل الشّیطا ن فا جتنبوہ لعلکم تفلحو ن ۔(پ ۷ ع ۲)

(سن رکھو شراب، جوا، بت اور شرکیہ تیر ناپاک اور شیطانی حرکت سے ہیں، ان سے بچتے رہو تا کہ تم عذاب سے چھوٹ جاؤ)۔

باوجود اس نص صریح کے قادیانی مجدد حضرت مسیح کو شراب خور کہتا ہے تو باانصاف ناظرین غور کریں کہ یہ اسلام کی تجدید ہے یا دین جدید ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جولائی ۱۹۳۱ء مطابق ۳۰ صفر ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۳۷ ص ۵۔۶)

پیر جماعت علی شاہ اور مرزا قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین حیران ہوں کہ آج ہم نے ان دو بزرگوں کو یکجا کیوں زیب عنوان کیا ہے بحالیکہ یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں۔ ہم بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کے نقیض ہیں مگر باوجود مختلف ہونے کے ایک امر میں شریک ہیں۔ وہ امر کیا ہے؟ خودستائی۔

مرزا صاحب کا اپنی نسبت جو خیال تھا وہ تو اپنے لفظوں میں خود بیان کرتے تھے شاہ صاحب اس وزن کے دعاوی اپنے لفظوں میں خود نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ لکھنا نہیں جانتے اس لئے ان کے مریدان کی کسر نکالتے ہیں۔ جن کے اقوال آج ہم نقل کریں گے۔ مرزا صاحب قادیانی درثمین اردو میں کہتے ہیں

میں کبھی آدم کبھی موسی کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

تریاق القلوب میں کہا ہے

منم محمد واحمد کہ مجتبی باشد

درثمین میں آپ نے یہ بھی کہا

آدمم نیز احمد مختار۔ در برم جامہء ہمہ ابرار

خطبہ الہامیہ میں آپ نے کہا:

ان قدمی علی منارۃ ختم علیھا کل رفعۃ۔

(میرا قدم اس منارہ پر ہے جس پر ساری بلندیاں ختم ہیں)۔

خطبہ الہامیہ میں یہ بھی فرمایا:

لا ولی بعدی الا من تبعنی

تریاق القلوب میں مرزا صاحب نے یہ بھی کہا

اعطیت صفت الاحیاء والافناء

(مجھے زندہ کرنے اور مارنے کی طاقت دی گئی ہے)

اس قسم کے اور کئی دعوی کئے ہیں جو اپنی جگہ پر مذکور ہیں

اس کے مقابل حضرت پیر صاحب کے مریدان کے حق میں کہتے ہیں وہ سن کر خوش ہوتے ہیں مرید کہتے ہیں

ماہر علم لدنی واقف اسرار غیب
قطب عالم ، غوث اعظم ، وارث پیغمبراں
اولیاء ہونے کو دنیا میں بہت ہیں اولیاء
ان کی سیرت ان کی صورت ان کی عادت کہاں

(انوار الصوفیہ نمبر ۸ جلد ۷)

یہ بھی کہا ہے (حوالہ مذکور):

کمی نہیں ہے کسی شئے کی تیری حضرت میں
ہر ایک شخص ہے پاتا مراد من مانی
ہے کیا مجال کہ ٹل جائے تیری بات کبھی
ہر ایک لفظ ہے گویا قضائے ربانی
تو وہ مسیح نفس ہے کہ قم اگر کہدے
رہے نہ گور میں مردے کو عذر بے جانی

ایک قصیدے میں یوں خطاب ہے

تمہیں کہتا ہے کوئی غوث کوئی قطب ربانی
نشان کچھ آپ کا مجھ کو بتا دو اے مرے خواجہ
سنا کرتے ہیں عیسی کی مسیحائی کا شور و غل
دم مردہ کو تو زندہ بنا دے اے مرے خواجہ

انوار الصوفیہ نمبر ۲ ج ۵

اب ذرہ نام کی بھی تصریح سنئے (ایضا نمبر ۹ ج ۷)

نظر سے جن کے ہوئے لاکھوں ولی ہیں
وہ قطب زماں شاہ جماعت علی ہیں

اس قسم کے اشعار اور قصائد بہت ہیں ہم نے صرف نمونے کے لئے یہ چنداشعار لکھے ہیں اب ایک اور شعر سنا کر مقابلہ کی غرض بتاتے ہیں وہ شعر اس صفت کا ہے جو احادیث میں اصحاب بدر کی آئی ہے اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم خدا فرماتا ہے اے اصحاب بدر میں نے تم سب کو بخش دیا صحابہ کرام میں تو اصحاب بدر چند نفوس تھے مگر حضرت جماعت علی شاہ کے مریدین سب کے سب اس صفت کے ہیں جن کے حق میں (انوار الصوفیہ نمبر ۹ ج ۷ میں) یہ شعر ہے

عدو جن کے دارین میں روسیاہ ہیں
مریدوں کے بخشے گئے سب گناہ ہیں

ناظرین کرام! ان دونوں بزرگوں کے دعاوی پر ہم تنقید کرنا نہیں چاہتے ہاں اتنا عرض کرتے ہیں کہ ان بزرگوں کے یہ دعاوی اور یہ پاک مسیحا نفسی کا مقتضا مسلمان قوم کے حق میں یہی ہونا چاہیے تھا جو ہو رہا ہے کہ

تمام عالم میں مسلمان جہاں رعایا ہیں وہاں بھی ذلیل بلکہ ذلیل ترین جہاں برسر حکومت ہیں وہاں بھی بمقابلہ ضعیف۔ اور ضعف میں دن رات تنزل۔ ملک پر ملک چھن رہے ہیں شہروں میں املاک جا رہے ہیں تو دیہات میں اراضی چھن رہی ہیں تجارت تباہ فلاحت برباد یہاں تک کہ ایمان و عمل بھی معدوم۔

آپ اور آپ کے اتباع ذرہ سا صبر و سکون کر کے ہمیں بتا دیں کہ ان دونوں بزرگوں کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے مسلمانوں کی جو حالت تھی آج اس سے کچھ اٹھی ہے یا اس سے بھی گری ہوئی؟ یقیناً گری ہوئی نہیں بد سے بدتر بلکہ بدترین۔ تو کیا ہم ان دونوں حضرات کی خدمت میں یہ شعر نذر کریں

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسی سے سوا ہو
جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

ہمارا استفسار: یہ تو ان دونوں حضرات کی بابت ہمارا مشترکہ ریویو ہے اب ہم خاص شاہ صاحب سے روئے سخن کرتے ہیں

کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی اور دعوت کل مسلمانوں کے خلاف ہے ہر ایک فرقہ ان سے نالاں اور ہر ایک جماعت ان کے دعاوی کی مکذب

مگر واقعہ یہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ (شاہ صاحب) کی طرف سے اس گروہ کے مقابلہ میں کوئی خاص توجہ نہیں کی جاتی ہے کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ سال بھر میں آپ کے حلقہ سے کتنی کتابیں کتنے اشتہار یا کتنے مضامین تردید مرزا میں نکلتے ہیں اور ان کا کیا انتظام ہے؟ یا آپ کے ایما سے کتنے آپ کے خدام مرزائیوں سے مباحثات کرتے ہیں؟

مزید افسوس ۔ ہمارے ناظرین شائد مطلع نہ ہوں کہ شاہ صاحب کے اردگرد کلانور وغیرہ میں اس وقت عیسائیوں رافضیوں اور مرزائیوں کی اتنی کثرت اور زور ہے کہ پنجاب کے دوسرے علاقوں میں ... یہاں تک کہ پیر جماعت علی ...ان سب کے درمیان میں گویا ...ہے تو کیا ان لوگوں کی غلط کاری یا اردگرد کی کثرت آپ سے مخفی نہیں ہے؟ مخفی نہ ہوگی تو کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ آپ نے خاص اپنے اردگرد سے ان تینوں فرقوں کی غلط کاری یا گمراہی کے انسداد کا کیا طریق سوچا۔ یا کیا عمل کیا؟

ہاں ہم بافسوس اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ جس جماعت حقہ (اہل حدیث) پر شاہ صاب کی خاص نظر عتاب رہتی ہے اسی جماعت کے متعدد واعظ ان کے علاقہ میں ان سے محاصرہ توڑنے کے لئے کئی کئی ماہ دورہ کرتے رہے کئی جگہ مباحثے کئے اور اب بھی گلہ مہاراں وغیرہ میں کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

شاہ صاحب تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہر مسلمان پر خصوصاً آل رسول پر فرض مقدم ہے پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اتنے اوصاف کے مالک ہوکر اس ضروری کام خاص کر تردید مرزا پر بھی توجہ نہیں کرتے کیا اس لئے کہ (بقول مرزا محمود خلیفہ قادیان) آپ کو ان سے کبھی کام پڑتا ہے ۔اور آپ ان سے کچھ امید خیر رکھتے ہیں چنانچہ مرزا محمود احمد قادیانی نے لکھا ہے:

> اتفاقاً ریل گاڑی میں ایک ہی جگہ مجھے اور جماعت علی صاحب کو بیٹھنا پڑا جب گاڑی چلی تو انھوں نے پوچھا آپ کہاں جائیں گے؟ میں نے کہا بٹالہ جا رہا ہوں ۔ پھر انھوں نے پوچھا خاص بٹالہ جائیں گے یا کسی گاؤں میں ۔ مین نے کہا قادیان ۔ کہنے لگے کیا آپ قادیان کے رہنے والے ہیں؟ میں نے ہاں قادیان کا رہنے والا ہوں۔ کہنے لگے آپ کا مرزا صاحب کے

ساتھ کوئی رشتہ بھی ہے؟ میں نے کہا ہاں رشتہ ہے۔ پھر پوچھا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں۔ اس پر پیر صاحب نے بڑے تپاک کا اظہار کیا اور کہا کہ میں تو بڑی مدت سے آپ کی ملاقات کا شائق تھا۔ بہت خوشی ہوئی آپ سے ملاقات ہوگئی۔

ان دنوں ان کا ایک احمدی سے مقدمہ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی احمدی سے ملاقات ہو جائے تو اس کے ذریعہ سے مقدمہ میں سفارش کرائیں۔

خیر اس کے بعد انہوں نے میوہ کشمش وغیرہ منگوایا اور مجھے بھی کھانے کے کہا مجھے نزلہ تھا میں نے عذر کیا کہنے لگے یہ تو یوں ہی باتیں ہیں جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہو ہی جاتا ہے۔ (الفضل ۲۱ فروری ۱۹۳۱ء ص ۲۸)

ناظرین! یہ مقابلہ دکھانے سے ہماری غرض کسی پر چوٹ کرنی نہیں بلکہ یہ مقصود ہے کہ مسلمان ہر ایک مدعی کے پنجے میں نہ پھنس جایا کریں بلکہ اس کے کام دیکھا کریں کیونکہ شیخ سعدی فرما گئے ہیں

هنر بنما اگر داری نہ جوہر
گلست از خار ابراہیم از آذر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جولائی ۱۹۳۱ء ص ۳۔۴)

مباہلہ ہوگا؟ غالباً نہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں ہم فریقین کی اشتہار بازی بتا چکے ہیں۔ سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی اہل حدیث کے اشتہار کے بعد خلیفہ قادیان نے جو اشتہار دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

فریقین کے ممبروں کی سب کمیٹی اس وقت بیٹھے گی جب آپ ہماری باتیں مان لیں گے کہ ایک ایک ہزار آدمی فریقین کا ہو۔ دو دو گھنٹے فریقین تقریر کریں۔ وغیرہ

اس کا جواب سید صاحب کیا دیں گے۔آج تک شائع نہیں ہوا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جولائی ۱۹۳۱ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۳۸ ص ۵)

قادیانی اورعیسائی مناظرہ کیوں نہیں ہوتا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم نے بارہا لکھا ہے کہ مذہبی تحقیق کے لئے گفتگو کرنا یا مجلس مقرر کرنا ہر طرح مستحسن ہے، پھراس میں توقف کیا اوراس کے لئے شرائط کیا۔کون نہیں جانتا کہ قوانین مناظرہ فطری ہیں ۔ جوفطری نہ جانتا ہو، وہ تعلیمی طور پر جان سکتا ہے ۔علم مناظرہ میں سب کچھ مذکور ہے ۔مگر بایں ہمہ عیسائی اور قادیانی مناظرہ کیوں نہیں ہوتا حالانکہ آج سے ۳۸ سال پہلے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ڈپٹی عبداللہ آتھم مناظرعیسائی کا مناظرہ ہوا،اس کی شرائط اورطریق دونوں فریقوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے پھرکیوں مباحثہ نہیں ہوتا۔ ہمارے خیال میں اس کا زیادہ جواب دہ عیسائی گروہ ہے کیونکہ ان کی طرف سے تحریک ہوئی تھی اسلئے ان کو جھکنا چاہیے تھا۔ممکن ہے ہماری رائے غلط ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جولائی ۱۹۳۱ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۳۸ ص ۵)

قادیانی مسخرہ پن

جناب مولوی محمد مہرالدینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۵ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعوی میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہی دنوں آسمان سے اتر آئے کیونکہ میں تو موجود ہوں ،مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں ۔میرے دعوی کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر آئے تا میں ملزم ٹھہر سکوں ۔

آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتا دکھائی دے۔ اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی (جیسی آپ کی دعا محمدی بیگم کے حق میں قبول ہوئی ؟ ثناء اللہ امرتسری) کیونکہ اہل حق کی دعا مبطلین کے مقابلہ میں قبول ہو جایا کرتی ہے لیکن آپ یقین سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔

پھر صفحہ ۶۸۳ میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعوی نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس تیرہ سو سال میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوی نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں (مسیح موعود کا نہ آنا ہی آپ کے مسیح موعود ہونے پر دلیل ہے؟ یاللعجب۔ ثناء اللہ)

مرزا صاحب قادیانی اہل حق کو کتنا تنگ کرتے تھے۔ بھلا اس فتنوں کے زمانہ میں ایسی مستجاب الدعوات ہستیاں جن کی دعا فوراً قبول ہو جائیں کہاں ہیں۔ اگر ہوتے تو آپ ہوتے۔ آپ ہوتے تو آج نہ سلطان محمد ہوتا، نہ فاتح قادیان۔ ہم کو تو یقین ہے کہ وقت مقررہ پر اس کا ظہور ضرور ہوگا۔ تعجیل کار شیاطیں بود۔ کیونکہ کافروں کی عادت تھی کہ انبیاء کو یہ کہہ کر تنگ کرتے تھے کہ عذاب کا جو تم وعدہ دیتے ہو اگر سچ ہو تو دعا کر کے اتار دو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ سے بھی یہی درخواست ان کی رہا کرتی تھی کما قال تعالی:

و یستعجلو نك بالعذاب و لو لا ا جل مسمی لجاء هم العذاب

(یعنی کفار عذاب کی جلدی کرتے ہیں اگر سچے ہو تو دعا کر کے اتارو)

دیکھو لو مرزا صاحب قادیانی بھی اسی طرح مدعیان نبوت وغیرہ اہل باطل کے خیالات اختراعیہ سے مدد لیا کرتے تھے۔ اس کی یہاں تصدیق ہوگئی اور کفار کے خیالات سے ان کا تائید لینا ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ جس طرح کفار ہمارے نبی ﷺ کو عاجز کرنے کی غرض سے عذاب کی جلدی کیا کرتے تھے کہ اگر وہ آنے والا ہے تو جلد اتار لاؤ، اسی طرح مرزا صاحب قادیانی بھی مسلمانوں کو عاجز کرنے کی غرض سے کہا کرتے تھے کہ اگر مسیح اترنے والا ہے تو جلد اتار لاؤ۔

چونکہ ان کو تقلید کفار کی عادت ہوگئی تھی اس لئے ان کو اس کا خیال بھی نہ آیا کہ اگر میں یہ دلیل پیش کرونگا تو قرآن پڑھنے والے کیا کہیں گے۔ مرزا صاحب جو فرماتے تھے کہ میں تو اس وقت موجود ہوں اگر عیسی اس وقت نہ اترے تو میرا دعوی ٹوٹ نہیں سکتا۔ (ب یہ بات کون کہے کہ مرزا صاحب تو آنجہانی بن گئے۔ ثناء اللہ امرتسری)

غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر کوئی فرعون خدائی کا دعوی کر کے یہی دلیل پیش کرے کہ اگر میں خدا نہیں تو دعا کر کے خدا کو اتار لاؤ، تو کیا اس کا جواب بھی ایسا ہی مشکل نہ ہوگا جیسا کہ مرزا صاحب قادیانی کے اس سوال کا کہ:

اگر مسیح زندہ ہے تو اس کو ابھی آسمان سے اتار لاؤ۔

مشکل ہے، کیونکہ کسی میں ایسی طاقت نہیں کہ خدا کو یا مسیح کو اتار سکے۔ پھر کیا اس عجز سے اس فرعون کا دعوی ثابت ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جو بات بھی نکالتے تھے ایسی نکالتے تھے کہ کسی مسلمان کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں گذری ہوگی ایسے لوگوں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نظر انداز نہ کرنا چاہیے:

عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ سیکون فی آخر الزمان ناس من امّتی یحدثونکم بما لا تستمعوا بہ انتم و لا آباءکم فایاکم و ایاھم۔ رواہ مسلم

(یعنی فرمایا نبی ﷺ نے آخری زمانہ میں میری امت کے بعض لوگ ایسی نئی باتیں کہیں گے کہ نہ تم نے سنیں نہ تمہارے آباء واجداد نے۔ ان لوگوں سے بہت دور رہو)

اسلام کے مدعیو! اس کے بعد بھی اب اگر ان کی باتیں دل لگا کر سنو گے اور اپنے نبی کو ناراض کرو گے تو تمہاری مرضی۔ ہاں آپ لوگوں کی بے اختیاری ہے

نیک و بد سوجھے نہیں جب دل کہیں لگ جائے ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جولائی ۱۹۳۱ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۳۸ ص ۵، ۶)

ایک آیت کی تفسیر میں فلاسفہ حال کے پانچ اقوال

قابل توجہ علماء اور طلباء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۱ جولائی ۱۹۳۱ء کو ثنائی درس قرآن شریف میں آیت اذ قتلتم نفساً زیر درس آئی۔ اس وقت درس کا عجیب سماں تھا کیونکہ اس وقت میں نے نئے فلاسفہ مفسرین کی عبارتیں سنائیں جو گذشتہ تفسیروں پر ہنسی کرتے اور اپنی تفسیروں کو ان سے بہتر جانتے ہیں۔

چونکہ علمی مذاکرہ تھا اس لئے اسے ناظرین تک پہنچاتے ہیں تاکہ وہ بھی لطف حاصل کریں اور ان ہنسنے والوں پر ہنسیں۔ ان تسخروا منّا فانّا نسخر منکم کما تسخرو ن

پہلے ہم آیت ساری نقل کرتے ہیں:

و اذ قتلتم نفساً فا دّا ر ء تم فیھا و اللہ مخر ج ما کنتم تکتمون ۔ فقلنا ا ضر بوہ ببعضھا کذا لك یحی اللہ الموتی و یر یکم آیاتہ لعلکم تعقلو ن (پ ۱)

(ترجمہ: یاد کرو جب تم (بنی اسرائیل) نے ایک نفس کو قتل کر دیا پھر اس میں باہمی جھگڑا کیا جس چیز کو تم چھپاتے تھے خدا اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔ پھر ہم (خدا) نے کہا اس کو اس کے بعض حصے سے لگاؤ۔ اسی طرح اللہ مردے زندہ کرے گا۔ اور تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو)

مفسرین اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کے اس فعل سے مردے کی روح مردہ جسم سے ملصق ہو گئی اور اس نے اپنا قاتل بتا دیا۔

آج اس کی تائید ہوتی ہے کہ ممالک یورپ خصوصاً امریکہ میں تحضیر ارواح (روحوں کو حاضر کرنے کا) ایک فن ایجاد ہو کر ترقی کر رہا ہے جس کے ذریعہ سے عامل لوگ ارواح کو حاضر کر کے معلومات حاصل کرتے ہیں۔

اس فن کی ابتداء حضرت موسیٰؑ کی معرفت خدا نے کرائی تھی مگر آج کل کے فلاسفر چونکہ ایسے واقعات کو خلاف عقل اور خلاف قانون قدرت جانتے ہیں اس لئے وہ اس آیت کی تفسیر میں اپنی عقل کی جولانی دکھاتے ہیں جو قابل دید ہے۔

سب سے پہلے سر سید احمد خان مرحوم کی سنیئے جو ان سب سے اقدم ہیں۔ آپ اپنی تفسیر القرآن میں یوں گویا ہیں:

> و اذ قتلتم ۔ اس قصہ کو پہلے قصے سے کچھ تعلق نہیں۔ بیل کے ذبح کرنے کا قصہ ختم ہو چکا۔ یہ دوسرا قصہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہ تھا اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ سب لوگ جو موجود ہیں اور انہی میں قاتل بھی ہے مقتول کے اعضاء سے مقتول کو ماریں۔ جو لوگ درحقیقت قاتل نہیں ہیں وہ بہ سبب یقین اپنی بے جرمی کے ایسا کرنے میں کچھ خوف نہ کریں گے مگر اصلی قاتل بہ سبب خوف اپنے جرم کے جواز روئے فطرت انسان کے دل میں اور بالتخصیص جہالت کے زمانے میں اس قسم کی باتوں سے ہوتا ہے ایسا نہیں کرے گا اور اسی وقت معلوم ہو جائے گا۔ اور وہی نشانیاں جو خدا نے انسان کی فطرت میں رکھی ہیں لوگوں کو دکھاوے گا اس قسم کے حیلوں سے اس زمانہ میں بھی بہت سے چور معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ بہ سبب خوف اپنے جرم کے ایسا کام جو دوسرے لوگ بلا خوف بہ سبب تقویت اپنی بے جرمی کے کرتے ہیں نہیں کر سکتے پس یہ ایک تدبیر قاتل کے معلوم کرنے کی تھی اس سے زیادہ اور کچھ نہ تھا (تفسیر احمدی جلد اول۔ ص ۱۰۱)

نوٹ: اس تفسیر میں سر سید احمد خان علی گڈھی نے قتل نفس سے مراد واقعی قتل انسان سمجھا ہے اور اضربوہ کے معنی بھی ضرب لگانے ہی کے لئے ہیں مگر زمانہ جہالت کی یادگار بتائی ہے۔

دوسرے مفسر سر سید احمد خان سے دوم درجہ جناب مرزا صاحب قادیانی ہیں۔ آپ آیت کی تفسیر میں یوں گویا ہیں:

> یہودیوں کی ایک جماعت نے خون کر کے چھپا دیا تھا اور بعض بعض پر خون

کی تہمت لگاتے تھے۔ سو خدا تعالی نے اصل مجرم کے پکڑنے کے لئے یہ تدبیر سمجھائی کہ تم ایک گائے کو ذبح کر کے اس کی بوٹیاں اس لاش پر مارو اور وہ تمام اشخاص جن پر شبہ ہے ان بوٹیوں کو نوبت بنوبت اس لاش پر ماریں جب اصلی خونی کے ہاتھ سے لاش پر بوٹی لگے گی تو لاش سے ایسی حرکات صادر ہوں گی جس سے خونی پکڑا جائے گا۔ اب اس قصہ سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ صرف ایک دھمکی تھی کہ تا چور بے دل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے لیکن ایسی تاویل سے عالم الغیب کا عجز ظاہر ہوتا اور ایسی تاویلیں وہی لوگ کیا کرتے ہیں جن کو عالم ملکوت کے اسرار سے حصہ نہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات میں ایک حرکت مشابہ حرکت حیوانات پیدا ہو کر اس سے بعض مشتبہ و مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے ہمیں چاہیے کہ سچائی کو ضائع نہ کریں اور ہر ایک وہ خاصیت یا خاصیت جو عین صداقت ہے اس کو خدا تعالی کی طرف سے سمجھیں

(تفسیر خزینۃ العرفان۔ص ۱۳۸۔۱۳۹۔ زیر آیت و اذ قتلتم)

نوٹ: اس میں بھی قتل نفس سے مراد قتل انسان ہی رکھا ہے ہاں اس کے زندہ ہونے کو مسمریزم کا کرشمہ قرار دیا ہے۔ بہت خوب۔

تیسرے مفسر مرزا صاحب قادیانی کے اول خلیفہ مولوی حکیم نورالدین ہیں آپ نے اپنے درس قرآن میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے:

و اذ قتلتم نفساً۔ یعنی جب انسان اپنی شہوانی اور نفسانی قوتوں پر غلبہ پا کر ان کو اپنے پاؤں میں کچل دیتا ہے تو اس کو ایک نور ملتا ہے کیا معنی کہ انسان جو مختلفۃ القوی کا مجموعہ ہے جب وہ نفس امارہ پر فتح پا کر اس حالت سے نکل آتا ہے تو اپنے اندر ایک روشنی پاتا ہے۔ مثلاً یہ بات صاف ہے کہ جب انسان شہوت کو بے جا محل پر استعمال کرنے سے روکے گا تو اس کو عفت کی روشنی ملے گی غضب کی قوت کو دبائے گا تو حکم مل جائے گا طمع کو

دبائے گا تو قناعت سے بہرہ ور ہوگا۔ اضطراب ترک کرے گا استقلال عطا ہوگا بزدلی نامردی کے مارنے سے شجاعت ملے گی اور بلند پروازگی روح پیدا ہوگی اور یہ اشارہ ہے ظالم النفسہ ہونے کی طرف کیونکہ بدون اس کے وارث کتاب اللہ نہیں ہوسکتا مدارج عالیہ کے حصول کے لئے پہلے دکھ اٹھانا ضروری ہے۔ انسان حزن وغم سے اسی وقت محفوظ ہوسکتا ہے جب وہ اپنے اوپر ایک موت وارد کرلے

فادارأتم فیها و الله مخرج ما کنتم تکتمون

کے معنی ہیں تم نے اس میں روشنی پائی یعنی اس قتل نفس میں تم کو روشنی ملے گی۔ اللہ تعالی کی یہ صفت ہے کہ وہ تمہاری مخفی قوتوں اور فعلوں کو ظاہر کردیتا ہے اللہ تعالی کی اس صفت پر غور کرنے سے انسان دو فائدے اٹھا سکتا ہے۔ اول یہ کہ وہ یہ سمجھ کر اللہ تعالی ہر ایک مخفی بات کو ظاہر کردیتا ہے گناہ کی زندگی سے نکل سکتا ہے اور بچ سکتا ہے۔ دوم سعی اور مجاہدہ کر کے بہت سی ان قوتوں کو نشو ونما دے سکتا ہے جن کا اس کو علم بھی نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہمارا یہ منشا نہیں ہے کہ ان قوتوں کو جو حیوانی جذبات اور شہوانی خواہشات کے موجب ہوتے ہیں اور طبعی تقاضا ہیں بالکل مارڈالو۔ نہیں نہیں بلکہ فقلنا اضر بوه ببعضها .. الخ۔ پس ہم نے تو یہ حکم دیا ہے کہ بعض کو بعض کے ساتھ مارو (کیا معنی؛ اگر حرص غالب ہو تو قناعت اختیار کرو، غضب بھڑ کے تو حلم اور نرمی سے مقابلہ کرو، یعنی محاذی قوتوں اور قواء کو باہم مارو کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ ایسے مقابلہ سے وہ مخفی اور نہاں درنہاں بلکہ مردہ یا پژمردہ قوتوں کو نشو ونما دیتا ہے) اسی طریق پر اللہ تعالی مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے اور اپنے نشانات تم کو دیا کرتا ہے تاکہ تم عقل و دانش سیکھو۔ (پارہ اول۔ ص ۱۰۶)

نوٹ: یہ تفسیر سابقہ مفسرین کے خلاف ہوتی تو پرواہ نہ ہوتی۔ پرواہ تو اس امر کی ہے کہ حکیم نورالدین صاحب نے اپنے پیرومرشد، بلکہ مسیح اور مہدی بلکہ نبی اور مرسل یزدانی مرزا صاحب قادیانی کی بھی پرواہ نہ کی۔ قتل نفس سے اپنی نفس کشی بتلائی اور فادار أتم سے مراد روشنی حاصل کرنا۔

چوتھے مفسر: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے راسخ مرید مولوی محمد علی امیر جماعت لاہوری ہیں۔ آپ اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں کہ قتل نفس سے مراد بے شک قتل نفس ہے مگر نفس سے مراد حضرت عیسیٰ مسیح ہیں۔ اس کے ساتھ ہی لکھا ہے:

رہا یہ سوال کہ فقلنا اضربوہ ببعضھا سے کیا مراد ہے؟ اضربوہ میں ضمیر نفس کی طرف جاتی ہے کیونکہ بعض وقت نفس کی ضمیر بلحاظ معنی مذکر آجاتی ہے اور بعضھا کی ضمیر فعل قتل کی طرف جاتی ہے یعنی بعض قتل سے اس کو مارو یا فعل قتل اس پر پورا وارد نہ ہونے دو چنانچہ ضمیر کا قتل کی طرف جانا جو مصدر فعل سے مفہوم ہے۔ بحرالمحیط میں بھی تسلیم کیا گیا ہے اور یہی سچ ہے کہ حضرت مسیح پر پورا فعل قتل وارد نہیں۔ صلیب پر آپ صرف تین گھنٹے رہے اور اتنی دیر میں کوئی شخص صلیب کی موت سے مر نہیں سکتا۔ آپ کے ساتھ جو چور صلیب دیئے گئے تھے ان کی ہڈیاں توڑی گئیں آپ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں یہی فاضربوہ ببعضھا ہے اور کذلك یحی اللہ الموتی کہہ کر بتا دیا کہ جس کو تم نے مردہ خیال کر بیٹھے تھے اسے خدا نے یوں زندہ رکھا یا زندہ کر دیا اور یہ جو فرمایا یریکم آیاتہ لعلکم تعقلون تو بتایا کہ مسیح جو تم کو مردہ معلوم ہوتا تھا جس طرح خدا نے اسے زندہ کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنا، اس کی زندگی کا مقصد تھا اسی طرح اگر تم بھی اعلائے کلمۃ اللہ کا کام اختیار کرو تو گو تم لوگ ایک مردہ قوم ہو اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی عطا فرمائے گا۔

نوٹ: یہ تفسیر سابق مفسرین کے علاوہ اپنے پیر و مرشد حکم عدل مسیح موعود مہدی معہود کے بھی خلاف ہے، جو ان کے مذہب میں جائز نہیں۔ خیر۔

پانچویں مفسر: امرتسری اہل قرآن پارٹی کے سرگروہ ہیں جو درحقیقت سرسید احمد خان سے مستفیض ہیں مگر اپنی رائے جدا بھی رکھتے ہیں۔ آپ نے اس مقتول نفس سے حضرت ہارون بتایا ہے۔ ((تفسیر بیان للناس۔ ص ۵۲۰)) ۔ اس کے بعد لکھا ہے:

انسان کا اصل بعض جس پر اس کا قیام ہے وہ اس کے سر اور دھڑ کا مرکب حصہ ہے ہاتھ اور پاؤں اصل اس جزو کے لئے بطور شاخوں کے ہیں

مطلب اس کا یہ ہے کہ اس نفس کے دھڑ والے حصہ کو اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے مارو۔ جب کسی شخص کا تنفس بند ہو جاتا ہے اور دل کی حرکت رک جاتی ہے تو دوبارہ تنفس قائم کرنے کے لئے یہ عمل بھی کیا جاتا ہے کہ اس بے ہوش آدمی کو کسی اونچی جگہ پر لٹا دیتے ہیں اور چار آدمی دو اس کے ہاتھوں کو اور دو اس کے پاؤں کو پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ایک شخص اس کے ایک ہاتھ کو سینے سے لگاتا ہے اور جب وہ اسے اٹھا لیتا ہے تو دوسرے ہاتھ والا بھی ایسا ہی کرتا ہے پاؤں والے بھی اس کی ایڑیوں کو باری باری اس کے چوتڑوں پر مارتے ہیں اس تدبیر سے کبھی کبھی تنفس قائم ہو جاتا ہے چونکہ یہ تجویز خود اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے مفید دیکھ کر بتلائی تھی اس لئے اس کے حق میں اس کا نتیجہ خیز ہونا لازم تھا۔ حاصل یہ ہے کہ وہ شخص سکتہ کی حالت سے الٰہی تجویز کے مطابق ہوش میں آ گیا اور قاتلوں کا کافی اور مکمل طور پر ایسا پتہ لگا دیا کہ جس سے کسی شخص کے لئے انکار کی گنجائش نہ رہی اور خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو گیا کہ جسے تم چھپاتے تھے میں اس کو ظاہر کرنے والا ہوں پھر اس شخص کی طاقت زائل ہونے لگی اور وہ سچ مچ مقتول ہو گیا اور خدا تعالیٰ کا فرمان قتلتم بھی اس کے حق میں صحیح ثابت ہوا۔

(تفسیر بیان للناس۔ص ۵۲۳)

نوٹ: اس عبارت میں قتل نفس سے مراد سکتہ لیا ہے۔ سکتہ والا آدمی مردہ یا مقتول نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس عبارت سے ایک صفحہ پہلے لکھ آئے ہیں:

اس جگہ قتلتم کا لفظ ماضی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص سچ مچ قتل ہو گیا تھا اور اس قتل سے جانبر نہیں ہوا تھا۔ (تفسیر بیان للناس۔ص ۵۲۱)

هل هذا الا تناقض صريح و تهافت قبيح

نوٹ: ہمیں اس موقع پر ان فلاسفہ مفسرین کے مختلف اقوال دکھانے مقصود ہیں، ان پر بحث کر کے صحیح کو صحیح یا غلط کو غلط دکھانا مقصود نہیں۔ ہاں ہمارا خیال ہے کہ آج امام غزالیؒ ہوتے تو اپنی کتاب تہافۃ الفلاسفہ کا دوسرا حصہ ان فلاسفہ خمسہ مفسرین کے ذکر میں لکھتے۔ سچ ہے:

گرتو قرآن بریں نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔اگست ۱۹۳۱ء مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۰ ص ۳۔۵)

مجوزہ گھڑیالوی، قادیانی مباہلہ میں محاکمہ

ناظرین کرام! آپ لوگوں کو معلوم ہوگا مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مسیحیت اور مہدویت کا دعوی کیا تو اس کے ثبوت میں انہوں نے اپنی روحانیت کو یوں پیش کیا کہ میری دعائیں قبول ہوتی ہیں چنانچہ اسی زعم میں انہوں نے مولوی عبدالحق غزنوی ساکن امرتسر سے ۱۵ جون ۱۸۹۳ء مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۱۰ھ کو میدان عیدگاہ امرتسر میں مباہلہ کیا تھا، اس مباہلہ کے بعد مرزا صاحب پہلے فوت ہوئے اور غزنوی صاحب نے نو سال بعد انتقال کیا (حالانکہ مرزا صاحب کا صاف قول ہے کہ مباہلہ کرنے والوں سے جو جھوٹا ہوتا ہے وہ سچے کے سامنے مرجاتا ہے۔ الحکم ۱۰، اکتوبر ۱۹۰۷ء)

دوسرا واقعہ مرزا صاحب کی روحانیت کا یہ ہے کہ انہوں نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا جس کا نام تھا، مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔ اس اشتہار میں انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ مولوی ثناء اللہ میری تکذیب اور تردید کرتا ہے اس لئے میں تیرے تقدس کا دامن پکڑ کر دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں فوت کر۔ اس دعا کو مرزا صاحب نے خدا کے حضور رجسٹری بھی کرا دیا کیونکہ قادیانی اخبار بدر میں لکھا تھا کہ میں (مرزا) نے جب ثناء اللہ کی بابت دعا کی تو مجھے الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع۔ یعنی میں (خدا) نے تیری یہ دعا قبول کر لی) (۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)

نتیجہ: مولوی عبدالحق غزنوی سے نو سال پہلے اور مجھ خاکسار سے آج تک تئیس سال پہلے فوت ہو جانا صاف صاف فیصلہ خداوندی ہے کیونکہ مرزا صاحب کا اپنا قول ہے مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے (اخبار الحکم ۱۰۔اکتوبر ۱۹۰۷ء ص ۹) فقطع دابر القوم الآیۃ

باوجود ان فیصلوں کے قادیان سے مباہلہ کی آواز اٹھتی رہی جس کے جواب

میں جلسہ اہل حدیث بٹالہ میں سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی نے میاں محمود احمد کو دعوت مباہلہ دی جس کے لئے وہی مقام (امرتسر) جہاں ان کے والد صاحب متوفی نے مباہلہ معین کیا تھا اور تاریخ بارہ جون ۱۹۳۱ء مقرر کی۔

اس کے جواب میں میاں محمود صاحب قادیانی نے بذریعہ اشتہار اعلان کیا کہ میں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں مگر بشرائط ذیل:

۱۔ ہر فریق اپنے اتباع میں سے ہزار یا پان سو آدمی ساتھ لائے جو مباہلہ میں شریک ہوں ان کے نام اور پتے پہلے بتائے جائیں۔

۲۔ ہر فریق دو گھنٹے پہلے تقریر کرے جس میں مسئلہ حیات و وفات مسیح پر اور صداقت یا بطالت مرزا پر بحث ہو۔

۳۔ یہ دو امر تو قطعی لاتبدیل ہیں۔ ان کے علاوہ اور امور کے تصفیہ کے لئے ایک کمیٹی بنے جس میں دو دو ممبر فریقین کے اور تین ممبران چاروں کے انتخاب سے کل سات ممبروں کی کمیٹی مبادی مباہلہ کا فیصلہ کرے۔

ہماری رائے میں جو بالکل واقعات پر مبنی ہے میاں صاحب قادیانی نے بظاہر مباہلہ کا اقرار کیا لیکن درحقیقت فرار۔ اس کی تفصیل بتانے کے لئے ہم پہلے مباہلہ کے تاریخی واقعات سناتے ہیں

کچھ شک نہیں کہ مباہلہ کا مسئلہ قرآن شریف میں آیا ہے جہاں عیسائیوں کو کہا گیا ہے کہ ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين آؤ ہم دونوں فریق اپنے اپنے عیال کو ساتھ لے کر بالمقابل دعا کریں جس میں جھوٹوں پر لعنت کریں۔

اس آیت کے اترنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے یوں عمل کیا کہ حضرات علی فاطمہ اور حسن حسین کو ساتھ لیا اور فرمایا میں جب دعا کروں گا تم نے آمین کہنا (تفسیر معالم وغیرہ) ہاں بطور خود شرکت کرنے والے اور اصحاب بھی تھے میاں محمود صاحب نے ابن عساکر سے حضرات ابوبکر عمر عثمان کا ساتھ نکلنا نقل کیا ہے۔ وہ بطور شرکت تھا بطور شرط نہ تھا۔ اسی طرح ابوحیان سے کسی جماعت کا منقولہ قول بھی بطور واقعہ کے نہیں ہے بلکہ محض اس قائل کا خیال ہے واقعہ صرف یہی ہے جو تفسیر معالم وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضرت مع عیال خود میدان کی طرف تشریف لے گئے مگر عیسائی نہ آئے انہوں

نے اس میں اپنی ہلاکت سمجھی۔

یہ تو ہے سنت نبویہ۔

اب سنئے مرزا صاحب نے مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ کیسے کیا۔

۱۔مباہلہ سے پہلے کوئی تقریر نہیں کی کیونکہ مرزا صاحب اس اس بات کا فیصلہ ہو گیا تھا کہ تقریر کوئی نہ ہو گی چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ یہ ہیں

مجھے منظور ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کروں گا۔

(خط مرزا مندرجہ اشتہار غزنوی ۸ ذی قعد ۱۳۱۰ھ۔جون ۱۸۹۳ء)

صرف ان الفاظ میں فریقین کی دعا تھی جو مقرر ہو چکے تھے

۲۔مولوی عبدالحق غزنوی اکیلے نکلے تھے کیونکہ مرزا صاحب نے اعلان کیا ہوا تھا کہ

مجھ کو اس شخص (غزنوی) اور ایسا ہی ہر مکفر سے جو عالم یا مولوی کہلاتا ہے مباہلہ منظور ہے (اشتہار مئی ۱۸۹۳ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۴۹)

اسی لئے میاں محمود نے بھی حال میں تسلیم کیا ہے کہ

حضرت مسیح موعود (مرزا) کے زمانہ میں ایک ایک آدمی کے ساتھ مباہلے ہوئے۔ (اخبار الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۳۱ء ص ۷)

پس ہزار پانچ سو کی تعداد بطور شرط کے مقرر کرنا خلاف سنت نبویہ اور اعمال مرزا قادیانی کے بھی خلاف ہے۔لہذا یہ یہ اقرار نہیں بلکہ فرار ہے۔

ایک بات میاں محمود نے یہ بھی کہی ہے کہ سید محمد شریف صاحب نے تاریخ از خود مقرر کر لی اور مقام مباہلہ بھی خود ہی مقرر کر دیا جو ہم کو منظور نہیں

ہم دیکھتے ہیں کہ میاں صاحب اس عذر میں بھی راستی پر نہیں کیونکہ مرزا صاحب نے بھی مقام اور تاریخ خود ہی مقرر کی تھی (ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۵۰)

مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے اپنی مقرر کردہ تاریخ پر یہاں تک اصرار کیا تھا کہ غزنوی مرحوم نے جب کسی وجہ سے تاریخ میں تبدیلی چاہی تا مرزا صاحب نے جواب میں لکھا: اب ہرگز تاریخ تبدیل نہیں ہو گی

لعنة الله علی من تخف منا و ما حضرت فی ذلك التا ریخ و الیوم و الوقت (خط مرزا صاحب بنام غزنوی مندرجہ اشتہار غزنوی مذکور) یعنی جو فریق

مقررہ تاریخ اور وقت پر نہ آئے اس پر اللہ کی لعنت ہو)

نتیجہ: واقعات نبویہ اور افعال مرزائیہ سے مندرجہ ذیل نتائج صاف صاف نکلتے ہیں

۱۔ مباہلہ اکیلے ہوسکتا ہے۔

۲۔ مباہلہ میں کوئی تقریر نہیں ہوتی۔

۳۔ تاریخ اور وقت مقرر کرنا داعی کا ہے

پس ان وجوہ سے ہم خدالگتی کہتے ہیں کہ میاں محمود صاحب مباہلہ کو ٹالتے ہیں جس کی وجہ بجز اس کے کوئی نہیں کہ انہوں نے اپنے باپ کی موت دیکھی ہوئی اس لئے وہ موت سے گھبراتے ہیں اور سید محمد شریف صاحب بزبان حال ان کو کہتے ہیں ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم۔

سید محمد شریف صاحب توجہ فرمائیں: کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب بذریعہ مباہلہ غزنوی اور بذریعہ آخری فیصلہ، اپنے متعلق حق و باطل کا فیصلہ درگاہ خداوندی سے کرا چکے تھے جو بحمد اللہ مسلمانوں کے حق میں کافی سے زیادہ مفید ثابت ہو چکا تھا علاوہ وہ آسمانی فیصلہ کے لودہانہ میں انعامی مباحثہ میں بذریعہ مسلّمہ ثالث کے زمینی فیصلہ بھی کرا چکے تھے جس میں انہوں نے مبلغ تین سو روپیہ مجھ خاکسار کو بطور مال غنیمت دیا تھا۔ جس کی روداد فاتح قادیان کے نام سے مطبوعہ دفتر اہل حدیث سے ملتی ہے۔ باایں ہمہ آپ نے نئے سرے سے تحریک مباہلہ کی ہے تو اب آپ اس کی تکمیل بھی کیجئے جس کی صورت یہ ہے کہ آپ صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار اعلان کر دیں کہ

میں (محمد شریف) مع عیال خود فلاں روز اتنے بجے فلاں جگہ فلاں مقام میں میاں محمود قادیانی کے ساتھ مباہلہ کرنے پہنچ جاؤنگا مضمون مباہلہ یہ ہوگا

اے خدائے علیم و بصیر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ان کے دعوے مسیحیت موعودہ وغیرہ میں جھوٹا جانتا ہوں اور میاں محمود ان کو سچا کہتے ہیں

الہ العالمین جو ہم میں سے تیرے نزدیک اس بیان میں جھوٹا ہے تو اس پر ایسی لعنت کر کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔ آمین

اسی طرح میاں محمود کہیں کہ میں سچا جانتا ہوں وغیرہ

ہم وجدانی پیش گوئی کرتے ہیں کہ نصاری نجران کی طرح میاں صاحب

موصوف مقابلہ پر آنے میں پس وپیش کریں گے تو آپ ان کو اس وقت صاف صاف سنا دیجئے گا

بہانہ کرتا ہے ساقیا نہیں ہے شیشے میں مئے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لیں گے ترا سبو بھی نہیں رہے گا

(اہل حدیث ۷۔اگست ۱۹۳۱ء مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۰ ص ۵۔۷)

قیامت کبری آ گئی

بہاء اللہ اور مرزا قادیانی کا دعوی ایک ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دنیا میں جو لوگ مدعی اصلاح ہوئے ہیں انہوں نے یہی کہا کہ ہم دنیا کی اصلاح کر کے اہل دنیا کو اعلی معراج پر پہنچانے آئے ہیں۔ ان میں جو سچے تھے وہ تو بحکم خدا اپنا کام کر گئے اور جو محض مدعی تھے وہ دنیا کو امیدوں میں چھوڑ گئے۔ آج ہم دو فریبی مدعیان کا دعوی دکھاتے ہیں۔

شیخ بہاء اللہ ایرانی جو گذشتہ صدی میں دنیا سے رخصت ہوئے ان کا دعوی تھا کہ الہامی نوشتوں میں جس واقعہ کو قیامت کبری کہا گیا ہے وہ میں ہوں۔ چنانچہ ان کے اتباع اس قیامت کبری کی تشریح یوں کرتے ہیں:

تمام اہل بصیرت جب آسمانی کتابوں کو بغور مطالعہ کرتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مقدس کتابوں میں ایک عظیم الشان امر کی خبر دی گئی ہے جسے قیامت کبری کہتے ہیں اس کا دوسرا نام یوم اللہ ہے اسی کو ساعت کہا گیا ہے یعنی وہ وقت جب کہ اللہ یعنی جلوہ جمال الٰہی آشکار ہوگا۔ اس کی تجلی سے ایک ایسا عظیم الشان ہنگامہ رست وخیز برپا ہوگا جیسا دنیا میں کبھی نہ ہوا تھا۔

کتب مقدسہ بیان کرتی ہیں کہ جب دنیا میں ظلم وستم پھیل جائیگا، تکلیف اور تنگی بڑھ جائے گی، تمام قومیں پریشان ہوں گی، تمام مذہبوں

میں اختلافات اور جھگڑے پڑ جاویں گے، لوگ حقیقت و روحانیت سے بے بہرہ ہو جائیں گے، جانی و مالی نقصانات اور خطرات بہت ہوں گے، ہولناک مصیبتیں دنیا کو گھیر لیں گی، ایک گہری تاریکی دلوں پر چھا جاوے گی ۔اس وقت ایک مبشر الٰہی کھڑا ہوگا اور آنے والے خداوند کے قرب ظہور کی بشارت دے گا، آفتاب جمال حق کے عنقریب طلوع ہونے کا مژدہ سنائے گا، وہ ظہور اعظم کیلئے راہیں تیار کریگا دلوں کو شوق انتظار سے بھر دے گا۔
اس کے بعد ایسا ہوگا کہ خداوند بزرگ جلوہ گری فرمائے گا اور اپنی پر جلال آواز سے دنیا کو ہلا وے گا۔ اور مشرق و مغرب سے تمام قوموں کو خدا کی طرف بلائے گا اور عالم انسانی کو ایک نئی شریعت دے گا اور انہیں کامیابی کا صاف اور سیدھا راستہ بتائے گا۔
اور جب یہ آفتاب جمال غروب ہو جائے گا تو اس کی ایک بزرگ شاخ نمودار ہوگی اور خداوند کے آسمان فضل پر ایک چاند نکلے گا جو خداوند کی کرسی عظمت پر بیٹھے گا اس کے دین کی روشنی پھیلائے گا اس کی ہیکل عبادت بنائے گا اس کے کلمہ مقدسہ کو تمام عالم میں پھیلائے گا۔ تمام عالم میں حقیقت کی نئی روشنی نمودار ہوگی۔ ان نفوس مقدسہ کے قیام سے غلط خیالات کی تاریکیاں دور ہوں گی علمی حقائق کے موتی چمکیں گے مذہبی اختلافات مٹ جائیں گے قومیں متحد ہوں گی خداوند اس دن تمام چیزوں میں ایک نئی کیفیت پیدا کر دے گا اس لئے پرانے حسابات بدل جائیں گے۔ دنیا میں ایک نئی بہار آئے گی اسرار و معارف واشگاف ہوں گے علوم وفنون عام ہوں گے دور دور پڑے ہوئے مقامات کی راہیں کھلنے سے وہ باہم قریب ہو جائیں گے سب قومیں آپس میں ملنے لگیں گی دلوں کے بغض دور ہوں گے دوسری بڑھ جائے گی الفت زیادہ ہوگی تمام لوگوں میں عالم گیر بھائی چارہ ہوگا خوشی کی لہریں اٹھیں گی۔ سرور کی خوش گوار ہوائیں چلیں گی۔ خداوند اپنی قدرت سے ظلم وستم کو مٹائے گا عدل وانصاف پھیل جائے گا وہ خود تمام امتوں میں فیصلہ فرمائے گا تہذیب وشائستگی قائم کر دے گا سب کے دلوں کو

ملا دے گا تب قتل وغارت کا دور دورہ ختم ہوگا لڑائیوں کا زمانہ چلا جائے گا لوگ اپنی تلواروں کو توڑ کر ہسوے بنا لیں گے لڑائی کے ہتھیار توڑ کر زراعت کے آلات بنا ڈالیں گے پھر کوئی قوم کسی قوم پر تلوار نہ اٹھائے گی اور کوئی جماعت کسی جماعت سے جنگ نہ کرے گی۔ خلاصہ یہ کہ نئی زندگی کی خوش گوار ہوائیں چلیں گی مردے زندہ ہوں گے اگلی تاریکیاں مٹ جائیں گی ہر طرف کمالات حقیقت کی روشنیاں چمکیں گی انسانی فضائل زیادہ سے زیادہ ظہور میں آئیں گے مشرق و مغرب انوار حق سے روشن ہو جائیں گے .... جمال موعود (یعنی بہاء اللہ۔ ثناء اللہ امرتسری) کا آفتاب طلوع ہو گیا جلوہ معبود کا خورشید جگمگانے لگا ساعت وعدہ آ گئی اور قیامت قائم ہوگئی صبح ظہور نمودار ہوئی نور خدا بہاء اللہ جلوہ آراء ہوا اور جمال اللہ ظہور فرما ہوا۔ اور اس نے پر جلال اور شاندار آواز بلند کی جس سے تمام آفاق گونج اٹھے اور عالم میں تہلکہ مچ گیا اور ہر طرف یہ صدا سنائی دینے لگی، رب موعود آ گیا، جمال معبود ظاہر ہو گیا، خدا کا یوم معہود نکل آیا اور خدا کا امر قطعی آ پہنچا۔ خداوند بدلیوں کے سایہ میں اتر آیا۔ روئے زمین جلوہ حق سے پر نور ہوگئی پل صراط قائم کر دیا گیا۔ کتاب لا کر رکھ دی گئی، حجاب ہٹ گیا نقاب اٹھ گیا نشانات بارش کی طرح برسنے لگے علم وعرفان کے درختوں پر سبز پتے نکل آئے اور وہ پھولوں سے لد گئے۔ مردے اٹھ کھڑے ہوئے بوسیدہ ہڈیاں زندہ ہو گئیں۔

خدا کے قلم اعلیٰ سے معارف وعلوم کی نہریں جاری ہوئیں اس کی انگلیوں نے سر بمہر شراب طہور کی مہروں کو کھول دیا۔ اپنی الواح مقدسہ (ان اوراق کا نام ہے جو بہاء اللہ کی طرف منسوب ہیں۔ ثناء) میں کلمات انبیاء کی حقیقت کو روشن کر دیا۔ پاکبازوں کے ان بیانات کے مغز اور راز کو کھول دیا جو لوگوں کی نظروں استعارات تھے یہاں تک کہ تمام پیغمبروں کے اسرار کی مہریں کھل گئیں اور پاک دلوں کے لئے نبیوں کے حقائق و مقاصد واضح ہو گئے اور ایک نئی شریعت دنیا کو دی گئی جس پر تمام قومیں اور ملتیں مجتمع ہو گئیں اور ایسا عظیم

الشان پروگرام جاری کیا جس کے ذریعہ مختلف دینوں اور مذہبوں کے لوگ ایک ہو گئے ۔

حضرت بہاء اللہ نے اپنے تمام اولیاء واحباء کو تمام قوموں سے محبت کرنے کا حکم دیا اور تمام اہل عالم کی خدمت کیلئے تاکید فرمائی اپنے ماننے والوں کے لئے عبادت نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ کے طریق مقرر فرمائے گناہوں اور ہلاکتوں سے ان کو روکا جیسے قتل زنا چوری غیبت جھوٹ افتراء اور ان کے سوا تمام بری اور مکروہ باتوں سے منع فرمایا ۔ ہر جگہ حکومت عادلہ کے قوانین کی اطاعت کا حکم دیا بادشاہوں اور حاکموں کی فرمان برداری اور علماء کے احترام کا حکم دیا اور معارف کے عام کر دینے کی تاکید فرمائی ۔لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیم وتربیت فرض قرار دی جس بات سے لوگوں میں نفرت واختلاف پیدا ہو ایسی بات سے بچنے کی نہایت تاکید فرمائی ۔ بدگوئی،لعنت ،گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے کی سخت ممانعت فرمائی بلکہ ہر ایک ایسی بات کی ممانعت کی جس سے دلوں میں پھوٹ پڑے اور نفوس انسانی مکدر ہوں یہاں تک کہ اجازت حکام کے بغیر ہتھیار باندھنا ممنوع قرار دیا اور ایسی بات جس سے نظام میں خلل پڑے حرام قرار دی۔

حضرت بہاء اللہ نے اپنے آخری دنوں میں اپنے دست مبارک سے کتاب عہدی لکھی اور اس میں منصوص اور مصرع طور پر مرکز میثاق کا تعیین فرما دیا اور تمام لوگوں کو صاف صاف راہ ہدایت دکھائی اور اس کتاب عہد میں مکرر طور پر اوصاف کمال اور پاکیزہ اخلاق کے احکام دیئے یہاں تک کہ اپنے ماننے والوں میں سے بہت سے شائستہ اور پاکیزہ نفوس پیدا کر دیئے اور اپنے آسمان امر میں چمکتے ہوئے ستارے لگا دیئے ۔آیات الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوتی رہیں اور الطاف الٰہی کے مینہ برستے رہے یہاں تک کہ وہ زمانہ آ گیا جب کہ آفتاب حقیقت پردہ پوشیدگی میں چلا گیا اور وہ جلوہ رب اپنے اقدس واعلیٰ مقام کو اٹھ گیا ۔اور اس کی حقیقت مقدسہ باطنی ہویت میں ہماری نظروں سے غائب ہو گئی اور یہ حادثہ ماہ ذی قعد ۱۳۰۹

مطابق ۱۶۔ ایار ۱۸۹۲ء میں ہوا۔ (کوکب ہند۔ مئی جون ۱۹۳۱ء ص ۵۔ ۹)

سوال یہ ہے کیا دنیا میں ایسا ہوا ہے؟ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں دن بدن اندھیرا چھا رہا ہے اور جہالت پر جہالت ترقی کر رہی ہے دیانت صداقت دنیا سے مفقود ہو رہی ہے۔ باوجود اس کے مدعی اور ان کے اتباع کہے جاتے ہیں کہ قیامت کبری قائم ہو گئی یعنی دنیا سے جہالت بطالت اٹھ کر ہدایت صداقت پھیل گئی۔ یاللعجب

خیر اس کے بعد دوسرے مدعی کا مقولہ سنئے جو اس سے بھی واضح تر ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے، اور آپ خاتم الانبیاء ہیں، اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب جمع ہو جائیں، زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔

(چشمہ معرفت۔ ص ۸۲۔ ۸۳)

(مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں) کیسا پیارا اور پسندیدہ اور کیسا صاف صاف وعدہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں سب قومیں ایک ہو جائیں گی اور ایک ہی مذہب (اسلام) پر جمع ہو جائیں گی۔

سوال یہ ہے کہ ایسا ہو گیا؟ واللہ اگر ایسا ہو گیا ہے تو ہمیں بھی اس مدعی کو سچا ماننے میں عذر نہیں۔ مگر ہائے افسوس دنیا کا پتہ پتہ شہادت دیتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کے خلاف دنیا میں نئے نئے مذاہب باطلہ پیدا ہو رہے ہیں یا سرے سے مذہب کو جواب ہی دے دیا جاتا ہے۔ مگر کہنے والے بجائے نادم ہونے کے الٹے اکڑتے ہیں

اور دنیا کی آنکھوں میں مٹی اور کنکریاں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں جو حقیقت میں انہی کی آنکھوں میں پڑتی ہے۔ سچ فرمایا لایحیق المکر السی ا لّا با ھلہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اگست ۱۹۳۱ء مطابق ۲۸ ربیع الاول جلد ۲۸ نمبر ۱۴ ص ۳۔۴)

قادیانی بڑے ہوشیار ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

المؤمن غر کریم (الحدیث)

بحکم حدیث شریف مومن بڑا صاف دل سیدھا سادا ہوتا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ دوسروں کو بھی اپنے پر قیاس کر کے بھلا آدمی سمجھ لیتا ہے۔

حدیث کا دوسرا ٹکڑا ہے کہ غیر مسلم بڑا ہوشیار اور مکار ہوتا ہے۔

خیر یہ تو حدیث شریف کا مضمون ہے ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی گروہ بڑا ہشیار ہے ہر کام میں اپنا مقصد زیر نظر رکھتا ہے کیونکہ ان کا مقبولہ مقولہ ہے:

ہمارا اصل کام تبلیغ احمدیت ہے۔ (الفضل قادیان ۱۶ ستمبر ۱۹۳۰ء)

ابھی کل کا ذکر ہے کہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے صاف الفاظ میں اعلان کیا تھا کہ:

ہم جنگل کے درندوں سے صلح کر سکتے ہیں مگر اپنے عقاید پر طعن کرنے والوں سے صلح نہیں کر سکتے۔ (الفضل قادیان ۸ فروری ۱۹۲۹ء)

یہ دونوں اعلان اپنے مضمون میں صاف ہیں۔ با ایں ہمہ خلیفہ قادیان کبھی زمینداروں کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں، کبھی کشمیر کی مصیبت میں عملی ہمدردی کرنے کو کشمیر کمیٹی میں نہ صرف شریک ہوتے ہیں بلکہ اس کے صدر بن کر ہمدردی کے اشتہار اور ٹریکٹ شائع کر رہے ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بغیر کسی غرض کے کشمیریوں سے محض بحیثیت انسان یا بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمدردی ہے؟

نہیں، کیونکہ ایسا کرنا ان کے اعلان مندرجہ الفضل ۱۶ ستمبر ۱۹۳۰ء کے خلاف ہے۔ بلکہ اصل غرض ان کی تبلیغ مرزائیت یعنی نبوت مرزا کا زہر مسلمانوں کو ہمدردی کے دودھ میں پلانا ہے، کیونکہ ان کا اعلان ہے کہ:

جو بات تبلیغ احمدیت کے لئے کسی حد تک بھی مفید ہو ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے
(الفضل قادیان ۱۶ستمبر ۱۹۳۰ء)

پس ہمارے ناظرین مطلع رہیں کہ قادیانیوں کی دانش مندی ہے کہ وہ ہر کام میں اپنا مذہبی فرض نہیں چھوڑا کرتے۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ جس کسی غرض سے شریک ہوں گے اس سے ان کی غرض یہ ہوگی کہ مسلمانوں کو ہم سے نفرت کم ہوتا کہ ہم انہیں زہر پلاسکیں۔اب یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس انس اور ملاپ میں مرزائیوں پر اپنا اثر ڈالیں۔اثر کا طریق ہم سے سنیں:

اس حال میں جب مرزائیوں سے میل جول ہونے لگے تو چپکے سے ان کو کہا کرو کہ:

مرزا صاحب اگر حقیقت میں مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوتے تو آج دنیا میں نہ کوئی غیر مسلم ہوتا نہ کوئی ان کوستاتا بلکہ ساری دنیا میں ایک ہی مذہب (اسلام) ہوتا اور مسلمان سب ایک دوسرے کے ہم درد ہوتے۔(چشمہ معرفت۔ص۸۳)

کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان کسی قسم کا بغض و کینہ نہ ہوگا (مشکوۃ) حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کشمیر میں غیر مسلم نہ صرف رعایا بلکہ حکومت بھی غیر مسلم ہے۔وغیرہ۔

اس طرح مسلمان اگر ان بھولے ہوئے لوگوں کو سمجھائیں گے تو انشاء اللہ اچھا اثر ہوگا اور اگر مسلمان اپنے فرض سے غافل رہیں گے اور وہ غافل نہ ہوں گے تو نتیجہ وہی ہوگا جو چوہے کی غفلت اور بلی کی ہشیاری میں ہوتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔اگست ۱۹۳۱ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۲ ص ۵۔۶)

الہام قادیانی: خلاف آیت قرآنی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں ہے:

اللہ لاالہ الا ھو الحی القیو م لا تأ خذہ سنۃ و لا نو م لہ ما فی

السماوات و ما فی الارض۔

(یعنی) اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا نہیں آتی اس کو اونگھ اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمین میں ہے

عیسویت۔ بائیبل کے حوالے: مرزائی مولوی محمد یعقوب نے فاروق قادیان ۷۔ اپریل ۱۹۳۰ء صفحہ ۷ پر عیسائی مشن کی تردید ہوئے لکھا ہے:

خدا سو جاتا ہے: بائبل کا خدا غلبہ نیند کی وجہ سے بہت دفعہ سو بھی جاتا ہے چنانچہ لکھا ہے:

۱۔ میں نے تھکی ہوئی جان کو آسودہ کیا اور ہر غمگین روح کو سیر کیا اس پر میں جاگا اور نگاہ کی اور میری نیند مجھے میٹھی معلوم ہوئی۔ (یرمیاہ ۳۱: ۲۵۔۲۶)

۲۔ حضرت داؤد دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بیدار رہو کیوں سو رہتا ہے تو اے خداوند جاگ ہم کو ہمیشہ کے لئے ترک مت کر۔ (زبور ۴۴: ۲۳)

۳۔ اے میرے خدا! اے میرے رب! اٹھ اور میرے انصاف کے لئے اور میرے فیصلہ کیلئے جاگ۔

الہام مرزا قادیانی:

البشریٰ حصہ ۲ صفحہ ۷۹:

اصلی و اصوم اسھر و انام و اجعل لك انوار القدوم و اعطیك ما یدوم ان اللہ مع الذین اتقوا (یعنی، میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں، اور تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کرونگا اور وہ چیز تجھے دونگا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں)

نوٹ: قرآن مجید لا تأخذہ سنۃ و لا نوم فرما کر اس لغو عقیدہ کی تردید کرتا ہے۔ اگر کوئی مرزائی یہ کہے کہ الفاظ،

میں جاگتا ہوں اور سوتا ہوں،

خدا کے بارے میں نہیں، مرزا صاحب کے بارے میں ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ

یہ بات سراسر غلط ہے۔خدا نے (بقول مرزا) مرزا صاحب کو مخاطب کر کے الفاظ مطلب اسھر و انا م ، اپنی نسبت کہے ہیں جیسا کہ دوسرے الفاظ (تیرے لئے اپنے آنے کے نورعطا کرونگا اور وہ چیز تجھے دونگا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی) اس کو ثابت کرتے ہیں۔

الف: تبلیغ رسالت جلد۲ صفحہ ۲۵:

جو الہام قرآن کریم کے مخالف ہو وہ صحیح نہیں ٹھہر سکتا

ب۔ براہین صفحہ ۳۲۷، ۴۳۱، اور چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۱:

الله لا اله الّا هو الحی القیو م لاتاخذه سنة و لا نو م

ج۔ چشمہ معرفت صفحہ ۲۲:

جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔

د: چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۱:

جیسا کہ موت اس پر جائز نہیں ایسا ہی ایسا درجہ کا تعطل حواس بھی جو نیند اور اونگھ سے ہے وہ بھی اس پر جائز نہیں۔

ھ: الفضل ۲۳ مئی ۱۹۳۱ء صفحہ ۷:

اسی طرح خدا کی ایک صفت یہ ہے کہ اسے نینداور اونگھ نہیں آتی۔اللہ تعالی قرآن میں لا تا خذه سنة و لا نو م فرما کر یہ حقیقت واضح کرتا ہے

ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کا الہام صریح قرآن مجید کے خلاف ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔اگست ۱۹۳۱ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۲ ص ۶۔۷)

مباہلہ اور مباحثہ میں کیا دیر ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ ہوا سری نگر کشمیر کے ایک دوست نے بتایا کہ ایک جگہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ ایک ہی گھوڑا سوار گذر سکتا تھا۔ایک طرف سے انگریز آیا، دوسری طرف ایک پٹھان سوار تھا۔انگریز نے آواز دی ہٹو۔پٹھان نے للکارا تم ہٹو۔ دو تین مرتبہ

ایسا ہونے کے بعد انگریز نے کہا تم کون ہو؟ پٹھان نے کہا ہم آفریدی۔ انگریز نے آفریدی نام سن کر سن کر از راہ شفقت کہا: آیئے خان صاحب چلے آیئے۔

یہ ایک قصہ عبرت انگیز ہے۔ اس کی مثال آج ہمیں قادیان سے ملتی ہے۔ قادیانی جماعت ایک باقاعدہ جنگجو ہے۔ جنگ سے مراد ہماری مذہبی مقابلہ ہے۔ ہر ایک مذہب والے سے ان کا مقابلہ رہتا ہے۔ مقابلہ کی نوعیتیں دو ہیں۔ مباحثہ اور مباہلہ۔ ہر ایک خالف کو للکارا کرتے ہیں کہ آؤ ہم سے مناظرہ یا مباحثہ کر لو، ورنہ ہم دعا کریں گے تم برباد ہو جاؤ گے۔

گو قادیانی دعاؤں کا اثر بارہا معلوم ہو چکا ہے خصوصاً محمد علی قاتل کی رہائی کے لئے جو تہجدیں پڑھ پڑھ کر دعائیں مانگی گئیں خلیفہ قادیان رو رو کر دعائیں مانگتے رہے مگر جواب جو ملا وہ سب کو معلوم ہے کہ قاتل مذکور کو کھلے بندوں دی گئی۔

باوجود اس کے قادیانیوں کا دعوی دعا گوئی ختم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ خدا نے ایک آفریدی بشکل سید محمد شریف ساکن گھڑیالہ کو آمادہ کیا۔ جنہوں نے خلیفہ قادیان کو مباہلہ کی دعوت دی۔ جس کے جواب میں خلیفہ صاحب بڑی سوچ بچار سے خوب شرط شروط لگائیں۔ جن میں بڑی ضروری شرط یہ تھی کہ فریقین کے ساتھ ہزار ہزار آدمی خاص اتباع میں سے شریک مباہلہ ہوں۔

جب اس کا جواب ۷۔ اگست ۱۹۳۱ء کے اہل حدیث امرتسر میں دیا گیا جس میں بتایا گیا کہ یہ شرط سنت نبویہ اور فعل مرزا کے بھی خلاف ہے، تو آفریدی کے سامنے سے انگریز ہٹ گیا۔

پہلے تو اخبار الفضل میں بڑے زور سے لکھا جاتا تھا کہ مباہلہ میں شریک ہونے والوں کی بڑی تعداد میں مردوں بلکہ عورتوں کی بھی درخواستیں آرہی ہیں، مگر افسوس ہے کہ ان نہ وہ مرد نظر آتے ہیں، نہ عورتیں، نہ بوڑھے، نہ جوان۔ وجہ کیا؟ یہی کہ اپنے والد ماجد کی موت یاد کر کے ڈرتے ہیں جو خواب میں ان کو کہتے ہوں گے:

من نہ کردم شما حذر بکنید۔

سچ ہے: السعید من وعظ بغیرہ

رہا مباحثہ، سو اس کی حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کے مباحثہ کی وہی مثال

ہے جو کسی نے طوطے کو سکھا رکھا تھا: دریں چہ شک۔
ان کا مباحثہ کیا ہے؟ آؤ وفات مسیح پر بحث کر لو۔
اب جو عیسائی سامنے آئے وہ چونکہ پہلے ہی وفات مسیح کے قائل ہیں کیونکہ ان کی انجیل میں لکھا ہے:

مسیح نے چلا کر جان دی،

تو قادیانیوں کا دریں چہ شک، ختم ہو گیا۔
عیسائیوں نے غضب پر غضب یہ کیا کہ مبحث میں مسیح قادیان کی شخصیت کو داخل کر دیا۔ بس پھر کیا تھا سناٹا ہو گیا۔
ورنہ یہ شرط بھی کوئی مشکل نہ تھی کہ خلیفہ قادیان چونکہ باپ کی جگہ ہے اس لئے وہ خود مباحثہ کرے۔
ہم عیسائیوں سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ مہربانی کر کے ہمارے کہنے سے یہ شرط اٹھا دیں۔ بلکہ خلیفہ کی نیابت میں جو بھی مناظرے میں آئے، اسے قبول کریں اور مسیح بن مریم اور مسیح قادیان کی شخصیت پر مباحثہ کریں:

صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کے لئے

فریقین کے مباحثہ میں ہم بطور خادم دونوں فریق کی خدمت کریں گے کیوں کہ

دل کو چھوڑوں یا جگر کو میں
میری دونوں سے آشنائی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔اگست ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۳ ص ۵۔۶)

قادیانی مسیح اور حواریوں میں اختلاف

جناب سید محمد حسن شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:
اخبار الفضل قادیان کے ایک نمبر میں مرزا سلطان احمد صاحب کی وفات کا ذکر درج ہوا ہے۔ نظر بریں کہ وہ اپنے اہل و عیال کو داغ مفارقت دے گئے، ہم بھی افسوس کرتے ہیں۔

مرزا جی کا عام دستور تھا کہ وہ ہر واقعہ سے اپنی صداقت ظاہر کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے اس لئے ممکن نہیں کہ ان کے حواری مسیح صاحب کے قدم بقدم نہ چلیں لہذا ان کی بھی یہی عادت ہے کہ ہر واقعہ سے اپنا مطلب سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں مرزا سلطان احمد صاحب مرزا جی کے فرزند اکبر تھے مگر مرزا جی کو نبی نہ ماننے کے سبب درگاہ رب العالمین میں اپنے باپ کے صحیح فرزند تسلیم نہ کئے گئے اور کہا جاتا ہے کہ آخر کار مرزا سلطان احمد متوفی نے اپنے چھوٹے بھائی یعنی موجودہ خلیفہ قادیان (محمود احمد) کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

قادیانی امت کے لئے اپنے نبی کے بیٹے کی وفات سے بڑھ کر کوئی سانحہ عظیم نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ عام طور پر مشہور ہے کہ، بیٹے باپ کی نشانی ہوتے ہیں،۔ لہذا قادیانی اصحاب سے حد درجہ غفلت سمجھی جاتی اگر وہ اس واقعہ عظیم کو مرزا جی کی صداقت میں پیش کرنے سے قاصر رہتے یا دریغ کرتے۔

اس اصول کی بنا پر انہوں نے اس موقعہ سے بھی فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ مرزا سلطان احمد متوفی کی بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے الفضل کے ایک قابل نامہ نگار اور پکے مرزائی نے مرزا قادیانی کے ایک فرزند کی پیدائش کے بارے میں ان کے ایک الہام کا ذکر کیا ہے جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں: وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔، اور اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ دراصل مرزا غلام احمد صاحب کے چار بیٹے تھے مگر ایک (مرزا سلطان احمد) بوجہ باپ کی مسیحیت اور مہدویت اور کرشنیت کو نہ ماننے کے مرزا جی کا صحیح معنوں میں بیٹا نہ بن سکا اور حقیقی بیٹے تین ہی رہ گئے۔ مگر وہ فرزند جس کے تولد کی مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی، اپنی خاص الخاص برکتوں سے اس فرزند بدراہ کو صراط مستقیم پر لے آوے گا۔ اور اس طرح سے مرزا صاحب کے چار بیٹے حقیقی معنوں میں بیٹے کہلاسکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہی معنی ہیں اس الہام کے کہ:

وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جس فرزند کے وسیلہ سے اس الہام نے پورا ہونا تھا یعنی جس نے تین کو چار کرنے والا ہونا تھا الفضل کے قابل نامہ نگار نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ موجودہ خلیفہ قادیان (محمود احمد) ہیں۔

ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ مرزا جی نے ہزاروں تکلیفیں اور لاکھوں دکھ اٹھا کر اپنی مسیحیت کا ڈھانچہ کھڑا کیا مگر انہی کے نام لیوا اپنے بانی کی تعلیم کو بھول گئے ہیں۔ یہی معنی ہیں کسی امت کے تباہ ہونے کے۔

اس لئے قادیانی امت کی عین خیر خواہی کی نیت سے ہم انہیں مرزا جی کا پڑھایا ہوا سبق یاد دلاتے ہیں۔ اس کے صلے میں ہم آپ سے بطور فیس کچھ نہیں مانگتے۔ ہاں اتنا عرض کریں گے کہ ذرہ غور سے سنئے تا کہ پھر فراموش نہ ہو جائے۔

آپ کے مسیح موعود نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک پیش گوئی کا اشتہار دیا تھا جس کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

پیش گوئی

بالہام اللہ تعالی واعلامہ عزوجل۔

خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں، اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا، اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔

سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں، موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں، باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر

ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جاوے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شوکت اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے ۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔

دوشنبہ ہے، مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق و العلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی سے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا و کان امرا مقضیا ۔

خاکسار مرزا غلام احمد مولف براہین احمدیہ ہوشیار پور طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء (مجموعہ قادیانی اشتہارات۔ جلد اص ۱۰۰۔۱۰۲)

پیشگوئی کا مطلب کتنا صاف اور صریح ہے کہ کسی موافق یا مخالف کو دم مارنے کی جگہ نہیں ہے آخر کار مرزا صاحب کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو آنجناب نے اپنی

صداقت کا اظہار کرنے کے لئے ایک اشتہار دیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

خوش خبری:

اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالی سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ موجودہ حمل میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا آج ۱۶ ذی قعد ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا فالحمد للہ علی ذلک

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کس وقدر بزرگ پیش گوئی ہے جو ظہور میں آئی ...

اطلاع ہو کہ ہم نے پیش از وقوع اپنی پیش گوئی کی نسبت دعوی کیا تھا اور پھر وہ کیسا اپنے وقت پر پورا ہوا۔

المشتہر: خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء

ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے گھر لڑکا ضرور پیدا ہوا۔ اور گو اس کی پیدائش نے کچھ عرصہ کے لئے مخالفوں کا منہ بند کر دیا مگر مرزا جی کے لئے آئندہ مشکلات کا ایسا دروازہ کھولا کہ دنیا دوزخ کا نمونہ بن گئی۔

آہ! اسکا کیا علاج کہ موعود لڑکے کی حیات و ممات اور دیگر مذکورہ صفات مرزا جی کے بس کی بات نہ تھی۔ یہ تو محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہے کہ وہ جب تک چاہے کسی کو دنیا میں رہنے کی اجازت دے۔ الہام الٰہی کے مطابق تو موعود لڑکے کے اوصاف یہ تھے:

وہ بڑی عمر پانے والا اور سخت ذہین ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا فرزند دل بند گرامی ارجمند مظهر الاول والآخر مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔ جلد جلد بڑھے گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ وغیرہ

مگر تقدیر خدا غالب ہے جس قادر مطلق نے مرزا جی کو محمدی بیگم کے نکاح سے محروم رکھا

اور جس زمین و آسمان کے پیدا اور فنا کرنے والے نے مرزا سلطان محمد (شوہر محمدی بیگم) کو مرزا صاحب کی مقرر کردہ اڑھائی سال میعاد میں وفات نہ دی، وہ اس بات پر بھی قادر تھا کہ مرزا جی کی تکذیب کے لئے اس لڑکے کو ان صفات کا متصف نہ کرے جن کا اظہار مرزا جی نے اپنی صداقت کا نشان بتلایا تھا چنانچہ پسر موعود ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو تین دن کم پندرہ مہینے کی عمر پا کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے حواریوں کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گیا:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

مرزائیو! خدا سے ڈرو اور سوچو کہ جس فرزند ارجمند کے پیدا ہونے کا الہام تھا اور جس نے تین کو چار کرنا تھا، وہ تو تمہارے نبی کے کہنے کے مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو مر بھی گیا اور تمہارے ہی نبی کے بیان کردہ اصول کے مطابق، الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے،۔ پھر تم کس منہ سے مرزا محمود احمد میں تین کو چار کرنے والی صفت بتاتے ہو؟ پس:

ذرہ انصاف تو کیجئے نکالا کس نے شر پہلے

معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی جماعت بھی مسئلہ تناسخ پر ایمان رکھتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب ان کے مسیح زمان نے ہی، کرشن، ہونے کا دعوی کر رکھا تھا تو آخر کوئی نہ کوئی عقیدہ ان میں اس جماعت کا ہونا بھی ضروری ہے جس کا پیشوا اصل کرشن ہو۔

مرزا جی کی نبوت کا نقشہ کھڑے کرنے والو بتاؤ کہ

۱: کیا پسر موعود نے ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو مر کر موجودہ خلیفہ قادیان میاں محمود احمد کا جنم اختیار کیا تھا جنہیں اب تم تین کو چار کرنے والا کہتے ہو۔

۲۔ کیا الہام الٰہی اور خاص کر وہ الہام جو کہ نبی اپنی صداقت میں پیش کرے، غلط ثابت ہوتے ہیں؟ اگر غلط نہیں ہوتے اور یقیناً نہیں ہوتے تو ایسی خرافات کو الہام الٰہی جتانے والا کون ہوتا ہے؟ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اگر جواب دینے کی کوشش کی تو مندرجہ ذیل اصولوں کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

الف: اصل القرآن؛ لو کان من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافاً کثیراً

(یعنی جو کلام خدا کی طرف سے القاء اور وحی نہ ہو اس میں بہت بڑا اختلاف ہوتا ہے اور یہی اختلاف اس کے کذب کی دلیل ہے)

ب۔اصل مرزا: ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر کوئی امتحان نہیں ہو سکتا۔ (دافع البلاء)

احمدی دوستو! مرزا جی کو نبی ماننا تمہارے اختیار میں ہے کیونکہ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ:

نیک بد سوجھے نہیں جب دل کہیں لگ جائے ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔اگست ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۳ ص ۶۔۸)

مناظرہ پکھو کے معماراں ۱۹۳۱ء

۱۷ اگست ۱۹۳۱ء کو بمقام پکھو کے معماراں مولوی محمد شفیع محمدی اور مولوی سلیم مرزائی میں مناظرہ ہوا۔ حق کو فتح ہوئی۔ راقم: محمد یعقوب ناظم انجمن اسلامیہ پکھو کے معماراں

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۸۔اگست ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ۔ص ۱۴)

مباہلہ مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج ہم ایک ایسے فیصلہ شدہ امر پر بحث کرنے کو ہیں جس کا نہ صرف آسمان پر بلکہ زمین پر بھی فیصلہ ہو چکا ہے، مگر قادیانی اور لاہوری مرزائی اہل زبان و اہل قلم نے آسمانی اور زمینی فیصلے کو مشتبہ کرنے کی کوشش کی تو آج یہ مضمون لکھنے کی نوبت آئی۔ قادیانی اہل قلم اور اہل زبان سے شکایت نہیں کیونکہ وہ تو یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا منکر خواہ کیسا ہی ایمان دار ہو ان کے نزدیک قطعی کافر ہے۔ (انوار خلافت۔ص ۹۰۔۹۱)

ہاں لاہوریوں سے تعجب آتا ہے جو قادیانیوں سے زیادہ معقول پسندی کا دعوی کرتے ہیں ان کے امیر مولوی محمد علی نے بھی اس امر میں تعصب اور ناانصافی کا جو نمونہ دکھایا ہے زمانہ سابق میں اس کی مثال نہ ملے گی تفصیل اس کی یہ ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جو یہ ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم الله الرحمن الرحيم۔نحمده و نصلى على رسوله الكريم۔ يستنبئونك احق هو۔ قل اى و ربى انه لحق۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام على من اتبع الهدى

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔

مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مصر نہیں ہوسکتا۔

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تا کہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے

اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں

خدا کی طرف سے نہیں۔
یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین
مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔
میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت

لا تقف ما ليس لك به علم

پر بھی عمل نہیں کیا۔
اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے

ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

اس اشتہار کا مضمون بالکل صاف ہے۔ ناظرین اسے ایک نظر پھر دیکھ جائیں اور للہ بنظر غور دیکھیں کہ اس میں کسی سطر یا کسی فقرہ میں مباہلہ کا لفظ بھی ہے؟ ہر گز نہیں۔ ہاں یہ لکھا ہے کہ:

محض دعا کے ساتھ فیصلہ چاہتا ہوں۔

باوجود اس کے مولوی محمد علی لاہوری اور منشی قاسم علی اور اخیر میں مولوی اللہ دتہ قادیانی سارے اس بات پر متفق ہو کر بول رہے ہیں کہ یہ اشتہار دعاء مباہلہ ہے جو مولوی ثناء اللہ نے منظور نہ کیا تھا چنانچہ مولوی محمد علی لاہوری کی کتاب کا نام ہی یہ ہے:

مولوی ثناء اللہ کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ مباہلہ سے فرار

اسی طرح مولوی اللہ دتہ صاحب قادیانی اس دعا کو دعائے مباہلہ قرار کر لکھتے ہیں کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ نے اس دعا کو منظور نہ کیا لہذا مباہلہ منعقد نہ ہو سکا۔ پس یہ اشتہار سند نہ رہا۔

ان لوگوں نے ثبوت میں اخبار اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء پر مدار رکھا ہے

جس کو مولوی اللہ دتہ نے اپنی خاص ادا سے یوں لکھا ہے:

حضرت مرزا صاحب کی تحدی اور اہل حدیثوں کی گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے جب کچھ بن نہ پڑا تو مباہلہ کے لئے تیار ہونے کا اعلان کر دیا بلکہ ترنگ میں یہاں تک لکھ دیا:

مرزائیو! اسے ہمارے سامنے لاؤ جس نے رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں۔ (اہل حدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء)،

اس پر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ۱۵۔اپریل کو دعا مباہلہ بنام مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ شائع فرما دی۔ (الفضل ۳ مئی ۱۹۲۷ء)۔

ناظرین کرام! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۸۹۷ء میں علماء اسلام کے ساتھ جن میں یہ خادم العلماء بھی تھا مباہلہ کی تحریک کی تھی جس کے متعلق فریقین کی تحریرات ہوتی رہیں۔ مولوی محمد علی لاہوری، مولوی اللہ دتہ، اور منشی قاسم علی وغیرھم کئی ایک مرزائی اہل قلم نے اس خدائی فیصلہ کو رد کرنے کی یہی صورت بنائی ہے کہ آخری فیصلہ کو ۱۸۹۷ء سے جا ملائیں، بس یہ ہے ان سب کی کوشش۔

ہم حیران ہیں کہ خدا نے مرزائی چالوں کے توڑنے کے لئے ہم کو کیسے کیسے سامان عطا کئے ہیں۔ یہ محض اس کا فضل ہے پس ناظرین بغور سنیں۔ مولوی اللہ دتہ نے میری تحریر مندرجہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء سے استدلال کیا ہے کہ میں نے مرزا صاحب کو جس مباہلے کا چیلنج دیا تھا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار آخری فیصلہ اسی کے جواب میں دعاء مباہلہ ہے۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ نے اس دعا کو قبول نہ کیا اسلئے مباہلہ منعقد نہ ہو سکا بس بات آئی گئی ہوگئی۔

اس کا جواب خود مرزا صاحب قادیانی کے قول سے دیتا ہوں۔ میری تحریر ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کے اخبار اہل حدیث میں نکلنے کے بعد مرزا صاحب قادیانی کا کلام ۴۔اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں اڈیٹر بدر کے الفاظ سے نکلا جس کے خاص فقرات متعلقہ مباہلہ یوں ہیں:

حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے از راہ ترحم فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز

کے بعد ہو جب کہ حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے گی ۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دی جائے گی اور وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے ۔

(اخبار بدر قادیان ۴ ۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

اہل انصاف بتائیں کہ مرزا صاحب قادیانی تو سلسلہ مباہلہ کی تکمیل کتاب حقیقۃ الوحی کی اشاعت پر موقوف رکھتے ہیں ۔ حقیقۃ الوحی کی تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء اس کے سرورق پر مرقوم ہے ۔ پھر یہ کیا راست گوئی اور راست پسندی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے جس کام کو اخیر ماہ مئی پر رکھا ہو، اس کام کو ان کے مرید ۱۵ ۔ اپریل کو کر دینے کا الزام مرزا صاحب پر لگائیں ۔ میرے بلکہ ہر ایک راست گو انسان کے نزدیک اس سے زیادہ غلط گوئی اور کذب بیانی کیا ہو گی ۔ اسی لئے میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اس دعا کو مباہلہ نہیں مانتے بلکہ مباہلہ کہنے کو مکروفریب نام رکھتے ہیں ۔

مباہلہ کہنے والے لاہوری ہوں یا قادیانی، میاں محمود احمد کا یہ فتوی رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ صفحہ ۸۰ پر دیکھ کر اس مکروفریب سے توبہ کریں ۔

احمدی دوستو! بڑے میاں (غلام احمد قادیانی) اور چھوٹے میاں (محمود احمد) کا فیصلہ دیکھ کر دعاء فیصلہ کو دعائے مباہلہ کہنے سے شرماؤ ۔ پس ثابت ہوا کہ دعا آخری فیصلہ کو سلسلہ مباہلہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ محض اس بنا پر محض دعا ہے جو مرزا قادیانی نے ابتدائے اشتہار میں خود لکھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

مولوی ثناء اللہ صاحب آپ ہمیشہ اپنے پرچہ اہل حدیث میں مجھے مردود کذاب دجال مفسد لکھتے ہیں ۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ..وغیرہ

اس تکلیف کو دور کرانے کے لئے مرزا صاحب نے خدا سے دعا کی کہ :

اے خدا مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے ۔

نتیجہ ۔ گو مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کی اشاعت پر مباہلہ موقوف رکھا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے دعا کو مباہلہ سے زیادہ فیصلہ کن قرار دیا اسی لئے جب بعد اشاعت کتاب حقیقۃ الوحی میں نے ۳ جون ۱۹۰۷ء کو ایک خط کے ذریعہ یاد دلایا کہ حسب اعلان خود کتاب حقیقۃ الوحی بھیجئے تو مرزا صاحب کی طرف سے جواب ملا کہ دعا

آخری فیصلہ کے بعد کتاب بھیجنے کی ضرورت نہیں ۔(اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء ص ۲ کالم ۱)

بالکل ٹھیک ہے۔ مثل مشہور ہے آب آمد تیمّم برخواست ۔ جب آخری فیصلہ والی دعا قبول ہوگئی تو اب مباہلہ کی کیا حاجت؟

فیصلہ کیا ہوا؟ وقت کی بات ہے، مرزا صاحب کا دعا کرنا تھا کہ

اجابت از درحق بہر استقبال حاضر شد

دعائے مرزا، خدا تعالی کی جناب میں قبول ہوئی کیونکہ مرزا نے خود فرمایا ہے

جب میں نے ثناء اللہ کے متعلق دعا کی تو مجھے الہام ہوا

اجیب دعوۃ الداع ۔(اخبار بدر قادیان ۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)

پھر کیا ہوا؟ یہ کہ

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر

کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

آخری نتیجہ ۔گذشتہ ایام میں ایک بزرگ سید محمد شریف ساکن گھریالہ (پنجاب) نے میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو مباہلہ کی دعوت دی ۔خلیفہ صاحب نے ایک آدھ دفعہ تو کچھ حیل و حجت کی، آخر دل میں غور کیا ہوگا کہ یہ کیا برخورداری ہے کہ اباجان کے آخری فیصلہ کے بعد میں پھر بذریعہ مباہلہ فیصلہ کراؤں بحالیکہ میری قوت قدسیہ ابا سے زیادہ نہیں بلکہ برابر بھی نہیں ۔ پس وہ اسی حکمت سے خاموش ہو گئے ۔ خلیفہ صاحب کی یہ خاموشی اہل عقل وانصاف کے نزدیک قابل تعریف ہے

فما ذا بعد الحق الا الضلال

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۵ ص ۳ ۔ ۵)

راولپنڈی میں مرزائی جلسوں کے نتائج

ناظرین اخبار! جیسا کہ اہل حدیث کی ۳۱ جولائی ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں تحریر کیا گیا ہے راولپنڈی کی مرزائی جماعت نے اپنے خلیفہ صاحب کی تحریک کے مطابق یہاں جلسوں کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، ان جلسوں میں حافظ فضل الرحمٰن

صاحب ریلوے کلرک نے کئی دفعہ ایسے اعتراض کئے کہ جماعت احمدیہ کا ناک میں دم آ گیا اوران کے اعتراضوں کے جواب مکمل طور پر نہ دے سکے۔

تاہم اہالیان راولپنڈی کی یہ دلی خواہش تھی کہ ان تمام تقریروں کی تردید جو آج تک جماعت احمدیہ نے اپنے متعدد جلسوں میں کی ہیں، کی جاوے۔

بنا بریں انجمن اہل حدیث کے اراکین کی توجہ اس طرف منعطف کی گئی اور بفیصلہ منتظمہ کمیٹی انجمن اہل حدیث نے ۱۵۔ اگست کو ۶ بجے شام کے بعد اعلان کمپنی باغ میں زیرِصدارت شیخ فضل کریم صاحب مینیجر سنگر مشین کمپنی جلسہ منعقد کیا جس میں جناب حافظ فضل الرحمٰن ریلوے کلرک قاری اعجاز احمد اور حکیم مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے ختم نبوت، تعلیم مرزا صاحب اور حیات مسیح پر خوب مدلل تقریریں کیں۔ جس کے بعد نفس تقاریر پر سوال کرنے کی عام اجازت دی گئی۔

گو احمدی جماعت کے بہت سے افراد تقریروں کے نوٹ لے رہے تھے لیکن کسی کو سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

چونکہ حافظ فضل الرحمٰن صاحب نے احمدی جماعت کے ہر ایک جلسے میں ان کی تقریروں پر اعتراض کئے تھے اس لئے حاضرین کو پوری امید تھی کہ ان کی تقریر پر احمدیوں کی طرف سے سوالوں کی بوچھاڑ ہوگی، لیکن باوجود اعلان کے کسی کو قدم بڑھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

اخیر میں، میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ انجمن اہل حدیث کا خصوصاً اور دیگر علماء حنفیہ کا عموماً فرض ہے کہ یہاں کے مرزائیوں کا مہذبانہ طریقے سے نص سے مقابلہ کریں۔ لیکن میں یہ لکھنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علماء حنفیہ مقیم راولپنڈی سے تو یہ توقع نہیں ہوسکتی مگر ہمیں امید ہے کہ انجمن اہل حدیث ان کا مقابلہ قرآن و حدیث اور اقوال مرزا صاحب سے لگاتار کرے گی تاکہ عوام الناس ان کے جال میں نہ پھنس جائیں۔

اس امر کے لئے حکیم عبدالرحمٰن صاحب اور حافظ فضل الرحمٰن صاحب کی خاص توجہ مبذول کی جاتی ہے کہ وہ ہمت نہ ہاریں اور اس تبلیغی سلسلہ کو جاری رکھیں۔

یکے از حاضرین جلسہ۔ سید انور شاہ۔ رتہ امرال راولپنڈی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۵ جمادی الاول جلد ۲۸ نمبر ۴۶ ص ۵)

علامات مسیح

جناب مولوی غلام رسول مجاہد۔ گلہ مہاراں ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:

ناظرین کرام! حضور اکرم ﷺ نے مسیح موعود کی اکثر علامتیں بتائی ہیں جن میں سے خاکسار چند علامتیں تحریر کرتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

و الذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مر یم بفج الروحاء حا جاً او معتمراً او یثنینھما

(رواہ المسلم باب جواز التمتع فی الحج و القران۔ ص ۴۰۸)

اس ارشاد کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ مسیح بن مریم دوبارہ تشریف لا کر مکہ معظّمہ کا حج کریں گے۔ لیکن مرزائی کہا کرتے ہیں کہ حج اس پر فرض ہوتا ہے جو صاحب مال ہو، اور مرزا صاحب کو حج کرنے کی طاقت نہ تھی۔ لیکن یہ بات دو وجہ سے غلط ہے:

اول۔ یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے مسیح بن مریم کے لئے صاحب مال ہونا شرط نہیں ٹھہرائی صرف آپ نے خدا تعالی کی قسم کھا کر اور بہ لام تاکید و بنون تاکید مسیح بن مریم کیلئے حج کرنا ضروری ٹھہرایا ہے۔

دوم: یہ کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو حج ادا کرنے کی طاقت بھی تھی کیونکہ مرزا صاحب قادیانی کو اکثر روپیہ دینے کے لئے ایک فرشتہ ٹیچی ٹیچی ہر وقت مقرر تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

> ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اسکا نام پوچھا۔ اس نے کہا کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا کہ میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی، جس کا معنی ہے وقت مقررہ پر آنے والا۔

تب میری آنکھ کھل گئی اور اس کے بعد کئی ہزار روپیہ آ گیا کیونکہ لنگر خانہ میں طعام قلیل تھا۔ (حقیقۃ الوحی۔ ص۳۳۲)

مرزائی دوستو! یہ نہ کہنا کہ خواب کا واقعہ ہے کیونکہ دوسری جگہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ارشاد ہے:

نبی کی خواب بھی وحی الٰہی ہوتی ہے۔ (ازالہ اوہام۔ ص۲۱۱)

اور دوسری علامت مسیح موعود کی حضور ﷺ نے یہ بتائی ہے

لیوشکن ان ینزل ابن مریم حکماً عدلاً (بخاری)

یعنی مسیح بن مریم صاحب حکومت اور صاحب عدالت ہوگا۔

تیسری علامت آپ ﷺ نے یہ فرمائی ہے:

ینزل عیسی بن مریم عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق

(ترمذی) کہ مسیح بن مریم دمشق کے منارہ سفید پر نازل ہوگا

قادیانی دوستو! ان احادیث میں تاویل نہ کرنا کیونکہ مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مسیح پیدا ہو جائے۔ (ازالہ اوہام۔ص۷۳)

دوسری جگہ اس طرح مرقوم ہیں:

مسیحیت کا میرے وجود ہی پر خاتمہ نہیں بلکہ میں بارہا کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔ (ازالہ اوہام)

قادیانی صحابیو! جناب مرزا جی کا ایک اور فیصلہ کن حوالہ سن لو جس میں ذرہ بھر بھی چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

و القسم یدلّ علی ان الخبر محمول علی الظاھر لا تاویل فیہ و لا استثناء و الّا فایّ فائدۃ فی ذکر القسم . الخ

(حمامۃ البشری)۔

یعنی جس حدیث میں مخبر صادق ﷺ کی قسم باللہ مذکور ہو اس میں تاویل اور استثنا کرنا جائز نہیں

اور چوتھی علامت حضرت صدیق اعظم ﷺ نے مسیح موعود کی یہ فرمائی:

یهلك الله فی زمانه ملل کلها الّا الاسلام (ابوداؤد۔ج۲ص۱۳۵)

اس کا ترجمہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود لکھتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح موعود کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی۔ (ایام الصلح۔ص۱۳۶)

قادیانی شیدائیو! کیا یہ علامتیں مرزا صاحب قادیانی میں ثابت کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے جناب مرزا جی نے لوگوں کو جو کہ آپ کو مسیح موعود نہیں مانتے تھے کم فہم ہونے کا خطاب دیا (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام۔ص ۱۹۰) کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ مسیح علیہ السلام کے جو نشانات کتب احادیث میں مذکور ہیں، مجھ میں نہیں ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۵ جمادی الاول جلد ۲۸ نمبر ۴۶ ص ۵۔۶)

ان شانئك هو الابتر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب متوفی کو یہ الہام ہوا تھا، تیرا دشمن بے اولاد ہو گا۔

یہ الہام سب سے پہلے انہوں نے مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم پر لگایا تھا .....۔ الہام چونکہ عام تھا اس لئے (ان دنوں اس الہام کی بابت) ایک احمدی اور محمدی کی گفتگو ہوئی جس کی اطلاع بذریعہ خط آئی جو درج ذیل ہے:

سوال جواب طلب: میرے ایک دوست قادیانی گمراہ فرقے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ایک دن یہ بحث ہو رہی تھی کہ مرزا غلام احمد نے ایک پیش گوئی کی تھی کہ جو میرے مقابلے میں آئے گا اس کے کوئی اولاد نہیں ہوگی (سب سے اول مخالف مرزا کے آپ کے شہر دہلی میں آرام فرما ہیں وہی مثال کیوں نہ بتا دی یعنی حضرت مولانا سید نذیر حسین مرحوم مغفور۔ ان کے تو پوتوں کے پوتے ہیں۔ ثناء اللہ امرتسری) تو میں نے گذارش کی کہ حضرت مولانا

ثناء اللہ جو کہ مرزا صاحب کے حریف اعظم اور فاتح ہیں وہ بفضلہ تعالیٰ ابھی تک خود موجود اور صاحب اولاد ہیں۔ تو اس کے بعد اس مرزائی نے کہا کہ مولوی صاحب ممدوح کا کوئی صلبی بیٹا نہیں جس کو اپنا بیٹا کہتے ہیں وہ لے پالک ہے۔ میں حیران ہوا۔ بہت جلد تحریر فرماویں کہ کیا واقعہ ہے۔ میں نے ایک کتاب میں ابو رضا عطاء اللہ بن ثناء اللہ لکھا پایا ہے۔ فتح محمد غازی دہلی

جواب: اس کا جواب کیا دیا جائے بجز اس کے کہ پکے مرزائی دوست یہاں آ کر محلے اور شہر والوں سے دریافت کریں بعد تحقیق مرزا صاحب قادیانی کے مذکورہ الہام کی تردید میں اشتہار شائع کریں۔ سچ ہے:

شور بختاں بآرزو خواہند
مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۷ ص ۴۔۵)

بیٹا باپ کی مسند پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی نے ایک دفعہ امرتسر میں تقریر کرنے کا انتظام کرایا۔ اتفاق سے ایام رمضان تھے۔ مرزا صاحب قادیانی نے اثناء تقریر میں سب کے سامنے چائے پی لی۔ مسلمانوں نے ان کا ایسا کرنا احترام رمضان کے خلاف سمجھ کر شور کیا۔ یہاں تک کہ اینٹ پتھر بھی برسائے۔ جس کا ذکر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کیا ہے۔

میاں محمود خلیفہ قادیان والد ماجد کے قائم مقام ہیں مگر ان کو ایسا واقعہ پیش نہ آیا تھا۔ اس لئے اہل بصیرت کا خیال تھا کہ دیکھئے یہ مشابہت ان کو کب حاصل ہوتی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ بیٹا باپ کے رتبے کو کتنی جلدی پا گیا۔ ۱۲۔۱۳ ستمبر ۱۹۳۱ء کو سیالکوٹ میں کشمیر کمیٹی کی مجلس شوریٰ میں آپ گئے۔ اس سے فارغ ہو کر جلسہ عام میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ مسلم احرار پنجاب کا ذکر زبان پر آیا

ہی تھا کہ اینٹوں پتھروں کی بارش ہونے لگ گئی، جن سے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو چوٹیں آئیں۔ ہاں باپ کی مشابہت بنانے کو یہ کیا کہ جتنی اینٹیں پڑی تھیں سب محفوظ رکھ کر ٹرنک میں قادیان لے گئے۔ ہم خلیفہ صاحب کو باپ کی مشابہت حاصل ہونے پر مبارکباد کہتے ہیں اور چوٹیں لگنے میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

قادیان میں جنگ

آپ جب سیالکوٹ سے قادیان آئے تو وہاں بھی خیر نہ دیکھی وہاں کے ناظر اعلی فتح محمد سیال اور امین الدین پٹھان میں جنگ ہوگئی دونوں نے ایک دوسرے کو کافی مارا جس سے خطرہ ہے کہ آئندہ قادیان دار الامان کی بجائے دار الحرب نہ ہو جائے جس پر مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم کا شعر صادق آجائے:

چہ گوئم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
وبا بینی خزاں بینی غرض دار الزیاں بینی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۷ ص ۵)

کوئٹہ میں زلزلہ اور قادیان میں خاموشی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جن دنوں جاپان میں زلزلے آئے تھے تو قادیان میں شادیانے بجائے گئے تھے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب قادیانی) کی صداقت کا نشان ہے کہ جاپان میں زلزلہ آیا۔ پس یقیناً ثابت ہوا کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔

مگر آج کل خاص اپنے ملک ہندوستان (کوئٹہ) میں تباہی خیز زلزلے آئے ہم منتظر تھے کہ قادیان کے اخبار ان زلزلوں کو صداقت مرزا پر بین دلیل بنائیں گے مگر وہ آج تک خاموش رہے۔ اس لئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ:

کوئٹہ کے زلزلوں سے مرزا صاحب قادیانی کی صداقت ثابت ہوتی ہے جیسی چاولوں کی سفیدی سے زمین کی گولائی۔

فافہم فانہ دقیق

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۷ ص ۵)

مردم شماری میں احمدی تعداد

صدرانجمن احمدیہ قادیان اور لاہور جواب دیں

عیسائی اخبار نورافشان لاہور نے مرزائیوں کی تعداد ۵۵ ہزار بتائی ہے بحالیکہ قادیانی اخبار عام طور پر لاکھوں بتاتے ہیں۔ اس لئے دونوں مقاموں کے مرکز ہمیں جواب دیں کہ تازہ مردم شماری میں احمدی تعداد کتنی ہے۔ مگر خیالی نہ ہو بلکہ رپورٹ کے الفاظ میں بحوالہ صفحہ ہو (اہل حدیث ۲۵ ستمبر ۱۹۳۱ء ص ۵)

قادیان میں قتل وقتال

(احمدی، احمدی کے ہاتھ سے قتل)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جس روز سے ایک قادیانی سفاک نے لاری میں بٹالہ کے قریب دو بے گناہوں پر حملہ کر کے ایک کو شہید اور دوسرے کو نیم مقتول کیا جسے قادیانی پریس اور قادیانی ارکان نے چھپانے کی کوشش کی تھی ہم اسی روز سے منتظر تھے کہ قدرت کیا کرشمہ دکھاتی ہے۔ کیوں:

خون ناحق بھی چھپانے سے نہیں چھپتا ہے
کیوں وہ بیٹھے ہیں مری نعش پہ دامن ڈالے

آخر یہ دن دیکھنے اور یہ واقعہ سننے میں آ گیا جو قادیانی گزٹ نے بہت نرم لفظوں میں اظہار کیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں:

افسوس ناک حادثہ

۱۳ ستمبر ۱۹۳۱ء کی صبح آٹھ بجے کے قریب میاں محمد امین خان صاحب نے ایک معمولی تنازعہ کی بنا پر چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے پر ان کی کوٹھی کے قریب اپنے گھر سے کلہاڑی لے جا کر اس حالت میں حملہ کیا جب کہ چودھری صاحب بالکل خالی ہاتھ تھے۔ اور چودھری صاحب کے سر پر

کئی زخم لگائے۔ کلہاڑی چھین لینے پر میاں محمد امین خان صاحب نے چاقو سے حملہ کیا جس پر خود حفاظتی میں چودہری صاحب کے ہاتھ سے میاں محمد امین خان صاحب کو بھی چوٹ آئی۔ دونوں مجروحین نور ہسپتال قادیان میں داخل کیئے گئے۔ اسکے بعد ۱۶ ستمبر کو میاں محمد امین خان صاحب کا اپریشن ہوا جس کے لئے ایک لائق اسسٹنٹ سرجن کو سرکاری ہسپتال میں متعین ہیں باہر سے بلوایا گیا۔ آپریشن کے تھوڑی دیر بعد خان صاحب فوت ہو گئے۔؛

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی پریس ملزموں کو تلقین کرنے میں بڑا مشاق ہے مستری محمد حسین بٹالوی کی شہادت کے موقع پر خود خلیفہ قادیان نے ملزم کو تلقین کی کہ اشتعال طبع میں مارا۔ اب الفضل نے ملزم کو تلقین کی ہے کہ حفاظت خود اختیاری میں مارا۔ دیکھئے پولیس اور پولیس کے بعد عدالت میں کیا ظہور ہوتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۸۔ ص ۴)

ایک مخلوط النسل عظیم الشان انسان: مسیح قادیان

(ہمارے نامہ نگار کو مرزا صاحب کی نسل پر تعجب ہے مگر ہمیں ان کے کسی کام پر تعجب نہیں کیونکہ آپ کی کوئی بات بھی تعجب سے خالی نہیں آپ نبی ہیں، رسول ہیں، امتی ہیں، مجدد ہیں، مہدی ہیں، مسیح موعود ہیں، یہاں تک کہ (خوابی) خدا ہیں۔ غرض مرزا غلام احمد صاحب قادیانی متوفی اس شعر کے مصداق ہیں

حسیں ہو مہ جبین ہو دل نشین ہو
لقب جن کے ہیں اتنے وہ تمہیں ہو

مختصر یہ کہ مرزا صاحب دنیا کی کل شریف انساب سے اپنا تعلق بتاتے تھے جو ہمارے نزدیک بالکل صحیح ہے کیونکہ کل اقوام دنیا آدم کی اولاد ہیں اور مرزا صاحب آدم کے بیٹے اور خود آدم بھی ہیں چنانچہ آپ کا کلام ہے یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة ۔ پس آپ کو ہر

نسل اور ہر قوم سے تعلق ہے چنانچہ نامہ نگار نے یہی ثابت کیا ہے جن کا مراسلہ درج ذیل ہے
۔مدیر اہل حدیث امرتسر)

قوم مغل برلاس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغلوں کی مشہور قوم برلاس کی یادگار ہیں چنانچہ آپ نے اپنی متعدد کتب میں اس کا متعدد مرتبہ ذکر کیا ہے فرماتے ہیں (اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے ۔کتاب البریہ ص۱۳۴) اور برلاس ایک مشہور اور معزز قوم مغل کی ہے جس میں تیمور جیسے نامور فاتح اور صاحب ہمت واستقلال کشور کشا گذرے ہیں۔

اس قوم کا مورث اعلیٰ قراچار نامی تھا جو چھٹی صدی ہجری کے قریب گذرا ہے۔ یہ شخص نہایت نیک طینت اور پاک منش اور خداپرست تھا۔اور یہ پہلا شخص تھا جو اپنی قوم میں حلقہ اسلام میں داخل ہوکر اس قوم میں اشاعت اسلام کا باعث ہوا۔(سیرۃ مسیح موعود جلد اول ص ۱۸ مرتبہ یعقوب علی تراب)

آپ کا خاندان اپنے علاقہ میں ایک معزز خاندان تھا اور اس کا سلسلہ نسب برلاس سے جو امیر تیمور کا چچا تھا ملتا ہے۔

(سیرۃ مسیح موعود۔مصنفہ پسر مرزاص۲)

بنی اسحاق

آنحضرت ﷺ کے طفیل سے پھر اولاد اسحاق پر بھی فضل ہوا یہاں تک کہ آخری زمانہ کا مصلح اور موعود اسحاق کے گھرانے سے آیا۔غرض یہ بدیہی بات ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اہل فارس کے متعلق اولاد اسحاق ہونے اور اس ابراہیمی گھرانے میں ایک عظیم الشان انسان کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ (سیرۃ مسیح موعود۔مرتبہ یعقوب علی ۔ج ۱ ص ۸)

بنی اسرائیل

غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی ۔اور میں

دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں۔ اوراحادیث اورآثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنے والے مہدی آخرالزمان کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا ایک حصہ بدن کا اسرائیلی اور ایک حصہ محمدی۔

(سیرۃ مسیح موعود مرتبہ یعقوب علی تراب۔ ج ا ص ۱۶)

فارسی الاصل

یاد رہے کہ خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے۔ کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں (وہ کاغذات کہاں ہیں؟ بہا) اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالی کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں اسی کا علم صحیح اور یقینی ہے اور دوسروں کا شکی اور ظنی۔ (قادیانی اربعین نمبر۲ حاشیہ ص ۱۷)

چینی الاصل

مرزا صاحب، بحوالہ شیخ محی الدین ابن العربی فرماتے ہیں:

میرے بارے میں شیخ محی الدین ابن العربی نے ایک پیش گوئی کی تھی جو میرے پر پوری ہوگی اور وہ یہ کہ خاتم الخلفاء جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے چینی الاصل ہوگا یعنی اس کے خاندان کی اصل جڑ چین میں ہوگی۔

(کتاب چشمہ معرفت۔ ص ۳۱۵ تا ۳۱۶)

یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا اصل مولد اس کا چین ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل و ترک میں سے ہوگا۔

(تریاق القلوب۔ ص ۱۵۸)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۸ ص ۴۔۵)

مناظرہ کانوواں

کانوواں ضلع گرداسپور میں وفات مسیح وصداقت مرزا ختم نبوت پر مرزائیوں اور اہل اسلام میں مناظرہ ہوا۔ مرزائی مناظر مولوی محمد سلیم اور ان کے مقابل مولوی محمد یوسف امرتسری تھے جس میں اہل اسلام کو فتح ہوئے۔ دو شخص بھی مرزائیت سے تائب ہوئے۔

راقم: نذیر احمد از بھٹیاں۔ متصل کاہنووان ضلع گورداسپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۸ ص ۱۴)

مرزا کی دعا کے مطابق ثناء اللہ کیوں نہ مرا؟

میاں محمود پر سوال اور انکے قلم سے اسکا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اللہ جزا دے مرزا صاحب قادیانی کو جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے دعوی کی نسبت صاف فیصلہ کر دیا۔ مگر ان کی امت نے ان کے فیصلے کی قدر نہ کر کے اپنے آپ کو دریا کے نہیں، سمندر کے بھنور میں ڈال رکھا ہے۔

سیدھی بات تھی کہ مرزا صاحب قادیانی کی کھینچی ہوئی لکیر پر چلتے تو آج ان کے بتائے ہوئے اور خدا کے کئے ہوئے فیصلے کے مطابق مولوی ثناء اللہ کو صادق و مصدوق مان کر ان سے بیعت جہاد کرتے۔ مگر انہوں نے کسی خاص وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ چونکہ بحکم آیت

بل الانسان علی نفسه بصیرة ۔(انسان اپنا حال خوب جانتا ہے)

یہ لوگ اصل حقیقت دل سے جانتے ہیں۔ اس لئے جب کبھی یہ سوال ان پر وارد ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ (مرزا قادیانی سے پہلے) کیوں نہ مرے؟ تو اس کے جواب میں پریشان ہو کر کچھ کا کچھ کہہ جاتے ہیں۔

آج ہم کسی معمولی مرزائی کی پریشانی نہیں بتاتے، بلکہ امت مرزائیہ کے

اعلیٰ فرد خلیفہ قادیانی کی پریشانی ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) پر سوال ہوا کہ مولوی ثناء اللہ کیوں نہ مرے؟

تو خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے کیا جواب دیا؟ سوال و جواب انہی کے الفاظ میں پیش کریں گے، مگر پہلے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعائیہ الفاظ سناتے ہیں۔

مرزا صاحب نے ایک دعائیہ اشتہار شائع کیا تھا:

> اے خدا مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت ستایا ہے میرے قلعہ کو جو تو نے بنایا ہے گرانا چاہتا ہے اس لئے میں تیرے تقدس کا دامن پکڑ کر دعا کرتا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما کہ ہم میں سے جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے سچے کی زندگی میں اس پر موت وارد کر۔
>
> ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق۔
>
> (ملخص)۔ غلام احمد۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء

اس دعا کا نتیجہ دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب قادیانی اس دنیا سے عرصہ ہوا کوچ کر گئے اور (۱۹۳۱ء میں) سنا جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ابھی زندہ ہیں۔

چونکہ یہ دعا ہر ایک منصف مزاج کے دل کو پکڑ کرتی ہے، اس لئے مریدان باصفا بھی گاہے ماہے سوال کر بیٹھتے ہیں۔ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) پر سوال ہوا کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا صاحب قادیانی کو کامیاب کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے جب کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ابھی زندہ ہیں۔ اسکا جواب مع سوال خلیفہ قادیان کے الفاظ میں ہم سناتے ہیں ناظرین غور سے پڑھیں اور خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کی پریشانی پر ترس کریں۔

> حضرت مسیح موعود کے متعلق کئی لوگ کہتے ہیں کہ ثناء اللہ زندہ ہے اور مرزا صاحب فوت ہوگئے اس لئے وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ حالانکہ انہیں دیکھنا یہ چاہیے کہ حضرت مرزا صاحب جس مقصد اور مدعا کو لے کر آئے تھے، اس میں انہیں کامیابی ہوئی یا نہیں؟
>
> آپ اسلام کی ایک تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میں اس کے پھیلانے کو آیا ہوں۔

اس کے لئے پہلا قدم وفات مسیح کے عقیدے کی اشاعت تھا، مگر آپ کے مقابلہ میں جو لوگ کھڑے ہوئے خواہ مولوی ثناء اللہ یا کوئی اور ہوں، وہ کہتے تھے کہ جو خیالات ہمارے ہیں وہی درست ہیں۔ جو اسلام ہم پیش کرتے ہیں وہی سچا اسلام ہے۔ اور ان کا مدعا یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب جو اسلام پیش کرتے ہیں وہ نہ پھیلے۔

اب دیکھو کہ کون کامیاب ہوا اور کون ناکام۔

جسکا مقصد اور مدعا پورا ہو گیا وہ کامیاب ہوا اور جس کا پورا نہ ہوا وہ ناکام۔

کیا حضرت مرزا صاحب کے آنے کا یہی مقصد تھا کی مولوی ثناء اللہ کی شہرت نہ ہو۔

اگر یہی مقصد تھا اور مولوی ثناء اللہ کو شہرت ہو گئی تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ ناکام رہے۔

لیکن جب آپ کے آنے کا مقصد اور مدعا اور ہی تھا، تو آپ کے مخالفین کی شہرت ہو جانے یا ان کو مال و دولت مل جانے سے آپ کی صداقت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

ہاں اگر حضرت مرزا صاحب کے ہم خیالوں کی تعداد کم ہونی شروع ہو جاتی تو آپ کے دشمنوں کو کامیاب اور آپ کو ناکام کہا جا سکتا ہے۔

لیکن اگر باوجود اس کے آپ کے مقابلہ میں کھڑے ہونے اور شور مچانے کے، یہی ہو رہا ہے کہ وہ جماعت جسے حضرت مرزا صاحب نے قائم کیا، دن بدن بڑھ رہی ہے تو بتاؤ کون کامیاب ہوا۔ حضرت مرزا یا آپ کے مخالف؟ حضرت مرزا ہی کامیاب ہوئے۔

پس اگر مولوی ثناء اللہ کی کتابیں زیادہ بکتی ہیں، تو بکیں۔ اگر کچھ لوگوں میں اس کی شہرت ہوتی ہے تو ہو۔ اگر وہ مال کماتا ہے، تو کمائے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ جو کچھ کرتا رہا ہے یا کر رہا ہے، اس کا اثر حضرت مرزا صاحب کی جماعت پر کیا پڑ رہا ہے۔

کیا اس کی کتابوں، اس کے لیکچروں، اس کے اخبار کی وجہ سے لوگ حضرت

مرزا کی جماعت میں شامل ہونے سے رک گئے ہیں؟
اگر نہیں رک گئے تو ہم کہتے ہیں یہ تو حضرت مرزا کی کامیابی کا اور زیادہ ثبوت ہے کہ باوجود آپ کے مخالفین کے اتنی کتابیں بیچنے اور تقسیم کرنے کے، اور باوجود اتنے شور مچانے اور اپنا سارا زور مخالفت میں خرچ کرنے کے وہ حضرت مرزا کی جماعت کی ترقی میں کوئی روک نہیں ڈال سکے بلکہ وہ دن بدن بڑھ رہی ہے اور ہر سال جو لوگ داخل ہوتے ہیں ان تمام کو اگر گنا جائے اور ان کی بیوی بچوں کو بھی شامل کیا جائے تو دس ہزار کے قریب قریب بیعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مخالفین کو دیکھو کہ وہ ہم میں سے کتنے لے جا رہے ہیں۔ پس کامیابی اس کا نام ہے نہ کہ عوام میں شہرت اور مال حاصل کرنے کو کامیابی کہا جا سکتا ہے کسی کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ کرنے کے لئے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ وہ کس مقصد اور مدعا کے حاصل کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ جب اسکا پتہ لگ جائے تو پھر بآسانی اس کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۶ مئی ۱۹۱۹ء)۔

ناظرین کرام! ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اصل سوال موت و حیات پر ہے، کتب فروشی یا کسی دوسری بات پر نہیں۔ مگر خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب چالاکی سے بات کا پہلو بدلتے ہیں۔ کیا خوب! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسلئے پہلے مر گئے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے تھے۔

سوال تو یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا مولوی ثناء اللہ سے پہلے مرنا ان کی ناکامی بلکہ کذب اور بطالت کی دلیل ہے پھر ان کو کامیاب تو کیا، سچا کہنا چہ معنی؟ اس کا کیا جواب دیا۔ ناظرین خلیفہ کا جواب دوبارہ پڑھیں۔

اب ہم اس امر پر بھی غور کرتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو مقصد کو لے کر آئے تھے اس بارے میں ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں ۔وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالی نے چاہا ہے۔

۲۔ اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آئے دنیا اسکو بھول جائے۔ میرے ان دو مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ (اخبار الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۱۰)

ناظرین! کیا یہ دونوں مقصد مرزا صاحب کو حاصل ہو گئے؟ واللہ اگر حاصل ہو گئے، تو ہمیں ان کو کامیاب کہنے میں باک نہیں ہو چاہیے۔ لیکن واقعات یہ بتاتے ہیں کہ ان مقاصد میں کامیاب ہونا بری طرح فیل ہیں۔

مسلمانوں کا تقوی طہارت عیاں راچہ بیان۔ ہر طرح کی خرابیاں ان میں موجود، یہاں تک کہ مرزا صاحب قادیانی کے مریدین بھی (بقول مرزا صاحب) پاکیزہ صفات سے محروم۔ مرزا غلام احمد قادیانی نہایت دل سوزی سے لکھتے ہیں:

ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دل اور پرہیز گاری اور للہی محبت باہمی پیدا نہیں کی، میں (مرزا قادیانی) دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی ادنی خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں۔ اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔

(اشتہار ملحقہ شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی)

احمدی دوستو! ایمان سے کہنا کیا یہی تقوی ہے جو تمام مسلمانوں کو مرزا صاحب قادیانی، ہاں آپ کے مسیح موعود، سکھانے، نہیں بلکہ حاصل کرانے کو آئے تھے۔ اگر یہی تقوی ہے تو واللہ مرزا صاحب قادیانی کی تشریف آوری سے پہلے بھی یہ وصف مسلمانوں کو حاصل تھا اور تشریف بری کے بعد بھی حاصل ہے

ہر شک آرد کا فر گردد

ہاں عیسائیوں کے مصنوعی خدا (یسوع مسیح) تو واقعی دنیا بھول چکی ہے جس کا ثبوت تازہ مردم شماری سے ملتا ہے کہ:

ہندوستان کی کل قوموں سے زیادہ عیسائیوں نے ترقی کی یعنی فیصدی پچیس عیسائی بڑھے ہیں۔

اس مضمون پر تو کچھ لکھتے ہوئے ہمیں خود بھی شرم آتی ہے۔ کیا کوئی ایسا شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہے کہہ سکتا ہے کہ عیسائیوں کا مصنوعی خدا (یسوع مسیح) دنیا میں متروک ہو ہو گیا۔ واللہ اگر متروک ہو گیا ہوتا تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کامیاب ماننے میں ہمیں تامل نہ ہوتا۔

پس ناظرین کرام! للہ غور کریں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی دعا ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اور اخبار الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء کے مطابق بامراد اور کامیاب دنیا سے گئے یا نامراد؟

ہم سے پوچھیں تو ہم واقعات کی بنا پر بلاخوف کہہ تردید کہتے ہیں

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۹ ص ۳۔۵)

انعام جمع کراؤ

قادیانی اخبار فاروق جس مذاق اور تہذیب کا مالک ہے اس کا حال لاہوری جماعت مرزائیہ سے پوچھئے جو اس کو قابل خطاب نہیں جانتے بلکہ ہر شریف کو اس سے خطاب کرنے سے روکتے ہیں باوجود اس کے آج ہم فاروق کو مخاطب کرتے ہیں کیونکہ اس میں ہمیں فائدے کی امید ہے۔

ہماری کسی پرانی تحریر میں نکلا تھا کہ مرزا صاحب نے آخری فیصلہ والے مضمون میں سچے کی زندگی میں جھوٹے کے مرنے کی پیش گوئی کی تھی۔ فاروق میں فخر الدین ملتانی کے نام سے ایک مضمون نکلا ہے جس کی ایک دوسطریں یوں ہیں:

اس کذاب نجدی نے لکھا کہ مرزا صاحب نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ جو شخص ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی

میں مرجائے گا۔ اگر نجدی امرتسری حضرت مسیح موعود (مرزا) کے کسی اشتہار میں یہ پیش گوئی لفظاً یا معناً یا مفہوماً دکھاوے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے گا تو ایسے حوالے کے صرف پیش کر دینے پر ایک سو روپیہ انعام بلا تامل پیش کر دونگا۔ فخر الدین در فاروق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۱ء ص ۶۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

ہم اس چیلنج کو بخوشی منظور کرتے ہیں۔ صورت ثبوت تو آپ نے خود ہی لکھ دی ہے مگر اسکو ثبوت کہنے والے منصف کی ضرورت ہے۔ پس آپ سب کاموں سے پہلے بمشورہ منشی قاسم علی (داتا گنج بخش: راقم مضمون نے بڑی لطافت سے لودہانہ کے انعامی مباحثہ میں منشی قاسم اڈیٹر فاروق کی شکست خوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کو فاتح کے حق میں داتا گنج بخش لکھا ہے۔ ہماری دعا ہے بلکہ امید ہے کہ راقم مضمون بھی ہمارے ہمارے حق میں ایسے داتا ثابت ہونگے) یک صد انعامی امرتسر میں کسی مسلمہ امین کے پاس جمع کرا کر ان سے وہی تحریر لے دیں جو لودہانہ میں لے دی تھی۔ روپیہ امانت رکھنے کے بعد مسلمہ منصف مقرر کریں جو ہمارے پیش کردہ ثبوت پر فیصلہ دے جیسا لودیانہ میں دیا تھا۔

امید ہے راقم مضمون اگر حیل و حجت کریں گے تو منشی قاسم علی اڈیٹر فاروق انکو ثابت قدم رکھیں گے کیونکہ وہ بذاتہ ایسے امور میں دلیر اور بات کے پکے ثابت ہو چکے ہیں اگر وہ بھی ڈھیلے پڑ گئے تو ہمیں کہنے کا موقع ملے گا

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۹ ص ۵)

میں بھی امیدوار انعام ہوں

سو روپیہ جمع کرائیے

جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب معمار امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار دیا تھا جس

کا خلاصہ یہ تھا کہ :

خدا نے مجھے ایک لڑکے کی خوش خبری دی ہے جو ییسا ہوگا ویسا ہوگا وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔

مرزائی اصحاب میاں محمود احمد جانشین مرزا غلام احمد کو اس الہام کا مصداق ٹھہرانے میں کوشاں ہیں۔چنانچہ حال ہی میں مرزا سلطان احمد پسر مرزا غلام احمد کے حق میں قادیانی اخبار الفضل میں لکھا گیا کہ :

مرزا صاحب کے موجودہ چار فرزندوں میں سے ایک ان کا مخالف تھا جس نے میاں محمود صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے لہذا مرزا صاحب کے الہام ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو فقرہ پسر مصلح موعود کی صفت میں مرقوم تھا: وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا، اس کا یہی مطلب تھا کہ ہمارے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر وہ چوتھا مخالف لڑکا ایمان لائے گا۔ملخص

اس کی تردید میں سید محمد حسن شاہ اخبار اہل حدیث کے لائق نامہ نگار نے اخبار اہل حدیث میں ایک مضمون لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے لڑکے بشیر اول کو جو ے۔اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا تھا مصداق اس پیش گوئی کا قرار دیا ہے لہذا تمہاری یہ تفسیر و تاویل غلط ہے۔

اس کے جواب میں مرزائی اخبار فاروق میں بہت سی بدزبانی کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ بشیر اول اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق نہیں تھا وہ اشتہار ۸۔اپریل ۱۸۸۶ء کا مصداق تھا۔اگر سید محمد حسن شاہ اس لڑکے کو اشتہار ۲۰ فروری کا محل و مورد ثابت کر دیں تو مبلغ ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔(خلاصہ۔فاروق ۱۴ستمبر ۱۹۳۱ء)۔

ہم فاروق کے چیلنج کو کھلے دل سے منظور کرتے ہیں اور انہیں بلا حیل و حجت روپیہ جمع کرانے کی درخواست کرتے ہیں۔ہم بآواز بلند کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے بشیر اول کو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق ٹھہرایا تھا اس کا ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔آپ فوراً روپیہ کسی امین کے پاس جو مسلمہ فریقین ہو جمع کرا دیں اور فیصلہ کے مسلمہ ثالث مقرر کر کے تحریراً یا تقریراً جس طرح چاہیں میدان میں نکلیں۔شرائط وہی ہوں جو مباحثہ لدھیانہ میں طے ہوئے تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۹ ص ۵۔۶)

مرزائیت سے توبہ

ہمارے گاؤں کے دو آدمیوں کو چند مرزائیوں نے ورغلا کر قادیان لے جا کر مرزائی بنا لیا۔ چند یوم کے بعد وہ واپس گاؤں آئے، تو خاکسار نے ان کو فیصلہ آسمانی و دیگر کتب واشتہار دکھائے جن کو سن کر وہ مرزائیت سے تائب ہو گئے۔ اللہ تعالی ان کو اپنے دین پر قائم رکھے۔

راقم: حکیم محمد عبداللہ چک نمبر ۴۳۸ متصل بنگلی کانیاں تحصیل سمندری ضلع لائل پور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۴۹ ص ۱۴)

عشرہ مرزائیہ۔۱

مرزا قادیانی کے دس غلط الہام

جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب معمار امرتسریؒ لکھتے ہیں:

صداقت مرزا کے مبحث پر عموماً مرزائی جماعت مدعیانہ حیثیت میں پیش ہوتی ہے میں نے بغور دیکھا ہے کہ مرزائی مناظر چھوٹتے ہی مرزائی صداقت پر پانچ دس غیر متعلق آیات،، کئی خارج از مبحث احادیث، مرزا صاحب قادیانی کے چند ایک مہمل اور وسیع المعانی الہامات پیش کر دیا کرتے ہیں، مثلاً

۱۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ (البشری۔ جلد ۱ ص ۴۴)

۲۔ اے مرزا تیرے پاس دور دور سے لوگ آئیں گے (حاشیہ براہین۔ ص ۲۴۱)

۳۔ اے مرزا تیرے پاس بہت سے تحائف آئیں گے۔ (بدر جلد ۶۔ نمبر ۱۸)

۴۔ بڑے بڑے آدمی قبروں میں چلے جائیں گے۔ (حقیقۃ الوحی۔ ص ۲۴۷)

۵۔ دو بکریاں ذبح ہوں گی۔ (حاشیہ براہین احمدیہ۔ ص ۵۱۱)

۶۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ۔ (البشری جلد ۲ ص ۶۶)

یہ الہامات گو اس پنڈت صاحب کی پیش گوئیوں سے زیادہ سچے نہیں جس

نے کہا تھا

۱۔فلاں صاحب روٹی کھائینگے تو انہیں پانی پینے کی ضرور حاجت پڑے گی۔

۲۔اور جب وہ پائخانے بیٹھیں گے تو ساتھ ان کا پیشاب بھی نکل جائے گا۔

تاہم مرزائی اصحاب کا اس روش کو اختیار کرنا بہت بڑی دوراندیشی ہے۔مقصود ان کا یہ ہوتا ہے کہ مخالف مجیب ہماری ان پیش کردہ باتوں میں الجھا رہے اور دوسری باتوں میں اسے مرزا صاحب قادیانی کی قلعی کھولنے کا موقع ہی نہ ملے۔

جہاں محمدی مناظر ان کی اس شاطرانہ چال سے واقف نہیں ہوتا، ان کا مقصود حاصل ہوتا رہتا ہے۔میرے خیال میں اس کے انسداد کے دو طریق انسب ہیں

اول: یہ کہ یا تو شرائط مناظرہ طے کرتے وقت یہ تحریر کرا لیا جائے کہ ہر ایک مناظر صرف ایک، زیادہ سے زیادہ دو دلیلیں جو اسکے نزدیک قطعی الدلالت اور یقینی الثبوت ہوں پیش کرے اس سے زیادہ نہیں۔اسی طرح مجیب علاوہ مدعی کی دلیلوں کا جواب دینے کے اپنی طرف سے بطور معارضہ ایک دو دلیلیں پیش کرے۔اس کے بعد تمام وقت انہی دلائل پر مباحثہ ہوتا رہے تاکہ حق و باطل میں اچھی طرح امتیاز ہو جائے اور سامعین جان جائیں کہ دونوں میں کون حق پر ہے اور کون باطل پر اڑ رہا ہے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ مناظر اسلام مرزائیوں کی یاوہ گوئی کو بالکل نظر انداز کر دے اور اٹھتے ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پانچ دس صریح غلط گوئیاں، پانچ دس احادیث نبویہ جن میں حضرت مسیح ابن مریم کی علامات بعد از نزول بتائی گئی ہیں جو مرزا صاحب قادیانی میں پائی نہیں گئیں، اسی طرح مرزا صاحب قادیانی کی غلط بیانیاں، بدزبانیاں۔تحریرات پر از توہین انبیاء، بالخصوص حضرت عیسی کی توہین جو مرزا صاحب قادیانی نے کی ہے، پیش کر دے۔ایسا کرنے سے مرزائی مناظر ہر میدان میں روسیاہ ہوں گے۔

اسی اصول کو مدنظر رکھ کر آج کے مضمون ذیل میں صرف دس پیش گوئیاں مرزا صاحب قادیانی کی جو باوجود صریح جھوٹی نکلنے کے عموماً مناظروں میں پیش نہیں کی جاتیں، برادران اسلام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

اس کے بعد وقتاً فوقتاً دیگر مضامین، علامات مرزا، کذبات مرزا، اخلاق مرزا

، وغیرہ پر بھی لکھوں گا۔ انشاء اللہ۔

مرزا صاحب متوفی مدعی مسیحیت ونبوت نے یہ کہہ کر کہ:

نبوت پیش گوئی کرنے کو کہتے ہیں (رپورٹ جلسہ قادیان ۱۸۹۷ء ص ۱۵۹)

صادق نبی کی علامت بھی یہ مقرر کی ہے کہ:

اس کی پیش گوئی پوری ہو۔ (شہادۃ الملھمین۔ص ۳۲)

اور اپنے متعلق تو صاف کہا ہے

ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔ (قادیانی اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

لہذا ہم اسی طریق سے ان کی صداقت جانچیں گے۔ اگر ان کی پیش گوئیاں سچی ثابت ہوئیں تو ہمیں انہیں صادق مخبر ماننے میں کوئی تامل نہ ہوگا بصورت دیگر:

کسی (مدعی الہام) انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ (ضمیمہ تریاق نمبر ۲۔ص ۱۰۷)

پیش گوئی مرزا قادیانی۔ نمبر ۱: پسر موعود

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اپنے ہاں ایک لڑکا پیدا ہونے کی بایں الفاظ پیش گوئی کی تھی:

بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل۔

خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعز اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں، اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا، اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔

سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر

سلام ۔ خدا نے یہ کہا تاوہ جو زندگی کے خواہاں ہیں، موت کے پنجے سے نجات پاویں ۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں، باہر آویں ۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے ۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے ۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں ۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں ۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جاوے ۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا ۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے ۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے ۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے ۔ اور وہ رجس سے پاک ہے ۔ اور وہ نور اللہ ہے ۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا ۔ وہ صاحب شوکت اور عظمت اور دولت ہوگا ۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے ۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری سے پر کیا جائے گا ۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔

دوشنبہ ہے، مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظهر الاول و الآخر مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا ۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی سے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا ۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا ۔ اور زمین کے کناروں تک

شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا و کان امرا مقضیا ۔
خاکسار مرزا غلام احمد مولف براہین احمدیہ ہوشیار پور طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

اس تحریر کی مزید تشریح اس کے قریباً ایک ماہ بعد آپ نے یوں کی ہے:

ہم مانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔(قادیانی اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

عبارت بالا کی رو سے اگر ہم آخری مدت ہی لیں تو فروری 1895ء تک اس کو، بموجب وعدہ الٰہی، ضرور پیدا ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ چنانچہ اس میعاد کے قریباً دو سال بعد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۵ طبع ۱۸۹۷ء)

اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مولود موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بتلائی ہوئی میعاد کے اندر پیدا نہیں ہوا حالانکہ متوفی نے اسے وعدہ الٰہی کہا تھا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں (صفحہ ۹ تقریر ہفتم جنگ مقدس) اسلئے مرزا غلام احمد صاحب کا اسے وعدہ الٰہی قرار دینا افتراء ہے اور بموجب آیت

انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ

مفتری، بے ایمان ہوتے ہیں۔ اس لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعاوی میں صریح غیر صادق ہوتے ہیں۔

مرزائیو! خدا کو حاضر ناظر جان کر جواب دو کہ اگر کوئی آریہ یا عیسائی وغیرہ تم پر یہ اعتراض کرے کہ:

چونکہ مرزا صاحب نے پسر موعود کی پیدائش کو صداقت اسلام و قرآن محمد ﷺ پر بطور ایک نشان مبین کے پیش کیا تھا، جو صریح جھوٹا نکلا، اس لئے اسلام جھوٹا مذہب ہے اور مرزا کاذب متنبّی؛

تو بتلاؤ تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ (باقی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۴۔۵)

کرامات مرزا

مولوی ابوسعید غلام محمد چک نمبر ۱۷ اگ۔ب ضلع لائل پور سے لکھتے ہیں:

یوں تو نشانات مرزا صاحب آنجہانی کا اندازہ خدائے تعالی ہی خوب جانتا ہوگا ہمیں تو معلوم نہیں کہ کس قدر تھے یا ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی یا ان کی امت ان پر حاوی ہوگی چونکہ مرزا صاحب قادیانی ارشاد فرماتے ہیں:

مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو کھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں (یعنی کرامات)

(مشابہت مسیحین۔ص ۱۳)

ازانجملہ نشانات (کرامات) کے ایک کرامت تحفہ ویلز میں آج ہماری نظر سے گذری جو درج ذیل ہے۔ میاں محمود احمد خلیفہ ثانی تحریر فرماتے ہیں:

ایک دفعہ آپ کچھ اور دوستوں سمیت جن میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی تھے ایک مکان میں سو رہے تھے کہ آپ کی آنکھ کھلی اور آپ کو ایک آواز سنائی دی جس سے آپ نے سمجھا کہ یہ چھت اب گرنے والی ہے آپ نے اپنے ساتھیوں کو جگایا اور ان کو یہ بات بتائی مگر انہوں نے اس کو معمولی سمجھا اور چھت کو دیکھ کر پھر سو گئے۔ پھر انہوں نے جگایا کہ میں نے آواز سنی ہے اٹھو اور اس مکان کو خالی کر دو مگر انہوں نے پرواہ نہ کی۔ اور ان کا وہم سمجھا۔ پھر ان کو ایسی ہی آواز آئی اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ چھت گرے گی اور صرف آپ کے نکلنے کا انتظار کر رہی ہے اس پر آپ نے ان کو جبراً اٹھایا اور پہلے ان کو نکالا اور آخر میں آپ نکلے جونہی آپ نے قدم اٹھا کر سیڑھی پر رکھا چھت گر گئی اور تمام ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اگر آپ وہاں نہ ہوتے، یا پہلے ان کو نکال کر بعد میں خود نہ نکلتے تو ضرور وہ اس چھت کے نیچے دب کر

مرجاتے اور وہ آپ کو عزت اور تعجب کی نگاہوں سے دیکھنے لگے (ص ۴۵)

احمدی مومن تو واقعی اس کلام کو پڑھ کر جبراً وقہراً تصدیق کرنے پر مجبور ہوں گے کیونکہ ان کے آقائے نامدار نے ادنی ادنی سی باتوں کے عدم اقرار پر بڑے سخت لفظ استعمال کیئے ہوئے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

جو شخص پیش گوئی آتھم کی تصدیق کر کے ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا کہ اس کو ولد الزنا بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ ہی نہیں۔

(انوار الاسلام۔ص ۳۰)

قدرتی سوال: یہاں پر ایک چھوٹا سا قدرتی سوال پیدا ہوتا ہے ان دوستوں میں سے جنہیں پہلے ہی دوستی کا خطاب مل چکا تھا غالباً اگر سارے کے سارے نہیں تو نصف یا ثلث یا ربع ورنہ کم ازم ایک دو تو ضرور ہی ہندو ایسا بھاری اہم معجزہ دیکھ کر داخل دائرہ کرشنیت ہوئے ہوں گے جس کا ثبوت بذمہ مدعی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کون تھے؟ اس کا جواب بندہ نہ دے گا، بلکہ خود حضرت صاحب موصوف بشہادت کتب سابقہ از ترشحات قلم خلیفہ قادیان پیش کرے گا ورنہ قابل قبول نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام کے آویں گے کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔

اور یہ بھی لکھا ہے:

جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیں گے کہ اگر ہوسکتا تو وہ برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔

(متی باب ۲۴.. تحفہ شاہزادہ ویلز ص ۳۶)

اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کریم نے کہی ہوئی ہے؟ تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو، تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی ہے۔ تو اس سے مت ڈر (استثناء باب ۱۸، ۲۱، ۲۲۔ تحفہ شاہزادہ ویلز۔ص ۳۷)

تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے

کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو، تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔ (استثنا باب ۱۸ آیت ۲۲۔ تحفہ شاہزادہ ویلز ص ۲۵)

اگر واقعی مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے یا بقول شما نبی غیر تشریعی تھے تو چاہیے تھا کہ آپ حکم بالا کے ماتحت ہر قول اور ادعا میں صادق نکلتے اور بیرونی شہادات اور واقعات اس پر شاہد ہوتے ورنہ ایسی کرامتیں عندالاغیار بجوئے نارزد (کوڑی کے کام کی نہیں) جس کا اعتراف خود مرزا صاحب قادیانی کو بھی ہے:

جو شخص اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ ناکام نہیں مرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يا ايتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربّك راضية مرضية

جب انسان اللہ کو راضی کر لیتا ہے تو اللہ اسے دنیا سے راضی اٹھاتا ہے

(الفضل نمبر ۱۳۶ جلد ۱۸ ۲۶ مئی ص ۳ کام ۱۔۲۔ ٹائٹل پیج مسیح موعود نمبر از بیاض غیر مطبوعہ)

گستاخ نبی۔ احمدی دوستو!

اس فرمان مسیحی کے مطابق ثابت ہوا کہ خود جناب مرزا صاحب صادق نہ تھے۔ اگر صادق ہوتے تو اللہ ان سے راضی ہوتا اور اللہ ان کو بھی دنیا سے منہ مانگی مرادیں دے کر اٹھاتا۔ جب نہ ملیں تو ثابت ہوا کہ آپ نبی اللہ اور مسیح موعود نہ تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۵۔۶)

قادیان اور نور افشان

اخبار نور افشاں کے جواب میں پیغام صلح (مرزائی اخبار) نے لکھا تھا کہ:

احمدی لڑکیوں نے بڑے بڑے مولویوں اور شیر پنجاب کہلانے والوں کے ناطقے بند کر دیئے۔

اس تلمیح کو نور افشاں امرتسر کی طرف سمجھ کر پوچھتا ہے کہ:

مولوی ثناء اللہ صاحب ان احمدی لڑکیوں کے نام بتا دیں جنہوں نے مولوی صاحب کے ناطقے بند کر دیئے۔

مولانا امرتسری فرماتے ہیں: جواباً عرض ہے کہ مجھے ایسا کوئی واقعہ یاد نہیں

ہاں اڈیٹر اخبار مباہلہ سے دریافت کیجئے جو نیچے کی سطح میں جا کر ایسی باریک باتیں لایا کرتے ہیں جن کی وجہ سے ان پر مقدمہ بھی قائم ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۶۔۷)

مرزائی مناظرہ

چک ۱۱۲۔نہر مراد ریاست بہاولپور میں حیات مسیح وختم نبوت پر مرزائیوں سے مناظرہ ہوا جس میں ان کو شکست ہوئی اور دو مرزائی تائب ہوئے۔ الحمد للہ۔

راقم: چودھری شیر محمد جالندھری حصہ دار چک مذکور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۱۴)

عشرہ مرزائیہ۔۲

جناب منشی محمد عبد اللہ صاحبؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر ۲: خواتین مبارکہ سے نسل

اسی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے حاشیہ پر بالہام مرزا مسطور ہے:

خواتین مبارکہ جن سے تو بعض کو اس (نصرت بیگم) سے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔

چونکہ مرزا صاحب کی اس کے بعد کوئی شادی نہ ہوئی لہذا پیش گوئی غلط نکلی۔

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر ۳: موعود مرزا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پسر مصلح موعود کی پیش گوئی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو کر کے اس کی پیدائش ۹ برس تک ضروری قرار دی تھی۔ بخلاف اس کے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو آپ کے ہاں مبارک احمد پیدا ہوا تو آپ نے نہایت چالاکی سے اس کو موعود قرار دیا۔ خدا کی قدرت ہے، وہ نو سال سے بھی کم عمر میں فوت ہو گیا۔ تب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ الہام سنایا:

انا نبشرك بغلام حليم۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوش خبری دیتے

ہیں، (اخبار بدر قادیان۔جلد۶ نمبر۳۸)

اس کے قریباً ایک ماہ بعد پھر مرزا صاحب نے الہام سنایا:

انا نبشر ك بغلا م حليم ينز ل منز ل المبا ر ك

ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی بشارت دیتے ہیں وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔

(ریویو آف ریلی جنز نمبر۱۱ ج۶)

چونکہ مبارک احمد کی وفات کے بعد آپ کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا، لہذا منقولہ بالا ہر دو پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر۴: پسر خامس

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کہا تھا کہ خدا نے مجھے چار لڑکے دیئے۔

و بشر نی بخا مس اور مجھے بشارت دی پانچویں کے۔

(مواہب الرحمان۔ص ۱۳۹)

یہ الہام بھی کذب صریح نکلا کیونکہ اس کے بعد مرزا غلام احمد صاحب کے ہاں کوئی لڑکا نہ ہوا۔ بلکہ سابقہ چار میں سے بھی مبارک احمد مر گیا۔

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر۵: عمر مرزا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے تھے خدا نے مجھے اسّی (۸۰) برس سے بھی زیادہ عمر کی بشارت دی ہے۔

و ارا دوا مو تنا و اشاعوا فيه خبرا فبشر نا ر بنا بثما نين سنة من العمر و هو اكثر عددا ۔(مواہب الرحمان۔ص۲۱)

وموت ما خواستند و در آں پیش گوئی کردند پس خدائے ما مارا بشارت ہشتاد سال داد بلکہ شاید ازیں زیادہ

اس قول کے بموجب مرزا صاحب کو اسّی (۸۰) برس کی عمر تو ضرور ملنی چاہیے تھی۔ اب دیکھنا یہ کہ آپ پیدا کب ہوئے اور مرے کب تھے۔

تاریخ پیدائش مرزا:

مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں

یر یدو ن لیطفئوا نور الله بافوا ههم ...الخ ...

اس آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا

(تحفہ گولڑویہ۔ص ۲۳)

اگر ہم فقرہ چودھویں صدی میں، سے مراد شروع چودھویں بھی لیں تو سن پیدائش مرزا قادیانی ۱۳۰۱ھ بنتا ہے۔

تاریخ وفات مرزا

جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے فرزند میاں محمود احمد نے تحفہ شہزادہ ویلز میں لکھا ہے۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ہے، جو بالکل درست ہے۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آپ ۱۳۲۶ھ میں حسب اقوال خود بعمر تقریباً ساڑھے پچیس سال اس دار فانی سے عالم باقی کی طرف تشریف لے گئے لہذا ۸۰ سال عمر والی بشارت غلط بلکہ اغلط نکلی۔

مرزائیو! کیا کہتے ہو؟ جواب دینے سے پہلے سوچ لینا کہ سامنے کون ہے۔

ناظرین! تحریرات بالا کی رو سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ساری عمر قریباً ساڑھے پچیس سال بنتی ہے، حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ساٹھ سال سے بھی متجاوز ہو کر مرے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ انہوں نے خواہ مخواہ کھینچ تان کرتے ہوئے اور یہودیانہ تحریف سے کام لیتے ہوئے آیت

یر یدو ن لیطفئوا نور الله بافوا ههم .. الخ

سے بحساب جمل عدد بنا کر اپنی صداقت پر تمسک کیا ہے اس لئے اللہ تعالی نے بوجہ اس کے کہ:

وہ بعض اوقات بے حیا اور سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا

ہے ۔سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں ۔ (قول مرزا قادیانی دررسالہ استفتاء ۔ص ۸)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب انہی کے ہاتھوں سے کروا کے انہیں ایک قسم کی سزا دی ہے۔

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر۶: زیادتی عمر مرزا

مضمون مرقومہ بالا سے صاف عیاں ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب موعودہ عمر سے پہلے مر گئے تھے پس آپ کا یہ الہام: نزید عمرك (البشری ۔ج ۲ص ۱۲۰) صریح غلط ثابت ہوا کیونکہ جب انہوں نے پوری عمر ہی نہ پائی جو موعودہ تھی تو زیادتی کے کیا معنی ۔

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر۷: پھر زیادتی عمر

اوپر کی سطور میں زیادتی عمر مرزا کا الہام ان کے دوسرے الہام ،عمر اسی سال ، کی رو سے غلط ثابت کیا گیا ہے ۔اب ایک اور طرز سے آپ کے ایک زیادتی عمر والے الہام کی تردید پیش کرتے ہیں ۔مرزا صاحب متوفی نے الہام سنایا تھا

میں تیری عمر کو بھی بڑھادونگا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک (یعنی ستمبر ۱۹۰۸ء تک) تیری عمر کے دن باقی رہ گئے ہیں ۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں میں ان سب کو جھوٹا کرونگا اور تیری عمر بڑھادوں گا تا (انہیں) معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ (اشتہار مرزا موسومہ تبصرہ)

یہ الہام بھی جھوٹا ثابت ہوا کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ستمبر ۱۹۰۸ء سے پہلے ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گئے ۔

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر۸: زلزلہ مرزا

زلزلہ عظیمہ ۴ ۔اپریل ۱۹۰۵ء کے بعد مرزا غلام احمد صاحب نے دھڑا دھڑ زلازل کی پیش گوئیاں بنانی شروع کر دیں اور کہا وہ ایسا زلزلہ ہوگا جو گذشتہ سے کہیں

بڑھ چڑھ کر ہوگا جو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں گذرا۔ بس نمونہ قیامت ہوگا۔

اس پر مخالفین نے اعتراضات کئے کہ زلزلے تو ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور بقول حکیم نور دین

زلزلے اور وبا کا واقع ہونا نیچر کی ایسی عادات میں سے ہے کہ اس کی نسبت کسی ایک بلا کا بلاتعین وقت اور گول مول پیش گوئی کرنا کبھی غلط نہیں جانا جاسکتا۔ (فصل الخطاب۔ص۹۲۔۹۳)

پس اگر آپ سچے ہیں تو اس کی تاریخ آمد وغیرہ بتا دیں۔ اس پر بہت سی قیل وقال کے بعد مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا:

یہ پیش گوئی وقت اور تاریخ نہ لکھنے سے باطل نہیں ہوسکتی۔ (ص۹۳)

وہ حادثہ میری زندگی میں ظاہر نہ ہوا تو بے شک نقارہ بجا کر میری تکذیب کرو اور مجھے جھوٹا سمجھو۔ (ضمیمہ نصرۃ الحق حصہ پنجم براہین احمدیہ۔ص ۲۱)

اس کے بعد ۸۔ اپریل ۱۹۰۶ء کو مرزا صاحب نے الہام سنایا۔

ر ب ار نی زلز لۃ السا عۃ خدا یا مجھے وہ زلزلہ دکھا جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہے۔

(جواباً الہام سنایا) یر یکم اللہ زلز لۃ السا عۃ خدا تعالیٰ تمہیں ..دکھائیگا۔

(اخبار بدر۔ ج ۲ نمبر ۱۵ ص ۲)۔

اس کے دوسرے دن مرزا غلام احمد صاحب نے پھر الہام سنایا:

ار یك زلزلۃ السا عۃ ۔ میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤنگا جو نمونہ قیامت ہوگا ۔ (حوالہ مذکور)

پھر یہی الہام ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء کو سنایا (ملاحظہ ہو بدر ج ۲ نمبر ۲۱ ص ۲) پھر اس کے بعد قریباً ایک سال دو ماہ یہی الہام سنایا۔ (ملاحظہ ہو بدر جلد ۶ نمبر ۲۷ ۴ جولائی ۱۹۰۷ء ص ۴۔)

چونکہ ایسا کوئی زلزلہ ان کی زندگی میں نہیں آیا لہذا الہامات مذکورہ سب سے سب غلط ثابت ہوئے۔

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر۹: عالم کباب

قادیانی مرزا جی نے ۷ جون ۱۹۰۶ء کو کہا تھا کہ:

بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے دونام ہوں گے۔

۱۔بشیرالدولہ۔۲۔عالم کباب۔

یہ دونام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے ہیں۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان جلد۵ نمبر۶)

چونکہ محمدی بیگم زوجہ منظور محمد کے گھر کوئی لڑکا اس کے بعد پیدا نہیں ہوا لہذا یہ الہام افتراء علی اللہ ثابت ہوا۔

پیش گوئی مرزا قادیانی نمبر۱۰: رسوائی مرزا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ملہم کا وعدہ تھا کہ:

ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو..

ہم ایسے تمام اعتراضات دور اور دفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھیں گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔

(الوصیت۔ص۲)

اس الہام کے خود ساختہ اور افتراء علی اللہ ہونے پر مضمون ہذا گواہ ہے ۔مزید ثبوت سیالکوٹ میں ملا جب مسلمانوں نے میاں محمود احمد اور ان کے ساتھیوں پر محض مرزا غلام احمد صاحب کی وجہ سے پتھر برسائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۲۳۔اکتوبر۱۹۳۱ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر۵۱ ص ۶۔۸)

مرزائیت سے توبہ

مسمی عبدالعزیز ولد عبدالقیوم ساکن موضع بھڑتھ ضلع لائل پور عرصہ چار ماہ سے مرزائی ہو چکا تھا ۔خدا کے فضل سے تبلیغ کرنے سے اس نے مرزائیت سے توبہ کر لی ہے اللہ تعالی اسے راہ مستقیم پر رکھے۔

عبدالرحیم زمین دار ھتمانوالی ضلع لائل پور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۲۸ نمبر ۵۱ ص ۱۴)

فخر الدین ملتانی کو جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کے اخبار فاروق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۱ء میں فخر الدین ملتانی مقیم قادیان نے اعلان کیا ہے کہ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر نے جو لکھا ہے کہ:

> مرزا صاحب نے میرے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔
>
> امرتسری، حضرت مرزا کے کسی اشتہار میں یہ پیش گوئی لفظاً یا معناً یا مفہوماً دکھا دے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا تو ایسے حوالے کے صرف پیش کر دینے پر میں ایک سو روپیہ انعام بلا تامل پیش کر دوں گا۔

اس کے جواب میں اہل حدیث ۹۔اکتوبر میں ہم نے لکھا تھا کہ ہم یہ ثبوت دینے کو تیار ہیں آپ انعامی رقم کسی مسلمہ امین کے پاس جمع کراؤ اور فیصلہ کیلئے منصف مقرر کرو۔

اس کے جواب میں فخر الدین ملتانی نے لکھا ہے:

> امین ڈاکٹر منیر امرتسری (امیر جماعت احمدیہ) ہوں گے منصف منشی قاسم علی یا مولوی جلال الدین قادیانی یا مولوی اسماعیل غزنوی ہوں گے۔

(اخبار فاروق ۲۱۔اکتوبر ۱۹۳۱ء ص ۵)

جواب یہ ہے کہ ہمیں ان چاروں اصحاب کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر منیر بغرض امانت ہمیں منظور، بشرطیکہ ویسی رسید لکھ دیں جیسی لودھیانہ کے امین نے دی تھی کہ فلاں شخص نے جو یک صد روپیہ میرے پاس امانت رکھا ہے مسلّمہ امین جس کے حق میں فیصلہ دے گا میں اسی کو یہ روپیہ دونگا۔

منصفی کے لئے آپ کے پیش کردہ منصفوں سے اچھے نام پیش کرتا ہوں جن کی افضلیت اوراعلمیت میں ہمارے مخاطب کوشک نہ ہو بلکہ شک کی گنجائش نہ ہو

۱۔میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

۲،مولوی داؤدصاحب غزنوی مقیم لاہور

قرین انصاف تو یہ ہے کہ جس طرح ہم نے فراخدلی سے ان کا پیش کردہ امین مان لیا ہے....

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ نومبر۱۹۳۱ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ ص ..)

مناظرہ سلانوالی

موضع سلانوالی ضلع سرگودھا میں ۲۵۔اکتوبر۱۹۳۱ءکواہل سنت اور مرزائی جماعت کے درمیان مناظرہ ہوا جس میں ختم نبوت وکذبات مرزا پرزبردست دلائل پیش کئے گئے جن کا مرزائی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ راقم:علی محمد ٹیلر ماسٹر (ہفت روزہ اہل حدیث ۱۳نومبر۱۹۳۱ء مطابق ۲رجب ۱۳۵۰ھ ص۱۴)

حرامزادے سور

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار زمین دار مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۳ پر فکاہات کے کالم میں نقاش کی طرف سے تین لفظ میں نے دیکھے ہیں:

منکرمرزا کافر ہے،حرامزادہ ہے،سور ہے۔

مجھے خطرہ ہوا کہ امت مرزائیہ کی طرف سے زمین دار کو چیلنج نہ دیا جائے کہ ان تین لفظوں کا ثبوت مرزا کے الفاظ مبارکہ سے دو ورنہ اپنے الفاظ واپس لو۔ دل میں آیا کہ ان کے چیلنج سے پہلے ثبوت دے کر ان کی تکلیف میں تخفیف کردوں۔

نمبراول کا ثبوت مرزا کی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر ہے۔

نمبردوم،حرامزادے کے ثبوت میں میرا مراسلہ زمین دار مورخہ ۱۵ نومبر میں چھپ چکا ہے (اور اہل حدیث ۲۰ نومبر میں بھی ہے)

آج نمبر۳ کا ثبوت دینا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک کتاب شائع کی تھی نجم الہدی۔ اس کے صفحہ ۱۰ پر ایک عربی شعر یوں ہے

انّ العدی صاروا خنازیر الفلا
ازواجھم من دونھنّ الاکلب

(ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہو گئے ان کی عورتیں ایسی بری ہیں کہ کتیاں ان سے کم درجہ ہیں)

ظرین کرام! مردوں کو سور اور عورتوں کو اعلیٰ درجہ کی کتیاں کہنا بالکل انصاف ہے کیونکہ عورتوں کا عرف اور شرع میں کم درجہ ہے اسی لئے مرزا صاحب نے اپنے منکر مردوں کو سور اور ان کی بے گناہ عورتوں کو کتیوں سے بدتر کہا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ ایسا خوش کلام آج تک کوئی نہ ہوا ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ نومبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۶ رجب ۱۳۵۰ھ ص ۴)

متفرقات مرزائیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امرت سر میں قادیانی سیرتی جلسہ

قادیانیوں کا جلسہ ۸۔ نومبر ۱۹۳۱ء کو جو امرتسر میں نہ ہو سکا تو اس کا بدلہ لینے کو بحکم خلیفہ قادیان ۲۲ نومبر کو امرتسر میں جلسہ کرنے کا اعلان ہوا۔ مگر امرتسر میں چونکہ ہمیشہ ان کو ناکامی رہی ہے اس لئے انہوں نے اضلاع امرتسر، لاہور، سیالکوٹ اور گرداسپور کے مریدین میں اعلان کر کے کہا کہ لاٹھیوں سے مسلح ہو کر امرتسر آؤ۔

جلسہ کا انتظام یوں کیا گیا کہ ایک بند مکان کے اندر جلسہ ہوا۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ باہر کا انتظام یہ تھا کہ جلسہ گاہ سے دور دور تک پولیس کا پہرہ تھا، جس میں سوار و پیادہ گشت کر رہے تھے۔ مرزائی سکول کے لڑکے ہاتھوں میں ہاکیاں لئے ہوئے اور دیہاتی ہاتھوں میں لاٹھیاں لئے ہوئے بازاروں میں پھرتے تھے جس کی وجہ سے اہل شہر میں بڑا جوش پیدا تھا۔ پولیس کا انتظام معقول تھا۔ حاضری باستثناء چند غیر مسلموں کے سب مرزائیوں کی تھی جو دو تین سو کے درمیان تھی۔ سنا ہے منادی

کرنے والے کو کسی نے مارا۔ باوجود اس انتظام کے تھوڑے وقت تک جلسہ ہوا۔
ادھر انجمن اہل حدیث امرتسر نے ایک اشتہار بعنوان قادیانی عقاید شائع کیا ادھر مباہلہ اخبار والوں نے خلیفہ قادیان کو مباہلہ کی دعوت کا ایک پوسٹر لگوایا جن سے اہالی امرتسر کو اصل حقیقت معلوم کرنے میں مدد ملی۔

امرت سر کی تاریخی حیثیت

۱۹۰۲ء میں اعجاز احمدی سنانے کے لئے قادیان سے وفد آیا اور تھیٹر ہال میں جلسہ منعقد کیا۔ پولیس بھی موجود تھی مگر امرتسر کے شیر دل حکیم محمد الدین مرحوم نے ایسی ہمت کی کہ قادیانی سب بھاگ گئے اور سٹیج پر حکیم صاحب موصوف نے قبضہ کر لیا۔
پھر ایک دفعہ خاص مرزا صاحب قادیانی لیکچر دینے آئے۔ ماہ رمضان تھا موصوف نے چائے پی، تو لوگوں نے پتھراؤ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ مرزا صاحب قادیانی سٹیج چھوڑ کر بند گاڑی میں چھپ کر نکل گئے۔ اوپر سے پتھراؤ ہوا۔
پھر میاں محمود خلیفہ قادیان لیکچر دینے آئے تو شیر دل مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے میاں صاحب کو نکال دیا اور آپ قبضہ کر لیا۔
چوتھی مرتبہ، سب سے پہلا سیرتی جلسہ کرنا چاہا جس میں ڈاکٹر کچلو صدر تھے تاہم مسلم پبلک امرتسر نے جلسہ نہ ہونے دیا۔
پھر ۸ نومبر ۱۹۳۱ء کو جلسہ کرنا چاہا جو نہ ہونے دیا۔
پھر ۲۲ نومبر ۱۹۳۱ء کو اس شان وشوکت سے جلسہ کیا جیسے جیل خانہ میں کانگریسی والنٹیئر کیا کرتے تھے۔
یہ ہیں امرتسر کے تاریخی واقعات۔
گو ہماری ذاتی رائے ہے کہ جلسہ کرنے کا حق ہر ایک جماعت کو ہے لیکن قادیانیوں کی سخت کلامی کا جواب ہمارے پاس بھی نہیں۔

انعامی پیش گوئی

فاروق قادیان میں آخری فیصلہ کو پیش گوئی ثابت کرنے کے لئے یک صد انعام دینے کا اعلان کیا گیا تھا جسکے جواب میں ہم نے خلیفہ قادیان کو منصف لکھا تھا (

اہل حدیث ۶ نومبر ملاحظہ ہو) ۔ فاروق ۲۱ نومبر میں لکھا ہے کہ خلیفہ صاحب کو بہت مشاغل ہیں اس لئے ہم ان سے درخواست نہیں کر سکتے کہ وہ اس معمولی کام میں وقت دیں۔

اچھا ہم ایک اور آسان طریق بتاتے ہیں جو دیانت اور امانت پر مبنی ہے۔ چونکہ انعامی وعدہ میں لکھا ہے کہ پیش گوئی لفظاً یا معناً یا مفہوماً ثابت کرنے پر انعام ملے گا۔ یہ تینوں مرتبے علمی استدلال کے ہیں۔ علمی استدلال کو سمجھنے کیلئے کسی عالم کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے میں بقول تمہارے خلیفہ قادیان کو چھوڑ کر مولوی سرور شاہ پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کو حکم مانتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ ان کے فیصلے کو بے چون و چرا تسلیم کرونگا بشرطیکہ حسب شرائط مسلمہ مباحثہ لودھیانہ حلفی لکھیں۔

ناظرین! اب تو کوئی کسر باقی نہیں رہی۔

نور افشاں کے قابل اڈیٹر نے اس مضمون میں دخل دے کر خلیفہ قادیان کے نامنظور کرنے کی پیش گوئی کی ہے۔ کیا ہماری اس ترمیم کی بابت بھی اظہار رائے کریں گے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ نومبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۶ رجب ۱۳۵۰ھ ص۱۴)

آخری فیصلہ کی چھان بین

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بہت اچھا کیا کہ مخلوق خدا کو گمراہی سے بچانے کے لئے آخری فیصلہ کا اشتہار شائع کیا تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ مگر افسوس کہ ان کے اتباع نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ آخری فیصلہ کا مختصر مضمون یہ تھا۔ مرزا صاحب قادیانی نے دعا کی تھی:

اے اللہ! ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ امرتسری) میں جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے، سچے کی زندگی میں اسے موت دے۔

مرزا صاحب قادیانی کی جب یہ دعا قبول ہوئی یعنی وہ انتقال کر گئے تو پبلک نے نتیجہ نکالا کہ مرزا صاحب قادیانی جھوٹے تھے۔

اس کے جواب میں امت مرزائیہ نے کہنا شروع کیا کہ یہ دعا دراصل دعوت

مباہلہ تھی جو بوجہ نہ ماننے مولوی ثناء اللہ کے کالعدم ہوگئی۔

اسکا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۱ستمبر ۱۹۳۱ء میں ہم نے دیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اخبار بدر قادیان ۴۔اپریل ۱۹۰۷ء میں اعلان کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ ہم اس وقت کریں گے جب کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر ان کو پہنچ جائے گی اور وہ اسے پڑھ کر ہمارے دلائل پر مطلع ہو جائیں گے۔

کتاب حقیقۃ الوحی ۱۵مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی جو کئی روز بعد ہم کو پہنچی اور ہم نے دیکھی ،اور مرزا صاحب کی دعا فیصلہ ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی تھی۔معلوم ہوا کہ یہ دعا اس مباہلہ سے الگ ہے جس کا سلسلہ ۱۸۹۷ء سے چلا آرہا تھا۔

یہ دلیل ایسی صاف اور واضح ہے کہ ادنی ایمان کا انسان بھی اسے تسلیم کرے گا مگر قادیانی اور تسلیم؟ اس لئے مولوی اللہ دتا صاحب نے جو ابطال حق کیلئے خاص وقف یا مامور ہیں ،قادیانی اخبار الفضل میں ہمارے اس مضمون کا جواب دیا ہے۔سارا زور اس پر خرچ کر دیا کہ آخری فیصلہ وہی دعائے مباہلہ ہے جس کا سلسلہ ۱۸۹۷ء سے چلا آیا ہے لیکن ہماری دلیل منقولہ از اخبار بدر ۴۔اپریل ۱۹۰۷ء کا جواب جو دیا وہ عجیب ہی نہیں عجیب تر ہے۔ناظرین اسے بغور سے پڑھیں۔مولوی اللہ دتا لکھتے ہیں:

۴۔اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کے اسی مضمون مباہلہ میں جس کا ایک حصہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے مضمون میں درج کیا ہے،لکھا ہے:

کہ ہم ایک بات اور بڑھا دیتے ہیں کہ ہم خدا سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہو کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ (الفضل قادیان ۲۲نومبر ۱۹۳۱ء)۔

ناظرین کرام! ہماری دلیل کا یہی جواب ہے جو ان صاحب نے دیا ہے۔ ہاں صاحب ہم مانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کہا تھا کہ جب ہم مباہلہ کریں گے تو یہ دعا کریں گے کہ

یا اللہ! جھوٹے پر ایسا عذاب ڈالیو کہ انسانی ہاتھوں سے نرالا ہو۔

لیکن ہمارا مضمون تو یہ تھا کہ اس مباہلہ کی تاریخ حقیقۃ الوحی کی اشاعت کے بعد ہے،حالانکہ آخری فیصلہ والی دعا ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو ہوئی ہے۔

اہل علم بالخصوص مولوی اللہ دتا صاحب ایک بات یاد رکھیں گے تو کبھی یہ جواب نہ دیں گے۔ دیں گے تو اہل علم کی نگاہ میں ذلیل ہوں گے۔ اقتضاء النص، دلالۃ النص وغیرہ جو کچھ ہو متکلم کی عبارت النص کے ماتحت رہے گی۔ پس مولوی اللہ دتا صاحب یا ان کے دوسرے ہم خیال کتنے ہی استدلالات سے اس دعا آخری فیصلہ کو مباہلہ ۱۸۹۷ء سے ملائیں لیکن متکلم کی نص صریح کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ مرزا صاحب نے صاف لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ بعد اشاعت حقیقۃ الوحی ہوگا۔ پس اس سے پہلے جو ہوا وہ مباہلہ معہودہ نہیں۔ آئندہ کو جواب دیتے ہوئے ادھر ادھر نہ جائیں بلکہ گفتگو کو مرکز پر قائم رکھیں۔

تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۳ رجب ۱۳۵۰ھ ص ۴۔۵)

مرزا صاحب اور عقلی اعجاز

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

ازالہ اوہام صفحہ ۷۲۲ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

آیت علی ذھاب بہ لقادرون ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپید ہو گئے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ مطابق ۱۸۵۷ء ہیں جس کی نسبت خدائے تعالیٰ آیت موصوفہ بالا میں فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئے گا تو قرآن زمین پر سے اٹھایا جائے گا۔ پس اس حکیم و علیم کا قرآن میں یہ فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔

نیز ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۷ میں مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں:

حدیثوں میں یہ بات بوضاحت لکھی گئی ہے کہ مسیح موعود اس وقت دنیا میں

آئے گا کہ جب علم قرآن قرآن زمین پر سے اٹھ جائے گا اور جہل شیوع پا جائے گا۔ یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک حدیث میں اشارہ ہے

لو کان الایمان معلقاً عند الثریا لنا له رجل من فارس

یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا جو طغیان اس کا اس سنہ ہجری میں شروع ہوگا جو آیت و انا علی ذھاب به لقادرون میں بحساب جمل مخفی ہے۔

اس تقریر میں مرزا صاحب قادیانی کا عقلی معجزہ یہ ہے کہ ۱۲۷۴ھ سے قرآن شریف کو غائب کر دیا۔ پھر ۱۳۰۰ھ میں اسے ثریا سے اتارا کیونکہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۶ سے واضح ہے کہ مسیح کے ظہور کی تاریخ غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ھ ہے۔ مرزا غلام احمد کو قرآن غائب کرنے کے لئے اتفاقاً غدر کا موقعہ ہاتھ آ گیا مگر اس میں یہ کسر رہ گئی کہ غدر دہلی تو ہندوستان کے لوگوں نے کیا تھا، قرآن حرمین عرب، روم، شام، بلخ، بخارا، افغانستان، چین، افریقہ وغیرہ سے کیوں اٹھا لیا گیا۔ مرزا صاحب قادیانی نے روئے زمین کو ہندوستان ہی میں منحصر کر کے سب کو اس شعر کا مصداق سمجھا

ہر آں کرمیکہ در گندم نہانست
زمین و آسمان او نہانست

ورنہ کبھی یہ نہ فرماتے کہ غدر دہلی میں قرآن روئے زمین سے اٹھا لیا گیا۔ اور قرآن مجید اگر ہندوستان سے اٹھا لیا گیا تھا تو دوسرے اسلامی ملکوں میں ضرور باقی تھا۔ پھر پچیس تیس سال تک کیا کوئی دوسرے ملک کا مسلمان ہندوستان آیا ہی نہیں۔ یا کوئی ہندوستانی اس عرصہ میں حج کو بھی نہیں گیا جو وہاں سے اپنے اور اپنے بھائیوں کی دین و دنیا کی بہبودیوں کا ذریعہ اور ایمان کا مدار لے آتا، اور مرزا صاحب کو ثریا سے اتار لانے کی زحمت نہ ہوتی۔

اس بیان سے مقصود یہ ہے جہاں اتفاقی امر میں مرزا صاحب کو کسی قسم کا موقع مل جاتا تھا تو اس کو استدلال میں پیش کر دیتے تھے اور کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے کس لطافت سے کہتے ہیں کہ خدا نے قرآن میں فرمایا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا، تا کہ جاہلوں کو یقین ہو کہ قرآن ہاتھ سے نکل

ہی گیا تھا اگر مرزا صاحب قادیانی نہ ہوتے تو کس سے یہ ہوسکتا تھا کہ ثریا پر جا کر وہاں سے اسے لے آتا

الله الله چو جمالست دراں بو العجبی

علامہ جوہری نے کتاب المختار میں لکھا ہے کہ حجاز کے کسی شہر میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کا نام سلیمان مغربی تھا۔اس کی عجیب حالت دیکھی گئی کہ جو مہمان اس کے ہاں جاتا جس قسم کے کھانے کی خواہش کرتا غیب سے اس کا سامان ہو جاتا تھا۔چنانچہ ہم آٹھ شخص اس کے ہاں گئے۔ ہر ایک نے ایک خاص قسم کے کھانے کی فرمائش کی ۔شیخ اپنے خلوت خانہ میں جا کر نماز اور دعا میں مشغول ہوا تھوڑی دیر بعد جب باہر نکلا تو ہر ایک کی فرمائش موجود تھی جس سے ہم حیران ہوئے۔

جوہری لکھتے ہیں کہ میں نے اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس کی عورت شہر میں رہتی ہے شیخ کو جو کچھ منگوانا ہوتا ہے، حجرے میں کل فرمائشیں لکھ کر کبوتر کے ذریعہ سے اس کے پاس بھیج دیتا ہے، اور وہ عورت سب چیزیں تیار کر کے فوراً بھیج دیتی ہے۔ اس عقلی معجزے سے لوگ اس کے بہت معتقد تھے دور دور سے تحفے وہدایا اور زر خطیر اس کے پاس بھیجتے تھے جس سے نہایت مرفہ الحال تھا۔

اس قسم کے عقلی معجزات کی تکمیل آدمی اپنی ذات سے نہیں کر سکتا کسی اعتمادی شخص کی تائید کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور جملہ مدعیان کاذبین کا یہی طریقہ رہا ہے علی ہذا القیاس ہمارے پنجابی ہیرو قادیانی اس فن میں ید طولی رکھتے تھے

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت
خرمنے گرد کردہ پاک بسوخت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۳ رجب ۱۳۵۰ھ ص ۶)

مولوی محمد علی اور ڈاکٹر بشارت جواب دیں

(میاں محمود وغیرہ شکریہ ادا کریں)

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب ؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

سال ہا سال سے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کی اس بات پر گرما گرم بحث چھڑی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح بن باپ تھے یا باباپ۔

قادیانی مرزائی قرآن کے علاوہ جناب مرزا قادیانی کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ وہ بن باپ تھے۔ مگر لاہوری پارٹی کے ممبر باوجود مرزا صاحب قادیانی کو مجدد، ملہم، مسیح موعود، مفسر حقانی، حکم وعدل ماننے کے ان کے اقوال کو ان کا ذاتی فہم کہہ کر پائے استحقار سے ٹھکرا رہے ہیں جس پر یہ مثل خوب صادق آتی ہے کہ

تیلی بھی کیا اور روکھا ہی کھایا۔

خیر یہ ان کی مرضی ہے لیکن آج ہم کتب مرزا سے ایک ایسی تحریر اس معاملہ میں پیش کرتے ہیں جو بالکل فیصلہ کن ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ وہ تحریر اس برسوں کے الجھے ہوئے مسئلہ کو سلجھا دے گی۔ امید ہے قادیانی پارٹی ہماری اس محنت کی قدر کرے گی اور ہمیں انعام دے گی کیونکہ ہم نے ان کو ایک ایسی تحریر بتائی ہے جو آج تک ان کے علم میں نہیں آئی ہوگی۔

ملاحظہ ہو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، حضرت مسیح کے علم للساعة ہونے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ان فرقة من الیهود ... کانوا کافرین بوجود القیامة فاخبرهم الله علی لسان بعض انبیائه ان ابنا من قومهم یولد من غیر اب و هذا یکون آیة لهم علی وجود القیامة۔

(حمامۃ البشری۔ص ۹۰)۔(یعنی ایک فرقہ یہود کا قیامت کے وجود سے انکاری تھا۔ خدا تعالیٰ نے بعض انبیاء کے ذریعہ انکو خبر دی کہ تمہاری قوم میں ایک لڑکا بلا باپ کے پیدا ہوگا یہ قیامت کے وجود پر ایک دلیل ہے)

لاہوری احمدی بھائیو! قول بالا میں تمہارے مسلمہ مخبر صادق نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ انبیاء کرام ولادت مسیح بلا باپ کو بطور نشانی و دلیل قیامت منکرین حشر کے اوپر پیش کیا ہے، اب یا تو تم پیغامی بالخصوص ڈاکٹر بشارت احمد اور امیر جماعت محمد علی صاحب لاہوری مرزا صاحب کی خبر کو صحیح تسلیم کر کے مسیح کی ولادت بلا پدر کو مانیں یا مرزا صاحب قادیانی کو مفتری علی اللہ وعلی الانبیاء سمجھیں

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اس کے بعد ہر دو جماعت احمدیہ سے مشترکہ سوال یہ ہے کہ براہ مہربانی صحف انبیاء سے بسند صحیح وہ عبارت پیش کریں جس کا مرزا صاحب قادیانی نے اوپر حوالہ دیا ہے۔ ورنہ اقرار کریں کہ مرزا صاحب ایسے ہی کہہ جایا کرتے تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۳ رجب ۱۳۵۰ھ ص ۵)

راولپنڈی میں کانفرنس اتحاد بین المسلمین کا حشر

جناب حافظ فضل الرحمٰنؒ صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں؛

لاہوری مرزائی جماعت کا اس دفعہ سالانہ جلسہ ۱۷۔ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ جماعت مرزائیہ نے محض اپنے جلسہ کی رونق بڑھانے کے لئے ۱۸ تاریخ کو قبل از دوپہر کانفرنس اتحاد بین المسلمین کے انعقاد کا اعلان کیا۔ جس کے سلسلہ میں انہوں نے انجمن اہل حدیث راولپنڈی کے صدر اور سکرٹری صاحبان کو شمولیت کی دعوت دی۔ بنا بریں جماعت اہل حدیث اپنے مذکورہ بالا نمائندوں کو لے کر جلسہ گاہ میں وقت مقررہ پر پہنچ گئی اور وقت کا مطالبہ کیا چنانچہ سب سے پہلے حکیم عبدالرحمٰن صاحب صدر انجمن اہل حدیث نے تقریر شروع کی۔ آپ نے فرمایا:

چونکہ جماعت احمدیہ اور ہم میں اصولی اختلافات ہیں اس لئے ان کا ہمارے ساتھ اتحاد بالکل ناممکن ہے۔ بلکہ فرمایا کہ اس فرقہ کے اور ہمارے اعتقاد بابت صفات خدا تعالیٰ بھی بالکل متضاد ہیں۔

مثال کے طور پر کہا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں ربّنا عاج۔ اور ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ اس الہام کا مطلب مجھے نہیں بتلایا گیا۔

حکیم صاحب نے کہا لہذا ہم اس لفظ عاج کے معنی کے لئے لغت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بحوالہ قاموس فرمایا کہ لفظ عاج کے معانی، ہاتھی دانت، اونٹ کی لید، اور اونٹ کے لیٹنے کی جگہ، ہیں۔ حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر کہا ایسا فرقہ جس کا خدا ہاتھی دانت یا لید کا ہوگا، اس کے ساتھ ہمارا اتحاد کیسے ہوسکتا ہے۔

اس پر حاضرین نے بیک زبان کہا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

چونکہ حکیم صاحب کی تقریر سے مجمع پر مرزائی جماعت کے برخلاف بہت برا اثر ہوا تھا اسلئے کارکنان جلسہ نے صاحب صدر کو بذریعہ رقعہ جتلایا کہ مولوی حکیم صاحب آوٹ آف پائنٹ (موضوع کے خلاف) جارہے ہیں چنانچہ صاحب صدر نے حکیم صاحب کو کہا کہ آپ اپنی تقریر کا رخ بدلیں۔

لیکن جناب حکیم صاحب نے کہا کہ دعوت نامہ میں صاف لکھا ہوا ہے کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرسکتا ہوں۔ لہذا میں ہرگز آوٹ آف پائنٹ نہیں جارہا ہوں۔ اور آپ نے تقریر جاری رکھی جس سے احمدیہ کیمپ میں ہلچل مچ گئی۔ اس وقت کارکنان کانفرنس کی حالت قابل رحم تھی۔ حکیم صاحب کی تقریر میں کئی دفعہ صدا گونجتی تھی: ہمارا ان کے ساتھ بالکل اتحاد نہیں ہوسکتا۔

حکیم صاحب کے بعد حافظ فضل الرحمٰن سکرٹری جماعت اہل حدیث نے جناب حکیم صاحب کی تقریر کے سلسلے میں کہا کہ اگر وہ تمام کتابیں جن میں ہمیں کافر کہا گیا ہے جلا دی جائیں اور صرف قرآن وحدیث کو اپنا مطاع اور قابل عمل بنایا جائے تو ہمارا اتحاد ہوسکتا ہے۔ بلکہ صاف لفظوں میں کہا کہ اگر جماعت احمدیہ اقرار کرلے کہ جس طرح خدا اپنی ذات میں واحد ہے اسی طرح آنجناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنی صفات میں یکتا ہیں اور جناب کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اور نہ ہم کسی کی کوئی بات بغیر آنجناب ﷺ کی کسوٹی سے پرکھنے کے ماننے کے لئے تیار ہیں، تو ہمارا اور ان کا اتحاد ہوسکتا ہے۔

اس پر لاہوری جماعت کے چند کارکنوں نے اعلان کیا کہ واقعی ہمارا دستور العمل قرآن اور حدیث ہے۔ اس بات کے سننے سے لوگ بہت حیران ہوئے بلکہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت میں ایک نزاع سی پیدا ہوگئی۔ اور قادیانی جماعت کے مبلغ مولوی عبدالغفور نے لاہوری جماعت کو بعد اختتام جلسہ کہا کہ اگر آپ کے ایسے عقاید ہیں تو آپ کا مرزا صاحب سے کیا تعلق۔ لیکن لاہوری جماعت بہت وقت شناس ہے مجمع کی حالت دیکھ کر انھوں نے یہ اقرار کیا لیکن بعد ازاں دوسرے وقتوں میں پھر وہی اپنے عقائد متعلق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بیان کئے جس پر گویا یہ

الفاظ لوگوں کے ورد زبان تھے :

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۳ رجب ۱۳۵۰ھ ص ۴۔۵)

آخری فیصلہ پر آخری سانس

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں :

گذشتہ پرچہ میں ہم نے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کا جواب دیا تھا۔ اس کے بعد ان کا بقیہ مضمون ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء کے الفضل میں نکلا ہے جو قابل توجہ ہے۔

آخری فیصلہ کا خلاصہ مضمون زبان زد ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعا کی تھی کہ:

اے خدا ہم دونوں (یعنی مرزا غلام احمد اور ثناء اللہ امرتسری) میں سے جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے، اسے صادق سے پہلے موت دے۔

اس کا نتیجہ جو ہوا سب نے دیکھا۔ مگر امت مرزائیہ نے اس نتیجہ سے فائدہ نہ اٹھایا بلکہ مختلف عذر کئے ۔ بڑا عذر یہ کیا کہ یہ دعا دراصل دعا مباہلہ ہے یعنی مرزا صاحب قادیانی نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ اور اس کو ۱۸۹۷ء کے سلسلہ دعوت مباہلہ سے جا ملایا۔

اس ایجاد کے اول موجد مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت مرزائیہ لاہور ہیں۔ ان کے بعد انہی کی لکیر کو پیٹنے والے آخری نمبر مولوی اللہ دتا صاحب ہیں ۔ ہم خوش ہیں کہ ہمارے احمدی دوست جو کچھ شک شکوک ان کے دل میں آئیں وہ اظہار کرتے رہیں تاکہ یہ خدائی حجت ہر طرح ان پر پوری ہو جائے۔ گو ہمارے نزدیک مباحثہ لدھیانہ کے بعد اس حجت میں کسی طرح کا خفا نہیں رہا۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو اعلان کیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مباہلہ اس وقت ہوگا جب کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر ان کو بھیجی جائے گی

اور وہ اچھی طرح اس کو دیکھ لیں گے۔

اور حقیقۃ الوحی ۱۵مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی تھی اور مرزا صاحب کا آخری فیصلہ والا اشتہار ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہو چکا تھا۔ پھر اس دعا کو مباہلہ کہنا کہاں کی عقل مندی اور کہاں کا انصاف ہے۔

اس کے متعلق مولوی اللہ دتا صاحب کا جواب اور ہمارا جواب الجواب گذشتہ پرچے میں درج ہوا۔ آج اس کا بقیہ جواب درج ہے۔

مولوی اللہ دتا صاحب کہتے ہیں کہ جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے مباہلہ کے معاملہ کو اخیر مئی پر رکھا تھا تو اسے ۱۵۔اپریل کو کرنے کا دعوی غلط ہے، اور یہ ان کے مریدوں کا الزام ہے۔

مجھے مولوی اللہ دتا صاحب کی اس عبارت کو پڑھ کر نہایت افسوس ہوا کہ وہ کس طرح مخلوق خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ بہر حال ان کے اس اعتراض کے جواب حسب ذیل ہیں۔

اول: حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا یہی ارادہ تھا کہ مباہلہ حقیقۃ الوحی کی طباعت کے بعد ہو، اور اس مباہلہ کی صورت جیسا کہ بدر ۴۔اپریل ۱۹۰۷ء میں مذکور ہے یہ تھی کہ آپ حقیقۃ الوحی پڑھنے کے بعد تکذیب اور بددعا کا اشتہار شائع کر دیتے۔ مگر بعدازاں مشیت ایزدی نے یہی چاہا کہ آپ کے چیلنج مباہلہ کو جلد اور عام صورت میں منظور کر کے دعائے مباہلہ شائع کر دی جائے چنانچہ ایسا ہی ہو گیا۔ اس میں کون سا حرج لازم آتا ہے، بالخصوص جب کہ سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اشتہار ۱۵۔اپریل کے متعلق فرمایا بھی ہے کہ:

ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے (بدر ۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)

گویا حضرت مسیح موعود (مرزا) کی تجویز کو مشیت ایزدی نے زیادہ نمایاں صورت میں پورا کر دیا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے جو تجویز فرمائی تھی وہ مزید اتمام حجت کے لئے اور بالفاظ اڈیٹر صاحب اخبار بدر باوجود اس قدر

شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آتی ہیں حضرت اقدس نے پھر بھی اس پر رحم کر کے فرمایا کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو۔لیکن چونکہ علم الٰہی میں ثناء اللہ پر کافی اتمام حجت ہو چکی تھی اس لئے اس کے ۲۹ مارچ کے چیلنج مباہلہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تحریک فرما کر حضرت مسیح موعود (مرزا) سے ۱۵۔اپریل کو ہی دعائے مباہلہ شائع کرادی۔

(الفضل قادیان ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء ص ۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین! غور فرمائیں کہ اتنے بڑے دعوی پر راقم مضمون نے کوئی دلیل بھی دی ہے؟ ہاں سارے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ واقع میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہی لکھا تھا کہ مباہلہ بعد کتاب حقیقۃ الوحی ہو۔لیکن منشاء الٰہی سے قبل از اشاعت (حقیقت الوحی) مباہلہ کر دیا گیا۔

بہت اچھا! ناظرین خصوصاً حواریان مسیح قادیانی اس جواب کو یاد رکھ کر جواب الجواب سنیں۔

کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہوئی اور مجھے نہ پہنچی تو میں نے ۳ جون ۱۹۰۷ء کو طلبی کا خط لکھا۔جس کا جواب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف سے ان کے محرر ڈاک مفتی محمد صادق نے ان کی طرف سے دیا، جو اخبار بدر مورخہ ۱۳ جون میں چھپ کر شائع ہوا۔باانصاف ناظرین اسے پڑھیں اور مولوی اللہ دتا صاحب کی محنت کی داد دیں۔وہ خط یہ ہے:

آپ کا رجسٹری شدہ کارڈ مرسلہ ۳ جون ۱۹۰۷ء حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں پہنچا جس میں آپ نے ۴۔اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر کا حوالہ دے کر کتاب حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ مانگا ہے۔

اس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا، جب کہ آپ کو مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا، تاکہ مباہلہ سے پہلے آپ کتاب پڑھ لیتے۔

مگر چونکہ آپ نے اپنے واسطے تعیین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اس

کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لئے فرار کی ایک راہ نکالی، اس واسطے مشیت ایز دی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا، اور حضرت حجۃ اللہ (مرزا قادیانی) کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔

اس واسطے مباہلہ کے ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب کے سب بوجہ نا قرار پانے مباہلہ کے منسوخ ہوئے۔ لہذا آپ کی طرف کتاب بھیجنے کی ضرورت نہ رہی۔ (خادم مسیح موعود۔ محمد صادق۔ قادیان ۵ جون ۱۹۰۷ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ناظرین اس جواب کو بغور دیکھیں کیسا صاف مضمون ہے کہ جس مباہلہ کی تاریخ مرزا صاحب قادیانی نے کتاب حقیقۃ الوحی کی اشاعت کے بعد رکھی تھی، وہ بھی منسوخ ہو کر اس کا ذکر اذکار ہی ختم ہو گیا۔ اس کی بجائے بالقاء الٰہی یہی دعا فیصلہ کن قرار پائی۔ بس اب سب کچھ یہی دعا ہے، نہ سابقہ مباہلہ نہ کوئی اور حکم ہوا۔ جاؤ چپ رہو اور اس دعا کے انجام کا انتظار کرو۔ آمنا و صدقنا۔

بتایئے اس تصریح اور توضیح کے بعد بھی کسی تحریر کی ضرورت ہے؟ پس ہمارے جواب کا ملخص یہ ہے کہ:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو مباہلہ کا وقوع حقیقۃ الوحی کی اشاعت پر موقوف رکھا تھا۔ پھر بمنشاء الٰہی کے عزم کو منسوخ کر کے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو دعا شائع کر دی اور اسی کو فیصلہ کن قرار دیا اور آئندہ کے لئے مباہلہ کا دروازہ بند کر دیا۔

پھر ہوا کیا؟

وہی جو سب کو معلوم ہے:

گفت مرزا مر ثناء اللہ را
میرد اول ہر کہ ملعون خدا ست
خود روانہ شد بسوئے نیستی
بود خود (کذاب) و لیکن گفت راست

ہمارا دعویٰ ہے کہ آخری فیصلہ والا اشتہار پیش گوئی تھی ۔ قادیانی اخبار فاروق نے ہمیں اس دعویٰ کے ثبوت پر سو روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا تھا جس کے فیصلہ کے لئے ہم نے خلیفہ قادیان کا نام بطور حکم کے پیش کیا تھا جس کو اخبار مذکور نے نہ مانا ۔ پھر مولوی سرور شاہ صاحب قادیانی کا نام ہم نے پیش کیا۔ اس کا جواب آج (۵ دسمبر ۱۹۳۱ء) تک نہیں آیا۔ آئندہ دیدہ باید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق یکم شعبان ۱۳۵۰ھ ص ۳۔۵)

ذریۃ البغایا کی تشریح

غیر مسلموں کے اخبار پرکاش لاہور نے ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء کے شمارے کے صفحہ ۸ پر لکھا ہے:

قادیانیوں کی حماقت نے جوش مارا۔ دیر کی بات ہے مولوی ثناء اللہ کو انعامی چیلنج دے بیٹھے ۔ جسے مولانا نے جھٹ منظور کر لیا اور مناظرے کے اکھاڑے میں قادیانی پہلوان کو چت گرا کر تین سو کی مالی جیت گئے ۔
اب کسی اور قادیانی کی جو شامت آ گئی وہ پھر مولانا کو انعامی چیلنج دینے کی حماقت کر بیٹھا ہے ۔
چنانچہ فاروق میں فخر الدین نام کے کسی قادیانی نے اعلان کیا ہے کہ
مولوی ثناء اللہ کا یہ لکھنا کہ مرزا نے میرے متعلق یہ پیش گوئی کی تھی کہ جو ہم دونوں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ امرتسری حضرت مرزا کے کسی اشتہار میں یہ پیش گوئی لفظاً یا معناً یا مفہوماً دکھا دے کہ جس میں یہ ثابت ہو کہ جھوٹ سچے کی زندگی میں مر جائے گا، تو ایسے حوالے کے صرف پیش کر دینے پر ہی ایک سو روپیہ انعام بلا تامل پیش کر دونگا ۔
جواب میں مولوی ثناء اللہ نے چیلنج منظور کر کے لکھا ہے کہ تم انعامی رقم کسی مسلمہ امین کے پاس جمع کرا دو اور فیصلہ کے لئے منصف مقرر کرو ۔
اس پر قادیانی مذکور نے بطور امین امرتسر کی جماعت احمدیہ کے امیر ڈاکٹر

منیر اور (منصفی کے لئے) منشی قاسم وغیرہ گھر کے آدمی پیش کئے ۔ لیکن مولانا کو اپنے پکتس (دعوے) کی صداقت کا یہاں تک یقین ہے کہ قادیانی امیر جماعت کا نام ہی (بطور امین) منظور کر لیا ۔

رہ گیا منصف کا تقرر، مولانا (ثناء اللہ) نے منصفی کے متعلق خود میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا نام پیش کر کے گویا خلیفہ کو امتحان میں ڈالنے کی خوب ترکیب نکالی ہے ۔

چونکہ خلیفہ صاحب قادیانی مرید کی جہالت سے آگاہ ہیں اور جانتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ کے پاس اپنے دعوی کے ثبوت میں مرزا صاحب کی تحریر موجود ہے اس لئے ان کا منصفی منظور کرنا مشکل ۔

اور اگر انکار کریں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے مرید کے چیلنج کی بطالت پر مہر توثیق ثبت کرتے ہیں ۔

عجب مشکل ہے جس سے رستگاری کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اگر خلیفہ صاحب کو صداقت پیاری ہے، تو صداقت کا اظہار کر کے معاملہ کو ختم کر دیں، ورنہ مرید جو سو روپیہ میدان مناظرہ میں پچھاڑا جا کر دے گا وہ ایسے ہی مولانا کی خدمت میں جا کر پیش کر دے، اور ان سے گڑ گڑا کر عرض کرے کہ اپنی نذر لے کر معاملہ کو رفت گذشت کر دیں ۔

اگر دونوں میں سے ایک بات نہ ہوئی تو احمدیت کے لئے مولانا ثناء اللہ کے مقابلہ پر نتیجہ سوائے رسوائی کے بغیر کچھ ہے ہی نہیں ۔

ہمیں خلیفہ سے ہمدردی ہے کہ ایک مرید کی جہالت اور حماقت نے انہیں امتحان میں لا ڈالا ۔ لیکن جو ہو چکا ہو چکا، اب تو نتیجہ کے اثر رسوائی سے بچنے کے کے لئے کسی تدبیر کی ضرورت ہے جو خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) کو اختیار کرنی ہی پڑے گی ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۵۰ھ ۔ ص ۵ ۔ ۶)

مناظرہ دیونا

دیونا ضلع گجرات پنجاب میں مرزائیوں سے اہل حدیث کا مناظرہ ۶ دسمبر کو ہوا۔ مضمون زیر بحث حیات مسیح اور صداقت مرزا تھے۔ مناظرہ کا اثر یہ ہوا کہ حاضرین جان گئے کہ مرزائی مذہب بالکل باطل ہے۔ راقم: عبدالقیوم از چک رجاوی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۵۰ھ ص ۱۴)

قادیانی انعامی چیلنج

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں

کئی ہفتوں سے ناظرین ملاحظہ کرتے آرہے ہیں کہ قادیان سے چیلنج ہوا کہ اہل حدیث اگر ثابت کردے کہ مرزا صاحب قادیانی نے پیش گوئی کی تھی کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا تو ہم ایک سو روپیہ انعام دیں گے۔

اب یہ گفتگو اس مرحلہ پر پہنچی ہے کہ مولوی سید سرور شاہ قادیانی عالم منصف منظور ہو چکے ہیں اور فریق ثانی نے کسی خاص وجہ سے رقم یک صد کو شاید بمواقفت انعام لدھیانہ تین سو تک بڑھا دیا ہے۔ الحمد لله

مگر ہمارے مخاطب نے ایک جدید شرط ایسی لگائی ہے جس کا تصفیہ پہلے سے ہو جانا ضروری ہے۔ وہ شرط انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:

> ثناء اللہ اور میری طرف سے ایک حلفی اقرار اس امر کا ہوگا کہ بعد فیصلہ حکم ہم ہر دو میں سے کسی کو یا کسی کے فریق کو اس بات کا حق نہ ہرگز اس بات کا حق نہ ہوگا کہ اس فیصلہ کو جو مسلمہ فی یقین کے حکم نے کیا ہوگا کسی نہ کسی رنگ میں مشتبہ یا ملتبس کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ جیسا کہ ثناء اللہ نے اپنے اخبار اہل حدیث میں وعدہ کیا ہے کہ:
>
> ان کے فیصلے کو بے چون و چرا تسلیم کرونگا بشرطیکہ حسب شرائط مسلّمہ مباحثہ لدھیانہ حلفی لکھیں۔
>
> اس فیصلے کو بے چون و چرا تسلیم کرلیں گے۔ جو فریق اس کے خلاف ارتکاب

کرے گا وہ لفظ ذریۃ البغایا کا انہی معنی میں مصداق ہو گا جن معنوں میں ثناء اللہ اور زمین دار اس جملہ کو پیش کر رہا ہے۔ یا قرآن مجید کے لفظ زنیم کا مصداق ٹھہرے گا۔

اس اقرار اور تاریخ و مقام کی اطلاع آنے پر میں فوراً تین سو روپیہ امین کے پاس جمع کرا کر رسید حاصل کر لوں گا۔ اور تاریخ مقررہ کو مقام مقررہ پر حاضر ہو جاؤنگا۔ (اخبار فاروق قادیان ۱۴ دسمبر ۱۹۳۱ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں :

ہم دونوں کے تسلیم کرنے کے معنی تو صاف ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص اس فیصلے کو نہ ردّ کرے گا، نہ اس کا نام سکھا شاہی فیصلہ رکھے گا جیسا کہ قبل ازیں فیصلہ لودھیانہ کو قادیانی فریق نے رد کیا، اور برے ناموں سے موسوم کیا۔ مگر دونوں فریق سے کیا مراد ہے؟ یہ لفظ صاف ہو جائے تو اصل کارروائی شروع ہو سکتی ہے۔

کیا میرے مخاطب کے فریق میں میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اور ان کے ارکان بھی داخل ہیں؟

اگر ہیں اور یقیناً ہیں، تو ہمارے مخاطب مہربانی کر کے ان کے دستخطی اعلان کرا دیں کہ ہم کو فیصلہ منظور ہو گا اور ہم کسی طرح اس کو ردّ نہ کریں گے۔

اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ آپ ان کے ماتحت ہیں، وہ آپ کے ماتحت نہیں۔ اس لئے جب تک وہ منظوری کا اعلان نہ کریں شرط کی تکمیل نہ ہو گی۔ پس اب جلدی کریں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۵۰ھ۔ص ۵)

کیا سچ مچ مسیح آ گیا؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں

قادیانی اخبار الفضل نے بیت المقدس کی ایک خبر شائع کی ہے جس کے آخر میں اپنی تنخواہ داری کا فرض ادا کرتے ہوئے ایک نوٹ بھی لکھا ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے وہ خبر مع نوٹ درج ذیل ہے:

حضرت مسیح کی آمد کا انتظار کرنے والے:

بیت المقدس سے ایک امریکن نامہ نگار نے اخبارات میں شائع کرایا ہے:

توریت کی پیش گوئی کی بنا پر فلسطین کے یہودیوں کی ایک جماعت حضرت عیسی کے آسمان سے اترنے کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہے۔ ان کا خیال ہے وہ عنقریب جلوہ گر ہوں اور تمام دنیا کو مصائب سے نجات دلائیں گے۔ فلسطین میں پچاس ہزار یہودی صبح و شام نماز پڑھتے اور خشوع و خضوع سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ جلد نازل ہوں۔ یہودی براق میں جا کر پہلے توریت کی تلاوت کرتے ہیں، پھر نماز پڑھ کر سب آسمان کی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ اس وقت ان کا امام اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے قوم کے لئے دعا اور مسیح کی آمد کی التجا کرتا ہے (پرتاپ ۱۵ نومبر ۱۹۳۱ء)

یہ ان لوگوں کا حال ہے جو صدیوں سے ایک شخص کے آسمان سے نزول کے منتظر ہیں حالانکہ وہ آسمان سے نہیں بلکہ زمین سے پیدا ہو کر آسمانی کہلایا اور تمام عیسائیوں اور مسلمانوں نے اسے راست باز تسلیم کیا۔

اب مسلمانوں کا ایک حصہ بھی حضرت مسیح کے آسمان سے اترنے کا انتظار کر رہا ہے۔

کاش وہ پہلے منتظرین سے عبرت حاصل کرے تا انہی کی طرح ناکامی کا شکار نہ ہو اور خدا کے فرستادہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایمان لے آئے۔ (الفضل قادیان ۱۹ نومبر ۱۹۳۱ء ص ۴)

سچ تو یہ ہے کہ اگر آنے والے مسیح کو زمین ہی سے آنا ہے، تو وہ جناب مرزا قادیانی سے پہلے آ چکا جس نے باواز بلند اپنا دعوی پیش کیا کہ:

قل یا ملأ الانجیل قد فتح باب السماء و اتی من صعد الیها

(کتاب اقدس از بہاء اللہ ص ۴۷)۔ کہہ دے اے گروہ انجیل آسمان کا دروازہ کھل گیا اور (مسیح) جو اس پر چڑھ گیا تھا وہ (بہاء اللہ بن کر) آ گیا۔

یہ ہے وہ مدعی جس کے ادنی خادم کے مقابلے کی بھی تاب نہ لاتے ہوئے جناب مرزا صاحب قادیانی کو بجز فرار کے اور کوئی صورت نظر نہ آئی تھی۔ اور جس کے

خلاف ایک اپنی کل تصانیف میں ایک حرف لکھنے کی بھی ان میں جرأت نہ ہوئی۔

کیا الفضل بتا سکتا ہے کہ اس ایرانی مدعی مسیحیت سے وہ کیوں منہ پھیرے ہوئے ہے۔ ہاں اگر وہ ایک دلیل اپنے اعراض پر دے سکتا ہے تو اہل اسلام اللہ کے فضل وکرم سے ایک سو دلائل کے ساتھ مرزا صاحب قادیانی کو جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اس کی تمنا مرزا صاحب قادیانی کو منوانے کی بے سود ہے۔

اہل قادیان کو چاہیے کہ دلائل کے میدان میں آنے کا خیال اب دل و دماغ سے نکال دیں۔ اب تو ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ منہ سے مسلمانوں کو برادران اسلام کہہ کر اور ان سے منافقانہ ہمدردی کر کے (جیسی کشمیریوں سے کر رہے ہیں) اپنا الوسیدھا کیا کریں۔ اس سے بہتر ان کے لئے کوئی مشغلہ نہیں رہا کیونکہ مرزا صاحب قادیانی کے دلائل تو تار عنکبوت کی طرح ہیں، جو مدت ہوئی ٹوٹ چکی ہیں۔ ان کی بنا پر انہیں مسیح موعود بنانا فضول اور لغو کام ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۵۰ھ۔ ص ۵۔۶)

قادیانی ہم سے مباحثہ کیوں نہیں کرتے؟

ہم جناب (مولانا ثناءاللہ) کی خدمت اقدس میں مودبانہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے یہ چند حروف اپنے اخبار میں شائع فرمائیں۔ ہم جناب کی مہربانی کے از حد مشکور ہوں گے۔ اور ہمارے ان حروف پر روشنی ڈالتے ہوئے جماعت قادیانی کی توجہ ہمارے چیلنج کی طرف ضرور منعطف فرمائینگے۔ ہم نے بموجب تحریرات قادیانیوں کے (الفضل مورخہ ۱۳ جون و ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء) ان کو چیلنج دیا تھا کہ

خاص شہر امرتسر میں ہم مسیحیوں سے مناظرہ ہو جائے

اور ہم مسیحیوں کی طرف سے عالی جناب پادری سلطان محمد پال اڈیٹر نور افشان لاہور ہوں۔ اور مضامین حسب ذیل تھے

از مدعی مسیحی:

۱۔الوہیت مسیح ناصری ۔۲۔کفارۃ المسیح ۔۳۔ بائبل کلام اللہ ہے

از مدعی قادیانی:

۱۔سابق مکتوب مفتوح پادری برکت اللہ ایم اے فتح گڈھ چوڑیاں ۔
۲۔نبوت مرزا قادیان مرشد ۔۳۔ مسیح کی قبر کشمیر میں ۔
ہم امید کرتے ہیں کہ جناب (ثناء اللہ امرتسری) ہمارے چیلنج پر روشنی ڈالتے ہوئے مرزا صاحب کے مریدوں کو مجبور کریں گے کہ یہ وہی شہر امرتسر جہاں کہ ان کے بڑے میاں صاحب (مرزا غلام احمد) نے شکست کھائی تھی ۔
والسلام۔آپ کے نیاز مند خادم ۔
چودھری وہاب دین۔و ایم طفیل مسیحی مدرس امرت سر

مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں: ہم نے تو پہلے بھی بارہا سفارش کی، اب بھی کرنے کو تیار ہیں کہ مسیحی پیاسوں کو سیراب کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کہیں

بس سمندر دیکھ لی ہم نے تری دریا دلی
تشنہ لب رکھا صدف کو بوند پانی کی نہ دی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۵۰ھ۔ص ۱۱)

نسل بدکاراں یعنی ذریۃ البغایا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے منکروں کو ذریۃ البغایا (نسل بدکاراں) لکھا ہے ۔ جب سے اخبار اہل حدیث امرتسر اور زمین دار لاہور میں جناب مرزا صاحب قادیانی کی اس شیریں کلامی کا چرچہ ہوا ہے، جماعت احمدیہ (بہر دو صنف) حیران نظر آتی ہے۔ کہیں ذریۃ ، کی تاویل ہے، کہیں بغایا کی تحریف ، کہیں علماء اسلام، کو بادی اظلم بتایا جاتا ہے، کبھی مراد کفار لئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں بات

ہی ایسی پیچدار ہے ۔ ادھر امت مرزائیہ کا یہ دعوی کہ ہم ہی اصل اسلام پر ہیں ۔ ادھر ذریة البغایا کے سننے سے شریف انسانوں کو کیا چوڑھے چماروں کو بھی نفرت ہوتی ہے ۔ اس لئے امت مرزائیہ اس کی تاویل کرنے میں معذور ہے ۔ اور کوئی مانے یا نہ مانے ہم تو ان کو معذور بلکہ مجبور مانتے ہیں اللہ ان کی مشکل حل کرے ۔

لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ ماولین کی تاویل اور تشریح مرزا غلام احمد صاحب کی تصریحات کے سامنے بجوئے نارزد

لفظ ، بغایا، کے معنی سوائے زانیات کے جتنے بھی کرتے ہیں وہ سب کے سب مرزا صاحب قادیانی کے خلاف منشاء ہیں ۔ چونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مخاطبین کسی لغوی تحقیق کے پابند نہیں ، بلکہ وہ تو اپنے ہادی و مرشد کے اقوال کے پابند ہیں ، اسی لئے تو ، دمشق ، سے مراد قادیان کہنا ان کے نزدیک صحیح ہے ۔ کیونکہ (بقول ان کے) مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بتائے ہیں ۔ اس لئے ہم اپنی طرف سے کوئی لغوی تحقیق نہیں کرتے بلکہ جس کا کلام ہے اسی کے ترجمے پیش کرتے ہیں ۔

ایک حوالہ انجام آتھم کا ہم پہلے ایک مضمون (مندرجہ اہل حدیث ۱۸ دسمبر ۱۹۳۱ء) میں بتا چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے مولوی سعد اللہ صاحب مرحوم لودہانوی کے حق میں لفظ ، یا ابن بغاء (اے نسل بدکاراں) لکھا ہے ۔ آج ہم دو حوالے اور بتاتے ہیں جن میں حضرت عیسی کے قصے میں دو دفعہ بغیه جس کی جمع بغایا ہے ۔ مرزا صاحب قادیانی نے تحریر کیا ہے پس سنئیے

ثبت من ا لا نجیل انه آ وی عنده بغیة (ترغیب المومنین ۔ ص ۱۸)

ترجمہ فارسی بالفاظ مرزا صاحب قادیانی:

واز انجیل ثابت است کہ او (مسیح) زنت بدکار را نزد خود جاداد ۔

دوسرا حوالہ:

و کذ لك اقبل علی بغیة ا خری و کلمها (ص ۱۸۔۱۹)

ترجمہ فارسی از مرزا صاحب قادیانی؛

وہم چنیں یسوع یک مرتبہ با زن بدکار دیگر گفتگو کرد و بدو متوجہ شد

یہ تو دو ثبوت مع پہلے کے تین حوالے مرزا صاحب قادیانی کے ہیں ۔ انہی

معنی کی تائید میں وہ حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

مهر البغی حرام (الحدیث) (فاحشہ کی خرچی حرام ہے)

یہ تین بلکہ مع حدیث چار حوالے دے کر ہم چیلنج دیتے ہیں کہ کوئی شخص مرزا صاحب قادیانی کی کسی تحریر سے ثابت کر دے کہ بغیہ اور بغایا کے معنی سوائے بدکار کے کچھ اور ہیں، تو ہم وہی مراد لیں گے۔

یاد رکھئے اس سنڈ اس کو جتنا چھڑو گے بد بو دے گا اور کبھی صاف نہ ہو گا کیوں؟

نہ کچھ پیری چلی باد صبا کی
بگڑنے پر بھی زلف اس کی بنا کی

ہاں بعض احمدیہ نے لغوی شہادت سے بغایا الجیوش، نکالا ہے جس کے معنی بتائے ہیں، فوج کا طلیعہ، مگر وہ یاد رکھیں عربی جاننے والے خدا کے فضل سے بہت ہیں سنئیے۔ بغایا کی تین حالتیں ہیں: مفرد، شکل میں تو قطعاً معنی زانیات کے ہیں۔ مضاف الیہ کی صورت ہو جیسی ذریۃ البغایا تو بھی نسل بدکاراں مراد ہوتا ہے۔ ہاں جس صورت یہ لفظ خود مضاف بسوئے جیش ہو، تو اس میں اس کے معنی فوج کے طلیعہ کے ہو سکتے ہیں مگر ہماری متنازعہ عبارت میں یہ صورت نہیں۔

پس اگر احمدیہ جماعت مرزا صاحب کی ذریۃ البغایا، کی تشریح طلیعہ فوج سے کرتی ہے تو پہلی دو صورتوں میں یہ معنی لغت میں کہیں دکھائے ورنہ ہمارے حوالہ جات اربعہ پر صاد کرے۔

ایک استفتاء

جماعت مرزائیہ بہر دو صنف نے جواب میں کہا ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کے حق میں گمراہ کرنے والے اسلاف کے پیرو ہوئے ان کو ذریۃ البغایا یعنی گمراہوں کے اتباع کہا گیا ہے۔

پس کیا فرماتے ہیں علماء احمدیہ کہ جس طرح مرزا صاحب قادیانی نے گمراہ کرنے والوں کے اتباع کو ذریۃ البغایا کہا ہے اسی طرح جن علماء اسلام اور عام اہل اسلام کے نزدیک مرزا صاحب گمراہ کرنے والے تھے

وہ جماعت احمدیہ عالیہ کو ذریۃ البغا یا کہیں تو احمدی جماعت سن کر ناراض تو نہ ہوگی۔ بینوا تو جروا

احمدی دوستو!

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرہ دیکھ بھال کے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جنوری ۱۹۳۲ء مطابق ۲۳ شعبان ۱۳۵۰ھ ص ۴-۵)

مودت نامہ بخدمت مولوی محمد علی لاہوری

(ایک مطبوعہ اشتہار)

مولوی صاحب! آپ صاحب انگریزی کے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوکر مذہبی خدمات میں مصروف ہیں اس لئے آپ کی میرے دل میں عزت واحترام ہے۔اسی بنا پر میں بھرے دل سے آپ کی خدمت میں یہ مودت نامہ لکھتا ہوں۔امید ہے کہ آپ بھی محبت کی نظر سے اسے پڑھیں گے۔

آپ کا ہمارا جتنا مذہبی اختلاف ہے اس کا اصل الاصول جناب مرزا صاحب قادیانی کی شخصیت خاصہ ہے یہی ایک حد فاصل ہے جو ہم کو ایک جگہ جمع ہونے نہیں دیتی۔میں اور آپ دونوں عمر کی آخری منزل میں ہیں۔اس لئے ہمارا مقدم فرض یہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے دل ودماغ میں کوئی ایسا عقیدہ اور خیال لے کر اس دنیا سے نہ جائیں جو مالک کے حضور ہماری گرفت کا موجب ہو۔

امر واقع یہ ہے جس کے اظہار سے مجھے کوئی امر مانع نہیں ہوسکتا کہ ہم مرزا صاحب کی نسبت جو خیال رکھتے ہیں تقلیداً نہیں رکھتے بلکہ علی وجہ البصیرت رکھتے ہیں میں مانتا ہوں کہ جس طرح میں اپنا خیال مدلل پاتا ہوں آپ بھی اپنا اعتقاد پختہ اور مدلل جانتے ہیں میرے وجوہات میں سے بڑی وجہ مرزا صاحب کا وہ اعلان ہے جو انہوں نے ،مولوی ثناء اللہ صاحب کے

ساتھ آخری فیصلہ، کے عنوان سے ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ءکو شائع کیا تھا۔جس طرح میں اسکو اصلی معنی میں کافی جانتا ہوں آپ اس کو نا کافی سمجھتے ہوں گے۔ یہی ایک سد سکندری ہے جس کی بابت آج بھرے دل سے آپ کا احترام ملحوظ رکھ کر آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے علم وفضل سے مجھے فائدہ پہنچائیں جس کی صورت بہت سادہ اور آسان ہے کہ بمقام لاہور مجلس خاص احباب میں اس آخری فیصلہ پر تھوڑا سا وقت محض مخلصانہ گفتگو ہو جس میں ہر فریق کی یہی کوشش ہو کہ دوسرے فریق کے دل میں بات پہنچائے نہ طعن تشنیع، نہ غلظت کلام، نہ سوءمزاجی، بلکہ فرمان خداوندی قل لهم فی انفسهم قو لًا بليغاً کی تعمیل ہو۔

میں اپنی دلی محبت اور اخلاص پر بھروسہ رکھ کر جواب باصواب کا امید وار ہوں۔ خادم دین اللہ۔ابوالوفاءثناءاللہ کفاہ اللہ امرتسری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جنوری ۱۹۳۲ء مطابق ۲۳ شعبان ۱۳۵۰ھ ص ۵)

گاندھی جی اور مرزا قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کہتے ہیں

آج دوسری مرتبہ ہم نے ہندوستان کے ان دو لیڈروں کو عنوان میں جمع کیا ہے۔قطع نظر مذہبی اختلاف کے ہم ان دونوں کو ہندوستان کے بڑے آدمی جانتے ہیں۔اس عنوان کے ماتحت بھی مذہبی نقطہ نگاہ سے گفتگو نہیں ہے بلکہ محض ان کی کامیابی و عدم کامیابی سے ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو اپنے مقاصد بیان کئے تھے وہ اتنے عالی شان تھے کہ اگر ان میں وہ کامیاب ہو جاتے تو آج نہ ہندوستان میں کوئی اختلاف ہوتا، نہ حکومت غیر، نہ ست گرہ، نہ گول میز کانفرنس ہوتی، نہ اس کی ضرورت پڑتی کیونکہ وہ اپنی حرکت کا منتہاء دنیا کی اقوام میں وحدت فرماتے تھے۔ وحدت بھی وہ جو مذہب اسلام پر سب کے اجتماع سے حاصل ہو۔(چشمہ مسیحی)

لیکن اس مقصد میں مرزا صاحب کو جو کامیابی ہوئی وہ عیاں راچہ بیاں ۔
باوجود اس کے ان کے اتباع ان کو بڑھائے چلے جاتے ہیں، بلکہ وہ مرزا صاحب قادیانی کے اس مقصد اور اس میں فیل ہونے پر غور بھی نہیں کرتے۔
اسی طرح گاندھی جی انگلستان گئے تھے تو یہ مقصد لے کر گئے تھے کہ میں وہی کہوں گا جو کانگریس نے اپنا مقصد قرار دیا ہے یعنی مکمل آزادی ۔
چنانچہ انہوں نے ایسا اعلان کیا لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی ۔
اس کا ثبوت یہ کافی ہے کہ ارکان کانگریس مثل روز اول نافرمانی کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ بلکہ صوبہ متحدہ میں دار و گیر شروع ہوگئی ہے۔ بہت سے لیڈران کانگریس گرفتار اور نظر بند ہو چکے ہیں۔ باوجود اس ناکامی کے گاندھی جی کے اتباع بدستور ان کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں جس نظر سے پہلے دیکھتے تھے ۔
ہمارا عندیہ یہ ہے کہ گاندھی جی اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر نہیں آئے، مگر ان کو اس میں ملامت نہیں ۔ کیونکہ ان کا دعوی یہ نہ تھا کہ میں آزادی لے کر آؤنگا، بلکہ یہ تھا کہ چونکہ میں کانگریس کا نمائندہ ہوں اس لئے کانگریس کا نصب العین کانفرنس میں ظاہر کر دونگا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تقریروں میں ایسا کیا۔ رہی ناکامی سو اس کا جواب وہی پرانا شعر ہے:

شکست و فتح تو قسمت سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

برخلاف اس کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مطبوعہ تحریرات صاف ہیں کہ میں ایسا کر دوں گا۔ بلکہ یہاں تک بھی کہا کہ اگر میں ایسا نہ کر دوں تو میں اپنے دعوی میں جھوٹا۔ اس لئے مرزا صاحب کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اپنے مقصد اور دعوی دونوں میں ناکامیاب رہے، بجا ہے۔ اور گاندھی جی نے اپنا دعوی پورا کر دیا مگر مقصد میں ناکام رہے، ٹھیک ہے ۔ لیکن اس ناکامی میں ان پر ملامت نہیں کیونکہ ایسا ہونا ان کے بس کی بات نہیں، نہ ان کا دعوی تھا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جنوری ۱۹۳۲ء مطابق ۲۳ شعبان ۱۳۵۰ھ ص ۱۵)

مسلم لیگ پر قادیانی اثر سوء

اعلان تھا کہ ۲۶۔۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء کو مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں ہوگا۔ جلسہ جیسا ضروری اور قومی تھا وہ عیاں ہے ۔ غالباً وزیر اعظم کے آخری اعلان پر اظہار رائے کرنا مقصود ہوگا۔

چونکہ اس دفعہ جلسہ کا صدر چودھری ظفر اللہ بیرسٹر لاہور کو بنایا گیا تھا، مسلمانان دہلی کی طرف سے اظہار ناپسندیدگی کیا گیا کہ صدارت پر قادیانی بٹھایا جائے ۔لیکن لیگ کے ارکان نے اپنے فیصلہ کو مسترد کرنا منظور نہ کیا۔اس لئے اہل اسلام دہلی نے اس صدارت کی مخالفت کی ۔اسی طرح کی جس طرح اہل لاہور نے ڈاکٹر انصاری صاحب دہلوی کی صدارت کی مخالفت لاہور میں کی تھی ۔

یعنی دہلی سے پہلے سٹیشن غازی آباد پر سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کیا گیا۔

چودھری ظفر اللہ چلے جاؤ،
جھوٹے نبی کے امتی چلے جاؤ،
دہلی کے مسلمانوں کو تمہاری ضرورت نہیں ، چلے جاؤ۔
گورنمنٹ کے پٹھوؤں چلے جاؤ۔

یہ آوازیں دینے والے اسی ٹرین پر سوا ہو گئے اور دہلی کے اسٹیشن پر ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ۔

اس کے علاوہ یہ نظارہ بھی دیکھنے میں آیا کہ دہلی کے ارکان کے معززین صدر کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر آئے ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ دہلی کی اسلامی پبلک میں اس پر سخت جوش تھا۔

ادھر یہ ہوا کہ مسجد فتح پوری کے ہال میں جو خاص قومی جلسوں کے لئے وقف ہے، اسی ہال میں مسلم لیگ کا اجلاس ہونا قرار پایا گیا۔ مسلم پبلک نے اس ہال پر صبح سے قبضہ کر رکھا تھا۔ مسجد فتح پوری حاضرین سے پر تھی۔ اتنے میں عوام میں خبر پھیلی کہ امرتسری فاتح قادیان آج مدرسہ رحمانیہ کے جلسہ میں شرکت کے لئے آئے ہوئے

ہیں۔ چنانچہ مولانا حافظ ابراہیم صاحب دہلوی فاتح قادیان کے پاس آئے اور بغرض تقریر ان کو ساتھ لے گئے۔

چنانچہ مولانا فاتح قادیان نے قادیانی دعاوی پر بڑی خوبی سے تقریر فرمائی۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے فرمایا کہ سامعین غلط فہمی سے مجھے مرزا صاحب قادیانی کا مخالف نہ سمجھیں۔ میں مخالف نہیں بلکہ مرزا صاحب کا مبلغ بلکہ آنریری مبلغ ہوں کیونکہ جو کچھ مرزا صاحب قادیانی فرما گئے ہیں میں وہی سنایا کرتا ہوں۔

چنانچہ آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی انہی کے الفاظ میں سنائے۔ لوگ حیران تھے۔ دو باتیں آپ نے عجیب سنائیں ایک یہ کہ مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ میں نے کشف میں ایک مسل لکھی جس میں آئندہ کے واقعات لکھ کر خدا سے منظور کرائے۔

یہ کہہ کر فرمایا کہ اس قسم کا توہینی استقبال بھی اس مسل میں مرزا صاحب ہی نے لکھا ہوگا اس لئے ایسا ہونے میں مرزا صاحب قادیانی کے فعل کا دخل ہے۔

دوسری بات یہ کہی کہ مرزا صاحب قادیانی کا الہام ہے، خدا فرماتا ہے

انی مهين من اراد اهانتك (میں، خدا، اس کو ذلیل کرونگا جو تیری، مرزا کی) اہانت کرنے کا ارادہ کرے۔

اس الہام کے مطابق کہنا چاہیے کہ چودھری ظفر اللہ کی توہین اس لئے ہوئی کہ ان کے دل میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اہانت کا ارادہ آیا ہوگا۔ پھر اس میں قصور کس کا۔

غرض آپ نے جو کہا وہ مرزا صاحب قادیانی کے اقوال ہی سے کہا۔

اتنے میں آواز آئی کہ مسلم لیگ کے ممبر رائے سینا کے ایک ہوٹل میں جمع ہو کر مشورہ کر رہے ہیں پبلک فوراً لاریوں میں بیٹھ کر وہاں پہنچی۔ دیکھا کہ پولیس بغرض حفاظت ہوٹل کا محاصرہ کئے ہوئے ہے، اس لئے اندر نہ گئے، باہر ہی،

چلے جاؤ، چلے جاؤ، جھوٹے نبی کے امتیوں چلے جاؤ،

کے پرزور نعرے لگا کر واپس چلے آئے۔ یہ ہے قادیانی تحریک کی نفرت کا ثبوت۔

... غالب گمان ہے کہ یہی کیفیت رہے گی۔ ہمیں اہل دہلی کے اس فعل پر

افسوس ہے، مگر اس سے زیادہ چودھری ظفر اللہ قادیانی کی لا پرواہی پر افسوس ہے۔ وہ یوں کہ چودھری ظفر اللہ اگر اصلاح قوم کے خواہش مند ہوتے تو صدرات چھوڑ دیتے۔ لوگ مسلم لیگ میں بخوشی شریک ہوتے۔ مگر قادیانی اپنی اغراض کے ماتحت قومی اصلاح کی پرواہ نہیں کرتے (نامہ نگار خصوصی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جنوری ۱۹۳۲ء ص ۱۶)

مودت نامہ کا جواب

غیر مکتوب الیہ کی طرف سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر یکم جنوری ۱۹۳۲ء میں ایک اشتہار موسومہ مودت نانہ بخدمت مولوی محمد علی لاہوری درج ہوا تھا۔ مکتوب الیہ کی طرف سے تو ہنوز جواب نہ آیا، مگر ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی درمیان میں کود پڑے۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جو مودت نامہ بنام مولوی محمد علی امیر پیغام اپنے پرچہ مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء میں شائع کر کے مولوی صاحب امیر پیغام کو یہ دعوت دی ہے کہ

بمقام لاہور مجلس خاص احباب میں اس آخری فیصلہ پر تھوڑا سا وقت مخلصانہ گفتگو ہو جس میں ہر فریق کی یہی کوشش ہو کہ دوسرے فریق کے دل میں بات پہنچائے۔ نہ طعن و تشنیع نہ غلظت کلام نہ سوء مزاجی۔ بلکہ فرمان خداوندی قل لھم فی انفسھم قولاً بلیغاً کی تعمیل ہو۔

کیا اسی قسم کا مودت نامہ امرتسری اڈیٹر اہل حدیث ہم غلامان مسیح موعود کی طرف سے قبول فرما کر اپنی نیک نیتی کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ وہ بمقام قادیان مجلس خاص احباب میں اس آخری فیصلہ پر تھوڑا سا وقت مولوی جلال الدین صاحب شمس کے ساتھ گفتگو کا دیں۔

امید ہے کہ اسکے جواب میں سے بھی مطلع فرما کر شائقین کو ممنون فرمائیں گے۔ (اخبار فاروق قادیان ۷ جنوری ۱۹۳۲ء ص ۱)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں؛

اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل فریق اس میں منشی قاسم علی وغیرہ ہوں گے اور مولوی جلال الدین ان کے وکیل۔ اس لئے یہ صورت ہمیں منظور نہیں کیونکہ منشی قاسم علی وہی صاحب ہیں جن سے اس مضمون پر براہ راست مقابلہ ہو کر ہم مال غنیمت بھی لودہانہ میں حاصل کر چکے ہیں۔ لہذا ان سے اسی مضمون پر دوبارہ گفتگو کرنا پسے کو پیسنا ہے۔ پس منشی قاسم علی اگر مولوی جلال الدین سے زور آزمائی کرانا چاہتے ہیں، تو وأتوا البیوت من ابوابها سیدھی راہ سے آئیں۔ وہ راہ یہ ہے کہ بجائے اپنی نیابت کے بجائے مولوی جلال الدین کو خلیفہ قادیان کا نائب بنوائیں۔ پھر ہم ان سے کیا جس کو خلیفہ صاحب پیش کریں گے باضابطہ گفتگو کریں گے۔

ہاں آپ کا عطیہ بابت کرایہ پیش کرنا موجب شکریہ ہے۔ لیکن شائد آپ کو یاد نہ رہا ہو کہ ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب متوفی نے مجھ کو کرایہ آمد و رفت کے علاوہ ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ انعام کا وعدہ دے کر قادیان بلایا تھا لیکن جنوری ۱۹۰۳ء میں، میں مع احباب قادیان جا پہنچا تو کرایہ اور انعام کیا، چائے پان تک بھی نہ پوچھا۔ بلکہ دیدار فیض آثار سے بھی محروم رکھا جس پر ہم یہ کہتے ہوئے واپس آئے

کیوں کر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جنوری ۱۹۳۲ء مطابق ٦ رمضان ۱۳۵۰ھ جلد ۲۹ نمبر ۱۱ ص ۵۔٦)

ابطال دعوی مجددیت مرزا صاحب

جناب حافظ فضل الرحمٰنؒ صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں:

ناظرین! قرآن مجید بقولہ الیوم اکملت لکم دینکم اس بات پر شاہد ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک ایسی عالمگیر کتاب دی گئی ہے جو بنی نوع انسان

کی تمام ضروریات تا قیامت ہر جگہ اور ہر حالت میں پورا کرنے کا اعلان کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب ﷺ کے بعد دروازہ نبوت مسدود کیا گیا ہے۔

لیکن امت مرحومہ کو بمطابق ارشاد نبوی بلّغوا عنّی و لو آیۃ تلقین کی گئی ہے کہ ہر مسلمان ہر ممکن و جائز طریقے سے اسلام کی تبلیغ کرے اور اللہ نے فرمایا

فلو لا نفر من کل فرقۃ منھم طا ئفۃ لیتفقھوا ... الخ ۔

کہ ہم میں سے ہر ایک گروہ میں سے ایک عالم فارغ التحصیل ہونے کے بعد تبلیغ میں مصروف رہے اور جناب ﷺ نے اس کی توجیہ اس طرح فرمائی کہ

انّ اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ۔(یعنی ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اللہ تعالی پیدا کیا کرے گا جو اس دین میں تجدید کیا کرے گا)

لیکن ایسی تجدید حسب فرمان

ما آتاکم الرّسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا

جناب محمد ﷺ کی تعلیم کے ماتحت کی جائے گی ۔مجدد کو دین میں کسی قسم کی اختراع کی اجازت نہ ہوگی ،۔

بنا بریں آج تک کئی ایک مجدد ہوئے اور اس اصول کے ماتحت انہوں نے اپنے زمانے کی ضروریات کے مطابق دین کی خدمت کی اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ۔

لیکن چودھویں صدی میں ایک صاحب جن کا نام نامی مرزا غلام احمد قادیانی ہے پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے دعاوی میں سب سے اول دعوی مجددیت کیا ۔ان کے متبعین میں سے ایک پارٹی یعنی لاہوری جماعت لوگوں کے سامنے مرزا صاحب کا یہی دعوی پیش کر کے اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتی ہے ۔گو مرزا صاحب نے مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعوی بھی کیا ،لیکن ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے مرزا صاحب قادیانی کے دعوی مجددیت پر مختصر طور پر تبصرہ کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوگا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اسلام کی تجدید نہیں بلکہ تحریف کی ہے ۔

۱ ۔مرزا صاحب قادیانی نے (بحوالہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۶) اعلان کیا کہ اہل اسلام کی نجات کا دارومدار مرزا صاحب کی اتباع میں ہے ۔ بلکہ صاف فرما دیا جو احادیث میری وحی کے

خلاف ہوں ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہیں۔

۲۔ لیلۃ القدر اور فرشتوں کی ہستی سے انکار۔

آج تک جمیع اہل اسلام کا یہ متفقہ عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ رمضان میں ایک رات ہوتی ہے جس میں عبادت خاص اہمیت رکھتی ہے بلکہ قرآن شریف میں اس رات کی تعریف میں ایک سورۃ بھی بنام لیلۃ القدر آئی ہے اور آنحضرت ﷺ نے بحوالہ احادیث مندرجہ صحیح بخاری و مسلم صحابہ کرام کو تلقین کی کہ اس رات کو رمضان کے اخیری عشرہ میں تلاش کیا کرو۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب فتح اسلام تقطیع کلاں صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں:

> تم سمجھتے ہو لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ لیلۃ القدر اس ظلماتی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے، یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کی متعدد آیات سے یہ ثابت ہے کہ فرشتے نبیوں پر نازل ہوتے رہے بلکہ حضرت لوطؑ کے مکان پر آئے اور حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھی آئے اور آپ نے بچھڑے کا گوشت ان کو کھانے کے لئے پیش کیا۔

علاوہ ازیں یدخلون علیهم من کل باب

لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب توضیح مرام کے صفحہ ۳۳ میں فرشتوں کی ہستی سے انکار کرتے ہیں۔ کیا اچھی تجدید بمعنی تحریف ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جنوری ۱۹۳۲ء مطابق ۶ رمضان ۱۳۵۰ھ جلد ۲۹ نمبر ۱۱ ص ۷۔۸)

قادیانی مسیح کا کچا چٹھہ

پنڈت لکشمن جی آریہ اپدیشک نے اس رسالہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات مباحثات درج کئے ہیں اور پیش گوئیوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ کتابت معمولی، حجم ۱۸۴ صفحات۔

پرکاشک آریہ ساہتیہ۔ پستکالیہ دہلی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۲ء مطابق ۶ رمضان ۱۳۵۰ھ جلد ۲۹ نمبر ۱۱ ص ۲)

مرزائی علم کلام کا نمونہ

(اس مضمون میں ہزار کا ذکر آتا ہے اس کو سمجھانے کے لئے اس نوٹ کی ضرورت ہے:

مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ دنیا کی ساری عمر از ابتداء تا انتہاء سات ہزار سال ہے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ

پانچویں ہزار میں آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے اور چھٹے کے اخیر میں مرزا پیدا ہوئے)۔

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

اب کے سال بھی مثل سابق جلسہ قادیان کا پروگرام بہت لمبے چوڑے پوسٹر کی شکل میں شائع ہوا جس میں منجملہ بہت سے علمائے مرزائیہ کے ناموں کے مولوی جلال الدین شمس مبلغ شام و مصر کا نام نامی واسم گرامی بھی مندرج تھا۔ آپ کا مضمون بعنوان:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بحیثیت حکم وعدل،

ظاہر کیا گیا تھا۔ ہمارا گمان تھا کہ مولوی جلال الدین صاحب چونکہ بہت عرصہ ممالک عربیہ میں رہ آئے ہیں اس لئے آپ کا مضمون یقیناً دلائل قطعیہ یقینیہ پر مبنی ہوگا اور ایسا کہ دو دونے چار کی طرح نبوت مرزا کا مثبت ہوگا۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کا مضمون جو الفضل ۳ جنوری ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا ہے اس بات کا مظہر ہے کہ مولوی صاحب موصوف بحیثیت علم اپنی سابقہ حالت سے بھی گر گئے ہیں۔ آپ کے مضمون کا ابتدائی حصہ بالاختصار یوں ادا کیا جا سکتا ہے:

مسیح موعود کی آمد لوگوں کی اصلاح کے لئے ہے اور چونکہ امت محمدیہ بگڑ چکی ہے اس لئے کسی مسیح کی ضرورت ہے تاکہ ان کی اصلاح کرے۔

تمہید کے بعد آپ نے امت مسلمہ کے بگڑنے کا ثبوت یوں دیا ہے:

اخبار وکیل ۱۵ جنوری ۱۹۲۲ء میں لکھا ہے:

مسلمانوں نے پہلے تو انفرادی زندگی میں یہود و نصاریٰ کی اتباع کی اب

اجتماعی زندگی میں کرنے لگے ہیں۔

اخبار زمین دار مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کی طرف سے مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے کہ:

تم کہلاتے تو میری امت ہو مگر کام یہودیوں اور بت پرستوں کے کرتے ہو تمہارا شیوہ وہی ہو رہا ہے جو عاد و ثمود کا تھا کہ اب رب العالمین کو چھوڑ کر بعل، یغوث، نسر اور یعوق کی پرستش کر رہے ہو۔ زمین دار ۲۱ جولائی ۱۹۳۱ء

اخبارات کی تحریرات نقل کرنے کے بعد مولوی جلال الدین لکھتے ہیں،

ظاہر کہ جب علامات پوری ہو چکیں تو ضروری ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ابن مریم بھی ...نازل ہو۔

تحریر بالا شاہد ہے کہ ۱۹۲۲ء سے شروع ہو کر بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی حالت ۱۹۳۱ء تک بگڑی ہوئی تھی اور ان کی حالت مقتضی تھی کہ کوئی ان کی اصلاح کے لئے آئے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ مولوی صاحب مقتضی کے بعد مقتضا کا وجود دکھاتے یعنی ۱۹۳۱ء کے بعد کسی آنے والے مصلح کا نام پیش کرتے مگر افسوس کہ حسب مثل مشہور ملا کی دوڑ مسیت تک، مولوی صاحب پرانی قبریں اکھیڑنے لگے اور جلدی میں مصلح کی حیثیت میں مرزا قادیانی کا نام پیش کر دیا جو خیریت سے ۱۹۰۸ء میں دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔

آہ مولوی صاحب! یہ انوکھا علم کلام اور الٹی منطق کیا آپ نے حضرت سلطان القلم شکستہ رقم کی کتب سے سیکھی ہے کہ مقتضا پہلے ہو اور مقتضی بعد، بالفاظ دیگر معلول پہلے اور علت پیچھے۔

آہ! کس قدر تنزل علمی ہے کہ دلیل تو یہ پیش کی جاتی ہے کہ ۱۹۳۱ء میں لوگ بگڑ چکے ہیں اور ان کے لئے مصلح وہ پیش کیا جا رہا ہے جو ۲۳ سال قبل آنجہانی بھی ہو چکا ہے۔

ناظرین لگے ہاتھوں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بھی اسی قسم کی ایک تحریر ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں:

آخری حصہ ہزار ششم تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت کا دن ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۹ ملخصاً)

قول بالا سے ثابت ہے کہ چھٹے ہزار کے آخر میں اشاعت و ہدایت مکمل ہو جائے گی (بہت خوب)۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جو تکمیل ہدایت کیلئے آئے تھے، کس ہزار میں پیدا ہوئے اور چھٹا ہزار کہاں پر ختم ہوتا ہے۔

سواس کے لئے بقول امت مرزائیہ حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کی عبارت ذیل ملاحظہ ہو:

میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھٹے ہزار میں سے گیارہ برس باقی رہتے تھے۔ (تحفہ گولڑویہ۔ص ۹۵)

ناظرین باتمکین! از روئے قول متقدم الذکر مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۹ چھٹے ہزار میں ہدایت عامہ بپایہ تکمیل پہنچنی تھی جب کہ مرزا صاحب قادیانی ہنوز پیدا بھی نہیں ہوئے تھے پھر معلوم نہیں تشریف کیوں لائے؟

ہاں ہم خوش ہیں کہ مولوی جلال الدین صاحب اور خود مرزا صاحب قادیانی کے اقوال سے عیاں ہے کہ سچا مسیح موعود ابھی تک نہیں آیا کیونکہ مسلمانوں کی حالت ۱۹۳۱ء تک برابر خراب چلی آئی ہے اور آئندہ کو ابھی اصلاح کی صورت نظر نہیں آتی۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس پر نوٹ لکھتے ہیں:

قابل مضمون نگار کا مواخذہ مرزا صاحب کے اقوال پر بہت سخت ہے۔ چونکہ آڑے وقت میں ہم امت مرزائیہ کے کام آیا کرتے ہیں اس لئے اس مشکل میں بھی ان کو مدد دیتے ہیں، گو ان سے شکرگزاری کی امید نہیں۔

پس سنو! مرزا صاحب قادیانی لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۶ میں لکھتے ہیں:

ہزار ششم ضلالت کا سال ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے۔

پس چھٹے ہزار میں جو گمراہی کا زمانہ ہے (جس کو غلطی سے مرزا صاحب قادیانی نے تکمیل ہدایت کا ہزار لکھ دیا تھا اس میں) مرزا غلام احمد صاحب پیدا ہوئے۔ اور ساتویں ہزار میں آپ نے ہدایت کی تو لوگ ایسے ہدایت یاب ہوگئے کہ اس زمانہ کو ہدایت کا زمانہ کہنا صحیح ہے۔ بس

اب اگر کوئی معترض کہے کہ اس ساتویں ہزار میں جو گمراہیاں ایجاد ہوئی ہیں وہ پہلے نہ تھیں جس کو علم نہ ہو وہ یورپ امریکہ بلکہ خود ہندوستانی پبلک کی زندگی کو بغور مطالعہ کرے، تو اس کو ماننا پڑے گا کہ جو ضلالت بر ضلالت آج ساتویں ہزار میں ہے وہ پہلے نہ تھی۔ پھر بھی یہ ہزار ہدایت کا کیسے ہوا اور مسیح موعود نے آ کر کیا کیا؟

ہم اعتراف کرتے ہیں کہ اس سوال کا جواب ہمارے پاس نہیں۔ اس لئے اس سوال کو مع دوسرے تعارضات اور اختلافات مرزا کے قصر خلافت قادیان میں بھیج کر جواب کے منتظر ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جنوری ۱۹۳۲ء ص ۶۔۷)

مرزائیوں کیلئے انعام حاصل کرنے ایک نادر موقعہ

جناب نظام الدین سائنس ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ لکھتے ہیں

انعام نمبر ایک

مبلغ سو روپیہ اسے دونگا جو مرزا غلام احمد قادیانی کو میرے دلائل کے مقابلہ میں مسلمان ثابت کر دے۔

انعام نمبر۲

مبلغ سو روپیہ اسے دیا جائے گا جو مرزا غلام احمد قادیانی کے چیدہ چیدہ الہامات کو خدائے محمد ﷺ کی طرف سے ثابت کر دے۔

تیسرا انعام

مبلغ سو روپیہ۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ۵۰ جھوٹ پیش کروں گا۔ اور ہر ایک جھوٹ کو سچا ثابت کرنے والے کو دو روپیہ انعام دونگا۔

فیصلہ کی شرائط

۱۔ ثالث کوئی غیر مسلم بیرسٹر یا وکیل ہوگا دونوں کی مرضی سے۔
۲۔ وقت کے متعلق صدر اور مجلس جیسا مناسب سمجھے کرے۔
۳۔ خارج از مبحث بات نہ ہوگی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ فروری ۱۹۳۲ء ص ۶)

جلسہ انجمن اہل حدیث بٹالہ میں قادیانی مباحثہ

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

خاکسار خود جلسہ بٹالہ میں شریک تھا۔ میں نے جو دیکھا اور سنا میرا خیال تھا کہ قادیانی اس مناظرہ کا اخبار میں ذکر نہ کریں گے۔ مگر قادیانی اور خاموشی؟ اس لئے انہوں نے الفضل قادیان میں لکھا:

> ۱۱ فروری ۱۹۳۲ء کو انجمن اہل حدیث بٹالہ کے جلسہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف تقریر کی جس کا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے مسکت و مدلل جواب دیا اور ایک گھنٹہ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ (الفضل ۲۳ فروری ۱۹۳۲ء)۔

ہوا یہ جلسہ مذکور میں کئی علماء اہل حدیث شریک تھے صدر جلسہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی تھے مولانا ثناء اللہ کی تقریر کا عنوان تھا قرآن اور قادیان۔ اس تقریر پر ایک گھنٹہ قادیانیوں کو تبادلہ خیالات کرنے کو دیا گیا۔

مولانا نے فرمایا قرآن کے اترنے سے پہلے اہل عرب ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انکو کیسا بنا دیا دنیا نے دیکھ لیا کہ اعلیٰ درجہ کے متقی راست باز ماہر سیاست قائد امت بنے۔ مرزا صاحب نے دعوی کیا کہ

میں محمد ثانی ہوں (تریاق القلوب ص ۱۰۱)۔

میرے آنے کی دو غرضیں ہیں:

۱۔ عیسی پرستی کا ستون توڑنا۔ ۲۔ مسلمانوں کو اعلیٰ درجہ کا متقی بنانا۔

یہ کام جیسے کچھ ہوئے سب کو معلوم ہیں ۔ مرزا صاحب یہ دونوں کام کر دیتے مگر عمر نے وفا نہ کی کیونکہ مرزا قادیانی کی عمر صرف ایک ہزار اکتیس سال ہوئی ۔

جب یہ کہا تو لوگوں نے سمجھا مولانا سہو ہو گیا ہے بجائے ساٹھ ستر سال کے ۱۰۳۱ سال فرماتے ہیں ۔مگر جب ثبوت دیا تو حیرت ہوئی ۔فرمایا۔مرزا صاحب نے لیکچر سیالکوٹ وغیرہ میں دنیا کی کل عمر سات ہزار سال بتائی ہے اور تحفہ گولڑویہ میں بتایا ہے میں (مرزا) دنیا کی عمر کے چھٹے ہزار میں پیدا ہوا ہوں (ص ۹۵) جبکہ چھٹے ہزار سے ۱۱ سال باقی تھے۔

اور مرزا محمود احمد قادیانی کہتے ہیں :

مسیح موعود (مرزا) نے یہ ساتوں ہزار کا دور پورا کرلیا۔دوسرا دور بھی آپ ہی نے شروع کیا ۔ پہلے سات ہزاری دور کے آپ خاتم ہیں دوسرے دور کے آپ ہی آدم ہیں ۔اب آئندہ آپ کی نسل سے انبیاء کرام پیدا ہوں گے ۔

(الفضل قادیان ۔۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

فرمایا: میں بغرض آسانی دوسرے دور میں سے صرف بیس سال مرزا صاحب کی عمر میں لیتا ہوں ۔

پس میرا حساب یوں سمجھئے ۔ چھٹے ہزار سے گیارہ سال ۔ساتواں ہزار سالم ۔ دوسرے دور کے شروع سے بیس سال ۔کل ۱۰۳۱۔ سال مرزا کی عمر ہوئی ۔اتنی تھوڑی عمر میں وہ کیا کرتے ۔کسی نے کیا خوب کہا

فکر معاش ذکر خدا یاد رفتگاں
اتنی سی زندگی میں کیا کیا کرے کوئی

فرمایا حاضرین اسے یاد رکھیں اور دوسری بات سنیں ،

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حصہ پنجم براہین میں لکھا ہے کہ میری عمر ۷۵ اور ۸۵ کے سال درمیان ہوگی ۔

ایک طرف مرزا صاحب کا یہ قول ہے دوسرے حساب سے ان کی عمر ۱۰۳۱ سال ۔ان دونوں میں صحیح کون اور غلط کون ؟ میرے مخاطب علمائے قادیان جب ان میں سے کسی ایک کو صحیح کہیں گے تو میں ایک تیسرا حوالہ پیش کرونگا جو ان دونوں کے

برخلاف ہوگا۔ یہ کہہ کر آپ بیٹھ گئے۔

مولانا سیالکوٹی صدر جلسہ نے اعلان کیا کہ سوال و جواب کے لئے پانچ پانچ منٹ دیئے جائیں گے۔ چنانچہ بعد کچھ حیص بیص کے قادیانی فریق کی طرف سے غلام رسول راجیکی کھڑے ہوئے۔ آپ نے جو جواب دیا، نہ دینے سے کچھ اچھا نہ تھا۔ پہلے تو آپ نے کہا کہ قرآن کے ساتھ قادیان کا کیا میل۔ یوں چاہیے تھا کہ قرآن اور تورات کیونکہ قرآن کتاب ہے اور قادیان جگہ۔ یہ بھی کہا کہ قرآن کی فضیلت میں مولوی صاحب نے کوئی آیت نہیں پڑھی۔ یہ بھی کہا کہ خلیفہ صاحب کی عبارت کو آپ نے نہیں سمجھا۔ یہی تین فقرے آپ نے آخر تک دہرائے۔ مولانا نے جواب دیا قادیان سے مراد ہے اہل قادیان جیسے واسئل القریۃ۔ اہل قادیان سے مراد ہے مرزا صاحب اور ان کے فرزند۔ فضیلت قرآن کا ثبوت میں نے قرآن کی برکت سے دیا کہ اس کی تعلیم سے لوگ باکمال پیدا ہوئے۔ خلیفہ صاحب کی عبارت اردو ہے، چینی یا جاپانی زبان میں نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے وہ عبارت پڑھ کر سنا دی، فرمایا اگر شک ہو تو آکر دیکھ لو۔

مولوی غلام رسول نے یہ بھی کہا تھا کہ اس قسم کے قرآن شریف میں بھی ہیں جیسے حضرت موسیٰ کو چالیس راتوں کا وعدہ دینا، اسی کو تیس رات کہنا

مولانا نے فرمایا اصل میں یوں ہوا تھا کہ تیس روز کا حکم دے کر دس کا پھر دیا۔ چنانچہ فرمایا اتممنا ھا بعشر۔ ہم نے تیس کے ساتھ دس ملائیں تو چالیس ہوئے فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ

یہ جواب سن کر قادیانی مناظر پھر اس موضوع پر نہ بولا۔ حاضرین حیران تھے کہ مولانا نے کیسا پکڑا، کہ قادیانی باوجود ادعاء کمال حرکت نہیں کر سکتا۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ شیر پنجاب کی گرفت ہے کوئی معمولی نہیں۔ الحمد للہ مباحثہ کا اثر تمام علاقہ بٹالہ میں بہت اچھا رہا۔ قادیانی پریس اور مرید میرے بیان کو غلط جانیں تو مہربانی کر کے مولوی غلام رسول کی تقریر خود ان کی دستخطی شائع کرا دیں۔

تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ مارچ ۱۹۳۲ء مطابق ۲۵ شوال ۱۳۵۰ھ ص ۳،۴)

قادیانی جماعت کو ایک فیصلہ کن چیلنج

سر کنم نالہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

جناب غلام احمد خان بنگش، ہنگو سے لکھتے ہیں:

حضرات قارئین کرام! اخبار احرار میں ایک مضمون انعامی مبلغ تین سو روپیہ منجانب مولوی نظام الدین صاحب سائنس ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ جنوری ۱۹۳۲ء کے آخری ایام میں میری نظر سے گذرا۔ جس کا خلاصہ مقصد یہ تھا کہ مرزا صاحب کے عقاید و اقوال خلاف اسلام تھے، جو ان کو مسلمان ثابت کر دے یا ان کے الہامات کو خدا کی جانب سے ثابت کر دے یا ان کی کذب بیانیوں میں سے صرف پچاس پیش کردہ جھوٹوں کو سچا ثابت کر دے ایسے شخص کو بالترتیب مبلغ یک صد روپیہ جملہ تین صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اس کے جواب میں منشی فخر الدین صاحب خادم و خاکپائے مرزائے قادیانی ، و، سکرٹری تبلیغ قادیانی جماعت مقیم کوہاٹ نے بصورت اشتہار مختصر جواب دے کر فارغ خطی کا سامان پیدا کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ کوہاٹ میں لوگ اسے باعزت فرار سے تعبیر کر رہے ہیں۔ خلاصہ مضمون کا یہ ہے۔

۱۔ ماسٹر نظام الدین صاحب اپنا مضمون لکھ کر قادیانی جماعت کو دے دیں۔

۲۔ وہ گھر میں اکٹھے بیٹھ کر اطمینان کے ساتھ شھداء من دون اللہ کی امداد لے کر جواب لکھیں گے۔

۳۔ اس کے بعد ایک ثالث کا برضائے فریقین تقرر عمل میں آئے گا۔

۴۔ مضمون چھپوا کر ان کے پاس بھیجا جائے۔

۵۔ سب مصارف نظام الدین برداشت کرے۔ کیوں؟ یہ نہ پوچھئے۔

میں کہتا ہوں میرے محترم نظام الدین نے بلا مشورہ جلدی کر کے قادیانی جماعت کو سراسیمہ کر دیا ہے۔ خواہ مخواہ تین انعامات یک جا پیش کر کے مرزائی جماعت

کے واسطے ایک لانیحل صورت پیدا کر دی ہے ۔ممکن ہے خدائے مقلب القلوب صرف تھوڑی مشقت ہی سے سامان پیدا کر دیتا۔

ماسٹر صاحب کو مناسب تھا کہ یکے را بگیر د دیگر ے را دعوی ، پر عمل پیرا ہوتے ۔ خیر اب وہ جانیں اور منشی فخر الدین۔

میں صرف ایک امر فیصلہ کن پیش کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جھوٹے پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور وہ خلقت کی نظر میں بھی ذلیل ہوتا ہے۔

اس اصول کو مدنظر رکھ کر میں مرزا صاحب قادیانی کے تین لاکھ جھوٹ پیش کرونگا ۔مجلس کے انعقاد کے لئے قادیانی حضرات کوئی جگہ مقرر کر دیں ۔ اگر پولیس کا انتظام ضروری ہو، تو اس میں بھی مجھے کوئی عذر نہیں ۔ دو سکھ اور دو ہندو بیرسٹر یا وکیل منصف ہوں گے ۔

تین لاکھ کذب بیانیوں میں سے جو جو قادیانی جماعت مل کر صحیح اور درست ثابت کر دے پانچ روپئہ فی جھوٹ بسرا جلاس جماعت مرزائیہ کے لئے میز پر رکھتا جاؤں گا۔ اور جتنے جھوٹ وہ سچ ثابت نہ کر سکیں، فی جھوٹ مجھے صرف ایک آنہ برائے اسلامیہ سکول دیتے جائیں تا کہ میری محنت بھی اکارت نہ جائے۔

ایسی صاف اورسیدھی شرائط نہ ماننے والے کا منہ تارکول سے سیاہ کر کے خر دجال پر سوار کر کے سیدھا گنگا کی طرف روانہ کر دیا جائے تا کہ ،خس کم جہاں پاک ، کا مصداق ہو اور باطل کی شکست بھی عیاں ہو جائے ۔ اور بے چارے سیدھے سادھے انگریزی دان نو جوانوں کو اس عزرائیلی پروپاگنڈہ سے نجات حاصل ہو سکے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ مارچ ۱۹۳۲ء مطابق ۲۵ شوال ۱۳۵۰ھ ص ۵)

مرزائیت سے توبہ

میاں محمود احمد صاحب ! میں نے غلطی سے مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء کو بیعت کی تھی ۔ یہ میری غلطی تھی کہ بغیر تحقیقات کئے میں نے ایسا فعل کیا۔ برائے نوازش مجھے اپنی جماعت سے علیحدہ تصور فرمائیں۔

راقم: محمد حسین پٹواری مال ۹۷۔ ۶۔ آر۔ تحصیل منٹگمری (اہل حدیث امرتسر ۴ مارچ ۱۹۳۲ء ص ۱۴)

قادیانی انعام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

کئی ہفتوں سے یہ ذکر چل رہا ہے کہ قادیانی اخبار فاروق تین سو روپیہ انعام دینے کا اعلان کرتا ہے۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۹ فروری میں ہم نے لکھا تھا کہ اس کے بعد ہم کچھ نہ لکھیں گے نہ سنیں گے۔اس کے بعد اخبار فاروق قادیان مورخہ ۲۸ فروری دیکھنے سے ضرورت محسوس ہوئی کہ پھر ایک دفعہ توجہ دی جائے شائد معاملہ صاف ہو جائے۔اخبار فاروق قادیان میں لکھا ہے:

میں نے مرزا محمود احمد صاحب قادیانی کو منصف منظور کیا مگر ثناء اللہ نے جرأت نہ کی۔ (فاروق ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء ص ۹)۔

ہم قصے کو لمبا نہیں کرتے اس لئے راقم مذکور کی اس بات کو مان کر کہتے ہیں:

کہ میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان منصف مسلمہ فریقین کے سامنے مرزا صاحب کی تحریر سے ہم دونوں میں سے جھوٹے کے پہلے مرنے کی پیش گوئی لفظاً یا معناً یا مفہوماً دکھا دیں گے۔

پس میاں محمود احمد صاحب بٹالہ آ کر ایک ہی روز میں یہ فیصلہ کر دیں کہ ہمارا دعوی ثابت ہے یا نہیں؟ بٹالہ میں اجتماع سے پہلے انعامی رقم مسلّمہ امین کے پاس پہنچ جائے اور ہمیں باضابطہ رسید مل جائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ء مطابق ۲ ذی قعد ۱۳۵۰ھ ص ۷)

مرزا صاحب کے دو خواص

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان کے وظیفہ خوار اپنا فرض منصبی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی

پوزیشن کو ہر طرح صاف بنائیں، مگر ان کو اس امر سے ذہول ہو جاتا ہے کہ اقوال مرزا ان سے زیادہ جاننے والے بھی ہیں۔ اور اہل حدیث کو تو بفضل خدا وہی دعوی ہے جو سلمہ بن اکوع صحابی کو تھا جن کا شعر ہے:

انا سلمة بن الاکوع
الیوم یوم الرضع

(میں سلمہ بن اکوع ہوں آج ماں کا دودھ پینے والوں کا مقابلہ ہے، کوئی ہے تو آئے)

اخبار الفضل قادیان نے مرزا صاحب قادیانی کی دو مدحیں ایسی لکھی ہیں کہ مخالف کے نزدیک سب سے بڑی قباحتیں وہی ہیں۔ یعنی ایک نبی ہونا، دوسرا خاتم الاولیاء ہونا۔ چنانچہ اخبار الفضل قادیان کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اللہ تعالی نے جو منصب اور درجہ عطا فرمایا ہے اس سے بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے کہا کرتے ہیں کہ ان کی بیعت میں شمولیت کی کیا ضرورت ہے۔ یہی مان لینا کافی ہے کہ آپ ایک بزرگ تھے اور اسلام کی آپ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ایسے بزرگ امت محمدیہ میں پہلے بھی ہو چکے ہیں جن کی بیعت ضروری نہیں سمجھی گئی۔

ایسے اصحاب چونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی صداقت کے قائل ہوتے ہیں اسلئے ہم حضرت مسیح موعود (مرزا) کا منصب آپ ہی کے الفاظ میں ان کے سامنے رکھ کر بتاتے ہیں کہ آپ کو امت محمدیہ کے دیگر اولیاء پر قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ آپ کو خدا تعالی نے ان کی نسبت امتیازی خصوصیات عطا کی ہیں۔ اس وجہ سے آپ کی بیعت لازمی ہے۔

پہلی خصوصیت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی یہ ہے کہ آپ رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق نبی اللہ ہیں اور امت محمدیہ میں یہ درجہ آپ کو ہی حاصل ہوا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق

نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔

اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا، تا کہ آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی صفائی سے پوری ہوجاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ ومخاطبہ الہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے، تو اس صورت میں آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالی کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا کہ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۱)۔

(الفضل قادیان ۸ مارچ ۱۹۳۲ء ص ٦)

ہم کہہ چکے ہیں کہ جن دو باتوں کو الفضل نے کمال مدائح سمجھا ہے مخالفوں کے نزدیک وہی اقبح صفات ہیں۔یعنی خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبی بننا اور معمولی آدمی ہوکر دعوی خاتم الاولیاء کرنا، ہاں ایسا دعوی لاہوری بھائیوں کے سامنے کر کے نبوت مرزا منواؤ تو جانیں۔خیر وہ جانیں اور تم جانو۔ ہم تو دونوں کو خواجہ تاش جانتے ہیں۔

ہمارا جواب سنو! ہم مرزا غلام احمد صاحب کے قائل ہیں کہ انہوں نے ہم کو ہر قسم کے جواب دینے سے فارغ کر رکھا ہے بلکہ خود ہی سب کچھ کہہ گئے ہیں۔ہمیں تکلیف ہے تو محنت اور تلاش کی ہے۔سنئیے

مرزا صاحب نے جب مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا تو اعتراض ہوا کہ مسیح تو نبی تھے ان کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیے۔تم تو نبی نہیں ہو۔انہوں نے جواب دیا:

آنے والے مسیح کیلئے ہمارے سید ومولا (ﷺ) نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا۔(توضیح مرام۔طبع دوم ص ۹)

کہیے مسیح موعود کے لئے نبوت شرط نہیں، تو آپ کون ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مسیح موعود کو نبی قرار دیا ہے۔ مدعی (موکل) تو اس دعوی سے انکار کرے اور تم وکیل اس کے سر تھوپو۔

ثابت ہوا کہ بقول مرزا صاحب مسیح موعود کے عہدے کے لئے نبوت لازم

نہیں ۔ یہ تمہارا اپنا خیال ہے جس کی تردید مرزا صاحب قادیانی فرما چکے ہیں ۔

دوسری خصوصیت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی یہ ہے کہ آپ اس امت کے خاتم اولیا اور خاتم الخلفاء ہیں ۔، چنانچہ فرماتے ہیں:

میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرتا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم اولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام ترقیات اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے مینار پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی (خطبہ الہامیہ۔ص ۳۰)۔(الفضل قادیان ۸ مارچ ۱۹۳۲ء ص ۶)

اس خصوصیت کا ابطال بھی مرزا صاحب نے خود کر دیا ہوا ہے کہ مسیح موعود کے جو ظاہری نشان احادیث میں آیت ہیں یعنی سیاسی رنگ میں آئے گا ،عدالت کرے گا۔ وغیرہ ۔ میرے بعد ممکن ہے ایسا مسیح آ جائے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت و بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ (ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۲۰۰)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ مسیح موعود کا اصلی رنگ میں آنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نزدیک ممکن ہے ۔ پس جب مسیح کا باوصاف کمال آنا بھی ممکن ہے، تو جس وقت وہ آئیں گے وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے اکمل ہوں گے ۔ پھر خاتم الاولیاء مرزا صاحب قادیانی کیسے ہوئے؟

قادیانی ممبرو! اللہ سے ڈرا اور مرزا صاحب قادیانی کی مخالفت سے بچو۔ جو کچھ وہ فرما گئے ہیں اسی پر قناعت کرو۔ سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ یہ خیال رکھا کرو کہ اہل حدیث ، اقوال مرزا قادیانی کو تم سے اچھا جانتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مارچ ۱۹۳۲ء مطابق ۱۷ ذی قعد ۱۳۵۰ھ ص ۴، ۵)

مرزا صاحب کا پروگرام

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

امسال جلسہ اہل حدیث بٹالہ میں مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اپنی تقریر دلپذیر میں مرزا صاحب قادیانی متوفی کی حیات تاممات کا پروگرام جو دکھایا قابل شنید تھا۔ بے اختیار احقر بندہ کی زبان پر جاری تھا، مرحبا جزاك الله

خیال میں گذرا کہ مرزا صاحب قادیانی کو اپنی عیسویت جو ابتداء ہی سے پیش نظر تھی، اس کے ثابت کرنے میں کیسی کیسی کاروائیاں کرنی پڑیں۔

ابتداء یوں کی گئی کہ حدیث شریف میں وارد ہے، علماء امّتی کا نبیاء بنی اسرا ئیل ۔ اس لئے میں تمام انبیاء کا مثیل ہوں اور چونکہ اس میں کوئی خصوصیت ان کی نہ تھی اس لئے کہ تمام علماء اس بشارت میں شریک تھے۔ اس وجہ سے آپ کو پیام پہنچایا گیا کہ خاص طور پر فلاں فلاں نبی کے مثیل مرزا صاحب ہیں چنانچہ وہ آیتیں الہام پیش کی گئیں جن میں انبیاء کے نام تھے جیسے ففهمنا ها سليما ن ۔ يا عيسى انّى متو فيك وغیرہ اور ان کے ترجمہ میں لکھ دیا کہ اس سے مراد عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) ہے۔

یہ کاروائی اس خیال سے کی گئی کہ مریدین اس زوردار حکم کو ہرگز ردّ نہ کریں پہلے تو آیت قرآنی پھر الہام ربانی ۔ جہلاء جب ان آیتوں کو قرآن میں دیکھ لیں گے اور اس کے الہامی معنی سمجھ لیں گے تو ان کو یقین کامل ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد صاحب اس پایہ کے شخص ہیں کہ خدا تعال نے پہلے ہی سے ان کی خبریں قرآن کریم میں دے رکھی ہیں کیونکہ جاہلوں کو بلا تامل ایسی باتوں کا یقین ہو جایا کرتا ہے۔

لطیفہ: کسی گاؤں کا واقعہ ہے کہ وہاں ایک زمین دار ہندو تھا جس کا نام، ابا، تھا اور تعظیماً اس کو لوگ، ابا جی، کہتے تھے۔ عقل مند شخص ہونے کی وجہ سے اس کی وقعت لوگوں کے دلوں میں جمی ہوئی تھی ۔ اتفاقاً کوئی (قادیانی مشرب کے) مولوی صاحب اس گاؤں میں گئے ۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ حضرت! ہمارے ابا جی کا

نام آپ کے قرآن میں ہے؟ مولوی صاحب نے کہا ہاں موجود ہے۔

ابی واستکبر و کان من الکافرین۔

اور اتفاقاً وہ نیک بخت کانا بھی تھا۔ سنتے ہی وہاں کے لوگوں کو بڑا فخر ہو گیا کہ ہمارے کانے اباجی کا نام مسلمانوں کے قرآن میں بھی موجود ہے۔ بڑے ذوق و شوق سے مولوی صاحب کی خدمت کی۔

سو یہی معاملہ سادہ لوگوں کا ہے کہ ایمان جائے تو جائے بلا سے منارۃ المسیح کی گھڑی اور لنگر خانے کی دیگ میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔

مرزائی دوستو!

حامی ناداں پریشاں روزگار
بہ ز دانشمند ناپرہیزگار
کاں بنا بینائی از راہ او فتاد
دیں دو چشمش بود در چاہ او فتاد

ان الہاموں میں یہ خاص طریقہ اس واسطے اختیار کیا گیا کہ جاہلوں میں شور وشغب ہو کہ مرزا صاحب قادیانی کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور یہ بھی غرض تھی کہ علماء کی نظروں میں یا عیسی والا الہام دوسرے الہاموں میں چھپا رہے، اور کسی کو اس طرف توجہ نہ ہو کہ یا عیسی، کہہ کر مرزا صاحب قادیانی کو خدا کا خطاب کرنا کیسا۔ پھر بتدریج خاص مثیل عیسی ہونے کا دعوی شروع کیا

اے تہی دست رفتہ در بازار
ترسمت پر بناوری دستار

چنانچہ ازالہ اوہام میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

آٹھ سال سے برابر شائع کر رہا ہوں کہ میں مثیل مسیح ہوں۔

اور اسی میں لکھتے ہیں:

اس عاجز کو اللہ تعالی نے آدم صفی اللہ کا مثیل قرار دیا اور کسی کو علماء سے اس بات پر ذرہ بھی رنج دل میں نہیں گذرا۔

پھر مثیل نوح اور مثیل یوسف اور مثیل داؤد اور مثیل ابراہیم قرار دیا

یہاں تک کہ نوبت پہنچی کہ بابار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سیدالانبیاء ﷺ قرار دیا۔

تو بھی کوئی جوش وخروش میں نہیں آیا۔

اور جب خدا تعالی نے اس عاجز کو عیسی یا مثیل مسیح کر کے پکارا تو سب غضب میں آ گئے۔ (ازالہ اوہام طبع اول۔ص ۱۹۱)

یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ یہ الہام براہین احمدیہ میں لکھا جا چکا ہے اس وقت تو لوگ مرزا صاحب کو اپنے جیسا مسلمان سمجھتے تھے۔ یہ غضب اس وقت آیا کہ انہوں نے مسلمانوں سے خارج ہو کر دوسری راہ لی اور سب کو چھوڑ کر عیسویت کی تخصیص کی۔ اور جس وقت وہ الہام براہین احمدیہ میں لکھا تھا اس وقت جوں ہی پوچھا کہ اس تخصیص کی کیا وجہ (پنجاب میں مولوی غلام علی مرحوم امرتسری، مولوی غلام دستگیر قصوری، حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی، علماء لدھیانہ شروع سے مخالف تھے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر) اس کی وجہ یہ تھی کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے یہ توقع کسی کو نہ تھی کہ مسلمانوں ہی کو کافر بنائیں گے کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی طرف سے کافروں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ غرض کہ اس وقت صرف مثیل مسیح کہا گیا۔ اس سے کوئی تعلق نہ تھا کہ مسیح آنے والے بھی ہیں یا مر گئے۔

چونکہ مرزا صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ میں باور کرا دیا تھا کہ مسیح بڑی شان وشوکت سے آئیں گے اور میں بطور پیش خیمہ ہوں اس وجہ سے مسیح کی موت کی طرف کسی کی توجہ ہونے کا کوئی منشاء ہی نہ تھا۔

اس کے بعد، مثیل مسیح موعود، بڑھایا گیا جس سے دیکھنے میں تو یہ بات ہو کہ مسیح موعود کے مثیل ہیں اور در باطن تمہید اس کی تھی کہ لفظ موعود صفت مثیل کی قرار دی جائے۔ چنانچہ معتقدین میں سینہ بسینہ یہ بات رواج پا گئی۔ اس کے بعد لفظ مسیح کو ہٹا کر، مثیل موعود، کہہ دیا۔ اور اس کے ساتھ الہام کی جوڑ لگا دی کہ مسیح جو نبی تھے وہ مر گئے اور ان کی جگہ میں آیا ہوں، اور مثیل موعود، میں ہوں۔ اور جتنی آیات اور احادیث میں صراحۃً عیسی کے آنے کا ذکر ہے کہہ دیا کہ اس سے میں ہی مراد ہوں۔ پھر صرف اپنے آپ ہی پر مسیحیت کو ختم نہیں کیا بلکہ انہی پہلے الہاموں کی بنا پر یہ سلسلہ اپنی اولاد

میں بھی قائم کر دیا اور اس کی دلیل یہ بیان کی کہ میرا نام براہین میں مریم بھی خدا نے رکھا ہے، اس لئے ابن مریم ضرور میری اولاد میں ہوگا، اور وہ الہام جو براہین میں بے تکے سے معلوم ہوتے تھے کیونکہ مقصود اس کتاب کا صرف کفار کا مقابلہ تھا اس میں اس قسم کے الہاموں سے کیا تعلق؟ وہ الہام اتنی مدت کے بعد کام آ گئے ۔ اور وہ غرض پوری ہوگئی جو براہین احمدیہ کی تصنیف سے تھی ۔ دوستو!

ہر کہ گردن بدعوی افرازد
خویشتن را بگردن اندازد

اب غور کیا جائے کہ مرزا صاحب نے اس مسئلہ میں کس قدر داؤ پیچ کئے ۔ اس پر یہ ارشاد ہوتا ہے کہ مولوی لوگ لومڑی کی طرح داؤ پیچ کیا کرتے ہیں اگر انصاف سے دیکھا جائے تو لومڑی کتنی ہی ہوشیار ہو مرزا صاحب کو نہیں پہنچ سکتی ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مارچ ۱۹۳۲ء مطابق ۱۷ ذی قعد ۱۳۵۰ھ ص ۵۔۷)

مودت نامہ کا جواب

مولوی محمد علی کی طرف سے غضب نامہ

غالب تم ہی کہو کہ ملا ہے جواب کیا
مانا کہ تم کہا کئے اور وہ سنا کئے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ خاکسار نے اخیر ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء میں ایک اشتہار مودت نامہ بخدمت مولوی محمد علی لاہوری احمدی شائع کیا تھا جو اہل حدیث مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء میں درج ہوا تھا اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ:

میں آپ کا احترام ملحوظ رکھ کر آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپس کے اختلافات پر غور کر کے ان کو اٹھائیں۔ میرے نزدیک بڑا اختلاف مرزا صاحب متوفی کی شخصیت ہے جس کے لئے انہوں نے آخری فیصلہ والا اعلان کیا تھا میں چاہتا ہوں کہ کسی جگہ بیٹھ کر ہم دونوں نہایت خلوص اور محبت سے اس

آخری فیصلہ پر غور کر کے ایک دوسرے کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ وغیرہ۔

مجھے یاد نہیں کہ ایسی نرم تحریر میں نے کسی مخالف کی مخالف کے حق میں دیکھی ہو اس لئے میرا خیال تھا کہ میرے مخاطب کو اس کا علم واخلاص مجبور کرے گا کہ بلا حیل وحجت سید ھے غریب خانہ پر تشریف لائیں گے یا دولت خانہ پر بلا کر سمجھانے کی کوشش کریں گے۔مگر مولوی محمد علی صاحب کے جواب سے مجھے جو کچھ حاصل ہوا وہ تو اس کے پڑھنے والوں کو بھی حاصل ہوا ہوگا خاص مجھے جو چیز حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ میرے حسن ظن کو بہت ٹھیس لگی جواب پڑھتے ہی میرے منہ سے نکلا:

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتم

مولوی محمد علی صاحب نے میرے مودت نامہ کا جواب محبت سے نہیں دیا بلکہ اسی طرح دیا جس طرح جنوری ۱۹۰۳ء کو جب میں مرزا صاحب قادیانی کی دعوت پر قادیان گیا اور وہاں پہنچ کر نہایت اخلاص سے مرزا صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھا۔اس کے جواب میں مرزا صاحب نے عتاب نامہ لکھا جسکو میں محبت پر مبنی تو نہیں سمجھتا، ہاں دانشمندی پر ضرور مبنی تھا کہ کسی طرح آنے والا پیچھا چھوڑ دے۔آہ:

خنجر گلے پہ پھیر کے کہتے ہیں ناز سے
ہاں اب تو کہہ ذرا ، ترے قربان جایئے

مرزا صاحب قادیانی کا جواب ان کی جماعت میں گو اچھا سمجھا جائے،لیکن غیر جانبداروں کی نظر میں وہ جواب، جواب نہیں تھا۔ نہ آپ کا جواب، جواب ہے بلکہ جواب سے جواب ہے۔ جواب مذکور کا خلاصہ یہ ہے:

میں (محمد علی) بہت سے مسائل آپ کے خلاف مانتا ہوں۔مثلاً
حضرت عیسی فوت ہو گئے،
حضرت عیسی کا دنیا میں آنا ختم نبوت کے خلاف ہے،
کسر صلیب سے مراد دلائل سے غلبہ ہے،
قرآن پر حدیث قاضی نہیں،
قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں،
یہ بھی مانتا ہوں کہ: دوزخ دائمی نہیں۔

میں یہ بھی مانتا ہوں کہ: کسی شخص کو تلوار کے زور سے مسلمان کرنا جائز نہیں۔
وغیرہ۔

پس پہلے ان مسائل میں بحث ہولے پھر آخری فیصلہ پر ہوگی۔ جس کی صورت یہ ہے کہ مجلس گفتگو میں فریقین کے چند آدمی احمدی و غیراحمدی شریک ہوں گے آپ (ثناء اللہ) احمدیوں کو منتخب کریں غیراحمدیوں کو میں (محمد علی) منتخب کرونگا پہلے ان مسائل پر گفتگو ہوگی اور ہر ایک مسئلہ پر بحث کے بعد حاضرین کی اکثریت سے فیصلہ کرالیا جائے گا۔،

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب میرے ساتھ مناظرانہ صورت اختیار کرنا چاہتے ہیں حالانکہ میری نیت تفہیم حق تھی، مناظرانہ نہ تھی۔ چونکہ آپ یہی چاہتے ہیں، اس لئے مجھے بھی بتفصیل ذیل منظور ہے۔

جو مسائل آپ نے ذکر کئے ہیں یہ اصل الاصول نہیں ہیں، بلکہ آپ نے یہ سب مسائل مرزا صاحب سے بحسن عقیدت و اعتقاد مسیحیت موعودہ سیکھے ہیں۔ چنانچہ قدرتی تصرف نے آپ سے یہ مضمون لکھوایا ہے کہ مجھے یہ سب کچھ مرزا صاحب نے سکھایا ہے میں ان کو قابل احترام کیوں نہ جانوں (ص۲)۔

بس یہی میرا جواب ہے کہ جس بزرگ نے آپ کو یہ عقاید سکھائے ہیں ان کے عہدہ پر گفتگو پہلے ہونی چاہیے۔ اور اسی طرح ہونی چاہیے جس طرح انہوں نے خود بتائی ہے یعنی آخری فیصلہ۔

اس فیصلہ کے بعد (اگر فیصلہ آپ کے خلاف ہو) تو آپ ہر ایک مسئلہ پر بحیثیت عقیدہ کے گفتگو کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اور اگر فیصلہ آپ کے حق میں ہو تو غالباً ضرورت ہی نہ ہوگی کیونکہ آپ یہ اعتقاد رکھنے میں حق بجانب ہوں گے۔

ہاں یہ کہنا کہ میں نے آخری فیصلہ کے متعلق ایک ٹریکٹ آیت اللہ عرصہ ہوا کہ لکھا ہوا ہے صحیح ہے۔ جواباً عرض ہے کہ اسی رسالہ سے مجھے نہایت نیک نیتی سے خیال ہوا کہ آپ کو آپ کی غلطی پر اطلاع دوں تا کہ میرا اور آپ کا خاتمہ نیک ہو۔ اسی نیت سے میں نے اس رسالہ کا جواب آفت اللہ لکھ کر رسالہ فاتح قادیان کے ساتھ ملحق کر کے شائع کر دیا تھا جو ممکن ہے آپ کی نظر سے نہ گذرا ہو۔

چونکہ آپ نے اس موضوع پر رسالہ لکھا ہوا ہے اسلئے آپ کو جملہ مضامین مستحضر ہوں گے، پھر تکلیف کیا۔

مولوی صاحب! آپ مرزا صاحب کو واجب الاحترام سمجھتے ہیں۔ میرا بھی یہی یقین ہے کہ آپ ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ پھر جس امر کو مرزا صاحب اپنے جملہ دعاوی اور تعلیم کے لئے آخری فیصلہ قرار دیتے ہیں، کیا آپ کا بحیثیت احمدی ہونے کے فرض نہیں کہ آپ اس پر پوری توجہ کر کے اس کو واقعی آخری فیصلہ ثابت کریں؟

میں جہاں تک جانتا ہوں ہر کہ و مہ آپ کو قائل کرے گا کہ آپ میری درخواست کو منظور کریں۔

بھلا یہ کیا منصفانہ شرط ہے کہ احمدی میں منتخب کروں اور غیر احمدی آپ۔ بھلا یہ تو فرمایئے غیر احمدی آپ کی اصطلاح میں کون کون لوگ ہیں؟

سنئیے! افراد اہل حدیث، افراد حنفیہ بریلویہ، دیوبندیہ، شیعہ، نیچریہ، اہل قرآن، معتزلہ، جہمیہ، قبر پرست، پیر پرست قبہ پرست وغیرہ، یہ سب آپ کے نزدیک غیر احمدی ہیں۔

یہ بھی آپ علی وجہ البصیرت جانتے ہیں کہ ان جماعتوں کی باہمی چپقلش کتنی ہے۔ بلکہ (ذاتی طور پر) کئی ایک اہل حدیث افراد کو خاص مجھ سے کشیدگی ہے۔ پھر ایسی صورت میں میں اپنی حق رسی کا اعتبار کر کے حاضرین کی اکثریت پر اپنا فیصلہ چھوڑ دوں؟ ہاں اگر آپ فیصلہ کرانا چاہتے ہیں تو ایک یا دو تین غیر جانبدار (مسلم یا غیر مسلم) منصف مان لیں۔ میں منظور کرونگا۔

علاوہ اسکے میں اتنے احمدیوں کو جانتا بھی نہیں جن سے اچھی تعداد منتخب کر سکوں سوائے آپ کی جماعت کے چار پانچ کو اور قادیان سے سات آٹھ کو جن میں خلیفہ قادیان اور منشی قاسم علی وغیرہ داخل ہیں۔

علاوہ اس کے آپ کے واجب الاحترام بزرگ مرزا صاحب نے ڈپٹی آتھم سے امرتسر میں اعلی پیمانہ پر مباحثہ کیا۔ کیا اس میں وہی طریق اختیار کیا تھا جو آپ نے لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مجدد اعظم کہتے ہیں مگر عمل ان کے عمل کے خلاف کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ میں آپ سے آپ کے پیش کردہ ہر مسئلہ پر گفتگو کرنے کو تیار ہوں مگر میرا مسئلہ پہلے زیر بحث ہوگا۔

سابقہ وجوہات کے علاوہ بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ابتداء میری طرف سے تحریک ہے، جس کو آپ نے منظور فرمایا ہے۔اس لئے یہ اول رہے گا اور آپ نے جو چاہا ہے وہ آپ کی خواہش کے مطابق دوسرے درجہ پر رہے گا۔

مولوی صاحب! اعدلوا هو اقرب للتقوى

ہٹ چھوڑیئے بس اب سر انصاف آیئے
انکار ہی رہے گا مری جان کب تلک

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم اپریل ۱۹۳۲ء مطابق ۲۴ ذی قعد ۱۳۵۰ھ ص ۴۔۶)

مہر الدین بنام محمد علی لاہوری

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ میاں ونڈ سے مولوی محمد علی لاہوری کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

بخدمت جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

مکرمی ام! آپ کا، جواب مودت نامہ، جو آپ نے از راہ کرم گستری بنام خاکسار بذریعہ ڈاک ارسال فرمایا، ملا، مشکور ہوں

مودت نامہ مولانا امرتسری، اور جواب مودت نامہ آنجناب، ہر دو سامنے رکھ کر حرف بحرف مطالعہ کئے۔ حیران ہوں کہ آپ جیسا گریجوایٹ اور علوم اسلامیہ میں نظر رکھنے والا شخص، مولانا امرتسری کی ایک صاف اور عام فہم اردو تحریر کے سمجھنے میں یا تو قاصر ہے یا دیدہ دانستہ خلاف واقعہ فرما رہا ہے۔ مگر یہ دو امور ایک متدین امام جماعت کی شان کے شایان نہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تحریر کے بالاختصار دو ہی شق ہیں۔

اولاً یہ کہ فریقین میں مذہبی اختلاف مرزا صاحب قادیانی کی شخصیت خاصہ ہی ہے اور بس۔ جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ تو مرزا صاحب کو مامور من اللہ،

مسیح موعود، کا رتبہ دیتے ہوں گے مگر مولانا صاحب انہیں ایک ایسے امام دین کا درجہ بھی نہیں دیتے جو قابل اتباع ہو۔

ثانیاً مولانا صاحب اپنے عقیدہ کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ مرزا صاحب کا اعلان جوانہوں نے مولانا صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان سے شائع کیا تھا، قرار دیتے ہیں، اور جو فی الحقیقت مرزا صاحب کے صادق یا کاذب ہونے کے بارہ میں ایک قطعی فیصلہ کن اعلان ہے۔ اس اعلان کی رو سے اگر مرزا صاحب قادیانی صادق قرار پائیں تو ان کا اتباع واجب۔ اگر کاذب ٹھہریں تو ان کا اتباع ضلالت ہوگا اور بس۔

آپ کا مولانا کی تحریر سے یہ مطلب مستنبط کرنا کہ:

> اختلاف عقائد میں ان سے جتنا چاہوں رکھو مگر مرزا صاحب کو چھوڑ دوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب مجھ سے مل جائیں گے۔

قابل پذیرائی نہیں۔ مولانا کی توجہ اہم امر پر ہے۔ جیسے کوئی مخالف اسلام کہے کہ مسلمانوں کے ملنے میں مجھے کلمہ شریف کا دوسرا حصہ ہی مانع ہے جو، محمد رسول اللہ، ہے۔ یقیناً اس کا یہ کہنا معقول ہے۔ اس کے جواب میں آپ جیسے متکلم کا کئی اور مسائل پیش کرنا اصل جواب سے عجز کا اعتراف کرنا ہے۔

راقم کے سے تھوڑے علم کا آدمی بھی اس عام فہم عبارت سے اصلی مطلب تک پہنچ سکتا ہے چہ جائیکہ آپ جیسا چوٹی کا آدمی ایسا غلط مفہوم بتلائے کہ مبتدی طلباء کو بھی استہزاء کا موقعہ ملے۔

بندہ مزید مشکور ہوگا اگر آپ تحقیقاتی رسائل و ٹریکٹ مندرجہ نوٹ زیریں ٹریکٹ نمبر۲، ۱۹۳۲ء خاکسار کو ارسال فرمائیں۔ آئندہ بھی یاد فرمایا کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم اپریل ۱۹۳۲ء مطابق ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۵۰ھ ص ۶)

<u>مرزائیت سے توبہ</u>

مولوی محمد یعقوب صاحب مبلغ اہل حدیث کانفرنس کو ہم نے اپنے گاؤں میں جلسہ کے لئے بلایا تھا انہوں نے مرزائیت کی خوب تردید کی جس کا اثر بہت اچھا ہوا۔ پانچ اشخاص نے مرزائیت سے توبہ کی۔

راقم: محمد صادق ہیڈ ماسٹر موضع بھینی میاں خان ڈاکخانہ کاہنواں ضلع گورداسپور
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم اپریل ۱۹۳۲ء مطابق ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۵۰ھ ص ۸)

مکتوب مفتوح بنام عبدالرحمٰن (مہر سنگھ) قادیان

۲۵ مارچ ۱۹۳۲ء کو آپ کا رسالہ موسومہ: حضرت مسیح موعود و علماء زمانہ حصہ اول ۔ ہمارے ایک دوست کی وساطت سے ملا۔ رسالہ ہذا میں آپ نے تین سوالات پیش کر کے بتیس ہزار روپیہ انعام بتفصیل ذیل مقرر فرمایا ہے۔

۱۔عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب اللہ تعالی فاعل ہو اور بندہ مفعول ہو، تو پھر توفی کے معنی قبض روح جو موت کے وقت ہوتی ہے (یعنی موت فوت) کے ہی ہوتے ہیں اور اس قاعدہ کے برخلاف کسی عربی کتاب یا حدیث اور قرآن میں کہیں ایسا فقرہ استعمال نہیں ہوا جہاں اللہ فاعل ہو اور بندہ مفعول ہو پھر معنی موت فوت کے نہ ہوں ۔اگر کوئی اس قاعدہ کے خلاف نظیر پیش کر سکے تو اس کو بیس ہزار روپیہ انعام ملے گا۔

(ص ۲۱ رسالہ مذکور)

۲۔ہم ایسے شخص کو دو ہزار انعام دیں گے جو صحابہ یا چار امام کے اقوال اور احادیث جو مرفوع متصل ہوں ان سے یہ ثابت کر دے کہ انہوں نے کہیں یہ لکھا کہ عیسی فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر چڑھ گئے۔ (ص ۲۳ رسالہ مذکور)

۳۔اگر کوئی مرفوع حدیث یا قرآن سے یہ دکھاوے کہ جسم خاکی بھی آسمان پر گیا ہے تو ہم اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ (ص ۵۳ رسالہ مذکور)

پس جناب کی خدمت میں بذریعہ مکتوب ہذا گذارش ہے کہ بفضل تعالی ہم آپ کے ہر سہ سوالات کے جواب ہر وقت پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔انعامی رقم مبلغ بتیس ہزار روپیہ حضرات مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک کے پاس جلد از جلد جمع کر کے اطلاع دیں۔

جناب ڈاکٹر سر محمد اقبال ۔خان بہادر شیخ دین محمد اڈوکیٹ ۔مولانا ظفر علی خان ۔مولوی غلام رسول مہر آف انقلاب ۔ سید حبیب صاحب ۔مولوی محمد اسماعیل

غزنوی۔سید محمد شریف صاحب گھریالہ۔ جناب مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹ انعامی رقم جمع ہونے کے بعد دیگر امور بآسانی طے ہوجائیں گے۔

نوٹ۔تمام اسلامی وقادیانی ولاہوری جرائد سے التماس ہے کہ مکتوب ہذا شائع کر کے سردار صاحب موصوف کی خدمت میں پہنچادیں۔

خاکسار محمد عبدالکریم عاجز۔معرفت اہل حدیث امرتسر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔اپریل۱۹۳۲ء ص ۷)

تینوں میں سچا کون؟ مرزائی آریہ یا عیسائی؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ تو ہمارا یقین ہے کہ ہمارے احمدی دوست (ہردوصنف) انگریزی طریق کے پروپیگنڈہ (اشاعت) میں کمال مہارت رکھتے ہیں۔اس کی تفصیل ہم پھر کبھی کریں گے آج جس غرض کے لئے یہ نوٹ لکھا جاتا ہے، وہ خاص ہے۔

امرتسر میں قادیانیوں اور عیسائیوں کا مباحثہ مقرر ہوا تھا جو بوجہ ایام ہولی بحکم صاحب ضلع ملتوی ہوگیا اس پر قادیان کے اخبار الفضل نے لکھا:

امرتسر میں عیسائیوں کا مناظرہ سے فرار:

میں (اڈیٹر الفضل) نے لکھا تھا کہ عیسائی مناظرہ کرنے کی شرائط تو طے کر لیتے ہیں مگر عین وقت پر کسی نہ کسی بہانہ سے انکار کر دیتے ہیں (چنانچہ دھاریوال میں ایسا ہوا) اب امرتسر میں بھی وہی چال چلی ہے۔ چنانچہ جب کہ مناظرہ کی تاریخ میں صرف ایک دن باقی تھا تو ایم طفیل مسیح نمائندہ عیسائیاں نے حسب ذیل تحریر لکھ کر بھیج دی کہ بمشورہ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر ان ایام (۲۱۔۲۲ مارچ) میں نہیں ہوگا۔، ۱۵ ؟۔ اپریل ۱۹۳۲ء

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: یہ واقعہ اگر کسی اور مقام کا ہوتا تو ہم دخل نہ دیتے مگر کیا کریں واقعہ ہمارے شہر کا ہے جس کا ہمیں علم بھی ہے، پھر خاموشی کیسے اختیار کریں۔کریں،تو شیخ سعدی مرحوم خفا ہوں گے

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
و گر خاموش بنشینم گناہ است

بہر حال ہمیں ذاتی علم ہے کہ یہ مباحثہ عیسائیوں نے ٹالا نہیں بلکہ اپنی مستعدی کا پورا ثبوت دیا۔ چنانچہ ٹھیک وقت مقررہ پر پادری عبدالحق سہارن پور سے آ پہنچے۔ جس کا علم ہم کو اس طرح ہوا کہ وہ مع دو دیگر ساتھیوں کے دفتر اہل حدیث میں آئے اور مناظرہ کے ملتوی ہونے پر افسوس ظاہر کیا۔ پھر دوسرے روز وہ قادیان جا پہنچے جہاں وہ بوجہ نہ موجود ہونے خلیفہ قادیان کے اعیان قادیان کو ملے اور التوائے مناظرہ کا ذکر کر کے آئندہ کے لئے تقرر مناظرہ کی۔ درخواست لکھ کر بذریعہ ڈاک بھیج دی۔ ہمارا گمان ہے کہ آج (۷۔ اپریل) تک ان کو جواب نہ ملا ہوگا۔

اس واقعہ کی مثال قادیانی تواریخ میں صاف ملتی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مخالفوں کے حق میں بالہام الٰہی موت کی پیش گوئیاں کیا کرتے تھے، مگر جب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے مخالفین کے حق میں موت کی پیش گوئی کرنے سے منع کر دیا تو ملہم اور ملہم (مرزا اور خدائے مرزا) دونوں ایسا کرنے سے رک گئے کیونکہ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ہماری غرض صرف یہ ہے کہ ہم بوجہ شہری ہونے کے یہ بتا دیں کہ عیسائی مناظرہ سے بھاگے نہیں، ہاں وہ بھاگے ہیں تو قادیان کی طرف بھاگے ہیں جو فن فرار میں عیسائیوں کی بے شعوری کا ثبوت ہے۔ فافہم

اسی طرح لاہوری احمدیوں نے اپنے مبلغ مرزا مظفر حسین کے مناظرہ بآریہ کا بڑے طمطراق سے ذکر کیا۔ اسکے جواب میں آریوں نے لکھا:

شرم چہ کتّیست کہ پیش مرداں بیاید

مذکورہ بالا مصرعہ احمدی مولوی مرزا مظفر بیگ اور احمدیہ انجمن سامانہ کے سکرٹری پر عائد ہوتا ہے (پھر اس کے بعد سامانہ ریاست پٹیالہ کے مباحثہ کا ذکر کیا) (آریہ ویر۔ لاہور۔ ۱۴۔ چیت)

تیسری مثال: جو کہ ضلع سرگودھا پنجاب میں ماہ فروری میں قادیانیوں اور احناف میں مباحثہ ہوا، قادیانیوں نے لکھا کہ اس مباحثہ کے اثر سے ۵۲۔ حنفی، احمدی ہوئے۔ وہاں سے ایک آدمی روئداد لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ مباحثہ کے اثر سے ایک بھی حنفی، احمدی نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۴ مرزائی تائب ہوئے۔

ہم حیران تھے کہ اس اختلاف کو کیونکر اٹھائیں۔ اتنے میں ایک مبلغ لاہوری احمدی جماعت کے شیخ بشیر احمد امرتسر میں ہم سے ملے (ضلع سرگودھا والے مباحثہ کا) ذکر چلنے پر بولے میں خود اس مباحثہ میں شریک تھا۔ سچ ہے کہ ۱۴ قادیانی تائب ہوئے۔ ہم نے بحکم شهد شاهد من اهلها اس روایت کو صحیح سمجھا اور اپنے تجربہ کی بنا پر قادیانی کو پروپیگنڈہ کا معزز لقب دیا۔

ناظرین! احمدیہ افراد چاہے کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں ان کی اس قسم کی اشاعتی مساعی ہر جو اپنی فتوحات کے متعلق ہوں قابل تحقیق قرار دیا کریں قابل تصدیق نہ جانا کریں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اپریل ۱۹۳۲ء مطابق ۸ ذی الحج ۱۳۵۰ھ ص ۵۔۶)

جواب ٹریکٹ بخدمت مولوی محمد علی

سید محمد حسن شاہ صاحب توپ خانہ۔ مالاکنڈ سے لکھتے ہیں:

آپ (یعنی مولوی محمد علی لاہوری) کے دو عدد ٹریکٹ نمبر ۱، نمبر ۲ بابت ۱۹۳۲ء مجھے ملے۔ مشکور ہوں۔

ٹریکٹ نمبر ۱ میں تو چونکہ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مخاطب کیا گیا ہے اس لئے اس کے متعلق جواب دہی انہیں کا فرض ہے۔ البتہ ٹریکٹ نمبر دو کے متعلق میں کچھ عرض کرونگا۔ اور جیسا کہ آپ نے اس ٹریکٹ کے صفحہ ۲ پر دعوت دی ہے کہ، اعتراضات کو بے شک صاف کر لینا چاہیے، ، آپ مندرجہ ذیل اعتراضات کا جواب دیں۔

۱۔ دعویٰ نبوت

آپ نے ٹریکٹ ہذا کے صفحہ ۵۔۶ پر زیر عنوان ، نبوت کا دعویٰ ، ثبوت دیا ہے کہ، مرزا غلام احمد صاحب نے ایک دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ دعویٰ نبوت سے انکار کیا، مدعی نبوت پر لعنت بھیجی۔ اسے (یعنی مدعی نبوت نبوت) دائرہ اسلام سے خارج قرار

دیا۔ چنانچہ آپ نے مرزا صاحب کے اصل الفاظ بھی نقل کئے ہیں، جو یوں ہیں:

میں نبوت کا مدعی نہیں، بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں
مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعوی کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں
اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔

میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی
نبوت و رسالت کا کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

جو شخص ختم نبوت کا منکر اسے بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

اب تصویر کا تاریک پہلو بھی ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ میں صاف فرماتے ہیں:

جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہے۔

پھر اخبار بدر قادیان ۵۔ اپریل ۱۹۰۸ء میں فرمایا:

ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ خدا تعالی جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو، اور اس میں پیش گوئیاں بھی کثرت سے ہوں، اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں.... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالی کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اس لئے ہم نبی ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں اور آپ کے ٹریکٹ زیر بحث صفحہ ۵۔۶ کو مدنظر رکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ کے نزدیک مرزا صاحب کی یہ تحریریں جن سے دعوی نبوت ثابت ہے، منسوخ ہو چکی ہیں؟

اگر نہیں تو آنجناب کی تحریروں میں اختلاف واقع ہوتا ہے جو کہ دعوی کو باطل کرنے کے لئے کافی ہے۔

پس آپ مرزا صاحب کی کون سی تحریر کو واجب العمل اور صحیح قرار دیتے ہیں؟
نیز آپ مدعی نبوت کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں مگر چونکہ مرزا غلام احمد صاحب بحوالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱، اور اخبار بدر قادیان مورخہ ۵۔اپریل ۱۹۰۸ء ببانگ دہل فرماتے ہیں کہ، میں نبی ہوں، تو کیا مرزا صاحب قادیانی خود اپنے اور آپ کے فیصلہ (مدعی نبوت دائرہ اسلام سے خارج ہے) کی زد میں آتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ خدائی کا دعویٰ

اسی ٹریکٹ کے صفحہ ۶ پر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ہرگز خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔
حالانکہ تحریرات مرزا صاحب قادیانی اس کے بالکل خلاف ہیں۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴۔۵۶۵ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ:
میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی اللہ ہوں۔
پھر اسی حال (جب کہ مرزا صاحب بعینہ اللہ تھے) انہوں نے زمین اور آسمان بنائے ان کو ستاروں سے سجایا اور انسان کو مٹی سے بنانا شروع کیا۔
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے قول کے موافق ان کو مارنے اور زندہ کرنے کی طاقت تھی۔
مولوی صاحب! یہ خدائی کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟

۳۔توہین انبیاء

ٹریکٹ متذکرہ الصدر کے صفحہ ۷ پر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کی نسبت یہ خیال کہ آپ نے حضرت عیسیٰ کو گالیاں دیں، بالکل جھوٹ اور بہتان ہے۔
مگر کیا آپ مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریریں دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے
۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ یہودی علماء کو سخت سے سخت گالیاں دیں، اور برے برے ان کے نام رکھے اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمانہ دکھلاوے۔ (چشمہ مسیحی۔ص ۹)

۲۔ یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے... چنانچہ خدائی کا دعوی شراب خوری کا بدنتیجہ ہے۔

(ست بچن۔ص ۱۷۲)

۳۔ مسیح کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، خود بین، خدائی کا دعوی کرنے والا (مکتوبات احمدیہ۔ج ۳ص ۲۳۔۲۴)

۴۔ حضرت عیسی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ (کشتی نوح۔ص ۶۵)

مولوی صاحب! عیسی کے ساتھ علیہ السلام لکھنے سے تو آپ کے شکوک رفع ہو گئے ہوں گے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مراد یسوع سے حضرت عیسی علیہ السلام تھی نہ کہ کچھ اور۔

پس یاد رکھئے کہ قادیانی مرزا جی کا یہ کلام اس پاک انسان کے حق میں ہے جس کو قرآن مجید میں رسول اللہ، روح اللہ، و جیھاً فی الد نیاو الآخرۃ ،فرمایا گیا ہے۔ اس کلام کو دیکھتے ہوئے آپ کا ضمیر مرزا جی کے حق میں کیا گواہی دیتا ہے؟ ایمان سے کہنا۔

۴۔ مسلمانوں کی تکفیر اور گالیاں دینا

ٹریکٹ ہذا کے صفحہ ۷ پر آپ لکھتے ہیں کہ یہ بالکل جھوٹا الزام ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا اور ان کو گالیاں دیں۔

مولوی صاحب! یا تو دیدہ دانستہ آپ نے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے اور یا کلام مرزا صاحب قادیانی سے آپ بے خبر ہیں۔ مگر آپ کا مرزا جی کی تحریروں سے بے خبر ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے اسلئے کہ آپ ان کے سچے جانشین ہونے کے دعویدار ہیں۔ پھر کیا آ کو معلوم نہیں کہ مندرجہ ذیل الفاظ مرزا صاحب کے ہیں اور آپ کے خیال میں کیا یہ مسلمانوں کی تکفیر اور ان کو گالیاں دینا نہیں؟ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے جس کو ہر ایک ذی عقل انسان تسلیم کریگا تو آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب پر مسلمانوں کو گالیاں دینے کا الزام بالکل جھوٹا ہے۔ سنئیے مرزا جی فرماتے ہیں:

۱۔ اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت

آئے گا کہ تم یہودیانیہ خصلت چھوڑ و گے۔

اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو پلایا۔(انجام آتھم ص ۲۱)

۲۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی پیش گوئی کے جھوٹا ثابت ہونے پر مولانا ابوالوفا ثناءاللہ وغیرھم کے حق میں فرمایا:

یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵)

۳۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی موت کی میعاد ختم ہونے پر علماء اسلام کو یوں مخاطب فرمایا:

اے بے ایمانو۔نیم عیسائیوں۔دجال کے ہمراہیو۔اسلام کے دشمنو۔

(قادیانی اشتہار انعامی تین ہزار۔ص ۱۲)

۴۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم کے زندہ رہنے سے جب مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی تو تمام دنیا کو یوں مخاطب کیا:

اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا....اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔(انوارالاسلام۔ص ۳۰)

۵۔ اپنے مخالفوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب محمدی بیگم کے نکاح اور سلطان محمد کی موت کی پیش گوئی پوری ہوگی تو، ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے

(ضمیمہ انجام آتھم۔ص۵۳)

۶۔مولوی سعداللہ صاحب مرحوم لدھیانوی کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے احمق، دل کے اندھے، دجال تو تو ہی ہے۔دجال تیرا ہی نام ثابت ہوا۔ (قادیانی اشتہار انعامی تین ہزار۔ص۱۲)

۷۔اپنے دعوی مسیحیت کے منکروں کو یوں مخاطب فرمایا:

ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف

سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر بدکار رنڈیوں کی اولاد ،جن کے دلوں پر خدا نے مہر کی ہے، وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۵۴۷۔۵۴۸)

مولوی صاحب! اپنے مجدد کی اس شیریں کلامی کو دیکھئے ۔اخلاق کا کیا اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے ۔کیا آپ اس مثیل مسیح کے نمونہ کلام کو ایک حوالہ کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے کہ:

اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمانہ دکھلاوے (چشمہ مسیحی ۔ص ۹)

۵۔ جہاد کی تعلیم

آپ نے ٹریکٹ زیر بحث کے صفحہ ۸ پر تحریر کیا ہے کہ

مرزا صاحب پر یہ سراسر الزام ہے کہ آپ نے جہاد کے حکم قرآنی کو منسوخ قرار دیا بلکہ مرزا صاحب (بقول آپ کے) جہاد کی تعلیم کو صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں۔

مولوی صاحب! ہم اس کو آپ کے حافظہ کی کمزوری کہیں یا دھوکہ دہی کی شکایت کریں۔مرزا صاحب قادیانی تو تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵ پر یوں لکھتے ہیں:

میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں...

میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔

کہیے! جہاد کی تعلیم کو صحیح اور درست کہنے کے یہی معنی ہیں کہ وہ دلوں سے معدوم ہو جائے؟ امید ہے کہ آپ میرے شبہات کو رفع فرمائیں گے اور جواب باصواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔اپریل ۱۹۳۲ء مطابق ۸ ذی الحج ۱۳۵۰ھ ص ۶۔۸)

وزیر آباد پنجاب میں مناظرہ قادیانی

مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں صادق تھے یا کاذب

ملک ہدایت اللہؒ ناظم انجمن اہل حدیث وزیر آباد لکھتے ہیں:

۱۰۔اپریل (۱۹۳۲ء) بروز اتوار وزیر آباد کی جماعت اہل حدیث اور جماعت قادیانی میں مندرجہ بالا مبحث پر مناظرہ تھا۔جماعت اہل حدیث کی طرف سے امیر المناظرین حضرت فاتح قادیان (مولانا ثناءاللہ امرتسری) تھے۔قادیانی مناظر کا نام (غالباً) مولوی سلیم اللہ تھا۔یادش بخیر آغاز شباب تھا، بات بات پر اڑنے والے،ضد،تعصب ،بگڑنا، روٹھنا،غرضیکہ بہمہ صفت موصوف تھے۔

کم سنی تو نرالی تھیں ہٹیں بھی ان کی
اس پہ مچلے کہ ہم درد جگر دیکھیں گے

پہلا وقت چونکہ قادیانیوں کو دیا گیا تھا اس لئے ان کے مناظر نے حسب معمول چند آیات معیار نبوت ٹھہرا کر ان کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر چسپاں کر دیا کہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ برس سے زیادہ تک زندہ رہے۔ان کے ساتھ استہزاء کیا گیا، ان کے دعویٰ کے وقت دنیا کفر وضلالت میں گھری ہوئی تھی اور وہ اپنے مشن میں کامیاب گئے۔وغیرہ

حضرت فاتح قادیان مولانا ثناءاللہ نے فرمایا کہ آپ کی پیش کردہ آیات اگر دلائل ہوتیں تو مرزا صاحب ان کے ہوتے ہوئے آخری فیصلہ والا یہ اعلان کیوں کرتے جس میں طریق فیصلہ دعا کے ذریعہ لکھا ہے۔خلاصہ اس اعلان کا یہ ہے کہ

مولوی ثناءاللہ نے مجھے بہت بدنام کیا،اور دکھ دیا ہے۔اے خدا مجھ میں اور ثناءاللہ میں فیصلہ فرما کہ جو تیری نگاہ میں جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں مار دے۔

اس دعا کے بعد وہ مر گئے۔بس فیصلہ ہو گیا۔

بس پھر کیا تھا قادیانی کیمپ میں کھل بل پڑ گئی۔سرگوشیاں ہونے لگیں۔آخر

بات بنائی کہ یہ مباہلہ تھا۔ چونکہ آپ (ثناءاللہ امرتسری) نے دعا نہ کی، نہ اس پر آمین کہی، اس لئے مباہلہ منعقد نہ ہوا۔

حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری نے ایک ایسا علمی سوال کیا جو اس سے پہلے سننے میں نہ آیا تھا، حقیقت میں وہ سوال فیصلہ کن ہے۔ قادیانی مباحث سے دلچسپی رکھنے والے اسے یاد رکھیں گے، تو بہت مفید پائیں گے۔

مولانا امرتسری نے فرمایا یہ اعلان مسودہ مباہلہ ہے یا درخواست مباہلہ؟

فریق ثانی نے بڑی غور وفکر کے بعد جواب دیا کہ کہ مسودہ مباہلہ ہے جیسے نبتھل میں۔ بس یہ کہنا تھا کہ ایسے پھنسے کہ نکل نہ سکے۔

مولانا ثناءاللہ امرتسری نے فرمایا اگر یہ اعلان مسودہ مباہلہ ہے اور مباہلہ فریقین میں ہوتا ہے، تو اس میں صیغہ جمع متکلم ہونا چاہیے تھا یعنی کلام یوں ہوتا:

> اے خدا! ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناءاللہ امرتسری) تجھ سے بمنت دعا کرتے ہیں کہ ہم میں اس طرح فیصلہ فرما کہ جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے اسے سچے کی زندگی میں ہلاک کر۔

یہ ہے مسودہ مباہلہ ۔ برخلاف اس کے مرزا صاحب قادیانی تو سارے صیغے مفرد متکلم کے بول رہے ہیں۔ یعنی

> میں عرض کرتا ہوں،
>
> میری درخواست ہے۔ وغیرہ۔

پھر یہ مسودہ مباہلہ کیسے ہوا۔ اسی لئے مرزا صاحب کی زندگی میں ۲۲۔ اگست ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر قادیان میں یہ مضمون چھپا تھا کہ اعلان محض دعا تھی مباہلہ نہ تھا۔

حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری نے جب یہ حقیقت تفصیل کے ساتھ سنائی تو اہل ایمان کے دل ہشاش بشاش ہو گئے۔ اور قادیانیوں کے چہرے عبو ساً قمطریرا کی عکسی تصویر تھے۔ تین گھنٹوں کے وقت میں قادیانی مناظر اس چکر سے نہ نکل سکا۔

بعد دو پہر تو فاتح قادیان نے اور بھی کمال کیا۔ سوال کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کس سنہ میں مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا؟

ایک معمولی سوال تھا مگر قادیانی مناظر پر منوں برف پڑ گئی کہ صاف لفظوں میں جواب نہ دے سکا۔ آخر بصد دقت بولا تو اتنا کہ بعد دعوی مسیح موعود ۲۸ سال زندہ رہے

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے فرمایا میرے پاس رسالہ فتح اسلام موجود ہے جس میں سب سے پہلا دعوی مسیح موعود مذکور ہے اور وہ ۱۳۰۸ھ کا مطبوع ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مسیح موعود کے دعوی کے بعد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱۸ سال زندہ رہے۔ مگر میں آپ کی بتائی ہوئی عمر ۲۸ سال کو بھی مان لیتا ہوں، تاہم مرزا صاحب مسیح موعود نہ تھے کیونکہ خود تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں:

مسیح موعود دعوی کے بعد چالیس سال زندہ رہیں گے۔

کہاں چالیس سال اور کہاں اٹھارہ یا اٹھائیس سال۔

یہ بیان ایسا مؤثر تھا کہ اہل ایمان کے لئے موجب تسکین کامل ہوا۔ قادیانی مناظر نے اخیر تک اس کا جواب نہ دیا، نہ دے سکا۔ قادیانی اخبار یا افراد اگر جواب دینے کا اظہار کریں تو وہ بتائیں کہ کیا جواب دیا تھا۔ مگر بتاتے ہوئے یاد رکھیں کہ ہزاروں آدمی جلسہ میں ہوں گے۔ ایسا جواب نہ بتائیں جو کسی نے نہ سنا ہو۔

مرکز قادیان کی تحسین

ان دنوں قادیان کے مرکز نے مناظرہ کا یہ طریق رکھا ہے کہ نوجوانوں کو پرانے نبرد آزماؤں کے مقابل میں فخریہ بھیجتے ہیں۔ ہم اس طریق کار کی تحسین کرتے ہیں جس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ مرزائی نوجوان مناظرہ کرنا سیکھ جاتے ہیں۔ دوم بڑی معقول وجہ ہے کہ حاضرین سامعین کو ایسے نوجوان مناظروں کی تقریروں سے اچھا خاصہ موقع ہنسی اور تفریح کامل جاتا ہے جس میں قادیانی کھسیانے ہوتے ہیں اور مسلمان دل شاد۔ ہماری دلی مراد ہے کہ مرکز قادیان ایسا ہی کیا کرے اسی لئے قادیانی نوجوانوں کی بھول بھلیوں اور تعلیوں پر مولانا فاتح قادیان نے یہ شعر پڑھا تھا جو جلسہ پر جادو کا اثر کر گیا

کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن ان کا
دو جفا کاروں کے قبضہ میں ہے جوبن ان کا

لطیفہ: اثنا مناظرہ میں ایک موقع پر مولانا امرتسری نے یہ شعر پڑھا

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

اس پر قادیانی کیمپ سے شور اٹھا کہ یہ شعر فحش ہے۔ جلسہ میں مولانا ظفر علی خان بھی شریک تھے۔ یہ آواز اٹھی کہ اس شعر کا فیصلہ مولانا ظفر علی خان سے کرایا جائے کیونکہ وہ شاعر ہیں۔ جب اکثریت کی خواہش ہوئی تو مولانا ظفر علی خان سٹیج پر آئے۔ آپ نے فرمایا اس شعر میں کوئی ایک لفظ بھی فحش نہیں۔ اس کا مطلب تو صرف اتنا ہے کہ مولانا ثناء اللہ قیامت کے روز فریاد کریں گے خداوندا! مرزا غلام احمد سے پوچھ کہ اس نے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیا اور مرزا صاحب منتوں سے کہیں گے کہ میاں چپ رہو۔ یہ تشریح سن کر اہل ایمان بہت مسرور ہوئے اور قادیانی اعتراض دور ہو گیا۔ فللہ الحمد

ہمارا یقین ہے کہ اس قسم کے دو تین مناظرے مختلف مقامات میں ہو جائیں تو پنجاب سے قادیانیت کا بیج اکھڑ جائے۔ انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۳۲ء مطابق ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ص ۴۔۵)

جھنگ میں مناظرہ

جھنگ سے ایک مطبوعہ اشتہار وہاں کے معززین کی طرف سے آیا ہے کہ ۲۔ اپریل ۱۹۳۲ء کو انجمن اہل حدیث جھنگ کے جلسہ میں مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کی تقریر متعلقہ ختم نبوت پر قادیانی مناظر مولوی ظفر احمد سے گفتگو ہوئی۔ مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی تقریر پر نہ تو سوال معقول کر سکا نہ تقریر کا جواب دے سکا۔ حاضرین مرزائیوں کی شکست پر بہت محظوظ ہوئے۔ راقم: ڈاکٹر نور حسین وغیرہ۔ ۲۰۔ اصحاب۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۳۲ء مطابق ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ص ۵)

مولوی محمد علی لاہوری کی تحریف قرآنی

جناب حافظ محمد حسنؒ برانڈ رتھ روڈ لاہور سے لکھتے ہیں:

قرآن مبارک نے یحرّ فو ن الکلم عن موا ضعہ یہودیوں کے حق

میں استعمال کیا ہے، لیکن آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اس کاذب مسیح موعود مہدی مسعود چودھویں صدی کے مجدد اپنے زعم فاسد میں احمد، محمد، آدم، ابراہیم، اور موسیٰ بننے والے منشی غلام احمد قادیانی کے چیلے چانٹے تحریف کلام الٰہی میں ان سے کم نہیں۔

منشی صاحب قادیانی نے اپنی تصانیف میں بکثرت آیات قرآنی میں تحریف کی ہے اور من گھڑت آیات لکھ کر قرآن مجید کی طرف منسوب کی ہیں جو ہرگز ان الفاظ کے ساتھ قرآن حکیم میں موجود نہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے میں اپنے مضمون بعنوان منشی غلام احمد قادیانی اور ان کی قرآن دانی، اخبار زمین دار میں شائع کرا چکا ہوں۔

جب پیر و مرشد کا یہ کام ہے تو مریدوں کا حق ہے کہ وہ اپنے پیر کے قدم بقدم چلیں۔ سچ ہے

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہء خمار دارد پیر ما

بات یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو کچھ عرصہ سے یہ شوق چرایا ہے کہ رسالوں اور پمفلٹوں کے ذریعہ سے مسلم پبلک کو گمراہ کیا جائے اور روز روشن میں ان کی آنکھوں میں خاک جھونکی جائے۔ ان رسالوں میں وہی بوسیدہ اور پرانی باتیں درج ہیں جن کے مسکت اور دنداں شکن جوابات بکرّات مرّات علماء حقانی اور دافع فتنہ قادیانی اپنے اشتہاروں اور اخبارات میں شائع کرا چکے ہیں۔

آپ کے رسالہ دعوت عمل کے سرورق پر آپ کے نام کے ساتھ یہ دم چھلا لگایا گیا:

از رشحات قلم عالم باعمل فاضل اکمل حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور مصنف تفسیر بیان القرآن اردو۔ ترجمۃ القرآن انگریزی، نکات القرآن، جمع القرآن،

لیکن میں سچ عرض کرتا ہوں کہ قرآن پر اتنی کتابیں لکھنے کے باوجود مولوی صاحب اپنے پیر و مرشد کی طرح تحریف قرآنی میں خوب مہارت رکھتے ہیں۔ آپ نے اسی رسالہ دعوت عمل کے صفحہ ۹ پر لکھا ہے:

اور قرآن کریم میں فرمایا ینزل الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ۔

کیا مولوی صاحب بایں دعوی قرآن دانی مطلع فرمائیں گے کہ یہ آیت کس پارہ اور کس سورۃ میں ہے۔شائد اس قرآن میں ہو جو قادیان کے قریب نازل ہوا ہے جیسا کہ منشی غلام احمد نے تحریر کیا ہے انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ میں دعوی اور تحدی کے ساتھ ببانگ دہل اعلان کرتا ہوں کہ یہ الفاظ قرآن میں نہیں ہیں۔اور آپ ہرگز ہرگز اس میں اس میں نہیں دکھا سکتے (مولانا ثناء اللہ نے حاشیہ میں لکھا ہے: کیا یہ آیت بھی قرآن شریف میں ملتی ہے جو مولوی محمد علی نے بزمانہ اڈیٹری ریویو لکھی ہے یا ایھا الذین آمنوا انا خلقنا کم من ذکر و انثی۔ترجمہ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اے ایمان والو ...الخ) فان لم تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس و الحجارۃ اعدت للکافرین

پبلک کی آگاہی کے لئے میں یہ بھی عرض کر دیتا ہوں کہ قرآن میں یہ آیت بایں الفاظ وارد ہے: ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ۔

چونکہ منشی غلام احمد قادیانی نزول ملائکہ سے منکر ہیں (دیکھو توضیح مرام وغیرہ) اس لئے مولوی محمد علی نے آیت قرآنی میں تحریف کرکے ینزل الروح من امرہ لکھ دیا اور ملائکہ کا لفظ بیچ سے اڑا دیا اور ایسا کرنے میں یہود کی پیروی کی۔

مولوی محمد علی صاحب! وہ دن آنے والا ہے کہ آپ کے مکروفریب کا سارا تارو پود کھل جائے گا

الا یظن اولئك انھم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے جب تک حفاظ کا وجود دنیا میں موجود ہے آپ کی تحریف قرآنی کارگر نہیں ہوسکتی اور آپ ہمیشہ منہ کی کھائیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۳۲ء مطابق ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ص ۶)

مرزائیوں سے مناظرہ اوران کی شکست

قاضی ضیاءالدین خطیب جامع مسجد مندوال ضلع کیمبل پور لکھتے ہیں:

۱۳۔اپریل۱۹۳۲ءکومندوال ضلع کیمبل پور میں مرزائیوں سے مناظرہ ہوا اہل سنت کی طرف سے مولانا کرم الدین بھیں ضلع جہلم قرار پائے اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی فخر الدین ومولوی محمد نذیر مولوی فاضل خاص قادیان سے بلوائے گئے تھے۔مبحث مرزا صاحب کے دعاوی والہامات قرار پائے۔ ہر دو جانب سے دو دو تین تین تقریریں ہوئیں تھیں کہ قادیانی مولوی کا ناطقہ بند ہوگیا۔ ہر چند کہا گیا کہ کھڑے ہوکرتقریر کرو،مگر نہ کرسکا۔

اس کے بعد حاضرین مجلس کی استدعا پر مولانا کرم الدین صاحب جہلمی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عجیب وغریب دعاوی ان کی کتابوں سے بقید صفحہ و سطر پڑھ کرسنائے کہ آپ کا الہام ہے کہ

خدا نے آپ کورحمۃ للعالمین کر کے بھیجا ہےاورآپ ہی لو لا ك لما.. الخ کا مصداق ہیں اورآپ کے معجزات کی تعداد۳ لاکھ ہے بحالیکہ آنخضرت ﷺ کے معجزات صرف۳ ہزار تھے۔اورآپ کا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا ہے۔

کشف میں آپ کومعلوم ہوا کہ آپ خدا ہیں اور یقین کیا کہ خود خدا ہیں اور کہ آپ ہی نے زمین وآسمان بنائے ہیں۔اور پھر انسان کھنکھناتے گارے سے پیدا کیا ہے۔

یہ بھی آپ کا الہام ہے کہ زمین وآسمان آپ کے ایسے تابع ہیں جیسے خدا کے۔

اورکہ آپ کا نام کامل اور معاذ اللہ خدا کا نام ناقص ہوگا۔

اورکہ آپ ایک دفعہ مرد سے عورت بن کر حاملہ ہوئے (مریم) اوردس مہینے کے بعدوضع حمل ہوا توعیسی بچہ جنا۔

ایک دفعہ آپ نے اپنی پیش گوئیوں کی مسل دستخط کے لئے خدا کے پیش کی تھی۔خدا نے سرخی سے دستخط کئے۔قلم چھڑکا تو مرزا صاحب کے کپڑے اورعبداللہ

سنوری کی ٹوپی پر قطرات گرے تھے۔
اب مرزائی بے چارے شرم کے مارے کہیں منہ نہیں دکھا سکتے۔
(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۳۲ء ص ۱۲)

مرزا محمود بطور منصف

جھوٹے کے سچے کی زندگی میں مرنے کی پیش گوئی کا معاملہ بھی چل رہا ہے ۔منصف مقرر نہیں ہو رہا۔حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کہا تھا کہ میں مرزا محمود احمد کو منصف ماننے کو تیار ہیں۔قادیانی کہتے تھے کہ ہم میاں محمود صاحب کی خدمت میں عرض نہیں کر سکتے نیز ان کو مقرر کرنے میں ثناء اللہ کی بد نیتی ہے ۔اس کے بعد مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کہا کہ بامر مجبوری ہم سرور شاہ کو منصف مانتے ہیں (اہل حدیث امرتسر ۲۷ نومبر ۱۹۳۱ء)

بعد ازاں فریق ثانی نے لکھا کہ مجھے مرزا محمود منصف منظور ہیں ۔(فاروق ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء)۔

اس اقرار پر حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری نے لکھا کہ
میاں محمود خلیفہ قادیان منصف ہوں گے۔ (اہل حدیث امرتسر ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ء)

مارچ کے اخبار فاروق قادیان میں پھر مطلب کی کوئی بات نہ لکھی گئی اس لئے مولانا کہتے ہیں کہ ہم خاموش رہے ۔ہماری خاموشی سے فائدہ اٹھا کر ۲۵۔۲۸ اپریل کے پرچہ میں لکھا کہ

ایک مہینہ گزرنے پر بھی اہل حدیث خاموش ہے ۔ہم نے ایک معتبر دوست کے ذریعہ شیر پنجاب کی خدمت میں استدعا کی مگر آپ ہیں کہ قردۃ خاسئین کی طرح میں نہ مانوں کی رٹ لگا رہے ہیں۔

(فاروق ۲۵۔۲۸۔اپریل ۱۹۳۲ء)

آپ نے جس معتبر دوست کو بھیجا تھا اس کا نام عمر دین شملوی ہے انہوں نے آپ کا پیغام دیا مگر جواب شاید آپ کو نہیں پہنچایا۔ یہ آپ کے معتبر دوست کا کام ہے

۔ہم نے فوراً لکھ دیا تھا اور انہوں نے نوٹ کر لیا تھا۔

چونکہ فخر الدین (مجوز انعام) خلیفہ صاحب کو منصف مانتا ہے اس لئے وہی منصف ہوں گے۔ اگر وہ خود نہ مانیں تو لاہور کی تعلیم یافتہ جماعت میں سے عربی دان ڈاکٹر اقبال، پروفیسر شفیع اورئینٹل کالج۔ ڈاکٹر برکت علی قرشی۔ پروفیسر مترا وغیرہ میں سے کوئی ایک۔

پس یہ ہماری طرف سے آخری جواب ہے۔

ہاں ۲۱ مارچ کے فاروق میں صفحہ ۷ کالم ۲ پر جس امر کے ثابت کرنے پر آپ نے دس روپئہ انعام رکھے ہیں وہ امر بھی اسی منصف کے سامنے پیش ہو کر فیصلہ ہو گا

مولوی سرور شاہ کو ہم نے تمہارے قول پر منصف پیش کیا تھا جب تم نے کھلے لفظوں میں ان کو منظور کر لیا تو ہم نے بھی آب آمد تیمّم برخواست پر عمل کرنے کو اصل کی طرف رجوع کیا اور اب اسی پر مصر ہیں۔

رقم امانت تین سو، معززین شہر امرتسر میں سے شیخ صادق حسن ممبر اسمبلی یا میاں فیروز الدین سوداگر آنریری مجسٹریٹ یا میاں حفیظ آنریری مجسٹریٹ کے پاس رکھی جاوے۔ ان کے سوا اگر کوئی بات پیش ہوئی، یا ان مسلمہ باتوں سے انکار ہوا تو سلسلہ بند کیا جائے گا۔ اور آئندہ آخری فیصلہ مرزا کو پیش گوئی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مئی ۱۹۳۲ء ص ۴۔۵)

شریف اور محمود کی اشتہار بازی میں ہمارا محاکمہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج عرصہ مدید ہونے کو ہے کہ ان فریقین میں اشتہار بازی اس امر کے لئے ہو رہی ہے کہ آؤ جی دونوں فریق مل کر خدا سے دعا کریں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت کے متعلق ہم میں فیصلہ فرمائے۔

اتنا وقت اور اتنا روپئہ محض فریقین کے بلانے اور قائل کرنے پر خرچ ہوا۔

سچ تو یہ ہے کہ دونوں فریقوں کو یہ تکلیف اس لئے ہوئی ہے کہ انہوں نے متوفی کا

آخری فیصلہ کافی نہ جانا، حالانکہ وہ کافی سے اکفی تھا۔ کیونکہ آسمانی فیصلہ کے بعد زمینی فیصلہ لودہانہ میں بھی ہو چکا تھا جس میں فریق ثانی کو مالی تاوان بھی دینا پڑا۔ ایسا ڈبل فیصلہ مذہبی دنیا میں کبھی نہ ہوا ہوگا۔

خیر مضی ما مضی۔ بعد اس تنبیہ کے ہم ان دونوں فریقوں کی اشتہار بازی میں محاکمہ کرتے ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ ابتدائی دعوت سید محمد شریف شاہ صاحب کی طرف سے تھی جو بالکل سادہ الفاظ میں تھی کہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اپنے والد کے دعوی کے متعلق مجھ سے مباہلہ کر لیں۔ پھر اس پر آج تک جو تین تین نمبروں میں گفتگو ہوتی رہی وہ صرف دو باتوں میں رہی:

۱۔ مباہلہ سے پہلے فریقین اپنے اپنے دلائل بیان کریں یعنی میاں محمود احمد زور دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مسیحیت موعودہ کے دلائل بیان کریں گے اور سید محمد شریف صاحب اپنے انکار کے دلائل پیش کریں گے۔ اس کے بعد فریقین خدا سے دعا کریں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے ایک سال کے اندر اس پر موت وارد کر۔

۲۔ دوسرا امر زیر بحث یہ رہا کہ حاضرین کی تعداد کتنی ہو۔ خلیفہ قادیان کہتے رہے کہ ہر فریق ہزار پانچ سو آدمی ساتھ ضرور لائے۔ خلیفہ صاحب قادیان اسے ہی سنت قرار دیتے ہیں۔ شاہ محمد شریف صاحب کہتے ہیں یہ سنت نہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ صرف مباہلہ کنندہ یا زیادہ سے زیادہ اس کا عیال ساتھ ہو۔ مگر خلیفہ صاحب قادیان اپنی بات پر مصر ہیں۔ چنانچہ آخری اشتہار نمبر ۳ ان کا جو کئی ماہ کے وقفہ کے بعد نکلا ہے اس میں بھی انہوں نے انہی دو باتوں پر اصرار کیا ہے۔

ہم نے اپنے سابقہ محاکمہ میں بتایا تھا کہ خلیفہ قادیان کا اس پر اصرار کرنا کہ ہزار پانچ سو آدمی ضرور شریک ہوں، خود ان کے والد ماجد مرزا صاحب متوفی کے بھی خلاف ہے کیونکہ انہوں نے ساری عمر میں ایک ہی مباہلہ اکیلے مولوی عبدالحق غزنوی مرحوم سے کیا تھا جس میں ایسی کوئی شرط نہ تھی۔

اس کا جواب دینا آسان نہ تھا کیونکہ مرزا صاحب متوفی کا فعل احمدیہ جماعت کے لئے سند قوی اور حجت شرعی ہے مگر خلیفہ قادیان نے اپنی بات کے مقابلہ

میں اس کی بھی پرواہ نہ کی صاف لکھ دیا کہ میں جو کہتا ہوں کہ ہزار پانچ سو آدمی فریقین کے شریک مباہلہ ہوں یہی سنت ہے اور میرے والد مرزا صاحب مسیح موعود کا مباہلہ مسنون نہ تھا۔

کتنی دلیری یا فراری ہے کہ جس نبی یا رسول کی صداقت میں مباہلہ کیا جائے اسی کے فعل کو خلاف سنت کہہ کر چھوڑا جائے، حالانکہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے خط اسی مولوی عبدالحق غزنوی میں لکھا تھا کہ میں استخارہ مسنونہ کر کے آپ کے ساتھ مباہلہ کرنے کو آیا ہوں (اشتہار غزنوی مورخہ ۸ ذی قعد ۱۳۱۰ھ)۔ناظرین غور فرمائیں کہ استخارہ تو مسنونہ ہو، اور مباہلہ غیر مسنونہ۔ ایں چہ بو العجبی ست

ناظرین! یہ ہے فریقین کے مقدمہ کی مسل۔ ہم چونکہ چاہتے ہیں کہ فریقین کا شوق اور ولولہ پورا ہو، اس لئے ہم محاکمہ بطور سفارش فریقین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔

سید محمد شریف صاحب منظور کرلیں کہ خلیفہ قادیان صدق مرزا صاحب پر چند منٹ تک بیان کرلیں اس کے بعد شاہ صاحب چند منٹ بیان کریں۔ اس وقت وہ دلیل بیان کریں جس کی وجہ سے ان کو یقین ہو کہ مرزا صاحب مدعی مسیحیت موعودہ اپنے دعوی میں کاذب تھے۔اس کے بعد فریقین الگ الگ ہو جائیں بلکہ پہلے سے الگ الگ بیٹھیں۔ان کے نام بنام مع پتہ کے لکھے جائیں دعا مباہلہ صرف یہ ہوگی کہ میں محمد شریف مرزا غلام احمد کو ان کے دعوی مسیحیت موعودہ میں جھوٹا جانتا ہوں۔ میں محمود احمد قادیانی مرزا صاحب کو انکے دعوی مسیحیت موعودہ میں سچا یقین کرتا ہوں

یہ بیان فرداً فرداً ہو کر مل کر یوں دعا ہو۔

اے خدا ہم میں سے جو جھوٹا ہے اس کو ایک سال کے اندر اندر ہلاک کر۔

فریقین کے آدمی آمین کہیں۔

اس کا اثر کب ہوگا

شاہ محمد شریف صاحب کی سچائی کا اثر صرف خلیفہ قادیان تک محدود رہے گا مگر خلیفہ قادیان (مرزا محمود) کی سچائی کا اثر یہ ہوگا کہ جتنے لوگ شاہ صاحب کی طرف

ہوں گے پانچ سو یا ہزار بلکہ دو ہزار مع شاہ صاحب کے سال کے اندر اندر سب مر جائیں۔ایک بھی اگر بچا تو خلیفہ (مرزا محمود) صاحب جھوٹے ہوں گے۔

ناظرین! یہ ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود مرزا صاحب قادیانی مسیح موعود مہدی کا اعلان ہے۔ذرہ غور سے سنئے!:

> میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کرونگا۔ (انجام آتھم۔ص ۶۷)

ناظرین! یہ ہے کثرت شرکاء کی صورت میں مرزا صاحب قادیانی بانی سلسلہ کا اقرار۔خلیفہ قادیان چونکہ ان صاحبزادے اور قائم مقام ہیں انہی کی تائید میں مباہلہ کرنے کو تیار ہو رہے ہیں اس لئے ان کو اس شرط کی تسلیم میں ذرہ بھر تامل نہیں ہو گا یا نہ ہو چاہیے۔ پس جناب سید محمد شریف شاہ صاحب پہلی شرط تسلیم کریں اور خلیفہ صاحب قادیانی دوسری شرط کی تسلیم کا اعلان کریں۔ پھر مقررہ تاریخ پر فریقین حاضر میدان ہوں تاکہ مباہلہ ہوکر فریقین کی خواہش پوری ہو جائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مئی ۱۹۳۲ء مطابق ۶ محرم ۱۳۵۱ھ۔ص ۳۔۴)

قادیان کا انعام: عنقا صفت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی تحریک کے بانی نے انعامی اعلانوں کی رسم ڈالی اور ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی اور ان کی پارٹی نے بزمانہ خلافت اولی اس رسم کو پورا کر دیا۔ اس کے بعد تو یہ ایسی کچھ ڈری کہ سوائے لفاظی کے دینے کے قریب بھی نہیں آتی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ عرصہ دراز سے یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ مولوی ثناءاللہ، مرزا صاحب متوفی کی تحریر سے دکھا دے کہ آخری فیصلہ پیش گوئی تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا

اس دکھانے پر تین سو روپیہ کا اعلان ہے۔

اس کے بعد بلا مبالغہ تین سو گالیاں اور بد کلامیاں تو ہم سن چکے مگر روپیہ دینے کے قریب نہیں آتے۔ چونکہ انعامی مضمون ہے اس لئے منصف کا ہونا ضروری ہے۔ ہم نے لکھا تھا کہ منصف خلیفہ قادیان میاں محمود ہمیں منظور ہیں۔ جواب ملا کہ ہم ان کی خدمت میں عرض نہیں کر سکتے۔ نیز خلیفہ صاحب کو مقرر کرنے میں تمہاری نیت بد ہے ۔ اس کے بعد ہم نے بمجبوری لکھا کہ بقول آپ کے ہم بجائے خلیفہ صاحب کے مولوی سرور شاہ صاحب کو منصف مانتے ہیں (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ نومبر ۱۹۳۱، ص ۱۴)۔

بعدازاں فریق ثانی نے بڑے زور سے لکھا کہ مجھے مرزا محمود احمد منصف منظور ہیں۔(اخبار فاروق قادیان ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء۔ص ۹)

اس اقرار پر ہم نے پھر لکھا کہ

میاں محمود خلیفہ قادیان منصف ہوں گے۔(اہل حدیث ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ء ص ۷)

ہم نے سمجھا کہ اب معاملہ ختم ہو جائے گا کیونکہ جماعت قادیانیہ کے نزدیک خلیفہ صاحب سے زیادہ دیانت دار کوئی نہیں۔ غنیمت سمجھیں کہ ہم خود اس کے مجوز ہیں لیکن مارچ کے اخبار فاروق میں پھر وہی دشنامی مضمون دیکھا تم ایسے اور ویسے مگر خلیفہ قادیان کی منصفی کی بابت کچھ نہ لکھا، اس لئے ہم خاموش رہے۔ لیکن ہماری خاموشی سے فائدہ اٹھا کر ۲۵۔۲۸۔اپریل کے پرچہ میں لکھ مارا کہ ایک مہینہ گزرنے پر بھی اخبار اہل حدیث امرتسر خاموش ہے۔

ہم نے ایک معتبر دوست کے ذریعہ شیر پنجاب کی خدمت میں استدعا کی مگر آپ ہیں کہ قردۃ خاسئین کی طرح میں نہ مانوں کی رٹ لگا رہے ہیں۔(اخبار فاروق قادیان۔۲۵۔۲۸۔اپریل ۱۹۳۲ء)

آپ نے جس معتبر دوست کو بھیجا تھا اس کا نام عمر دین شملوی ہے۔ انہوں نے آپ کا پیغام دیا مگر جواب شاید آپ کو نہیں پہنچایا۔ یہ آپ کے معتبر دوست کا کام ہے۔ ہم نے فوراً لکھ دیا تھا اور انہوں نے نوٹ کر لیا تھا۔

چونکہ فخر الدین (مجوز انعام) خلیفہ صاحب کو منصف مانتا ہے اس لئے وہی

منصف ہوں گے۔ اگر وہ خود نہ مانیں تو لاہور کی تعلیم یافتہ جماعت میں سے عربی دان ڈاکٹر اقبال، پروفیسر شفیع اورئینٹل کالج۔ ڈاکٹر برکت علی قریشی۔ پروفیسر مترا وغیرہ میں سے کوئی ایک۔

پس یہ ہے ہماری طرف سے آخری جواب۔

ہاں ۲۱ مارچ کے فاروق میں صفحہ ۷ کالم ۲ پر جس امر کے ثابت کرنے پر آپ نے دس روپیہ انعام رکھے ہیں وہ امر بھی اسی منصف کے سامنے پیش ہوکر فیصلہ ہوگا۔

نوٹ نمبر ا:

مولوی سرور شاہ کو ہم نے تمہارے قول پر منصف پیش کیا تھا۔ جب تم نے کھلے لفظوں میں ان کو منظور کرلیا تو ہم نے بھی آب آمد تیمّم برخواست پر عمل کرنے کو اصل کی طرف رجوع کیا اور اب اسی پر مصر ہیں۔

نوٹ نمبر ۲:

رقم امانت تین سو، معززین شہر امرتسر میں سے شیخ صادق حسن ممبر اسمبلی یا میاں فیروز الدین سوداگر آنریری مجسٹریٹ یا میاں حفیظ آنریری مجسٹریٹ کے پاس رکھی جاوے۔ ان کے سوا اگر کوئی بات پیش ہوئی، یا ان مسلمہ باتوں سے انکار ہوا تو سلسلہ بند کیا جائے گا۔ اور آئندہ آخری فیصلہ مرزا کو پیش گوئی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مئی ۱۹۳۲ء مطابق ۶ محرم ۱۳۵۱ھ۔ ص ۴۔۵)

انعامی چیلنج کی حقیقت

پنڈت آتما نند صاحب نے لکھا ہے:

معزز ناظرین! اخبار اہل حدیث امرتسر مجریہ ۸۔ اپریل ۱۹۳۲ء کے صفحہ ۷ پر مکتوب مفتوح کے عنوان سے بابو عبدالکریم صاحب نے سردار عبدالرحمٰن بی اے (سردار مہر سنگھ) قادیان کے چیلنج کو منظور کر کے استدعا کی تھی کہ سردار صاحب موصوف حسب وعدہ ذر انعام کسی معتبر شخص کے پاس جمع کرادیں۔

میں بابو عبدالکریم صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ سب انعامی چیلنج محض

دکھلا وے کے لئے ہوا کرتے ہیں (منشی قاسم علی سہ صدی اس سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے واقعی تین سو دیا او فاتح نے لیا۔ ثناء اللہ امرتسری) اوران انعاموں کی وقعت مرزا غلام احمد قادیانی کے انعامی اشتہاروں سے بڑھ کر نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی جائیداد صرف مبلغ پانچ سو روپیہ کے عوض لالہ بشن داس کھتری قادیان کے پاس رہن تھی اور ہمیشہ قرض میں آپ کا بال بال بندھا ہوا تھا، مگر اشتہارات انعامی دس ہزار روپے کے شائع ہوا کرتے تھے۔ اور جب کوئی مقابل آتا تو مرزا صاحب قادیانی اس سے بھی دس ہزار جمع کروانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے مجھے تو سردار صاحب کے انعامی چیلنج بھی اسی طرح کے دکھائی دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

مرزائی دوست پیشتر ہی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مالک اخبار اہل حدیث کے ہاتھوں تین سو روپیہ ہار کر سبق سیکھ چکے ہوئے ہیں، اس لئے سردار صاحب کے انعامی اشتہار کو پڑھ کر میرے معزز بابو عبدالکریم صاحب کو انعام حاصل کرنے کی آرزو نہ رکھنی چاہیے۔

ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ جوش میں آکر سردار عبدالرحمٰن صاحب اپنا روپیہ ہار دیں، اس لئے میں بلا کسی خواہش انعام کے سردار صاحب کو بتلائے دیتا ہوں کہ جب خدا فاعل ہو اور بندہ مفعول ہو، تو لفظ توفی کے معنی قبض روح یا موت کے علاوہ اور بھی ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ معنی کسی انسانی تصنیف سے نہیں بلکہ احمدیوں کے خدا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی زبان سے الہام شدہ بتلاؤنگا تاکہ اتمام حجت ہو اور مزید انکار و اصرار کی ضرورت نہ پڑے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۵ بار دوم میں بدیں الفاظ چیلنج کیا تھا کہ

> اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ ﷺ سے یا اشعار و قصائد نظم و نثر جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فاعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا

کر اقرار شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا جائداد کا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دونگا۔

مولوی اللہ دتہ جالندھری قادیانی نے بھی ضمیمہ تفهيمات ربانيه کے صفحہ ۷ ا پر لکھا ہے کہ

جہاں کہیں لفظ (توفی) اپنی اس نوعیت میں استعمال ہوا ہے وہاں پر صرف قبض روح کے معنے ہیں۔

غالباً سردار صاحب موصوف نے مرزا صاحب قادیانی کی مذکورہ بالا تحریر پر بھروسہ واعتماد کر کے انعامی اشتہار شائع کیا ہوگا لہذا میں

اس لفظ توفی کے معنی جب کہ خدا فاعل اور بندہ مفعول ہو قبض روح کے علاوہ خود مرزا صاحب کے خدا کی زبانی یہاں درج کئے دیتا ہوں اور متنازعہ فیہ آیت مقدسہ کے ہی معنی بتلائے دیتا ہوں تا کہ فعل فاعل مفعول کا جھگڑا ہی تمام ہو جائے۔

اور وہ یوں کہ آیت متنازعہ

انّی متو فيك و رافعك اليّ و جا عل الّذين اتّبعو ك فوق الذين كفروا الى يو م القيا مة .....

بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، خدا کی طرف سے مرزا غلام احمد پر بھی الہام کی گئی اور یہ معانی کئے گئے

میں تجھ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا اور جو لوگ تیری متابعت کریں یعنی حقیقی طور پر اللہ و رسول کے متبعین میں داخل ہو جائیں ان کو ان کے مخالفوں پر جو انکاری ہیں قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنی وہ لوگ حجت اور دلیل کی رو سے اپنے مخالفوں پر غالب رہیں گے اور صدق اور راستی کے انوار ساطعہ انہی کے شامل حال رہیں گے اور سست مت ہو اور غم مت کرو خدا تم پر بہت ہی مہربان ہے خبردار ہو بتحقیق جو لوگ مقربان الٰہی ہوتے ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کرتے ہیں تو اس حالت میں مرے گا کہ جب خدا تجھ پر راضی ہوگا پس بہشت میں داخل ہو انشاء اللہ امن کے ساتھ

تم پر سلام ہو تم شرک سے پاک ہو گئے سو تم امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہو تجھ پر سلام تو مبارک کیا گیا خدا نے دعا سن لی وہ دعاؤں کو سنتا ہے تو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے۔

ثابت ہوا کہ احمدی ملہم کے نزدیک متوفی کے معنی پوری نعمت دینے والا بھی ہیں

لیجئے سردار عبدالرحمٰن صاحب! یہ ہیں آیت متنازعہ میں لفظ متوفیك کے معنی کہ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا، جو کہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی، خدا کے کئے ہوئے ہیں۔

کیا اب بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش رہ سکتی ہے کہ خدا فاعل اور بندہ مفعول ہونے کی صورت میں لفظ توفی کے معنی علاوہ قبض روح کے اور بھی ہو سکتے ہیں۔

آئندہ کے لئے آپ کبھی ایسے انعامی چیلنج شائع نہ فرمایئے گا اور اگر شائع بھی کرنے ہوں تو مرزا غلام احمد صاحب کی طرح ہمیشہ ذو معنی الفاظ استعمال کیا کریں تاکہ شرط و مشروط کا بہانہ ڈھونڈنے کا موقعہ مل سکے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مئی ۱۹۳۲ء مطابق ۶ محرم ۱۳۵۱ھ۔ ص ۵۔۶)

حقیقت دجال اور یاجوج ماجوج

(قادیان سے چونکہ مسیح موعود ہونے کی آواز اٹھی ہے۔ مسیح موعود کا نزول دمشق میں ہونا مقدر ہے اس لئے دمشق سے مراد قادیان کہا گیا۔ لازم ہے کہ مسیح موعود کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیزوں کی تاویل بھی ایسی لطیف کی جائے جیسی دمشق کی۔ اس لئے دجال اور یاجوج ماجوج وغیرہ کی تاویل جو مرزا صاحب قادیانی نے مختلف مقامات میں کی ہوئی ہے، مولوی محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہوریہ نے مع تشریح یک جا کر کے رسالہ کی صورت میں شائع کیا ہے۔ اس رسالہ پر فاضل اڈیٹر الجامعہ دہلی نے تبصرہ کیا ہے جو درج ذیل ہے۔ مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر)

المسیح الدجال ویاجوج ماجوج

مصنفہ مولوی محمد علی ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس رسالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے بعض علامات قیامت کی تشریح کی ہے۔ مثلاً یاجوج ماجوج، مسیح دجال، دابۃ الارض اور مغرب سے طلوع شمس۔

یاجوج ماجوج جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے انکے متعلق کوئی تفصیلی بحث مولوی (محمد علی) صاحب نے نہیں کی، نہ ان کے تاریخی حالات پڑھنے کی زحمت گوارا کی، نہ ان کتابوں کا مطالعہ کیا جو خود علماء مغرب یا بائیبل کے شارحین نے اس موضوع پر لکھی ہیں۔ صرف حزقیل نبی کی کتاب کے حوالہ سے اقوام مغرب کو یاجوج ماجوج قرار دے دیا۔

زیادہ توجہ انہوں نے مسیح دجال پر صرف کی ہے، بلکہ یہ سارا رسالہ اسی کے متعلق ہے مگر اس بحث میں تاویلیں اس قدر کمزور ہیں جن کے لکھنے کی جرأت صرف انہی کو ہوسکتی ہے۔ مثلاً دعوی یہ ہے کہ یاجوج ماجوج اور دجال دونوں ایک ہی ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ:

> صحیح حدیث نے سورہ کہف کو فتنہ دجال کا علاج بتایا ہے اور سورہ کہف بالخصوص عیسائیت کے فتنہ سے پر ہے، تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے غلبہ عیسائیت ہی کو فتنہ دجال قرار دیا ہے (ص ۱۲)۔

اگر مولوی محمد علی صاحب اس دلیل کو ترتیب دے کر اپنے سامنے رکھ لیتے تو ان کو خود معلوم ہوجاتا کہ اس کے کتنے مقدمات ممنوع ہیں۔

دوسرا دعوی یہ ہے کہ دجال ایک فرد کا نام نہیں ہے بلکہ ایک قوم کا نام ہے۔ دلیل یہ لکھی ہے کہ:

> یہ پیش گوئیاں نبی کریم ﷺ کے کشوف ہیں۔ اور کشف یا رؤیا میں جب ایک قوم دکھائی جائے گی تو ایک فرد واحد ہی کے طور پر دکھائی جائے گی (ص ۱۷)

سوال یہ ہے کہ ایک، فرد واحد، کس طور پر دکھایا جائے گا؟ مولوی صاحب نے خود ابن صیاد کے ذکر میں نقل کیا ہے کہ

حضرت جابرؓ صحابی نے قسم کھا کر کہا کہ وہ دجال ہے۔ نیز خود آنحضرت ﷺ بھی جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے اس کے دجال ہونے کا گمان رکھتے تھے۔

کیا وہ، ایک فرد واحد تھا یا ایک قوم؟

اس کے علاوہ یہ بھی حدیث میں ہے کہ:

میری امت میں تیس دجال نکلیں گے،

کیا وہ، ایک فرد واحد ہونگے یا ایک ایک قوم؟

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰؑ کا کام صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ یہاں قتل دجال کا نام تک نہیں۔ (ص ۱۴)۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

آنے والے مسیح کے کارناموں میں قتل دجال کا نام نہ لینا اس بات کی قطعی اور کھلی دلیل شہادت ہے کہ فتنہ دجال اور غلبہ صلیب ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ (ص ۱۴)

دعوی، دلیل، اور نتیجہ کی مطابقت کی منطقی بحث کو جانے دیجئے کیونکہ مولوی محمد علی صاحب اس سے کبھی سروکار نہیں رکھتے۔ دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ جن حدیثوں میں کسر صلیب اور قتل خنزیر کا ذکر ہے ان میں پہلے تصریح کے ساتھ قتل دجال کا بھی ذکر ہے جسکا اس شد و مد سے مولوی صاحب نے بار بار انکار کیا ہے۔ مجھے ان احادیث کے نقل کرنے کی یہاں ضرورت نہیں کیونکہ آخر میں خود مولوی صاحب موصوف ہی کے قلم سے یہ پردہ اس طرح فاش ہوتا ہے:

بعض قلوب میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود وہی شخص ہوسکتا ہے جو دجال کو قتل کرے اور حضرت مرزا صاحب نے دجال کو قتل نہیں کیا اس میں شک نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کے دجال کو قتل کرنے کا ذکر آتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ قتل دجال سے مراد کیا ہے۔ (ص ۵۱)۔

قتل دجال کی اگر پہلے ہی تاویل کر دیتے اور یہ نہ لکھتے کہ آنے والے مسیح کے کارناموں میں قتل دجال کا نام تک نہیں ہے، تو کیا حرج تھا۔

ذوالقرنین بعض لوگوں نے سکندر کو کہا ہے مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ ان کے نزدیک ذوالقرنین دارائے اول ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تاریخی لحاظ سے اس سے بھی زیادہ غلط ہے۔ کیونکہ دارا کا سدّ بنانا کسی طرح ثابت نہیں۔ اس بارے میں کتاب التیجان کا بیان زیادہ قابل قبول ہے جس نے ملک یمن کے ذوالقرنین کے سفر مغرب ومشرق اور سدّ یاجوج بنانے کے مفصل حالات لکھے ہیں۔

دابۃ الارض جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے:

> جب ان کے اوپر عذاب کا فیصلہ ہو چکے گا اس وقت ہم زمین سے ایک جاندار نکالیں گے جو لوگوں سے یہ کہے گا کہ وہ اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ (پ ۲۰۔ ع ۲)

مولوی صاحب نے اس سے عیسائی علماء مراد لیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> اقوام یورپ کے تین مختلف حصوں کا تین ناموں کے تحت میں ذکر کیا ہے دجال ان کے پادری ہیں یاجوج ماجوج ان کا وہ گروہ ہے جس کے ہاتھ میں ملکی طاقت ہے اور دابۃ الارض ان کے وہ علماء ہیں جو مادہ پرستی میں منہمک ہیں۔ (ص ۶۴)

لیکن مرزا صاحب قادیانی نے دابۃ الارض خود علمائے اسلام ہی کو قرار دیا ہے جو زمینی باتوں پر گرے ہوئے ہیں اس لئے مولوی محمد علی صاحب کو اس تحقیق کے سامنے سر جھکانا تھا، لکھتے ہیں:

> کیا اس میں کوئی شبہ ہے کہ یہ آج ہمارے علماء کی ہو بہو تصویر ہے۔ اگر ایسے لوگوں کو دابۃ الارض کہہ دیا ہو تو کیا بعید ہے۔ (ص ۶۶)

لیکن کیا علماء اسلام کی آج ہو بہو تصویر یہ ہے؟

میں تو یہی ان کی ذہنیت ایک ہزار سال سے ثابت کرنے کو تیار ہوں لیکن اس کو چھوڑ دیئے اور یہ دیکھئے کہ قرآن میں دابۃ الارض کا خروج مشروط ہے کہ اس وقت ہوگا جب عذاب یا قیامت کا فیصلہ ہو چکے گا لیکن بقول مولوی محمد علی صاحب علماء مغرب اور بقول مرزا صاحب علماء اسلام جو دوسرے انسانوں کی طرح ماں کے شکم ہی سے پیدا ہوئے ہیں زمین سے نکالے جا چکے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ لوگ آیات

الٰہی پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

دابّۃً میں تنوین وحدت کی ہے جس کے معنی ہوئے ایک جانور، مگر مولوی محمد علی صاحب کے لئے یہ آسان ہے کہ وہ ایک فرد واحد کو ایک قوم بنا لیں۔

آخر میں مغرب سے طلوع شمس کی یہ تاویل کی ہے کہ جماعت احمدیہ نے ممالک غربیہ میں تبلیغی مرکز قائم کر دیا ہے جہاں سے آفتاب اسلام ضیا باریاں کر رہا ہے۔ مگر اس صورت میں طلوع آفتاب مشرق یعنی پنجاب ہی سے ماننا پڑے گا جس کی ایک کرن مغرب میں پہنچ گئی نہ کہ مغرب سے۔

خاتمہ پر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پیش گوئیاں جو روایات میں بیان کی گئی ہیں ان کی نسبت خود آئمہ حدیث نے اپنا اطمینان ظاہر نہیں کیا بلکہ امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ ملاحم میں ایک حدیث بھی صحیح نہیں ایسی حالت میں انکی اس قدر بے بنیاد تاویلوں میں پڑنا اہل علم کے شایان شان نہیں۔ بے شک قرآن مجید میں جو امور مذکور ہوئے ہیں ان پر مفید اور دلچسپ بحث ہوسکتی ہے لیکن ایسی بحث جس کی بنیاد عقل پر ہو نہ کہ فرقہ وارانہ خیالات پر۔ (الجامعہ۔ اپریل ۱۹۳۲ء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء مطابق ۱۳ محرم ۱۳۵۱ھ ص ۹۔۱۰)

دلیر کون ہے؟ عیسائی یا مرزائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کرام! یہ سنتے سنتے ہمارے کان پک گئے کہ ہم (احمدیوں) نے عیسائیوں کو ایسا مغلوب کیا ہے کہ پادری لوگ احمدی کا نام سن کر مناظرے کا حوصلہ نہیں کر سکتے بلکہ بھاگ جاتے ہیں کیونکہ ہم (احمدیوں) نے عیسائیوں کا خدا (مسیح) مار دیا ہے، اب وہ سر نہیں اٹھا سکتے۔ وغیرہ۔

ہم بہت خوش ہوتے اگر واقعات دعوی کی تصدیق کرتے کیونکہ عیسائیوں کو مغلوب دیکھنا ہمارا بھی مقصود اور دلی منشاء ہے، مگر افسوس ہے کہ واقعات اس دعوی کی

تکذیب کرتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کا مسئلہ الوہیت مسیح جتنا کچھ مشکل ہے تمام دنیا کو معلوم ہے (کہ دو نہ خرط القتاد) لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت (بہر دو صنف) ہاں وہ جماعت جو آج میدان مناظرہ میں متکلمین کی جماعت بنتی ہے، ہاں وہ جماعت جو اپنے مورث اعلیٰ (اصلی یا ظلی نبی) کو امام رازی اور امام غزالی سے اعلیٰ و ارفع جانتی ہے، ہاں وہ جماعت جس کا دعوی ہے کہ ہم ہی آج تبلیغ کے واحد ذمہ دار ہیں۔ ہاں جس کا دعوی کا کہ اسلامی فرقوں میں زندہ ہم ہی ہیں باقی سب مردہ ہیں، ہاں وہ جماعت جو مدعی ہے کہ ہمارا ہر عقیدہ فلسفہ اور منطق سے مدلل اور مبرہن ہے، غرض وہ جماعت جو علم فضل دیانت تقوی مناظرہ کلام سب میں اعلیٰ رتبہ میں ہونے کا ادعی کرتی ہے، اس کا یہ حال ہے کہ جس امر کو اس کا (اصلی یا ظلی) نبی فیصلہ کن قرار دیتا ہے اس پر گفتگو کرنے سے جی چراتے ہیں اور عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ پادری عبدالحق جیسا جوان جو ادنی گفتگو سے قائل ہوسکتا ہے قادیان تک دعوت مناظرہ لے کر جاتا ہے اور دعوت مباحثہ کا خط دے کر آتا ہے قادیان کا اخبار فاروق پادری مذکور کے قادیان پہنچنے پر مخول کرتا ہے مگر اصلی بات کا جواب وہی دیتا ہے جو استاد غالب نے بتایا

غالب تم ہی کہو کہ ملا ہے جواب کیا
مانا کہ تم کہا کئے اور وہ سنا کئے

یہ تو مخالف اسلام کے حملے کا ذکر ہے جس کے فنا کرنے کو ان کے پیر و مرشد ماموالہی ہوئے تھے جن کو خنزیر کہہ کر عرصہ سے قتل کر چکنے کا اظہار کر رہے ہیں۔

اب سنئے خود ان کے اندورن کا حال۔ گزشتہ دسمبر میں ہم نے ایک اعلان موسومہ مودت نامہ شائع کیا جس میں بڑی نرمی سے احمدیہ جماعت کو عموماً اور لاہوری امیر جماعت (مولوی محمد علی) کو خصوصاً درخواست کی تھی کہ باہمی یک جا بیٹھ کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے آخری فیصلہ پر تبادلہ کلام کریں۔

گمان غالب تھا کہ درخواست قبول ہوگی، مگر یہ دنیا کو غرانے والے (شیر قالین) ایسے سہمگیں ہوئے کہ الامان والحفیظ۔ وہ حجتیں نکالیں جن کا سان گمان بھی نہ تھا مثلاً اس سے پہلے دجال کی حقیقت پر بحث ہو، نیز مسیح کی وفات پر گفتگو ہو، فلاں پر ہو

فلاں پر ہو۔اس کا مفصل ذکر اخبار اہل حدیث یکم اپریل سنہ رواں میں ہو چکا ہے۔

اخبار پیغام صلح لاہور کا اڈیٹر جس کا اصل الاصول یہ ہے

اگر شہ روز را گوید شب است ایں

بباید گفت اینک ماہ و پروین

وہ کیوں نہ اپنے امیر کی تائید کرتا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔۳مئی سنہ رواں کے پرچہ میں راستی اور صداقت سے دور ہو کر لکھا کہ جو کچھ امیر صاحب نے لکھا ہے وہی ٹھیک ہے۔آخری فیصلہ کے متعلق لکھا کہ :

مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک دعائے مباہلہ لکھی تھی۔

شکر ہے ہمارے بیان دعوی اور فریق ثانی کے جواب دعوی سے تنقیح قائم ہو گئی۔یعنی مرزا صاحب قادیانی کے آخری فیصلہ والا اعلان، ہم تو اس کو صرف دعا فیصلہ کہتے ہیں اور فریق ثانی دعاء مباہلہ اس کا نام رکھتا ہے۔ پس گفتگو بہت محدود ہے۔ہم اپنے دعوی کا ثبوت دیں گے کہ یہ صرف دعا ہے۔وہ اس کا ثبوت دیں کہ یہ دعا مباہلہ ہے۔اہل مجلس اور ہم فریقین خود بھی فائدہ اٹھائیں گے۔

ناظرین! للہ غور کریں اتنا بڑا اہم کام جس کو بانی سلسلہ اپنی جملہ زبردست دلائل کو ایک طرف رکھ کر اپنی صداقت کے ثبوت میں آخری فیصلہ کا اعلان کرتا ہے،مگر امت ہے کہ اس کی طرف آتی ہی نہیں، دور بیٹھے ہوئے اینچ پینچ کر رہی ہے۔

احمدی دوستو! اتنا تو سوچو کہ عیسائی اتنے کیوں دلیر ہیں کہ وہ الوہیت مسیح کے اثبات کا تم کو چیلنج دیتے ہیں، بلکہ اس کی منظوری کرانے کے لئے قادیان پہنچتے ہیں۔ان کے مقابلہ میں اپنا طریق عمل دیکھو کہ تم آخری فیصلہ پر گفتگو کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ عیسائی تم سے زیادہ دلیر ہیں اور وہ جو کچھ مانتے ہیں دل سے مانتے ہیں، اور تم جو قادیانی مرزا جی کو (اصلی یا ظلی) نبی رسول مانتے ہو، یہ صرف منہ سے کہتے ہو، ورنہ ایسے نہ ہوتے۔

احمدی شیرو! کیا کوئی آریہ تمہارے سامنے یہ پیش کرے کہ مجھے حج کی فلاسفی بتا دو، تو میں مسلمان ہوتا ہوں، اسے کہو گے کہ فقہاء کی ترتیب سے بحث کرو۔پہلے استنجا ، پھر وضو، پھر نماز، پھر زکوۃ، پھر روزہ، پھر کہیں حج کی باری آئے گی۔واللہ اگر ایسا کہو تو

لاہور میں نہیں بلکہ بریلی میں بھیجے جانے کے قابل قرار دیئے جاؤ گے۔

ناظرین! ان کا غذی شیروں کی جرأت دیکھو جب سے انھوں نے لودہانہ میں شکست کھائی ہے، ایسے بزدل ہوئے ہیں کہ جنگل کا کوئی جانور اتنا بزدل نہ ہوگا حالانکہ شیر تو شیر لومڑ بھی ایسا نہ ہوگا کہ ایک دفعہ گر کر منہ نہ اٹھائے۔

احمدی بہادرو! اٹھو ہمت کرو، دنیا کیا کہے گی کہ اپنے مسیح موعود، اپنے ہادی، اپنے بانی سلسلہ کے فیصلے سے منحرف ہیں۔ تم کیسے خلف ہو کہ اپنے بزرگ، اپنے مہدی مسعود اور مسیح موعود کی لاج رکھنے اور عزت بچانے کی فکر نہیں کرتے۔

واللہ! تمہیں اپنے صنفی جھگڑے سارے چھوڑ کر اس کام میں لگ جانا چاہیے کیونکہ باپ کی اولاد وہی ہے جو باپ کے مرنے کے بعد اس کی عزت بحال رکھنے کو اپنے اختلافات نہ کر دے۔ وہ کیا اولاد ہے جو باپ کی عزت برباد ہوتی دیکھ کر ایک دوسرے کا منہ تاکا کرے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ میں احمدی ہوتا تو جہاں سے یہ آواز سنتا کہ میرے مسیح موعود کے آخری فیصلہ پر اعتراض ہے، واللہ کھانا پینا چھوڑ کر مقابلہ کر کے معترض کو گھر تک پہنچا دیتا یا درصورت ناکامی ایسے مسیح موعود کو چھوڑ دیتا۔

احمدی دوستو! للہ غور کرو وہ متکلم مخالف کے سامنے کیا کلام کرے گا جو نبوت محمدیہ جیسے اصل الاصول مسئلہ پر تو بحث نہ کر سکے مگر ادھر ادھر کی باتوں پر آستینیں چڑھا کرتن جائے۔ ایسا متکلم یا تو نبوت محمدیہ کا قائل نہیں یا اپنے میں خامی دیکھتا ہے۔

بہرحال آخری فیصلے کے متعلق تم دونوں پارٹیوں کا توجہ نہ کرنا تم کو اس شعر کا مصداق بناتا ہے

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

پس محمودی اور پیغامی پارٹی کے ممبرو! ہوش کرو۔ ہم تمہیں تمہارا فرض منصبی بتاتے ہیں کہ دونوں سرداران قوم مل کر اپنے مسیح موعود کے آخری فیصلہ کا احترام کرو سب سے بڑھ کر یہ کہ بعد الموت کے واقعات کو یاد کر کے اللہ سے ڈرو۔ اور ہمیں یہ شعر پڑھنے کا موقع نہ دو

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء مطابق ۱۳ محرم ۱۳۵۱ھ ص ۳۔۵)

تاریخ مرزا اور فاروق قادیانی

جناب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر کے اکثر ناظرین تاریخ مرزا مرتبہ مولانا ثناء اللہ صاحب کو پڑھ چکے ہوں گے۔ اس رسالہ کے اندر حضرت موصوف نے جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے احوال شریفہ از ابتداء تا انتہاء بالاختصار درج فرمائے ہیں جو بحوالہ کتب مرزا قادیانی صحیح صحیح واقعات پر مشتمل ہیں۔

ہمارا بجا طور پر دعوی ہے اور علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ دعوی ہے کہ احمدی حضرات ،تاریخ مرزا، چھوڑ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی کسی تحریر کا بھی صحیح جواب قیامت تک نہیں دے سکتے جس کے ثبوت میں سابقہ واقعات کے علاوہ اخبار فاروق قادیان مورخہ ۷ مئی ۱۹۳۲ء کو ہم پیش کرتے ہیں۔

اخبار مذکور میں ایک مضمون بعنوان: ثناء اللہ کی تاریخ مرزا پر ایک سرسری نظر ، نکلا ہے جس کے پڑھنے سے اس کے عنوان، سرسری نظر، کی تصدیق ہوتی ہے کہ فی الواقع مجیب نے تاریخ مرزا کو سرسری نظر سے ہی دیکھا ہے۔ اگر وہ ذرہ گہری نظر سے اس کا مطالعہ کرتا تو غالباً کیا، یقیناً اس کا جواب دینے پر آمادہ نہ ہوتا۔

قادیانی مجیب نے تاریخ مرزا کی دو باتوں پر اعتراض کیا ہے۔

اول یہ کہ مولوی ثناء اللہ نے مرزا کی تاریخ پیدائش غلط لکھی ہے (یا یوں سمجھئے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے بحوالہ کتب مرزا قادیانی جوان کی تاریخ پیدائش لکھی ہے اس کی رو سے مرزا جی کی عمر ۶۶ سال کے قریب بنتی ہے اور مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ تیری عمر اسّی (۸۰) برس ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی صاحب اس سے منکر ہو رہے ہیں)۔

دوم، یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو اپنے ہاں لڑکا پیدا ہونے کی

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو پیش گوئی کی تھی اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب نے واقعات کو غیر صحیح شکل میں لکھا ہے۔

سوامر اول کے متعلق ہم پہلے تاریخ مرزا کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں و هو هذا

مرزا صاحب کی تاریخ ولادت صاف تو نہیں ملتی البتہ ان کی اپنی کتاب تریاق القلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

(تاریخ مرزا صفحہ ۴ بحوالہ تریاق القلوب صفحہ ۶۸)

اس تحریر میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب نے تریاق القلوب کا حوالہ دیا ہے جس کی اصل عبارت درج ذیل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا نے مجھے اپنے الہام و کلام سے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا۔ (تریاق القلوب۔ ص ۶۸)

اس عبارت سے صاف عیاں ہے کہ مرزا صاحب قادیانی بقول خود صدی کے سر پر چالیس سال کے تھے۔ بدیں حساب ٹھیک ۱۲۶۰ھ اخیر مرزا صاحب قادیانی کی پیدائش ثابت ہوتی ہے۔

اسکے متعلق قادیانی مجیب نے یہ لکھا ہے:

اس عبارت سے مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) ۱۲۶۰ھ میں تولد ہوئے، لیکن مولوی صاحب نے صدی کے سر کا تعین کرنے میں غلطی کھائی ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس کی تصریح حقیقۃ الوحی میں یوں بیان فرمائی ہے کہ:

یہ عجیب امر ہے ... کہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مخاطبہ پا چکا تھا۔

پس صاف ہو گیا کہ آپ ۱۲۹۰ھ میں چالیس برس کے تھے۔ اس لحاظ سے آپ (مرزا قادیانی) کی پیدائش ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔ (اخبار فاروق۔ص ۷)۔

اس جواب میں قادیانی مجیب نے صدی کے سر پر مرزا صاحب قادیانی کی

عمر چالیس سال تو مانی ہے، مگر صدی کے سر کا مطلب یہ بیان کیا کہ چودھویں صدی کا سر اس کے شروع ہونے سے دس سال قبل آ چکا تھا اور اس پر حقیقۃ الوحی کی ایک تحریر سے استشہاد کیا ہے۔

اس کے جواب میں ہم صدی کے سر کی تعیین خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات سے دکھاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مرزا صاحب قادیانی رقم طراز ہیں:

جب سنہ ہجری کی تیرھویں صدی ختم ہو چکی تو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے مامور کر کے بھیجا۔ (چشمہ معرفت۔ص ۳۱۳)

غلام احمد قادیانی بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کر رہا ہے۔ (تریاق القلوب۔ص ۱۷)

یہ حوالے بعبارت النص ظاہر کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی تیرھویں صدی ختم ہونے کے بعد چودھویں صدی کے سر پر، آغاز پر، شروع سال پر بقول خود بعمر چالیس سال مبعوث ہوئے تھے۔ بدیں حساب ٹھیک ۱۲۶۰ھ اخیر مرزا صاحب کی تاریخ ولادت ثابت ہوتی ہے اور یہی حضرت مولانا مجدد زمان فاتح قادیان ابوالوفا محمد ثناء اللہ صاحب نے تاریخ مرزا میں رقم فرمایا ہے۔

اب رہا مرزائی مجیب کا حقیقۃ الوحی سے مرزا قادیانی کا سنہ بعثت یا بالفاظ دانی ایل، مکروہ چیز کا قیام، ۱۲۹۰ھ لکھ کر مرزا صاحب کی پیدائش ۱۲۵۰ھ ثابت کرنی، اس کے متعلق ہمیں زیادہ مغز کھپائی کی ضرورت نہیں کیونکہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرما گئے ہیں:

کسی سچیار عقل مند صاف دل انسان کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل مجنون (یا خود غرض) یا منافق ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔ (ست بچن۔ص ۳۰)

پس احمدی مجیب کا فرض اولین ہے کہ وہ اس اپنے ہی ڈالے ہوئے اختلاف کو خود ہی حسب مثل مشہور ہاتھوں کی دی ہوئی دانتوں سے کھولنی پڑیں، سمجھ کر اس اختلاف کو رفع کریں ورنہ ہم جناب مرزا غلام احمد صاحب کے فرمان مذکورہ کی تصدیق پر مجبور ہوں گے۔

معزز قارئین کرام! تاریخ مرزا کے جواب میں قادیانی مجیب کی بے بسی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی تحریر کا آدھا حصہ ایک مقام سے اور آدھا حصہ دوسری جگہ سے لیتا ہے اور یوں جا کر وہ تاریخ مرزا پر معترض بننے کے قابل ہوتا ہے۔ پھر اس بے چارگی پر اس کی لن ترانی کا یہ عالم ہے کہ بڑے رعونت و تکبر بھرے الفاظ میں لکھتا ہے:

جو کچھ رطب و یابس تاریخ مرزا میں اس (فاتح قادیان) نے جمع کیا ہے وہ اس قابل نہ تھا کہ اس کا جواب لکھا جاتا لیکن پھر بھی اس خیال سے کہ اسکو کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ اس کا جواب شائع نہیں ہوا، جواب لکھتا ہوں۔

آہ! یہ منہ اور مسور کی دال

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

آگے چلئے۔ تاریخ مرزا میں مرزا غلام احمد صاحب کی وہ پیش گوئی نقل کی گئی ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب قادیانی نے بدیں مضمون لکھی تھی:

میرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو ایسا ہوگا، ویسا ہوگا وغیرہ۔

(واضح ہو کہ اس پیش گوئی کے وقت مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی جس سے لڑکی پیدا ہوئی)

اس کے متعلق اخبار فاروق قادیان لکھتا ہے:

(مولوی ثناء اللہ) اس پر یوں اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت (مرزا) کے گھر لڑکا پیدا ہوا جو مخفی رکھا گیا۔

جواب۔ اس کے متعلق اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اگر آپ تاریخ مرزا سے مولانا ثناء اللہ کی طرف سے یہ اعتراض دکھا دیں تو مبلغ پانچ روپئہ انعام دیا جائے گا۔

جناب من! تاریخ مرزا کا نام ہی کہہ رہا ہے کہ اس کے اندر جو کچھ لکھا گیا ہے مورخانہ حیثیت سے ہے۔ پس مصنف کا فرض تھا کہ اگر ایک طرف مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی نقل کرتا تو دوسری طرف اس وقت کے مخالفین کے اعتراضات بھی بتاتا۔ آپ نے جو الفاظ تاریخ مرزا صفحہ ۱۱ سے نقل کئے ہیں وہ مولانا کے اپنے نہیں دیگر مخالفین مرزا کے ہیں (وہ بھی بشہادت مرزا صاحب جو کم از کم میرے نزدیک تو لائق اعتبار نہیں)

چنانچہ تاریخ مرزا میں یوں لکھا ہے :

اس اشتہار پر مخالفوں کی طرف سے اعتراض ہوا کہ چند روز سے مرزا صاحب کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کو مخفی رکھا گیا ہے (دیکھو اشتہار مرزا ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء۔ ناقل) اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار دیا جو درج ذیل ہے۔ (تاریخ مرزا۔ ص ۱۱)

اس کے بعد مولانا ثناء اللہ نے وہ اشتہار مرزا صاحب قادیانی کا نقل کیا ہے جس میں مرزا جی نے اس امر کی تکذیب کی ہے۔ پس آپ کا اس غلط الزام کو مولانا ثناء اللہ امرتسری کی طرف منسوب کرنا صریح بددیانتی ہے۔

اس کے بعد تاریخ مرزا میں مرقوم ہے :

آخر مرزا صاحب کے گھر (۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کو) لڑکا پیدا ہوگیا تو مرزا صاحب نے مخالفوں کا منہ بند کرنے کو اشتہار دیا۔ مگر تقدیر خدا غالب تھی وہ بچہ جس کو اس پیش گوئی کے مطابق موعود فرمایا تھا ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو سولہ مہینے عمر پاکر مرزا صاحب کو داغ مفارقت دے گیا۔ (تاریخ مرزا۔ ص ۱۶۔ ۱۸)

اس کے جواب میں قادیانی مجیب لکھتا ہے :

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس وفات پانے والے بچہ کو موعود نہیں فرمایا جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں :

کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی نہیں پیش کرسکتا جس میں یہ دعوی کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہوگیا۔ اشتہار مرزا ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر تصفیہ نہیں ہوا۔

(قادیانی اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء)

اے جناب ! مورخ اور سوانح نگار کا یہ فرض نہیں کہ وہ الہامی غیر الہامی کا فیصلہ کرے وہ تو صاحب سوانح کے الفاظ بتائے گا چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ یہ ہیں :

ہمیں اس (محمدی بیگم کے) رشتہ کی ضرورت نہیں تھی سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کردیا تھا اور اولادبھی عطا کی ان میں وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا۔

بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔(اشتہار مرزا۔۱۵۔جولائی ۱۸۸۸ء)

اس تحریر میں مرزا جی نے بشیر اول کو دین کا چراغ لکھ کر اشتہار ۲۰ فروری والا موعود ظاہر کیا ہے، مگر جب یہ بچہ مر گیا تو کہنا شروع کیا:

اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ کیا تعجب مصلح موعود یہی ہو۔

(ص۴ سبز اشتہار)

حاصل یہ کہ خود مرزا صاحب نے اس لڑکے کو موعود ظاہر کیا تھا گو اس کے مرنے کے بعد اجتہادی (عذر کی) پناہ لی جو ساری عمر آپ کا وظیفہ رہا۔یعنی پہلے تو بڑے زور شور سے پیش گوئی کرتے جب غلط نکلتی تو اجتہادی غلطی کہہ کر جان چھڑاتے۔

آگے چل کر قادیانی مجیب لکھتا ہے:

باقی رہا مدت حمل کا سوال، سو مولوی صاحب علم میراث کی ابتدائی کتاب سراجی لے کر صفحہ ۵۱ پڑھئیے۔(فاروق ۷ مئی ۱۹۳۲ء ص ۱۰)۔

اے جناب! سراجی تو بعد میں دیکھی جائے گی قطع نظر اس کے کہ مدت حمل والا اعتراض مرزا صاحب پر پڑتا ہے یا نہیں، پہلے آپ مہربانی فرما کر یہ تو بتلائیے کہ مدت حمل والا سوال تاریخ مرزا کے کس صفحہ پر کیا گیا ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ نے تاریخ مرزا خود نہیں پڑھی اور سنی سنائی باتوں کی بنا پر مضمون لکھ مارا ہے، یا آپ کی عیب جو یانہ، سرسری نظر، نے آپکی آنکھوں پر تعصب کی دھندلی عینک چڑھا رکھی ہے کہ جو بات تاریخ مرزا میں درج ہی نہیں ہے آپ کو اس میں نظر آرہی ہے۔اس کا سبب یہی ہے کہ یہ اعتراض ایسا مضبوط و مستحکم آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ مثل بھوت کے ہر وقت آپ کے سر پر سوار رہتا ہے کوئی اس پر اعتراض کرے یا نہ۔آپ کا تخیل فوراً آپ کے دماغ میں اس کا ٹھوس احساس پیدا کرتا ہے اور آپ ہاتھ پیر مارنا شروع کر دیتے ہیں اسی کا نام ہے قبل از مرگ واویلا۔

اس کے بعد آپ نے میاں محمود احمد کو مصلح موعود ثابت کرنے کی کوشش کی ہے سو اس کے جواب میں آپ کی وہ دلیل ہی کافی ہے جس سے آپ نے بشیر اول کا مصلح موعود نہ ہونا ثابت کیا ہے یعنی:

الہام کے الفاظ میں ہے : دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔
یعنی مصلح موعود دوشنبہ کو پیدا ہوگا حالانکہ بشیر اول ۷۔اگست ۱۸۸۷ء بروز شنبہ پیدا ہوا تھا، نہ بروز دوشنبہ۔ (اخبار فاروق قادیان۔ص ۵)۔

یہی جواب بطور حجت ملزمہ ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں یعنی محمود احمد بھی بروز شنبہ پیدا ہوا تھا ملاحظہ ہو تریاق القلوب طبع ثانی صفحہ ۹۴ وطبع اول صفحہ ۴۳

ناظرین کرام! فاروق قادیانی نے تاریخ مرزا کے اتنے حصہ ہی کا جواب دیا ہے اور باقی حصہ جس میں مرزا جی کی کئی ایک غلط پیش گوئیاں درج ہیں چھوڑ دیا ہے۔ شائد فاروق اس حصہ سے متفق ہے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جون ۱۹۳۲ء مطابق ۲۷ محرم ۱۳۵۱ھ ص ۴۔۶)

مرزا صاحب کی ترقی مدارج

جناب مولوی مہر دینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

۱۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر فرماتے ہیں:

یہ عاجز بار بار یہی کہتا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں اور ہم مسلمانوں کے لئے بجز قرآن کے کوئی کتاب نہیں اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی ﷺ کے کوئی ہادی اور مقتدی نہیں۔(ازالہ اوہام۔ص ۱۸۲)

۲۔اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

میں نہیں سمجھتا کہ میرے قبول کرنے میں نقصان دین کس وجہ سے ہوسکتا ہے ۔نقصان تو اس صورت میں ہوتا کہ اگر یہ عاجز خلاف تعلیم اسلام کے کسی اور نئی تعلیم پر چلنے کے لئے انہیں مجبور کرتا۔(ازالہ اوہام۔ص ۱۸۱)

۳۔اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

کسی نبی کا اپنے تئیں مثیل ٹھہرانا عندالشرع جائز ہے یا نہیں۔ سو ہم نماز میں اس دعا کے مامور ہیں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔یعنی اے خدا ہمیں ایسی ہدایت بخش کہ ہم آدم صفی

اللہ حتی کہ محمد ﷺ کے مثیل ہو جائیں اور علماء ربانی کے لئے یہ خوش خبری ہے کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرا ئیل۔(ازالہ اوہام۔ص ۳۵۶)

۴۔اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

آنخضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضرور ہے اب ہمارے علماء جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں انصاف سے بتلائیں کہ کس نے اس صدی پر خدا تعالی سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعوی کیا ہے۔(ازالہ اوہام۔ص ۱۵۴)

۵۔اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

الہام الٰہی اور کشف صحیح ہمارا مؤید ہے ایک متدین عالم کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ الہام اور کشف کا نام سن کر چپ ہو جائے اور لمبی چوڑی چون و چرا سے باز آجائے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۱۴۸)

۶ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

جنہوں نے اس عاجز کو مسیح موعود مان لیا انہوں نے اپنے بھائی پر حسن ظن کیا اور اس کو مفتری اور کذاب نہیں ٹھہرایا۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۱۷۹)

۷۔اور لکھتے ہیں:

پھر میرے اس دعوی پر ایمان لانا جس کی الہام الٰہی پر بنیاد ہے کون سے اندیشہ کی جگہ ہے بفرض محال اگر میرا یہ کشف غلط ہے اور جو کچھ مجھے حکم ہو رہا ہے اس کے سمجھنے میں دھوکہ کھایا ہے تو ماننے والے کا اس میں کیا حرج ہے ۔(ازالہ اوہام۔ص ۱۸۲)

اسی قسم کی اور عبارتیں بھی بہت سی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی بھی مثل اور مسلمانوں کے مسلمان ہیں اگر دعوی ہے تو صرف مجددیت اور کشف والہام کا ہے۔اور اس میں بھی غلط فہمی کا احتمال بیان کرتے ہیں اور اگر مثیل عیسی بھی ہیں تو اسی حد تک جو دوسرے علماء امت کو بھی مثلیت حاصل ہے۔اور درخواست اسی قدر ہے کہ حسن ظن کر کے مفتری اور کذاب نہ کہا جائے۔غرض کہ یہاں تک کوئی ایسی بات نہیں جو مرزا صاحب قادیانی کو دوسرے امتیوں سے ممتاز کر دے

کیونکہ ہزار ہا اہل کشف و الہام ومجددین امت میں گذر چکے ہیں۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ سب امتی کہلایا کئے۔ مرزا صاحب قادیانی ان تقریرات میں کمال لیاقت سے اپنی برأت ثابت فرماتے ہیں کہ مجھے نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں جس سے بحسب حدیث دجال ہونا لازم آئے۔ اب رہیں وہ حدیثیں جو حضرت عیسیٰؑ کے القاب نبی اللہ اور رسول اللہ ثابت کرتی ہیں سو ان میں بھی انکار نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ محدث من وجہ نبی ہوتا ہے مگر ایسا نبی ہے جو نبوت محمدی کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۵۸۶)

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اس حکیم مطلق نے اس عاجز کا نام آدم اور خلیفۃ اللہ رکھ کر اور انّی جاعل فی الارض خلیفۃ کی کھلی کھلی طور پر براہین احمدیہ میں بشارت دے کر لوگوں کو توجہ دلائی کہ تا اس خلیفۃ اللہ کی اطاعت کریں اور اطاعت کرنے والی جماعت سے باہر نہ رہیں اور ابلیس کی طرح ٹھوکر نہ کھائیں اور من شذّ شذّ فی النّار کی تحدید سے بچیں۔ (ازالہ اوہام۔ص ۶۹۵)۔

کیا اب بھی مسلمانوں کو اس بات میں شبہ ہوسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو کچھ لکھا ہے کہ: ان کو نہ ماننے والا دوزخی اور کافر ہے، سب اختراع اور افتراء ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جون ۱۹۳۲ء مطابق ۵ صفر ۱۳۵۱ھ ص ۴۔۵)

کتاب فیصلہ مرزا کی طلبی دمشق سے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دمشق کے قریب ایک ضلع حیفا ہے۔ اس کے ایک گاؤں: کیابیر، میں

قادیانیوں نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ وہاں سے وہ مختلف اوقات میں ابناء ملک میں اپنی اشاعت کرتے رہتے ہیں ۔ وہ لوگ بھی اس تحریک کا دستی اور قلمی جواب دیتے ہیں ۔ اسی اثنا میں انہوں نے ہمارا رسالہ فیصلہ مرزا (جس ایک حصہ عربی میں ہے اس کا نام فصل قضیة القادیانی) پایا۔ چونکہ وہاں کے علماء اردو نہیں جانتے، اور قادیانی تحریرات زیادہ اردو میں ہیں، اس لئے رسالہ مذکور نے بہت کام دیا چنانچہ ان کی طلبی کا ایک مسرت نامہ پہنچا جو ان کی مسرت کا اظہار کر رہا ہے

حضرة الا مام العلامة قمر الديار الهند يه قطب العلم و الدين فخر الاسلام و المسلمين مولانا ابی الوفاء ثناء الله الا مر تسری ادام الله فضائله و حرس شمائله آمين ۔

السلام عليكم و رحمة الله و بركاته ۔

اما بعد فقد كنت منذ اشهر خطيت بكتابكم الكريم و رسالتكم المفيدة فجزاكم الله عن الاسلام و المسلمين خيراً كثيراً ۔آمين ۔

فانكم جاهدتم فی غلام احمد القاديانی المرتد الملحد و جماعته من بعده جهاداً كبيراً و دافعتم عن الاسلام حق الدفاع و لقد افتخرنا بتلك الرسالة التی هی من جملة مآثركم القيّمة الشهيرة و لا سيما فی قضيتی التحكيم الذی انتهى بفوزكم ۔ و المباهلة التی انتهت بموت الخصم و قضاء الله عليه و على بدعته فالحمد لله على نصره و تائيده

هذا و ان تفضلتم بارسال اعداد من تلك الجوهرة الكريمة نشرناها و وزعناها على من سمعنا بهم من اتباع هذه البدعة و على من يجاديها او تجعلها من اخواننا انصار العلم و الدين ۔ الداعی مفتی الحنابله بدمشق محمد جميل السلفی

مختصر ترجمہ: آپ کا رسالہ فیصلہ مرزا ہم کو پہنچا جزاکم اللہ آپ نے مرزا قادیانی کے مقابلہ میں خوب جہاد کیا ہے ہم اس رسالہ پر فخر کرتے ہیں خصوصاً آپ کی فتح بذریعہ فیصلہ لودہانہ اور

موت دشمن پر اللہ تعالی کا شکر ہے اور چند نسخے بھیجئے تا کہ ہم اپنے بے گانوں میں بانٹیں ۔

والسلام ۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جون ۱۹۳۲ء ص ۴)

انعامی فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ سے قادیانی اخبار فاروق نے آواز اٹھا رکھی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے آخری فیصلہ والے مضمون کو پیش گوئی ثابت کر دو، تو تین سو روپیہ انعام دیں گے ۔ امین انہوں نے ڈاکٹر منیر امرتسری احمدی کو بنایا۔ ہم نے منظور کیا۔

مگر اس گفتگو کے دوران میں اخبار فاروق قادیان کے راقم مضمون نے ایک چٹھی ڈاکٹر مذکور کی معرفت ہم کو بھیجی جو انہوں نے ہم کو نہ پہنچائی ،تو ہم نے بقاعدہ محدثین ان کو عہدہ امانت سے تبدیل کر کے اور معززین شہر امرتسر کے نام بتا دیئے اور منصفی کے لئے خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کو منظور کیا تھا۔ جس سے فاروق کے راقم مضمون کو سخت انکار ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ایک دفعہ اس نے خلیفہ کو منصف ماننے سے اعراض کیا تھا تو ہم نے ان کی جگہ مولوی سرور شاہ کو پیش کیا تھا لیکن جب اس نے تسلیم کی اطلاع دی، تو ہم اپنی پہلی تجویز پر پھر رجوع ہو گئے ۔

علاوہ اس دوران معاہدے میں فریقین کو تبدیلی کا اختیار ہوتا ہے ۔ ہم نہیں سمجھتے کہ فاروق کی نیت اگر فیصلہ کرانے کی ہے تو اس میں نزاع کیا۔ مبلغات کے امین آخر لودہانہ میں بھی ایک معزز اہل حدیث تھے ۔ یہ بھی کوئی بات محل نزاع نہیں ۔ ہاں خلیفہ صاحب انکار کریں گے تو لاہور کے عربی دان پروفیسروں میں سے کوئی لیا جائے گا جن کے اسماء درج اہل حدیث ہو چکے ہیں۔

پس ہم اس تحریر کے بعد اپنے اسی بیان پر مستقل رہیں گے اور اس کے سوا کسی بات کو قبول نہ کریں گے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔ جون ۱۹۳۲ء مطابق ۱۲ صفر ۱۳۵۱ھ ص ۴)

قلعہ نبوت مرزا پر گولہ باری

جناب مولوی صدیق احمدؒ، مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ ڈھاکہ لکھتے ہیں:

ناظرین کرام! دور ہذا میں مرزائیوں کا فتنہ اسلام کے حق میں کوئی معمولی فتنہ نہیں۔اس لئے ان کے دھوکے اور فریب کے جال میں سادہ لوح مسلمان پھنس جاتے ہیں۔ اس لئے سخت ضرورت ہے کہ مدارس عربیہ میں خصوصیت کے ساتھ حضرات مدرسین مرزائیوں کے عقاید کفریہ سے طلبہ کو پوری واقفیت حاصل کرائیں اور ان کے فریبوں سے سیدھے سادے بے خبر مسلمانوں کو تقریراً وتحریراً خبردار کرتے رہیں ۔حضرات علماء اللہ اس طرف توجہ فرمائیں۔

ہمارے بنگالہ میں علماء کی عدم توجہ کی وجہ سے مرزائیوں کا فتنہ زہر ہلاہل کا کام کر گیا ہے۔چنانچہ برہمن بڑیہ ضلع تپرہ کے چند نادان دوستوں کی اسی زہر سے عاقبت خراب ہو چکی ہے۔لیکن خدا کا شکر ہے کہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ ڈھاکہ کے علماء نے اس طرف توجہ کی ہے چنانچہ مولانا عبدالحمید ناظم مدرسہ ہذا کے مرتبہ عقاید مرزا بزبان بنگلہ پمفلٹ کی صورت میں عنقریب شائع ہونے والے ہیں تائیدایزدی سے یہ کتاب اس پیمانہ کی ہوگی کہ ہر معمولی بنگلہ دان اس کو پڑھ کر قادیانی فتنہ سے اپنے ایمان اور اپنے احباب کے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے قادیانیوں سے باقاعدہ مناظرہ کرسکتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔جون ۱۹۳۲ء مطابق ۱۲ صفر ۱۳۵۱ھ ص ۴)

مرزائی دوستو! خدا سے ڈرو

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ، میاں ونڈ سے لکھتے ہیں؛

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۰ میں مسلم شریف کی وہ حدیث جس میں دجال کا پانی برسانا اور مردے کو زندہ کرنا وغیرہ مذکور ہے، نقل کر کے لکھتے ہیں:

ایسے پر شرک اعتقادات انکے دلوں میں جمے ہوئے ہیں کہ ایک کافر حقیر کو الوہیت کا تخت و تاج سپرد کر رکھا ہے اور ایک انسان ضعیف البنیان کو اتنی عظمتوں اور قدرتوں میں خدائے تعالی کے برابر سمجھ لیا ہے۔

جس کا مطلب یہ ہوا کہ امام مسلم جن کے تدین پر اجماع امت ہے، انہوں نے یہ حدیث نقل کر کے تمام مسلمانوں کو مشرک بنا دیا جس سے خود صرف مشرک ہی نہ بنے بلکہ مشرک بنانے والے۔ اور نبی ﷺ پر نعوذ باللہ شرک کا الزام لگانے والے ٹھہرے کیونکہ اگر اس حدیث کے کوئی دوسرے معنی تھے تو ضرور تھا کہ اس معنی کی تصریح کر دیتے تاکہ مسلمان اس حدیث کو دیکھ کر مشرک نہ بنیں۔

پھر یہ روایت صرف مسلم ہی نے نہیں بلکہ اور بھی اکابر محدثین نے اس کو نقل کیا ہے غرض کہ یہ محدثین اور ان کے بعد کے کل مسلمان لوگ تو مرزا صاحب قادیانی کے نزدیک قطعی مشرک ہیں اور چونکہ باتفاق محدثین مسلم کی اسناد کل صحیح ہیں اس لحاظ سے اس شرک کا سلسلہ بقول مرزا صاحب صدر تک پہنچے گا۔

اس مسلک میں مرزا صاحب کے مقتداء خوارج ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ وغیرہ کی تکفیر میں کوتاہی نہ کی اور یہ الزام لگایا کہ آدمیوں کو انہوں نے خدا کے برابر کر دیا جو صراحتاً شرک ہے اور طرفہ یہ کہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

غرض جیسا کہ خدا تعالی کی یہ شان ہے کہ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون اسی طرح یہی کن فیکون سے بقول ان کے دجال سب کچھ کر دکھائے گا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۳۳۹)۔

مطلب یہ کہ کن فیکون اس کیلئے جائز رکھنا شرک ہے اور خود اس کا رتبہ اپنے لئے تجویز کرتے ہیں کہ مجھے کن فیکون دیا گیا ہے یعنی جس معدوم کو چاہوں کن فیکون کہہ کر موجود کر سکتا ہوں۔ (افادہ۔ص ۵۳)۔

اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اجابت دعا دی گئی ہے جو کچھ خدا سے مانگتا ہوں فوراً مل جاتا ہے۔ (افادہ حصہ اول۔ص ۳۴۵)

مگر ہائے افسوس نہ تو محمدی بیگم ملی اور نہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہی مرے اور خود بدولت اسی یاس و حسرت میں اپنے معبود سے شیخ سعدی کا شعر ذیل عرض

کرتے ہوئے چلتے بنے

از تو بکو نالم کہ دگر داور نیست
وز دست تو ہیچ دست بالا تر نیست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔جون ۱۹۳۲ء مطابق ۱۲ صفر ۱۳۵۱ھ ص ۵)

پیدائش مرزا، اور تاریخ مرزا

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں؛

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے کتاب تاریخ مرزا میں بڑی تحقیق سے مرزا غلام احمد قادیانی کی سوانح عمری لکھی۔قادیان کے اخبار فاروق میں مرزا قادیانی کی عمر کے متعلق اعتراض شائع ہوا ہے۔

اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کا الہام ہے کہ میری عمر ۷۵ سے ۸۵ سال کے درمیان ہوگی۔مولانا ثناء اللہ موصوف نے مرزا صاحب قادیانی کی پیدائش ۱۸۴۰ء میں لکھی۔اس حساب سے الہام میں کمی ہوتی ہے۔اخبار فاروق کے نامہ نگار نے اس ضرورت کو سامنے رکھ کر پیدائش مرزا قادیانی دس سال پرے کو کھسکا دی تاکہ مرزا غلام احمد صاحب کا الہام صحیح ہو جائے۔

حق بات یہ ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عمر ۷۴ سال سے کم ہوئی ہے۔اس پر میرے پاس بیس سے زیادہ دلیلیں ہیں، جن میں سے بطور نمونہ دو دلیلیں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

دلیل اول:

ا۔کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴۶ کے حاشیہ، رسالہ ریویو آف ریلی جنز جلد ۵ جون ۱۹۰۶ء ص ۲۱۹، اخبار بدر جلد ۳ نمبر ۳۰ مورخہ ۸۔اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۵، اخبار الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱۹، و ۲۰ مورخہ ۲۱۔۲۸ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۴ اور کتاب حیاۃ النبی جلد اول مؤلفہ شیخ یعقوب علی تراب صفحہ ۴۹ پر مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ یوں درج ہیں:

میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔

۲۔ عسل مصفی طبع ۱۹۰۱ء، اسلامیہ سٹیم پریس لاہور کے صفحہ ۵۱۱ پر مرزا صاحب قادیانی کی بابت یوں لکھا ہے:

ان کا تولد ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوا۔

۳۔ عسل مصفی کے صفحہ ۵۷۵ پر یوں لکھا ہے:

حضرت مرزا صاحب کی ولادت باسعادت سکھوں کے آخری وقت میں یعنی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔

۴۔ عسل مصفی حصہ دوم طبع ۱۹۱۴ء اللہ بخش سٹیم پریس قادیان کے صفحہ ۶۳۶ پر مرزا صاحب قادیانی کی نسبت یوں لکھا ہے کہ وہ:

ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے آپ کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی تھی۔

۵۔ کتاب نورالدین کے صفحہ ۱۷۰ کی سطر ۱۱ میں ہے:

سنہ پیدائش حضرت مسیح موعود مہدی مسعود ۱۸۳۹ء

۶۔ اخبار بدر جلد اول نمبر ۱ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۲ میں ہے:

آپ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں بمقام قادیان اسی مکان میں جہاں سکونت ہے توام پیدا ہوئے۔

۷۔ اخبار الحکم ج ۸ نمبر ۴۳۔۴۴ مورخہ ۱۷۔۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۴ میں ہے:

آپ کی مبارک پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔

۸۔ اخبار الحکم قادیان جلد ۱۰ نمبر ۴۲۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۷، اخبار بدر قادیان جلد ۲ نمبر ۵۰۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۵ میں ہے:

مرزا صاحب کا جنم ۴۰۔۱۸۳۹ء میں ہوا تھا۔ (از رسالہ سرتی)

۹۔ رسالہ محقق کے صفحہ ۳۸۹ اور براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء بدر پریس لاہور کے صفحہ ۶۰۔۶۱ پر لکھا ہے:

۱۸۳۹ء اور ۱۲۵۵ھ دنیا کی رواریخ میں بہت مبارک سال جس میں خدائے

تعالیٰ نے مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر قادیان ....مہدی پیدا فرمایا۔

۱۰۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۶۱ اور رسالہ محقق کے صفحہ ۳۹۰ پر ہے:

مسیح موعود کی ولادت اور رنجیت سنگھ کی موت کا ایک ہی سال میں واقعہ ہونا مرسلانہ نشانات کا مظہر ہوتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ سکھی سلطنت کا تاج تھا جو مسیح موعود کے پیدا ہوتے ہی ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو گر کر خاک میں مل گیا۔

۱۱۔ الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲ مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۸ صفحہ ۶ میں ہے:

الف ششم میں جو کہ ۱۲۷۰ھ کو ختم ہوا آپ کی پیدائش ہوئی (نہ کہ ماموریت) کیونکہ آپ کی ولادت ۱۲۵۵ھ کو ہوئی۔

۱۲۔ رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۲۔۳ فروری مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۵۶ پر ہے:

چھٹا ہزار ضرور ۱۲۷۰ھ میں پورا ہوا حضرت مرزا ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔

۱۳، تشحیذ الاذہان، فروری مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۹۱ پر ہے:

آپ کی ولادت ۱۲۵۵ھ کو ہوئی۔

۱۴۔ پیغام صلح جلد ۱۱ نمبر ۳۷ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۲۳ء صفحہ ۱ کالم ۲ میں ہے:

اس فرقہ (احمدیہ) کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب میں ایک گاؤں ہے آپ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔

۱۵۔ اخبار پیغام صلح لاہور ۲۹ شوال و ۳ ذی قعد ۱۳۴۳ھ کے صفحہ ۹، رسالہ سوانح مسیح موعود کے صفحہ ۷ پر ہے:

۱۸۳۹ء، ۱۲۵۵ھ وہ مبارک سال ہے جب آپ کی پیدائش ہوئی۔

۱۶۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے تھے کہ

جب سلطان احمد پیدا ہوا، اس وقت ہماری عمر صرف سولہ برس کی تھی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول۔ص ۲۵۶)

اور جناب مرزا سلطان احمد ۱۹۱۳ء بکرمی یعنی ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے تھے

(سیرۃ المہدی اول۔ص ۱۹۶۔۱۹۷)

پس جناب مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے

۱۷۔ اخبار وکیل جلد ۱۴ نمبر ۷ مورخہ ۷ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۸ کالم ۱ میں ہے:

مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں توام پیدا ہوئے۔

۱۸۔ کتاب مذاہب الاسلام کے صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے:

مرزا غلام احمد کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔

۱۹۔ صوفی ابوعنایت الرحمٰن صاحب مالیرکوٹلوی، استفتاء لاثانی برقائلین ممات حضرت مسیح آسمانی، کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں:

حضرت مرزا صاحب قادیانی نے بموضع قادیان ضلع گورداسپور ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوکر نزول اجلال فرمایا اور ۱۹۰۸ء میں دار فانی سے رحلت فرمائی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جولائی ۱۹۳۲ء مطابق ۲۶ صفر ۱۳۵۱ھ ص ۴۔۵)

قادیانی تصویر کا اصلی رخ

جناب منشی محمد عبداللہؒ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مختلف اور بڑھتے ہوئے دعاوی کا مجسمہ تین زمانوں میں ڈھلا ہے۔ شروع میں وہ ایک، عامی، مسلمان تھے۔ اس کے بعد ملہم مجدد بنے۔ پھر مسیح موعود، رسول اللہ، نبی اللہ کہلائے۔

اتباع مرزا، مرزا صاحب کے جملہ دعاوی کی تصدیق میں یہ کہتے ہیں کہ:

مرزا صاحب صحیح الاعتقاد مومن، خادم قرآن، محبّ رسول علیہ السلام، عاشق اسلام، دور حاضرہ میں سب سے اعلی، اکمل بزرگ تر، ناشر و مبلغ اسلام و قرآن تھے انہوں نے مختلف زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم شائع کرنے کی تعلیم دی۔ اسی طرح غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کی ترغیب دی اور ایک ایسی منظّم جماعت پیدا کی جس نے سینکڑوں اہل یورپ کو حلقہ بگوش اسلام کیا، اور تمام ادیان پر تفوق اسلام ثابت کرنے کے لئے ایسے ایسے علمی، عقلی اصول وضع کئے کہ ان کی نظیر نہیں۔ وغیرہ

(خلاصہ مضمون اخبار پیغام صلح مصلح موعود نمبر و رسالت دعوت عمل و مجدد کامل وغیرہ)

ہم بفرض محال تسلیم کئے لیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ

سب کچھ کیا۔مگر سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب قادیانی کے یہ اعمال وافعال ظاہری ان کے دعوی الہام وغیرہ کی سچائی پر دلیل بن سکتے ہیں؟ اس کا جواب مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر ذیل سے ملتا ہے کہ:

ظاہر ہے کہ محض عقلی دلائل مذہب کی سچائی کے لئے کامل شہادت نہیں ہو سکتے اور یہ ایسی مہر نہیں کہ کوئی جعل ساز اس کے بنانے پر قادر نہ ہو بلکہ یہ تو عقل کے چشمہ عام کی ایک گداگری متصور ہوسکتی ہے...

ایسا ہی ایک ظاہری راست باز کے لئے صرف یہ دعوی کافی نہیں کہ وہ خدائے تعالی کے احکام پر چلتا ہے...

ایسا دعوی تو قریباً ہر ایک شخص کر سکتا ہے کہ وہ خدائے تعالی سے محبت رکھتا ہے اور اسکا دامن تمام اقسام فسق و فجور سے پاک ہے مگر ایسے دعوی پر تسلی کیونکر ہو کہ فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ اگر کسی میں مادہ سخاوت ہے تو ناموری کی غرض سے بھی ہوسکتا ہے۔اگر فسق و فجور سے کوئی بچ گیا تو تہید ستی بھی اس کا باعث ہوسکتی ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ محض لوگوں کے لعن طعن کے خوف سے کوئی پارسا طبع بن بیٹھے اور عظمت الٰہی کا کچھ بھی اس کے دل پر اثر نہ ہو۔پس ظاہر ہے کہ عمدہ چال چلن اگر ہو بھی تاہم حقیقی پاکیزگی پر کامل ثبوت نہیں ہوسکتا..

لہذا حقیقی راست بازی کیلئے خداتعالی کی شہادت ضروری ہے جو عالم الغیب ہے...

غرض بغیر امتیازی نشان کے نہ مذہب حق اور باطل میں کوئی کھلا کھلا تفرقہ پیدا ہوسکتا ہے اور نہ ایک راست باز اور مکار کے درمیان کوئی فرق بین ظاہر ہوسکتا ہے کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل بدچلن اور فاسق اور فاجر ہو، لیکن اس کی بدچلنیاں ظاہر نہ ہوں پس اگر ایسی صورت میں وہ بھی راست بازی کا دعوی کرے جیسا کہ ایسے دعوی ہمیشہ دنیا میں پائے جاتے ہیں تو پھر خدائے تعالی کی طرف سے حقیقی راست باز کے لئے ایک چمکتا ہوا نشان ہے جس سے وہ ... یقیناً سمجھو کہ ... حقیقی راست باز ضرور اپنے ساتھ امتیازی

نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خرق عادت امر ہے۔ (نصرۃ الحق از مرزا قادیانی۔ص ۴۸۔۵۰)

یہ حقانی تقریر جہاں احمدی بزرگوں کی تمام دلائل مذکورہ بالا کو مشکوک و مشتبہ ٹھہرا رہی ہے، وہاں جناب مرزا صاحب قادیانی کی تصویر کا اصلی رخ سامنے کر رہی ہے۔ یعنی یہ کہ مرزا صاحب قادیانی کو ان کے اعمال و افعال و ان کے ظاہری دعاوی و خدمات اسلامیہ وغیرہ سے نہ جانچو بلکہ انہیں ان کے خارق عادت اخبار و معجزانہ افعال سے پرکھو۔ اسی کی تائید مرزا قادیانی کی عبارت ذیل سے بھی ہوتی ہے کہ:

ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔ (اشتہار مرزا قادیانی۔۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء)

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی منقولہ بالا عبارات سے مہر نیم روز کی طرح عیاں ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا کذب و صدق جانچنے کو سب سے بڑھ کر ان کی پیش گوئیاں ہی دلیل ہیں۔ سو

ناظرین اہل حدیث کو مبارک ہو کہ اسی صحیح راستہ و سیدھی لائن کو سالہا سال سے حضرت مجدد زمان، فاتح قادیان، شیر پنجاب، سردار اہل حدیث، مولانا ثناء اللہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے رسائل مثل الہامات مرزا، نکاح مرزا، تعلیمات مرزا، مرقع قادیانی، شاہ انگلستان اور مرزا قادیان، شہادات مرزا وغیرہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متحدیانہ الہامات کی وہ دھجیاں اڑائی ہیں کہ تمام احمدی حضرات ان کے نام سے تھرّاتے اور کانپتے ہیں۔ ناظرین کرام! کہہ دو مولانا ثناء اللہ زندہ باد۔

میں حضرت مولانا محترم کو مخاطب کر کے اپنے قلبی جذبات کا بایں الفاظ دعائیہ اظہار کرتا ہوں:

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جولائی ۱۹۳۲ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ ص ۴۔۵)

حضرت مسیح موعود عیسی بن مریم کا حج کرنا

(اور مرزا قادیانی کا بغیر حج کے مرنا)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک رحمہ اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

احادیث رسول ربانی:

صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۰۸، اور کتاب حجج الکرامۃ صفحہ ۴۲۹ پر ہے:

عن حنظلة الاسلمی قال سمعت ابو هریره یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً او لیثنینهما

(ترجمہ: حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، البتہ ضرور حضرت ابن مریم روحاء کی گھاٹی میں لبیک پکاریں گے، حج کی یا عمرہ کی یا قران کریں گے اور دونوں کی لبیک پکاریں گے ایک ہی ساتھ)۔ (نیز دیکھو کتاب العلم جلد ۳ صفحہ ۱۲۸۷)

۲۔ مسند احمد جلد دوم صفحہ ۲۴۰، ۲۷۲، ۵۱۳، ۵۴۰، اور تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ پر ہے

عن حنظلة الاسلمی سمع ابا هریرة قال قال رسول الله والذی نفس محمد بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً او لیثنینهما (حضرت حنظلہ تابعی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے البتہ ضرور حضرت ابن مریم علیہ السلام روحاء کے راستے سے لبیک پکاریں گے حج کرتے ہوئے یا عمرہ، یا دونوں لبیک پکاریں گے ایک ہی ساتھ)

۳۔ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۳۵، درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، حجج الکرامۃ صفحہ ۴۲۹:

عن حنظله عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ینزل

عیسی ابن مر یم فیقتل الخنز یر و یمحوا الصلیب و تجمع له الصلوۃ و یعطی الما ل حتی لا یقبل و یضع الخرا ج و ینز ل الرو حا ء فیحج منھا ا و یعتمراً او یجمعھما

قا ل و تلا ابی ھر یرۃ و ان من اھل الکتا ب الا لیو منن به قبل مو ته و یو م القیا مة یکو ن علیھم شھیداً

فز عم حنظلة انّ ابا ھر یرۃ قا ل یو من به قبل مو ته عیسی فلا ادری ھذا کله حد یث النبی ﷺ او شیء قا له ابو ھر یرۃ

(تر جمہ: حضرت حنظلہ تا بعی سے روا یت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فر ما یا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم اتر یں گے پس خنز یر کو قتل کر یں گے اور صلیب کو مٹا دیں گے اور ان کے واسطے نماز ا کٹھی کی جا وے گی اور دے گا مال یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور خراج (جز یہ) کو بند کر دیں گے اور روحاء میں تشریف لا ویں گے پس اس جگہ سے حج کر ینگے یا عمرہ یا دونوں کو اکٹھا کر یں گے ۔ حضرت حنظلہ راوی نے کہا اور حضرت ابو ہر یرہؓ نے آ یت پڑھی ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل مو ته و یو م القیا مة یکو ن علیھم شھیدا ۔

پس حنظلہ نے گمان کیا کہ حضرت ابو ہر یرہؓ نے کہا کہ اہل کتاب ایمان لا ئیں گے حضرت عیسیٰ کے ساتھ ان کے مرنے سے پہلے ۔ پس میں نہیں جا نتا کہ یہ سا را کلام نبی ﷺ کا ہے یا ابو ہر یرہ کا کلام ہے)

(احتساب سے: عن عطا ء مو لی ام حبیبه قا ل سمعت ابا ھر یرۃ یقو ل قا ل رسو ل الله ﷺ لیھبطن عیسی بن مر یم حکما عد لا و اما ما مقسطا و لیسلکن فجا ھا جا او معتمرا و لیأتین قبری حتی یسلم علیّ و لا ر دن علیه یقو ل ابو ھر یرۃ ای بنی ا خی ان ر أیتمو ہ فقو لوا ابو ھر یرۃ یقر ئك السلا م

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ حجج الکرا مة ص ۴۲۹ درمنثور ج ۲ ص ۲۴۵ کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۲، منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ج ۶ ص ۵۵)۔

حضرت عطا تا بعی سے روا یت ہے کہ حضرت ابو ہر یرہؓ نے کہا حضرت رسول خدا ﷺ نے فر ما یا البتہ ضرور اترے گا حضرت عیسیٰ بن مریم حاکم عادل

ہو گا اور امام انصاف کرنے والا اور البتہ ضرور گذرے گا ایک راہ سے حج یا عمرہ کرتا ہوا، اور البتہ ضرور میری قبر پر تشریف لائے گا اور مجھے سلام کرے گا اور میں اسے جواب دوں گا۔ اور حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اے میرے بھتیجے اگر تم ان کو دیکھو تو کہو کہ ابو ہریرہ آپ کو سلام کہتا ہے۔

۵۔ محدث ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا ہے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور حضرت عیسی بن مریم اتریں گے پھر میری قبر پر کھڑے ہو کر پکاریں گے کہ اے محمد ﷺ تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا (امام جلال الدین سیوطی کے رسالہ انتباہ الاذکیا فی حیوۃ الانبیاء ص۴۔۵ ...مجمع الزوائد ج ۸ص ۲۱۴ ...روح المعانی ج ۲۲ص ۲۳)

پیش گوئی از قاضی محمد سلیمان صاحب عالم رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

مشہور و معروف کتاب رحمۃ للعالمین کے مصنف حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری نے اپنی کتاب تائید الاسلام حصہ دوم مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور کے صفحہ ۱۲۴ پر تحریر فرمایا تھا:

مرزا صاحب کے مسیح موعود نہ ہونے پر حدیث حضرت ابو ہریرہؓ جو احمد اور ابن جریر کے نزدیک ہے شاہد ہے کہ حضرت مسیح مقام روحاء میں آ کر حج و عمرہ کریں گے

میں نہایت جزم کے ساتھ بآواز بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا صاحب کے نصیب میں نہیں۔ میری اس پیش گوئی کو سب صاحب یاد رکھیں۔

مرزائی دوستو! یہ ہے پیش گوئی کا صدق ۔ نہ کہ تمہاری طرح کہا تھا کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی ضرور آئے گی۔ جب نہ آئی تو کہہ دیا قیامت کو آئے گی۔

اقوال مرزا غلام احمد قادیانی

۱۔ کتاب ایام الصلح اردو صفحہ ۱۶۸۔۱۶۹ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب

دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی پہلے حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نصوص قرآنیہ وحدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اوراحادیث دکھلانی چاہییں تا ان پر عمل کیا جائے۔اوراگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باعتقاد آپ کے مامور ہوکر آئے گا قتل دجال ہے، جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلاک ملل باطلہ بذریعہ حجج وآیات ہےتو پھر وہی کام پہلے کرنا چاہیے ۔اگر کچھ دیانت اورتقوی ہےتو ضروراسکا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کرے گا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں ہے صحیح بخاری یا مسلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہےتو ہم بہرحال حج کو جائیں گے ہر چہ بادا باد۔لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجالیہ ہےتو جب تک اس کام سے ہم فراغت نہ کرلیں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیش گوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفراور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔ دیکھو وہ حدیث جو مسلم میں لکھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسیح موعوداور دجال کو قریب قریب وقت میں حج کرتے دیکھا۔ یہ مت کہو کہ دجال قتل ہوگا کیونکہ آسمانی حربہ جو مسیح موعود کے ہاتھ میں ہے کسی کے جسم کو قتل نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے کفراوراسکے باطل عذرات کو قتل کرے گا اور آخر ایک گروہ دجال کا ایمان لاکر حج کرے گا۔سو جب دجال کو ایمان اور حج کے خیال پیدا ہوں گے، وہی دن ہمارے حج کے بھی ہوں گے۔اب تو پہلا کام ہمارا جس پر خدا نے ہمیں لگا دیا ہے دجالی فتنہ کو ہلاک کرنا ہے۔کیا کوئی شخص اپنے آقا کی مرضی کے برخلاف کام کرسکتا ہے۔،

نوٹ نمبرا: دجال سے مراد مسیحی پادری ہیں۔ کیا پادری مسلمان ہوکر مرزا

غلام احمد صاحب کے ساتھ حج کو گئے۔

نوٹ نمبر۲۔ مرزا صاحب کے آسمانی نکاح نہ ہونے پر قادیان سے جواب نکلا تھا کہ منکوحہ مذکورہ کا خاوند سلطان محمد مرا نہیں تو نکاح کیسے ہو۔ اسی طرح عیسائی پادری ایسے سڑی ہیں کہ مسلمان نہیں ہوتے۔ پھر مرزا صاحب ان کو ساتھ کیسے لے جاتے۔ پس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حج نہ کرنے کا گناہ پادریوں پر ہے جو اپنی ضد نہیں چھوڑتے۔

(اس مضمون کا ذیل کا حصہ احتساب قادیانیت جلد۳ سے :نقل کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ اخبار اہل حدیث میں نہیں ہے۔ شائد بعد کا اضافہ ہے۔ بہاء)

ب: ایک شخص نے عرض کی کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی حج کو کیوں نہیں جاتے۔

فرمایا: یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ دس سال مدینہ میں رہے صرف دو دن کا راستہ مکہ اور مدینہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہیں کیا، حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو وہاں تک پہنچنے اور امن کے ساتھ حج کرنے کے وسائل موجود ہوں۔

جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتوی لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خیال نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔

لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔

اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا تا کہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔

یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت ﷺ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ

آنخضرت ﷺ نے بھی صرف آخری سال حج کیا تھا (اخبار الحکم ۱۷۔ اگست ۱۹۰۷ء ص ۱۰۔ ملفوظات جلد ۹ ص ۳۲۴۔ ۳۲۵)

نوٹ : مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء (۱۳۲۶ھ) کو ہوئی تھی اور بیت اللہ شریف کا حج مرزا قادیانی کو نصیب نہ ہوا پس دیکھئے کہ کس طرح جناب قاضی محمد سلیمان صاحب کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ مرزائی صاحبان غور کریں۔

مرزائیوں کی طرف سے جواب ناصواب اور اس کی تردید

مرزائی: آپ ثابت کریں کہ آپ (مرزا قادیانی) کو فارغ البالی اور مرفع الحالی حاصل تھی جو حج کے لئے ضروری ہے۔ (ریویو آف ریلی جنز بابت فروری ۱۹۲۳ء ص ۲۸)

مسلمان: مرزا غلام احمد قادیانی کو دعوی کے بعد ہزاروں لاکھوں روپؤں کی آمدنی ہوئی تھی، سنئیے اور غور سے سنئیے :

۱۔ اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپے سے بھی زیادہ۔ (نزول المسیح۔ ص ۳۲)

۲۔ ہزار ہا کوس سے لوگ آتے ہیں اور ہزار ہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں۔

(اربعین نمبر ۲۔ ص ۴)

۳۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالی جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دست گیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ ص ۲۱۱)۔

مرزائی : سنئے آپ (مرزا) کو دنیا سے فارغ البالی تھی لیکن دین کے معاملہ میں آپ فارغ البال نہ تھے آپ نے دین کی خدمت کے لئے رات اور دن ایک کر دیا تھا۔

(ریویو آف ریلی جنز۔ فروری ۱۹۲۳ء ص ۲۹)

مسلمان : دین کی خدمت کرنا حج کرنے کے منافی نہیں ہے۔ دین کی خدمت کرنے والا، تقریریں کرنے والا، مخالفوں کے مقابل کتابیں لکھنے والا شخص بھی کر سکتا ہے۔ دیکھئے آپ کے مدمقابل مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر (جنہوں نے بیسیوں کتابیں عیسائیوں آریوں چکڑالویوں مرزائیوں نیچریوں کی تردید میں لکھی ہیں) دین

کی خدمت تحریروں اور تقریروں سے کی ہے اور بیت اللہ کا حج بھی کیا ہے (باقی دارد)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جولائی ۱۹۳۲ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ ص ۵۔۷)

(ذیل کا مضمون احتساب قادیانیت جلد۳ سے نقل کیا جارہا ہے کیونکہ اہل حدیث کے جس شمارے میں یہ درج ہوا ہوگا وہ مجھے نہیں ملا۔ بہاء)۔

ایک اعتراض

حضرت پیغمبر خدا ﷺ کی ایک حدیث (صحیح مسلم ج ا ص ۴۰۸ میں ہے) جس کے الفاظ یہ ہیں

و الذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحا حاجا او معتمرا او یثنیھما ۔یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے حضرت عیسی بن مریم فج الروحا (مکہ و مدینہ کے درمیان) سے حج کا احرام باندھیں گے ۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی مسیح موعود ضرور حج کریں گے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے احرام باندھنے کی جگہ بھی بتادی جس کے دیکھنے سے یقین ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ وقوعہ ضرور ہوگا یعنی حضرت مسیح موعود حج کریں گے مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ وجہ اس کی یہ بتائی ہے کہ ان کے حق میں امن نہ تھا لیکن حدیث شریف بتارہی ہے کہ اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہوتے تو ان کے لئے ہر طرح خدا کے حکم اور پیغمبر ﷺ کی خبر سے راستہ صاف اور ہر طرح امن ہوتا۔ کیا خدا قادر و قیوم اس پر قادر نہیں کہ وہ اپنے مسیح موعود کے لئے ہر قسم کی روکاوٹیں اٹھائے و ھو علی کل شیء قدیر (رسالہ ریویوج ۲۳ نمبر ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء ص ۲۰۔ حوالہ اخبار اہل حدیث یکم جون ۱۹۲۳ء

اللہ دتہ مرزائی مولوی فاضل کا جواب ناصواب

ناظرین! ابھی آپ پر منکشف ہوجائے گا کہ یہ اعتراض کس پایہ کا ہے:

جواب اول: مولوی ثناء اللہ نے و الذی نفسی بیدہ .. الخ

کو آنحضرت ﷺ کا قول قرار دے کر لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے مسیح موعود کا یہ نشان قرار دیا ہے حالانکہ معاملہ بالکل دگرگوں ہے۔ الفاظ اس حدیث کے صراحۃً بتلاتے ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ ہی کے الفاظ نہیں۔ چنانچہ مکمل حدیث یوں ہے:

عن حنظلة الاسلمی قال سمعت ابا هریره یحدث عن النبی ﷺ قال و الذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا او یثنیهما۔

جس کے اس جگہ مناسب عبارت یہ معنی ہیں کہ حنظلہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو آنحضرت ﷺ سے باتیں بیان کرتے سنا۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مسیح ضرور فج الروحاء سے احرام حج یا عمرہ یا قران باندھیں گے۔ گویا حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ کلمات مندرجہ آنحضرت ﷺ سے نقل نہیں کئے بلکہ دیگر بیانات سے استنباط کر کے انہوں نے اپنی طرف سے بطور قیاس بیان کئے ہیں۔ پس جب یہ الفاظ حضرت ابو ہریرہؓ کے اپنے الفاظ ہیں تو امرتسری کی بنیاد ہی سرے سے اکھڑ جاتی ہے۔ (ریویو آف ریلی جنز ستمبر ۱۹۲۴ء ص ۲۰)

اقول: ا:

حنظلة الاسلمی قال سمعت ابا هریرة عن النبی و قال و الذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحا ها جا او معتمرا او لیثنیهما (صحیح مسلم اول ص ۴۰۸)

حضرت حنظلہ اسلمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ ضرور حضرت ابن مریم روحاء کے راستے سے احرام حج یا عمرہ یا قران باندھیں گے

قادیانی مولوی فاضل کی لیاقت علمی ملاحظہ ہو، لکھتا ہے

یہ آنحضرت ﷺ ہی کے الفاظ نہیں۔

پھر لکھتا ہے: ابو ہریرہ نے کہا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔
گویا حضرت ابو ہریرہ نے یہ کلمات مندرجہ آنحضرت ﷺ سے نقل نہیں کئے ۔، یہ الفاظ حضرت ابو ہریرہؓ کے اپنے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ الفاظ و الذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم حضرت ابو ہریرہؓ کے اپنے الفاظ نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کے الفاظ ہیں (دیکھو صحیح بخاری جلد اول ص۴۹۰ پر لکھا ہے)

ان سعید بن مسیب سمع ابا ھریرہ قال قال رسول اللہ و ولذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم .. الحدیث۔ تحقیق سعید تابعی نے حضرت ابو ہریرہ صحابی سے سنا کہ اس نے کہا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ ضرور تم میں حضرت ابن مریم نازل ہوں گے۔

اس حدیث نبوی کے الفاظ ہیں

و الذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم۔
صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۴۰۸ پر الفاظ ہیں

و الذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم۔
پس یہ الفاظ حدیث نبوی کے ہیں۔

اب رہا کہ ابن مریم سے کیا مراد ہے تو سورہ المومنون آیت ۵۰

و جعلنا ابن مریم و امہ آیۃ و آوینا ھما الی ربوۃ ذات قرار و معین۔ اور کیا ہم نے حضرت ابن مریم کو اور اس کی ماں کو نشانی اور ان دونوں کو پناہ دی تھی ایک اونچی جگہ پر جو جائے قرار تھی اور جہاں پانی جاری تھا۔

اور سورہ زخرف آیت ۵۷

و لما ضرب ابن مریم مثلا۔

اور جب حضرت ابن مریم مثال کے طور پر بیان کیا گیا۔

صاف ظاہر کرتی ہے کہ ابن مریم سے مراد حضرت عیسی بن مریم ہیں کسی صحیح حدیث نبوی یا اقوال صحابہ و تابعین میں یہ نہیں آیا ہے کہ ایک مثیل مسیح پیدا ہوگا۔

۲۔کسی نے کہا کہ دروغ گورا حافظہ نباشد، مولوی اللہ دتا جالندھری مرزائی مولوی فاضل نے رسالہ ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء ص ۲۰ پر صحیح مسلم کی اس روایت کے حدیث نبوی ہونے سے انکار کیا ہے اور اخبار الفضل مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء س ۷ میں اس روایت کو حدیث نبوی قرار دیتے ہیں ایک اور عجیب بات سنئے رسالہ ریویو آف ریلی جنز بابت ستمبر ۱۹۲۴ء ص ۲۰ پر حدیث نبوی کے الفاظ بفج الروحاء کا ترجمہ فج الروحا سے، کیا ہے۔اور اخبار الفضل مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۷ کالم ۲ پر لکھا ہے:

نیز عربی زبان کے لحاظ سے لیھلن بفج الروحاء کا ترجمہ فج الروحاء سے، غلط ہے بلکہ فج الروحا میں، چاہیے۔

۳۔ عن حنظلة الاسلمی انی سمع ابا هریره یقول قال رسول الله ﷺ و الذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم من فج الروحا بالحج او العمرة او لییثنیهما (مسند احمد چھاپہ مصری ج ۲ ص ۲۷۲)

حضرت حنظلہ تابعی سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت ابو ہریرہ صحابی سے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا مجھے اسچا اللہ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ ضرور حضرت ابن مریم روحا کے راستے احرام حج یا عمرہ یا قران باندھیں گے

۴۔ عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال لیهلن عیسی بن مریم بفج الروحاء بالحج او العمنرة او لیثنیهما جمیعا
(مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۳۔ نیز دیکھو مسند احمد ج ۲ ص ۵۴۰)

ان دونوں حدیثوں میں الفاظ ہیں: قال ... ان رسول الله قال
پس قادیانی مولوی فاضل کی تحریر سراسر غلط ثابت ہوئی

قادیانی: اگر بالفرض یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی علامت قرار بھی دی جائے تو اسی مسلم اور بخاری کی دوسری حدیث کو ساتھ ملانے سے نہ صرف مسیح ہی ہی کی علامت حج کرنا بتائی گئی ہے بلکہ دجال ملعون کے لئے بھی ایسا ہی حج طواف ثابت ہوتا ہے۔
(ریویو آف ریلی جنز ستمبر ۱۹۲۴ء ص ۲۲)

مسلمان: حدیث نبوی کے الفاظ یہ ہیں:

و انی اللیل عند الکعبة فی المنام ۔اور مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا

کہ میں کعبے کے پاس ہوں۔صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸۹

اور دوسری حدیث کے الفاظ ہیں:

قال بینما انا نائم ثم اطوف بالکعبۃ ۔فرمایا میں خواب میں کعبے کا طواف کرتا تھا

ان دونوں حدیثوں میں حضور پرنور ﷺ نے اپنا خواب مبارک بیان کیا ہے اس واسطے شارحین حدیث نے اس حدیث کی تعبیر وتاویل کی ہے مگر (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۰۸ ۔مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰، مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ پر) جو حدیثیں حضرت مسیح ابن مریم کے حج کے بارے میں آئی ہیں ان میں حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔

مرزائیوں کی طرف سے جواب ناصواب اور اس کی تردید

مرزائی: آپ ثابت کریں کہ آپ (مرزا قادیانی) کو فارغ البالی اور مرفع الحالی حاصل تھی جو حج کے لئے ضروری ہے۔ (ریویو آف ریلی جنز بابت فروری ۱۹۲۳ء ص ۲۸)

مسلمان: مرزا غلام احمد قادیانی کو دعوی کے بعد ہزاروں لاکھوں روپؤں کی آمدنی ہوئی تھی، سنئیے اور غور سے سنئیے:

۱۔اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپۓ سے بھی زیادہ۔(نزول المسیح ۔ص ۳۲)

۲۔ ہزارہا کوس سے لوگ آتے ہیں اور ہزار ہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں۔

(اربعین نمبر ۲ ۔ص ۴)

۳ ۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالی جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دست گیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ۔ص ۲۱۱)۔

۴ ۔اگرچہ منی آرڈروں کے زریعہ ہزارہا روپے آچکے ہیں مگر اس سے زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آکر دیئے اور جو خطوط کے اندر آئے نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں

کہ ان کے نام کیا یا ہیں ۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱ حاشیہ)

۵ ۔ اور اس وقت سے آج تک دو لاکھ سے زیادہ روپیہ آیا اور اس قدر ہر ایک طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے ان سے بھر جاتے ۔

(حقیقت الوحی ۔ص ۲۴۲)

۶ ۔ اور کئی لاکھ روپیہ آیا (حقیقۃ الوحی ۔ص ۲۴۲ ۔ خزائن جلد ۲۲ ص ۳۵۵)

مرزائی : سنئے آپ (مرزا) کو دنیا سے فارغ البالی تھی لیکن دین کے معاملہ میں آپ فارغ البال نہ تھے آپ نے دین کی خدمت کے لئے رات اور دن ایک کر دیا تھا۔

(ریویو آف ریلی جنز ۔ فروری ۱۹۲۳ء ص ۲۹)

مسلمان : دین کی خدمت کرنا حج کرنے کے منافی نہیں ہے۔ دین کی خدمت کرنے والا ، تقریریں کرنے والا ، مخالفوں کے مقابل کتابیں لکھنے والا شخص بھی کرسکتا ہے ۔ دیکھئے حنفی علماء میں سے جناب مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب چشتی تھانوی اور مولانا مولوی احمد علی صاحب قادری لاہوری جناب مولانا مولوی احمد رضا خان قادری بریلوی اور اہل حدیث میں سے جناب قاضی محمد سلیمان اور جناب مولوی مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری (جنھوں نے ستر کے قریب کتابیں عیسائیوں آریوں مرزائیوں نیچریوں اور چکڑالوں کی تردید میں لکھی ہیں) نے دین کی خدمت تحریروں اور تقریروں سے کی ہے اور حج بیت اللہ کا بھی ادا کیا ہے؛ یکھئے آپ کے مدمقابل مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر (جنھوں نے بیسیوں کتابیں عیسائیوں آریوں چکڑالویوں مرزائیوں نیچریوں کی تردید میں لکھی ہیں) دین کی خدمت تحریروں اور تقریروں سے کی ہے اور بیت اللہ کا حج بھی کیا ہے (باقی دارد)

مرزائی : مخفی نہ رہے کہ آپ (مرزا) کے نزول کی غرض جو قرآن مجید و احادیث میں بتائی گئی ہے صلیبی مذہب کا دلائل ے پاش پاش کرنا اور دین اسلام کا ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھانا ہے اس لئے آپ پر لازم ہی یہی تھا کہ آپ اس اہم کام کی طرف پہلے متوجہ ہوتے (ریویو آف ریلی جنز فروری ۱۹۲۴ء ص ۲۹)

مسلمان : قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے صلیبی مذہب کو دلائل سے پاش پاش کیا ہے اور یہود و مشرکین عرب کے عقائد کی خوب تردید

کی ہے اور بیت اللہ شریف کا حج بھی کیا ہے مرزا قادیانی کو حج نصیب نہ ہوا۔

مرزائی: قرآن مجید وا حادیث صحیحہ سے حجرت مرزا قادیانی کا مسیح موعود اور ابن مریم ہونا اظہر من الشّمس ہے اور دوسری طرف سے حدیث سے ثابت ہیوتا ہے کہ آپ مسیح موعود نہیں ہیں کیونکہ آپ نے حج نہیں کیا تو یہ حدیث بوجہ معارض ہونے قرآن مجید مجید اور احادیث صحیحہ کے ساقط عن الاعتبار ہے اس لئے قابل قبول نہیں ہوسکتی کیونکہ جو حدیث قرآن مجید کے مخالف و معارض ہو اس کے متعلق آنحضرتﷺ کا فیصلہ ہے کہ اس کو رد کرو۔ (ریویو آف ریلی جنز فروری ۱۹۲۲ء ص۲)

مسلمان: مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی تھا کہ، میں مسیح موعود ہوں (نزول المسیح ص ۹۴۸) اس کی تشریح مرزا قادیانی نے یوں کی ہے کہ:

مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوی نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے مثیل مسیح ہونے کا دعوی ہے (اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۱ مجموعہ اشتہارات۔ ج ا ص ۲۳۰، عسل مصفی ج ۲ ص ۵۲۸)

اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے:

اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(کشتی نوح ص ۴۹)۔،

میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید کی کسی آیت قطعیۃ الدلالۃ نص صریح اور کسی حدیث صحیح مرفوع متصل میں کسی مثیل مسیح کے آنے کی کوئی خبر نہیں ہے۔ مثیل مسیح کے الفاظ کسی صحیح حدیث مرفوع یا موقوف میں نہیں آئے آنحضرتﷺ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ ایک مثیل مسیح اس امت میں سے آئے گا البتہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نبویہ میں الفاظ عیسی، مسیح ابن مریم، عیسی بن مریم، مسیح ابن مریم، اس نبی و رسول کے لئے آئے ہیں جن کی والدہ ماجدہ حضرت مریم صدیقہ تھیں۔ جو بن باپ پیدا ہوئے تھے جن پر انجیل اتری تھی صحاح ستہ مسند احمد کنز العمال اور مشکوۃ وغیرہ کتب احادیث میں تیس یا اس سے زیادہ حدیثوں میں مسیح موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے مگر الفاظ مسیح ابن مریم، عیسی بن مریم، ابن مریم، مسیح، عیسی، روح اللہ عیسی آئے ہیں۔ اور یہ الفاظ یأتی مثیل المسیح منکم، آنحضرتﷺ نے نہیں فرمائے،۔ جب بنیاد ہی

پکی نہیں تو عمارت کب کھڑی ہو سکتی ہے۔ اگر حضرت مسیح وفات یافتہ ہوتے تو آنحضرت ﷺ ان کے آنے کی خبر نہ دیتے اور مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں ہیں۔ اور آپ کو ان کے ساتھ ہر ایک پہلو سے تشبیہ بھی نہیں ہے۔

مرزائی: یہ حدیث صحیح مسلم کتاب الحج میں مذکور ہے تمام الفاظ یہ ہیں:

و الذی نفسی بیدہ لیھلم ابن مریم بفج الروحا حاجا او معتمرا او لیثنیھما ۔ ان الفاظ میں کہیں مذکور نہیں کہ، بعد نزول یہ واقعہ ہوگا یا آمد ثانی میں وہ حج کریں گے۔ (الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۷)

مسلمان: اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: کلا می یفسر بعضہ بعضا کہ میرے کلام کے بعض حصے دوسرے بعض کی تفسیر کرتے ہیں۔ (الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۷)

سو ذرا غور سے سنئے کہ:

عن حنظلة عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی بن مریم فیقتل الخنزیر ویمحوا الصلیب و تجمع له الصلوة و یعطی المال حتی لا یقبل و یجع الخراج و ینزل الروحاء فیحج منھا او یعتمر و یجمعھما قال و تلا ابو ھریرة ان من اھل الکتاب الا لیومنن به قبل موته فزعم حنظلة ان ابا ھریرة قال یؤمن قبل موت عیسی فلا ادری ھذا کله حدیث النبی و او شیء قاله ابو ھریرة ۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰)

اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسی بن مریم بعد نزول حج کریں گے

مرزائی: حضرت ابو ہریرہؓ اس کے راوی ہیں اور الفاظ حاجا او معتمرا او لیثنیھما میں، یا یا کے تکرار سے اس کی محفوظیت ظاہر ہے۔ (الفضل ایضا ص ۷ کالم ۱)

مسلمان: ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیجئے کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷ خزائن ج ۲۱ میں ہے: اور تیس برس کی مدت گذر گئی کہ خدا نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔

مرزائی: حدیث نبوی کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ مسیح موعود فج الروحا سے احرام باندھیں گے

اور یہ بات بعد نزول من السماء ہوگی۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو اس حدیث میں کوئی لفظ تو ایسا ہوتا جو آمد ثانی یا بعد نزول پر صراحتاً یا اشارۃ دلالت کرتا نیز عربی زبان کے لحاظ سے لیھلن بفج الروحا کا ترجمہ فج الروحا سے غلط ہے بلکہ فج الروحا میں، ہونا چاہیے۔ اگر حضرت ﷺ کا منشاء مبارک یہ ہوتا کہ فج الروحا سے تلبیہ شروع کریں گے یا کرتے ہیں تو من فج الروحا فرماتے۔ (الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۷ کالم نمبر ۲)

مسلمان: الف: امام نووی نے لکھا ہے: و ھذا یکون بعد نزول عیسی من السماء فی آخر الزمان (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۸)

ب۔ احمد بن حنبل نے ابو ہریرہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن مریم اترے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور صلیب کو محو کرے گا اور نماز اس کے لئے جمع کی جائے گی اور مال دے گا لیکن قبول کوئی نہیں کرے گا اور خراج اٹھا دے گا اور روحا میں اترے گا اور وہاں سے حج یا عمرہ کرے گا یا دونوں کو جمع کرے گا (مرزائیوں کی مشہور کتاب عسل مصفی حصہ اول ص ۶۰۶ پر بحوالہ تفسیر روح المعانی ج ۳ ص ۲۱۳، کنز العمال ج ۷ ص ۲۲۸)

پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسی بن مریم نزول فرمانے کے بعد حج کریں گے

ج۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث نبوی میں من فج الروحاء بھی آیا ہے جیسا کہ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۲) پر ہے

عن حنظلة الاسلمی انه سمع ابا ھریرة یقول قال رسول الله ﷺ و الذی نفسی بیده لیھلن ابن مریم من فج الروحاء بالحج او العمرة او لیثنیھما

مرزائی: حضرت خلیفۃ المسیح اول (نوردین) اس کی تطبیق یوں فرماتے تھے کہ اس حدیث میں مضارع بمعنی ماضی استعمال ہوا ہے جیسا کہ عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد آنحضرت ﷺ کا وہ کشف ہے جس میں آپ نے حضرت موسی اور حضرت یونس کو حج کرتے ہوئے دیکھا ہے ویسے ہی ان میں حضرت عیسی بھی آپ نے احرام باندھے ہوئے دیکھا ہے (رسالہ ریویو بابت اپریل ۱۹۲۴ء۔ ریویو بابت ماہ فروری ۱۹۲۳ء ص ۳۴، الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۷)

مسلمان: بے شک (مشکوۃ ص ۵۰۸ باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء فصل اول میں) حضرت ابن عباس سے بحوالہ صحیح مسلم ایک روایت آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وادی ارزق میں حضرت موسیٰ کو اور وادی ہرشیٔ میں حضرت یونس کو لبیک کہتے ہوئے دیکھا ہے مگر یہ آپ نے کشفی حالت میں دیکھا جیسا کہ الفاظ قال کأنی انظر الی موسی (گویا میں دیکھتا ہوں حضرت موسیٰ کی طرف) اور الفاظ قال کأ نی انظر الی یو نس (فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں حضرت یونس کی طرف) اس پر دال ہیں۔ مگر (صحیح مسلم جلد اول۔ص ۴۰۸، مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۲، ۲۹۰، ۵۱۳، ۵۴۰، مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ کنز العمال۔ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۷۲۶) کسی جگہ یہ الفاظ نہیں ہیں۔ قا ل کأ نی انظر الی عیسی۔ پس حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت یونس نبی اللہ کا واقعہ پیش کرنا صحیح جواب نہیں ہے۔

قادیانی: آنحضرت ﷺ نے جس طرح وادی ارزقا سے گذرتے ہوئے حضرت موسیٰ کو حج کے لئے جاتے دیکھا ثنیہ ہرشے میں حضرت یونس کو لبیک کہتے سنا ایسا ہی حضور نے فج الروحا سے گذرتے ہوئے حضرت مسیح کو لبیک کہتے سنا اور ذکر فرمایا جسے راوی نے مسلم شریف کے مندرجہ بالا الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ اس صورت میں حدیث مذکور کے صحیح لفظی معنی بغیر کسی تاویل کے یہ ہوں گے کہ بخدا ابن مریم فج الروحا میں حج یا عمرہ یا ہر دو کے لئے لبیک لبیک کہتے ہیں۔ (الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۷)

مسلمان: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کلا می یفسر بعضه بعضا کہ میرے کلام کے بعض حصے دوسرے بعض کی تفسیر کرتے ہیں (الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۷) مسند احمد اور مستدرک حاکم میں جو روایتیں آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں آئی ہیں وہ ثابت کرتی ہیں کہ قادیانی مولوی کا ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم نزول مسیح کے بعد حج کریں گے (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث ۳۹۷۲۶ منتخب کنز العمال ج ۶ ص ۵۶۔ حجج الکرامۃ ص ۴۲۳) حدیث نبوی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے لطف کی بات یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی نے (اپنی کتاب حمامۃ البشری ص ۸۸۔۸۹ خزائن ج ۷ ص ۳۱۲ پر) یہ حدیث نقل کی ہے مگر الفاظ: من السماء، نقل نہیں کئے ہیں اس جگہ مرزا قادیانی نے امانت سے کام نہیں لیا ہے اور قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا ہے؛ و ما کان لنبی ان یغل یعنی کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ خیانت کرے۔ اس معیار کی

رو سے مرزا قادیانی اپنے دعووں میں جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

مرزائی: فج کے معنی راستہ کے ہیں اور روحاء سے مراد راحت والا یعنی آرام کا راستہ مراد اسلام ہے یعنی مسیح موعود اسلام کے راستہ میں کمر باندھے گا۔ عمرہ اور حج میں آپ نے تردد ظاہر کیا ہے۔ یعنی آیا مسیح کے ذریعہ جلالی تکمیل ہوگی یا جمالی یا دونوں جمع کرے گا۔ جمالی اور جلالی دونوں رنگ میں آئے گا۔ اول یہ ایک آنحضرتﷺ کا کشف ہے جو تعبیر طلب ہے ... پس آنحضرتﷺ فرماتے ہیں کہ جب مسیح ابن مریم آئے گا تو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے فیوض وانوار نازل ہوں گے اور اسے علم لدنی عطا کیا جائے گا اور اسرار شریعت اس پر کھولے جائیں گے جس کی وجہ سے کوئی مخالف آپ پر غالب نہیں آسکے گا اور آپ کے ذریعہ سے دین اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ ظاہر ہوگا اور آپ کو دو بیماریاں ہوں گی جیسا کہ حدیث میں ان بیماریوں کو دو زرد چادروں سے تعبیر کیا گیا ہے (ریویو بابت ماہ فروری ۱۹۲۳ء ص ۳۵۔۳۶۔ ج ۲۲ شمارہ ۲)

مسلمان: مرزا مولوی کے الفاظ ہیں: جمالی اور جلالی دونوں رنگت میں آئے گا۔، مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

> اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں ....اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب اسلام کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دجھلانا چاہا سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۷ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵۔۴۴۶)

۲۔ صحیح مسلم اور مسند احمد میں ...حدیث نبوی میں الفاظ و الذی نفسی بیدہ آئے ہیں اور مرزا قادیانی حدیث نبوی و اقسم با للہ ما علی الا ر ض من نفس منفوسۃ یأتی علیھا مأۃ سنۃ و ھی حیۃ یو مئذ ۔ پر بحث کرتے ہوئے

تحریر فرماتے ہیں؛

اور قسم صاف بتاتی ہے کہ یہ خبر ظاہری معنوں پر محمول ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے ورنہ قسم میں کون سا فائدہ ہے۔

(حمامۃ البشری مترجم ص۴۳ حاشیہ خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

میں کہتا ہوں کہ صحیح مسلم شریف اور مسند احمد شریف کی روایتوں میں قسم صاف بتاتی ہے کہ یہ خبریں ظاہری معنوں پر محمول ہیں نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔ (منقول از احتساب قادیانیت۔ ج ۳ ص ۳۸۸)

۳۔ مباحثہ مرزائیاں

لاہور سے مشرق میں مغل پورہ کے قریب ایک مقام گجن ہے اس میں ۱۷ جولائی کو مرزائیوں سے اہل حدیث کا مناظرہ ہوا۔ وفات مسیح۔ ختم نبوت۔ صداقت مرزا کے مضامین تھے۔ مضامین ثلاثہ میں مولوی احمد دین، مولوی نور الٰہی گھر جاکھی اور مولوی عبد الرحیم مبلغ کانفرنس اہل حدیث نے مناظرہ کیا۔ صدارت مولانا ابراہیم میر کی تھی۔ مولانا ثناء اللہ بھی موجود تھے (اہل حدیث ۲۲ جولائی ۱۹۳۲ء ص ۱۶)

مرزا صاحب قادیانی کا مبلغ علم

بضمن نکاح محترمہ محمدی بیگم

حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۳ میں کہا ہے کہ:

نکاح فسخ ہو گیا تاخیر میں پڑ گیا۔

فسخ، بوقت تکلم، وجود نکاح چاہتا ہے۔ اور تاخیر (بوقت تکلم)، اس کے عدم کو۔ اور ایک ہی امر میں وجود و عدم کا تصور ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ اگر نکاح فسخ ہو گیا تو تاخیر کا وعدہ باطل و غیر متصور ہے۔ اور اگر تاخیر میں پڑ جانا صحیح ہے تو فسخ کیا ہوا؟ کیونکہ فسخ عدم بعد وجود کے مرتبے میں اور تاخیر وجود بعد عدم کو چاہتی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے مدعی ہمہ دانی جناب مرزا غلام احمد قادیانی علم منطق

سے کورے تھے۔ عوام کی تفہیم کے لئے اس کی توضیح یوں ہے کہ فسخ نکاح سے یہ مراد ہے کہ وہ منعقد ہو جانے کے بعد کسی سبب سے ٹوٹ جائے۔ تو جب حقیقت واقعہ یوں ہی ہے ابھی محترمہ محمدی بیگم جناب مرزا قادیانی کے نکاح میں نہیں آئیں تو فسخ کیا ہوا؟

اور تاخیر کے معنی یہ ہیں کہ وہ تاریخ جو نکاح کے لئے مقرر تھی وہ بڑھا دی گئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ ابھی نکاح نہیں ہوا۔

ایک ہی امر کے متعلق یہ کہنا کہ کہ وہ ہو کر قائم نہ رہا، اور یہ بھی کہنا کہ وہ آئندہ کو ہوگا، کس طرح صحیح ہے؟

اس کے جواب میں اگر یہ کہا جائے کہ فسخ کی خبر اس نکاح کے متعلق ہے جو حسب تحریر مرزا قادیانی، آسمان پر پڑھا تھا۔ اور تاخیر کا وعدہ اس نکاح کی بابت ہے جو دنیا پر پڑھا جانے والا تھا۔، تو گزارش ہے کہ جو نکاح آسمان پر پڑھا گیا تھا وہی تو عالم دنیا میں ظہور پزیر ہوا تھا۔ جب وہ فسخ ہو گیا تو اس کی نسبت تاخیر کی توقع دلانے کے کیا معنی؟ اور اگر ابھی تاخیر کا وعدہ درست تھا تو وہ فسخ کیسے ہو گیا کیونکہ وہ اسی صورت میں درست رہ سکتا ہے جب وہ عالم تقدیر میں ثابت رہے یہ وہ منطقہ ... ہے جو مرزا صاحب کو محترمہ محمدی بیگم کے نکاح کی خواہش اور انتظار و اضطراب کی طرح نہ اس کروٹ آرام لینے دے نہ اس کروٹ چین سے لیٹنے دے

اسباب فسخ نکاح۔ شریعت مطہرہ میں یہ ہیں۔

۱۔ شوہر ایسا نادار ہو کہ بیوی کے اخراجات واجبہ کے لئے کفاف نہ رکھتا ہو۔

۲۔ شوہر عنین ہو۔

سوم۔ ایسا ظالم ہو کہ زدوکوب عدم خبر گیری وغیرہ سے بیوی کی زندگی تنگ رکھتا ہو۔

۴۔ شوہر اسلام سے برگشتہ ہو جائے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نادار نہیں تھے۔ سیالکوٹ والی نوکری کے بعد وہ خود کو رئیس قادیان لکھا کرتے تھے۔ مرزا صاحب قادیانی کے ہاں ۱۸۸۶ء کے بعد بھی اولاد ہوتی رہی۔

کیا وہ ظالم تھے؟ خدا کہتا ہے لا ینال عھدی الظالمین۔ یعنی میرا عہد (نبوت) ظالموں کو نہیں ملتا۔

کیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے؟
جو لوگ انہیں مسیح موعود وغیرہ کہتے ہیں، کیونکر اس بات کا اقرار کر سکتے ہیں۔
تو پھر فرمایئے کہ نکاح فسخ کیونکر ہوا؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲۔ اگست ۱۹۳۲ء مطابق ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۲۔۵ ملخصاً)

محبت نامہ بخدمت مولوی محمد علی لاہوری

معرفت انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

(ایک مطبوعہ اشتہار)

جناب مولوی صاحب!

میں نے دسمبر گذشتہ کے مہینہ میں بموقع سالانہ جلسہ احمدیہ لاہور ایک مودت نامہ آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ میں اور آپ عمر کی آخری منزل میں ہیں، اسی طرح اور بھی ہمارے احباب سفر آخرت کے قریب ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ مرزا صاحب قادیانی کے دعوی کے متعلق ہم ایک جا بیٹھ کر گفتگو کریں۔

اس گفتگو کا موضوع ہو گا۔ مرزا صاحب کا آخری فیصلہ۔،

جس کا مختصر مضمون یہ تھا کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ امرتسری) میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہو، وہ سچے سے پہلے مر جائے گا۔

میں جہاں تک سمجھتا ہوں میں نے اپنا ما فی الضمیر بتانے میں کمی نہ کی تھی مگر آپ کی اور آپ کی جماعت کی طرف سے میرے خلاف متعدد جواب نکلے جن کو دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ شاید آپ لوگوں کو میری غرض سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی اس لئے آج مکرر دلی اخلاص سے آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔

میں اس مودت نامہ کے ذریعہ کسی تحریری مباحثہ کا دروازہ کھولنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ یہ تو عرصہ سے جاری ہے بلکہ میری دلی غرض یہ تھی کہ لاہور

ایک علمی مرکز ہے اس میں ہر طرح کے تعلیم یافتہ، ہر طرح کے معزز چوٹی کے لوگ رہتے ہیں ۔ممبران کونسل ممبران انجمن حمایت اسلام ۔ممبران انجمن اہل حدیث ۔ممبران انجمن احمدیہ قادیان ، اور لاہور ۔ججان ہائی کورٹ وغیرہ ممبران بلدیہ علماء کرام صوفیاء عظام پروفیسران ۔وغیرھم کو دعوتیہ کارڈ بھیجے جائیں مکان گفتگو حبیبہ ہال یا کوٹھی میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر یا جو آپ تجویز کریں ۔گفتگو نہایت شریفانہ ہوگی آپ چونکہ ایک تبلیغی جماعت کے سردار ہیں آپ سے امید ہے کہ آپ اس مجلس کو بلحاظ تبلیغ بسا غنیمت سمجھیں گے ۔یہ تھی میری غرض ۔

آپ نے اور آپ کی جماعت نے میری اس غرض کو یا تو سمجھا نہیں یا کسی خاص وجہ سے ٹھکرا دیا ہے ۔آپ لوگوں نے میری تردید کے دلائل چھاپنے شروع کر دیئے خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک طویل رسالہ شائع کر دیا جس کا جواب ادھر سے رسالہ مرقع قادیانی میں دیا گیا ۔

میں اس پر خاموش ہو رہتا لیکن ۱۷ جولائی کو ایک چو ورقہ اشتہار آپ کی انجمن کی طرف سے میری نظر سے گذرا جس میں وہی مناظرانہ طریق اختیار کیا گیا ہے جو میری غرض نہ تھی ۔آپ لوگوں کے سارے جوابات سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ آپ اپنی تائید اور میری تردید میں قوی دلائل رکھتے ہیں ۔کیا اچھا ہو کہ وہی دلائل یکجا کر کے بالمشافہ بیان کریں جن سے دو فائدے ہوں گے :

۱۔آپ کی طرف سے تبلیغ اور اتمام حجت ہو جائے گا ۔

۲۔اور ہماری طرف سے شکریہ ۔ممکن ہے ہدایت یاب بھی ہوں ۔

امید ہے میری اس غرض کو ملحوظ رکھ کر جواب باصواب سے مسرور فرمائیں گے ۔ آپ میری درخواست منظور فرمانے پر تیار ہیں یا نہیں ۔

راقم : خادم دین اللہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔اگست ۱۹۳۲ء مطابق ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۴)

دونوں میں سچا کون؟ نبی یا امتی

قادیان کے ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۳۲ء میں ساری دنیا کے مسلمانوں کی تازہ مردم شماری ۶۹ کروڑ ۶۰ لاکھ ۷۰ ہزار ۶ سو ۳۳ بتائی ہے (ص ۱۳)۔

اور مرزا صاحب قادیانی (تقریباً تیس سال پہلے) حاشیہ تحفہ گولڑویہ۔صفحہ ۶۷ پر لکھ چکے ہیں:

تحقیقات کی رو سے صحیح تعداد مسلمانوں کی نوّے کروڑ صحت کو پہنچی ہے۔

اب بتاؤ سچا کون ہے؟ اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز یا مرزا قادیانی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶۔اگست مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء ص ۴)

قادیان کا سہ صد انعام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا اخبار اہل حدیث امرتسر ۹۔اکتوبر ۱۹۳۱ء سے یہ سلسلہ چلا ہے کہ قادیانی اخبار فاروق نے اعلان کیا تھا کہ مولوی ثناءاللہ، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریرات سے آخری فیصلہ والے اشتہار کو پیش گوئی ثابت کر دیں گے، تو ہم اس کو تین سو روپیہ انعام دیں گے۔

اس پر شرائط میں گفتگو ہوتی رہی۔ جس کی تفصیل وقتاً فوقتاً ناظرین کی نظر سے گذرتی رہی۔ زیادہ اختلاف تقرر منصف میں تھا۔

ہماری تجویز تھی کہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان منصف ہوں۔ فریق ثانی اس سے پہلو بچاتا رہا اب اخیر میں اس نے ہمارے اس بیان پر بڑے زور سے لکھا ہے:

لعنة الله على الكاذبين ۔ میرے ایمان و اعتقاد اور تجربہ کے ماتحت خلیفہ صاحب سے بڑھ کر اس وقت دنیا میں کون منصف ہوسکتا ہے؟

(اخبار فاروق قادیان ۷۔اگست ۱۹۳۲ء ص ۶)

ہمیں کچھ ضرورت نہیں کہ ہم اس ضمنی گفتگو میں وقت ضائع کریں کیونکہ فریق ثانی مان گیا ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان سے اچھا انصاف کرنے والا کوئی نہیں۔

جب وہ بھی خلیفہ صاحب کو بہترین منصف مانتے ہیں تو ہم معاہدہ کی عبارت لکھ دیتے ہیں۔ فریق ثانی بھی اس پر دستخط کر کے خلیفہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں، یا دستخط شدہ عبارت ہمیں بھیج دیں ہم مع اپنی مطبوعہ تحریر کے خلیفہ صاحب کے پاس بھیج دیں۔ وہ عبارت یہ ہے:

ہم میں سے ایک فریق (ابوالوفاء ثناء اللہ) کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے آخری فیصلہ والے اعلان میں سچے جھوٹے کے مرنے کی پیش گوئی کی تھی۔ دوسرا فریق (....) کہتا ہے کہ حضرت مرزا کے کسی اشتہار میں مولوی ثناء اللہ یہ پیش گوئی لفظاً یا معناً یا مفہوماً دکھا دے تو تین سو روپیہ انعام ہم سے لے

اس امر کے تصفیہ کے لئے ہم فریقین خلیفہ صاحب قادیان کو منصف مانتے ہیں خلیفہ صاحب مدعی کا بیان سن کر ....اس نزاع میں .....ناطق ہوگا۔ کسی فریق کو...انکار کرنے یا اس پر اعتراض کرنے کا حق نہ ہوگا؛

العبد ابوالوفاء ثناء اللہ مدعی، العبد....

(زیر نظر اخبار کا کاغذ کرم خوردہ ہے۔ بعض الفاظ موجود نہیں۔ بہاء)

نوٹ: غالباً اب ابتدائی مرحلہ کوئی نہیں رہا اس لئے یہ امید بے جا نہ ہوگی کہ فریق ثانی بھی فیصلہ کرانے پر متوجہ ہوں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص۴)

قادیانی اور لاہوری مرشد بھائیوں سے خطاب

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ صاحب میاں وِنڈ سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر چڑھ کر زخمی ہونا طب کی کتابوں سے ثابت کرتے ہیں کہ مرہم عیسیٰ اسی واسطے بنایا گیا تھا۔ اور حق تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ وما صلبوہ یعنی عیسیٰ کو کسی نے سولی پر نہیں چڑھایا، اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ سبحان اللہ۔ قرا بادین سے قرآن شریف کو ردّ کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی کتابوں سے خود ہی نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ سولی پر مر

گئے اور ان کی لاش دفن کی گئی اور جو قصہ خود نے تراشا ہے اس میں بھی یہی ہے کہ سولی سے اتارنے کے بعد وہ گڑبڑ میں بھاگ گئے۔ بہرحال ان مواقع میں کس نے ان پر رحم کھا کر مرہم لگایا؟ اور کس ہسپتال میں وہ زیر علاج رہے۔ اور اگر خود ہی نے وہ نسخہ تجویز کیا تھا، تو وہ بھی کسی تاریخی کتاب سے لکھ دیتے۔ مگر ایسا نہ کیا اور بغیر کسی ثبوت کے قرآن کریم کو ردّ کر رہے ہیں اور لکھتے ہیں:

قولہ۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں، تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتاب کے واقعات پر نظر ڈالو تا کہ اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۶۱۶)

اور ان کتابوں کی توثیق اس طرح کی جاتی ہے:

ہمارے امام المحدثین اسماعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں۔ (ازالہ اوہام۔ص ۲۷۳)

یہ اس موقعہ میں لکھا جہاں ان کو انجیل سے استدلال کرنا تھا، اور جب یہ الزام دیا گیا کہ انجیلوں میں ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تو وہی اہل الذکر جن سے واقعات سابقہ کا پوچھنا قرآن کی رو سے فرض ٹھہرایا تھا مردود الشہادۃ قرار دیئے گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

مسیح کا آسمان کی طرف اٹھائے جانا انجیل کی کسی عبارت سے ہرگز نہیں ثابت ہو سکتا اور جنہوں نے اپنی اٹکل سے بغیر رؤیت کے کچھ لکھا ہے ان کے بیانات میں علاوہ اس خرابی کے ان کا بیان چشم دید نہیں اس قدر تعارض ہے کہ ایک ذرہ ہم ان سے شہادت کے طور پر نہیں لے سکتے۔

(ازالہ اوہام۔ص ۴۷۷)

اور ضرورۃ الامام میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

ایسی غلطیاں حواریین کی سرشت میں تھیں۔ (ضرورۃ الامام، ص ۱۵)

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

یہ انجیلیں مسیح کی انجیلیں نہیں اسی وجہ سے باہمی اختلاف ہے۔

(ضرورۃ الامام۔ص۱۴)

لیجئے وہی کتابیں جن کی نسبت تحریف کا لفظ ناگوار تھا اور قرآن سے ثابت کیا تھا کہ عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ انجیلوں میں کیا لکھا ہے، انہی کی نسبت یک دم یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مردود الشہادۃ اور غلط بیانوں کے خیالات ہیں۔اس خودغرضی کی کوئی انتہاء بھی ہے جو جی چاہتا ہے قرآن کے معنی ٹھیرا لیتے ہیں۔

ان لوگوں کے استدلالات کا حال بعینہ ایسا ہے جیسے کسی مجلس میں ایک مولوی صاحب نے کوئی واقعہ بیان کیا، جو ظاہراً غیر مربوط سا تھا۔اس بیان پر ایک شاعر صاحب نے ہنس کر یہ شعر پڑھا تھا:

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایها الساقی ادر کاساً و ناولها

مولوی صاحب نے بگڑ کر کہا، کیسا غلط پڑھتے ہو۔اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ایک مصرعہ چھوٹا ایک بڑا ہے اس پر شاعری کا دعوی ہے۔

شاعر نے کہا: حضرت مجھے تو ایسا ہی یاد ہے، صحیح آپ ارشاد فرمائیں۔

مولوی صاحب نے کہا، خیر ہم ہی صحیح بتائے دیتے ہیں:

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایها الساقی ادر کا

شاعر نے کہا: ادرکا، چہ معنے دارد

مولوی صاحب نے کہا، عربی پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ ادر ، امر کا صیغہ ہے، اور، ک خطاب کا۔ جو اشباع کی وجہ سے، ادرکا، پڑھا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے ساقی پیالہ کے دور کرانے میں کیا لگا ہے، اپنے کو پھیر اور ادھر متوجہ کر

شاعر نے کہا کہ دیوان حافظ میں تو اس مصرعہ میں یہ ہے، ادر کاساً و ناولها

مولوی صاحب نے کہا۔سبحان اللہ ترجمہ کا بھی آپ کو خوب سلیقہ ہے۔کیا سعدی کے معنی حافظ اور زلیخا کے معنی دیوان ہیں جو دیوان حافظ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔شاعر تو یہ خبر دے رہا ہے کہ سعدی نے زلیخا میں یہ مصرعہ لکھا ہے، اور آپ کہتے ہیں کہ دیوان حافظ میں ایسا نہیں ہے، نہ ہوا کرے۔

شاعر نے کہا، کیا سعدی نے زلیخا بھی لکھی ہے۔
مولوی صاحب نے کہا کیا سعدی کو زلیخا لکھنا منع تھا۔
شاعر نے کہا اگر لکھی ہے تو وہ زلیخا کہاں ہے؟
مولوی صاحب نے کہا، کیا ساری دنیا کی کتابیں آپ کے شہر میں موجود ہیں یا آپ نے سب کا مطالعہ کرلیا ہے اور صرف وہی ایک باقی رہ گئی ہے۔
شاعر نے کہا، حضرت آپ یہ خیال نہیں فرماتے کہ یہ شعر کس موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ جب کوئی بے ربط بات کہی جائے تو مضحکہ کے طور پر پڑھتے ہیں جس سے .. یہ بات کہنا منظور ہوتا ہے کہ وہ بات ایسی ہے جیسا اس شعر کا مضمون۔
مولوی صاحب نے کہا یہ آپ کا خیال ہے مضحکہ.... جب کوئی دل چسپ بات سنتے ہیں تو ....اس کی داد دیتے ہیں کہ ادھر متوجہ ہوکر پھر فرمائیے۔ جناب اتنا تو خیال کر لیجئے کہ یہ شعر حد تواتر کو پہنچ گیا ہے ہزاروں ذی علم اس کو پڑھتے ہیں اور یہ خبر دیتے ہیں کہ یہ مصرعہ سعدی نے اپنی زلیخا میں لکھا ہے۔ کیا وہ سب جھوٹے ہیں؟ کیا ان میں کسی نے بھی سعدی کی زلیخا کو نہ دیکھا ہوگا۔ آپ کی عقل پر افسوس ہے۔
الغرض شاعر صاحب سے کچھ نہ بن پڑی اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور آخر یہی کہنا پڑا کہ شاید ایسا ہی ہوگا۔

کلام اس میں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس سے جو بات بلا خلاف ہم تک پہنچی اور جس پر ہر مکان وزمان کے اہالیان اسلام اہل الرائے شہادت دیا کئے اور کسی کو اس میں کلام نہ تھا، مرزا صاحب قادیانی نے باتیں بنا کر جہلاء کو دام میں پھنسا لیا۔ بعض متزلزل بھی ہوگئے رفتہ رفتہ ایک علیحدہ جماعت بھی قائم کرلی۔

باتباع مرزا صاحب ان کے امتی ہمہ تن متوجہ ہوکر اپنی پوری ذکاوتیں مسئلہ وفات مسیح میں صرف کررہے ہیں جس سے جاہلوں کے اعتقاد ضرور متزلزل ہوگئے اور یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جب اپنے لئے منصب عیسویت تجویز کررہے ہیں اور اس کا مدار انہی خدشات پر ہے، تو ان کی غرض اس سے متعلق ہوئی۔ اور خود غرضی کی کاروائی عقلاً قابل التفات ہوسکتی ہے یا نہیں؟ پھر جب ان کا مقصود یعنی ان کی عیسویت کسی دلیل سے ثابت نہ ہوسکے تو حضرت عیسیٰ کی موت وحیات میں گفتگو

سے کیا فائدہ؟

ان کو ضرور تھا کہ اپنی عیسویت بدلائل ثابت کرتے اور جب وہ بدلائل ثابت ہو جاتی تو عیسی کی موت خود ہی ثابت ہو جاتی۔ کیونکہ مسیح موعود تو ایک ہی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ان کی موت ثابت ہونے سے مرزا صاحب قادیانی کی عیسویت ثابت ہو جائے۔ اس لئے کہ یہ ضرور نہیں کہ عیسی کے مرتے ہی مرزا صاحب قادیانی ہی عیسی بن جائیں۔ آخر مرزا صاحب بھی اس کے قائل نہیں کہ عیسی کی وفات ۱۳۰۰ھ میں ہوئی اور وہ ان کے جانشین ہوئے۔ اور یہ بات بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوسکتی کہ ایک عیسی کے مرنے کے بعد دوسرے عیسے کے نکلنے کی اس قدر مدت مقرر ہے۔

الحاصل مرزا صاحب قادیانی مدعی عیسویت تھے اپنا دعوی مع شرائط ولوازم ثابت کرنا ان کے ذمہ تھا ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ اپنے دین میں طے شدہ اجماعی مسئلہ حیات مسیح کو از سرنو ثابت کریں۔ البتہ بحسب قواعد مناظرہ ہمارا حق اور کام یہ ہوگا کہ مدعی کے دلائل میں بحسب موقع وضرورت جرح کریں۔ فافہم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۴۔۶)

امت مرزا میں ایک جدید نبی

(ہندو، سکھ، مسلمان، عیسائی انگریز اور اسٹاف اخبار زمین دار وغیرہ خبردار)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب نے چونکہ نبوت کا دروازہ کھولا ہوا ہے پہلا فیض اس کا ان کی امت کو ملنا چاہیے تھا۔ اسی لئے قادیان سے ایک دفعہ یہ آواز نکلی تھی کہ:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خادموں میں انبیاء عظام پیدا ہوں گے

(الفضل قادیان)

اس آواز کی صداقت یوں ہے کہ ایک نبی تو خود قادیان میں پیدا ہوا جس کا نام احمد نور رسول اللہ کابلی، ہے دوسرا رسول عبداللطیف گناچور ضلع جالندھر پنجاب میں ہوا۔ تیسرا مولوی عبداللہ تیماپور ریاست حیدرآباد دکن میں ہوا۔ اب چوتھا رسول جدید

پنجاب کے ضلع راولپنڈی میں بمقام چنگاں بنگیال تحصیل گوجر خان ظاہر ہوا۔

یہ آخری نمبر چہارم رسول پرو پیگنڈہ کرنے میں مرزا صاحب کے نقش قدم پر خوب چل رہے ہیں یعنی مہینے میں ایک دو بار تبلیغی ٹریکٹ موسومہ زلزلہ نکال چھوڑتے ہیں جن کو کوئی سمجھے یا نہ سمجھے مگران کا اصول یہ ہے:

کس بشنود یا نشود من گفتگوئے میکنم

آپ اپنے سلسلہ میں ہم کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہیں اور بار بار یہی فرماتے ہیں کہ آخری فیصلہ کے مطابق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بہشت میں زندہ ہیں۔ زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ مجھے وہی الہام کرتے ہیں۔ تمہارا خیال کہ وہ مر گئے ہیں غلط ہے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے مضامین درج اخبار کیا کرو تو ہم اخبار اہل حدیث امرتسر کے خریدار بنے رہیں گے۔

مولانا امرتسری فرماتے ہیں: جواباً قلمی ہے کہ چونکہ آپ کی نبوت، قادیانی نبوت کی فرع ہے اس لئے آپ پہلے قادیانی خلافت سے اپنی تصدیق کرایئے پھر ہم سے درخواست اشاعت کیجئے کیونکہ وائسرائے کی تصدیق جب تک گورنمنٹ گزٹ میں نہ ہو رعایا اس کی اطاعت کیا کرے گی۔

خیر یہ تو ایک قانونی بات ہے آپ نے ایک قلمی چٹھی میں اپنے دو نشان بتائے ہیں جو انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں:

خدا نے مجھے اردو میں خبر دی ہے مسیح قادیانی کی باتوں کو جو نہیں مانیں گے ...سال کے اندر اندران کے ...مٹا دیئے جائیں گے۔

کیا انگریز بھی اس وعید میں داخل ہیں کیونکہ انگریزوں کی حکومت کی خدمت .... نے باوجود ان کے منکر مرزا ہونے کے اتنی کی ہے کہ پچاس الماریاں ان تحریروں سے بھر گئی (جل جلالہ)

رہے ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمان خاص کر سٹاف زمین دار لاہور، سو ان کی بچت کی صورت وہی ہے جو استاد مومن خان نے کہا ہے:

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

دوسرا الہامی نشان یہ ہے کہ:

آج مورخہ ۹۔ اگست ۱۹۳۲ء کو مجھے خدا تعالیٰ نے آئندہ بنگال کے متعلق الفاظ ذیل میں اطلاع فرمائی ہے: بنگال میں طوفان تجربہ کرلیں۔ اعلم یا اخی ان ھذا وحی من اللہ تعالیٰ۔

(ایم ایم فضل احمد احمدی القادیانی)

ہم اس الہام کی دل سے تصدیق کرتے ہیں کیونکہ اپنی گولائی میں بالکل مرزا صاحب کے الہاموں کے مشابہ اور مثیل ہے چنانچہ نمونہ اس کا یہ الہام ہے:

تخرج الصّدور الی القبور۔ (حقیقۃ الوحی) (بڑے بڑے لوگ قبروں میں چلے جائیں گے)

یہ الہام ایسا سچا ہے کہ اس نے اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مولوی نور الدین صاحب بھیروی جیسے صدور کو بھی نہ چھوڑا بلکہ بہشتی مقبرہ میں دفن کرڈالا۔

اسی طرح جدید نبی کا الہام بھی ضرور سچا ہوگا کیونکہ یہ زمان و مکان کی قید سے بالکل آزاد ہے۔ یعنی بنگال میں کس جگہ طوفان آئے گا اور کب آئے گا، اس قید سے آزاد ہے۔ گویا ہمارا خیال بلکہ گمان ہے کہ یہ طوفان بصورت عذاب، شائد برہمن پڑیہ میں آئے گا۔ جہاں بنگالی احمدیت کا مرکز ہے لیکن ہم بھی حسب منشاء صاحب الہام یقیناً اس کو مقید نہیں کرتے۔

ایسے الہامات کی تصدیق میں کسی من چلے نے اچھا کہا ہے

ایں کرامت ولی ما چہ عجب
گربہ شاشید گفت باراں شد

ہماری طرف سے قادیانی تحریک کی نگرانی کے لئے ضلع وار گورنر مقرر ہیں۔ ضلع راولپنڈی کے گورنر حافظ فضل الرحمٰن ہیں۔ اس لئے ہم ان کو متنبہ کرتے ہیں کہ جدید نبی قادیانی کی خدمت گذاری کے لئے مع اپنے سٹاف تیار ہو جائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۱۵)

ایک نبی کی پیش گوئی متعلق موجودہ سیاست

(یونین جیک دس سال تک لہرائے گا)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے ہندوستان میں سیاسیات کا زور شور ہوا ہے کئی ایک دفعہ پیش گوئیاں ہوئی ہیں۔ کبھی سوراج ملنے کی۔ کبھی گاندھی جی کے چھوٹنے کی۔ سب سے آخری پیش گوئی وہ تھی جو لاہور کے پرجوش کانگریسی اخبار پرتاپ ۱۹۔ مارچ ۱۹۳۲ء میں نکلی تھی کہ:

۲۷ جولائی ۱۹۳۲ء کو گاندھی جی رہا کیے جائیں گے۔ پھر گرفتار نہ ہونگے۔

(مقولہ جوتشی)

یہ تو سب یکے بعد دیگرے غلط ہو گئیں، لیکن آج ہم جس پیش گوئی کا ذکر کرنے کو ہیں، یہ نہ کسی جوتشی کی ہے، نہ کسی پولیٹیشن مدبر یا لیڈر کی، بلکہ ایک الہامی مدعی نبوت کی ہے جو (بلحاظ دعوی) کسی طرح غلط نہ ہونی چاہیے۔

ناظرین نے اسی پرچہ میں کسی جگہ پڑھا ہوگا کہ ایک شخص ضلع راولپنڈی مقام چنگا بنگیال میں نبی پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مستفیض نبی بتاتا ہے۔ آدمی ذی علم معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی نبوت کے کئی ایک ٹریکٹ شائع کیے ہیں۔ ایک ٹریکٹ اس نام (میدان سیاست میں خدا کی طرف سے آسمانی ندا) سے شائع کیا ہے جس میں بہت سی سیاسی پیش گوئیاں ہیں منجملہ ایک دو یہاں نقل ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

۲۔ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۱ء کو خدا تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا،
سلطنت ہند اور اگر ہندوستانیوں کو دی گئی تو وہ ان سے لے لی جائے گی کیونکہ وہ ابھی اس کو سنبھالنے کے قابل نہیں۔

۳۔ مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۳۱ء کو خدائے تعالیٰ نے مجھے یہ اطلاع فرمائی:

دس بارہ سال تک یونین جیک (انگریزی جھنڈا) ہند پر لہرائے گا۔
اب ان باتوں کا تجربہ کرلے (ص۲)

یہ ہیں دو پیش گوئیاں جو ہندوستان کے متعلق ہیں۔پہلی پیش گوئی کے ایک حصہ پر تو ہمارا بھی یقین ہے کہ ہندوستانی اس قابل نہیں ۔اگر قابل ہوتے تو ولایت میں جا کر اپنے نزاعات میں انگریزوں کو کیوں منصف بناتے۔

دوسری پیش گوئی البتہ محل انتظار ہے۔ اتنے سخت مشکل کام کے لئے دس سال کیا ہیں۔ جو جئے گا سو دیکھے گا۔

اس سے بڑھ کر، یہ تو ہندوستان میں انگریزی جھنڈے کی میعاد بتائی ہے ۔مزے کی بات بات یہ ہے کہ ساری انگریزی حکومت کی میعاد بھی آپ نے بتا دی ہے چنانچہ لکھا ہے:

مورخہ ۲۰۔ جولائی ۱۹۳۲ء سے آئندہ بیس سال کے لئے حضرت ملک معظم جارج پنجم کا تخت قائم رہنے کے لئے خدا تعالی سے ہم نے منظور کروالیا ہے باقی ساری دنیا کے بادشاہ اور راجے جو ہمارے کہنے پر نہ چلیں گے بہت جلدی ان کے تخت ان کو دھکے دے کر پھینک دیں۔ یہ باتیں اسلامی مسیح قادیانی کی صداقت کے نشان ہوں گے۔ (ص۳)
..حضرت ملک معظم جارج پنجم کا تخت بیس سال قائم رہے گا۔ (ص۶)

جارج پنجم کا تخت بیس سال رہنے سے مراد اگر ان کی خاص زندگی ہے تو پھر تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن اگر مراد اس سے حکومت انگلستان ہے جس کی عمر بیس سال بتائی ہے، تو بے شک مقام غور ہے مگر ہمیں ایسے الہامیوں کے کلام سمجھنے میں کیا دخل؟

سرّ مستاں منطق الطیر است جامی لب بہ بند
جز سلیمانے نباید فہم ایں گفتار را

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۱۵)

ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں فساد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرکز قادیان نے فیصلہ کیا تھا کہ اپنے ضلع گورداسپور کو اغیار کی دست برد سے محفوظ رکھنے اور اپنے خیالات اور اعتقادات کی تبلیغ کرنے کو مختلف مقامات میں جلسے کئے جائیں۔ چنانچہ ۲۳۔۲۴۔ اگست ۱۹۳۲ء کو ڈیرہ بابا نانک میں جلسہ تھا۔

مسلمانوں کی انجمن اسلامیہ نے بھی جلسہ کا انتظام کیا۔ ان دونوں مقابل جلسوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ خوب لڑائی ہوئی چونکہ مرزائی جنگ کے ارادے سے لاٹھیوں سے مسلح ہو کر آئے تھے، اس لئے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے (سیاست، پرتاپ، زمین دار)

ہم اس لڑائی سے جس نتیجہ پر پہنچے ہیں اپنے احباب تک پہنچا دینا اپنا فرض جانتے ہیں۔ پس وہ غور سے سنیں اور ان ہدایات پر عمل کرنے سے ہرگز نہ چوکیں۔

ا۔ جلسہ مناظرہ میں دو صدر ہرگز منظور نہ کیا کریں۔ مسلم ہو یا غیر مسلم کوئی ہو، منتظم ہو جو فرائض صدارت سے واقف اور کارکن ہو، اس کو صدر مان لیں۔

فریق ثانی دو صدر ماننے پر زور دے، تو مباحثہ ترک کر دیں مگر دو صدر نہ مایں کیونکہ دو صدر نہیں ہوتے بلکہ وکیل مطلق ہوتے ہیں اس لئے انتظام جلسہ میں گڑ بڑ ہو جاتی ہے جو فساد تک پہنچا دیتی ہے یا فساد ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

۲۔ جلسہ گاہ میں کسی قسم کی لاٹھی یا ہتھیار کسی فریق کو نہ لے جانے دیں۔ یہ کام خود نہ کر سکیں تو بذریعہ پولیس کرائیں۔

یہ ہیں دو ضروری شرائط جو ہم نے ڈیرہ بابا نانک کے فساد سے اخذ کی ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۱۵)

مولانا سیالکوٹی اور مرزا قادیانی

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا عالمانہ مضمون ۱۲۔ اگست ۱۹۳۲ء میں نکلا تھا جس میں موصوف نے بقاعدہ شرعیہ پوچھا تھا کہ محترمہ محمدی بیگم معروفہ آسمانی منکوحہ کے نکاح کی بابت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ فسخ ہو گیا۔

فسخ کی وجوہات بتا کر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے سوال کیا تھا کہ ان میں سے کون سی وجہ سے نکاح فسخ ہوا۔

قادیانی پریس نے اس سوال کو لانیخل سوال سمجھ کر وہی کیا جو دانا کیا کرتے ہیں کہ خموشی معنی دارد کہ درگفتن نمے آید۔

لاہوری اخبار پیغام صلح بولا، مگر نہ بولنے سے بدتر۔ پہلے تو کمال دلیری سے کسی مخالف کے مطبوعہ اشتہار سے مولانا موصوف کی بدگوئی نقل کر کے اپنے حلقہ کار میں محظوظ ہوا۔ اس کے جواب کی تو ضرورت نہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ آئندہ بھی کبھی کسی مخالف کی تحریر دیکھ کر اس کو شادی مرگ نہ ہو جائے ہم اتنا مشورہ دیتے ہیں کہ ایک پرانا ٹریکٹ منظوم پنجابی مصنفہ حافظ محمد الدین کلانوری موسومہ عشق مجازی۔ مرزا کی بوسہ بازی۔ بھی دیکھ رکھیں۔ ساتھ ہی قادیان کا نیم سرکاری اخبار فاروق بھی دیکھیں جس میں پیغامی پارٹی کے کسی بڑے لیڈر کی سالیوں کے ساتھ رنگ رلیاں بتائی تھیں جن کا نقل کرنا ہم گناہ جانتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد اصل مسئلہ کا جواب دیا ہے:

آیات اللہ کی تنسیخ ملاّ لوگوں کی مرضی سے نہیں ہوا کرتی۔

(پیغام صلح لاہور۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۳۲ء)

بس یہی ایک جواب کافی ہے۔ لیکن کیا یہ قانون عام ہے کہ ہر مدعی، ہر ملحد، ہر رملی، ہر جفری، پیش گوئی کرے۔ جب پیش گوئی جھوٹی نکلے تو کہہ دے، اللہ تعالی نسخ کرنے میں تمہارے قانون کا پابند نہیں۔

ہمارا گمان ہے کہ اس جواب میں تم اپنے ضمیر کا بھی خون کرتے ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ ستمبر ۱۹۳۲ء ص ۸)

مرزائیوں کی وعدہ خلافی

بہاولپور میں مولوی نظام الدین مرزائی نے لکھ دیا کہ اگر جناب مولوی حبیب اللہ، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا عقیدہ نبی تشریعی ہونے کا ثابت کردیں تو میں مرزا صاحب قادیانی سے توبہ کر کے مولوی صاحب کا مرید ہو جاؤنگا۔

اس تحریر کے مطابق مولوی حبیب اللہ صاحب نے علی رؤس الاشہاد مرزا صاحب قادیانی کا ادعاء نبوت تشریعیہ خود مرزا قادیانی کی کتاب اربعین نمبر و ص ۶ و ص ۳۶ سے بالوضاحت ثابت کر دکھایا۔ ہم سب لوگ گواہ ہیں مگر مولوی نظام الدین نے مرزائیت سے توبہ نہ کی۔

بندہ محمد حیات۔ ابوالفضل فقیر اللہ المستند دارالعلوم دیوبند معلم جلالیہ اوچ شریف۔ رحیم بخش۔ غلام فرید۔ محمد بخش نمبردار۔ گانمن۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ ستمبر ۱۹۳۲ء ص ۱۴)

نمونہ اجتہاد مرزا صاحب

جناب مولوی محمد مہر الدینؒ صاحب میاں ونڈ سے لکھتے ہیں:

ناظرین! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کج فہمیوں کی کوئی انتہاء نہیں پائی جاتی۔ صدہا احادیث و آثار امام مہدی کی خصوصیات میں موجود ہیں اور صدہا آیات واحادیث و آثار عیسی علیہ السلام کے باب میں وارد ہیں۔ ذرہ بھی احتمال نہیں ہوسکتا کہ یہ دونوں نام ایک شخص کے ہیں، مگر انہوں نے ایک حدیث لا مھدی الا عیسی (جو اکابر محدثین کے نزدیک کئی طرح مخدوش ہے) کو لے کر سب متواتر صحیح روایتوں کو باطل ٹھہرا دیا۔ اور اس پر اجتہاد کا بھی دعوی ہے۔ اگر اجتہاد اسی کا نام ہے کہ ایک حدیث کو لے کر سب کو باطل کر دیا جائے، تو اتنی بات کے لئے مجتہد کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس عامی سے کہیے فوراً یہ کام کر دے گا۔

مرزا صاحب قادیانی اپنے ازالہ اوہام (ص ۵۱۸) میں لکھتے ہیں:

یہ خیال بالکل فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے کہ باوجود کہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اس کے کے مسیح ابن مریم کہنا چاہیے دنیا میں ظہور کرے اور پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضرور ہو۔ کیا وہ خود مہدی نہیں؟ کیا وہ خدا کی طرف سے ہدایت پا کر نہیں آیا؟ ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں لکھا ہے لا مهدی الا عیسی یعنی بجز عیسی کے اس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا۔

مطلب اس کا یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اس خیال سے (کہ مسیح کے رنگ والا شخص یعنی قادیانی موجود ہونے کے بعد پھر مہدی کی کیا ضرورت) کمال زجر سے فرمایا لا مهدی الا عیسی یعنی مہدی اس وقت کوئی چیز نہیں وہی قادیانی بس ہے وہی مہدی ہے مگر یہ بات غور طلب ہے کہ صحابہ کا دستور تھا کہ جب کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تو پوچھ کر اس کو صاف کر لیا کرتے تھے۔ اس موقعہ پر ضرور تھا کہ مودبانہ عرض کرتے کہ حضرت مہدی کا ذکر نہ تو قرآن میں ہے، نہ تورات وانجیل وغیرہ میں، نہ ہم نے کسی سے سنا کہ مہدی بھی کوئی آدمی ہوگا۔ پھر یہ جو بطور عتاب ارشاد ہو رہا ہے کہ مہدی کوئی چیز نہیں، اس کا سبب معلوم نہ ہوا۔ کسی نے عرض کی کہ مہدی بھی کوئی چیز ہے۔ اور اگر انہوں نے حضرت سے امام مہدی کا ذکر اور ان کا حسب نسب وحلیہ وغیرہ سنا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، تو عرض کرتے کہ جس مہدی موعود کا بار بار ذکر فرمایا کیا اب ان کی ضرورت نہ رہی، اور جب عیسی ہی مہدی ٹھہرے تو کیا وہ حضرت ہی کی اولاد میں ہوں گے۔ اب تک تو ہم قرآن اور حضرت کے ارشاد سے عیسی ابن مریم کو نبی بنی اسرائیل سمجھتے تھے، اب ان کی نسبت کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ کیا وہ سچ مچ عیسی بن مریم ہوں گے یا جس طرح مہدی کی نفی فرما دی گئی تھی ان کی بھی نفی مطلوب ہے۔ مگر کسی حدیث میں اس قسم کا سوال مذکور نہیں۔ اب یہ مضمون کس طرح اس حدیث سے نکالا جائے کہ قادیانی ہی مہدی ہوں گے۔ اہل وجدان سلیم سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب جو اس حدیث کے معنی فرماتے ہیں کس قدر بدنما ہیں، مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ بجز عیسی کے اس وقت کوئی مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہ ہوگا، اس میں بھی ان کو غلطی ہوئی اسلئے کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام کے زمانہ میں صرف اسلام

ہی اسلام رہ جائے گا جس سے ظاہر ہے کل ہدایت یافتہ ہونگے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کل مہدی یعنی محمد بن عبداللہ ہوں۔ کلام اس میں ہے کہ مہدی موعود عیسیٰ علیہ السلام نہیں البتہ معنی لغوی ان پر صادق آئیں گے جس میں ان کی خصوصیت نہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مہدی کو کلی قرار دیا ہے چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۹ میں لکھا ہے:

یوں تو ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہوں اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آئیں اور ممکن ہے امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو لیکن جس طرز سے عام میں خیال ہے اس کا ثبوت نہیں پایا جاتا۔

مقصود یہ کہ مہدی اسلام میں متعدد ہوں گے مگر جس صورت میں حدیث لا مہدی الا عیسیٰ ظاہری معنی پر لی جائے جس کے مرزا صاحب قائل ہیں تو اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ محمد ابن عبداللہ بھی مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں جس کا حال آنحضرت ﷺ نے بکرات ومرات بیان فرمایا۔ پھر مرزا صاحب قادیانی کا اقرار مہدیوں کے تعدد میں کیونکر صحیح ہوگا اور کیا مفید ہوگا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مہدی سے پیچھا چھڑانے میں بڑی دقتیں اٹھائیں مگر اس زمانہ میں اس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کسی کا نام مہدی رکھ جاتا یا اس نام کا کوئی شخص تلاش کر لیا جاتا تو بھی کام چل جاتا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۷)

قادیانی علماء سے ایک سوال

جناب غلام رسول صاحب مجاہد، ڈیرہ بابا نانک سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کذبات اور افتراءات تو بہت ہیں جو ان کی کتابیں دیکھنے والوں پر مخفی نہیں۔ منجملہ ان سے ایک افتراء جو کسی معمولی ہستی پر نہیں بلکہ سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ فداہ روحی وابی کی ذات مبارک پر ہے، لکھ کر قادیانی علماء سے پوچھتا ہوں کہ وہ خوف خدا کو دل میں جگہ دے کر بتائیں کہ مندرجہ

ذیل حدیث کس مستند کتاب میں جس کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حدیث رسول بتایا ہے و ھوھذا

پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔ (ضرورۃ الامام۔ص ۵)

جواب دینے سے پہلے مندرجہ ذیل حوالہ جاتِ مرزا مدنظر رکھیں:

جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ص ۱۹ حاشیہ۔اربعین نمبر۳۔ص ۲۴ حاشیہ)

جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۲۶)

جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا برابر ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۲۰۶)

مرزائی صاحبو! اگر یہ حدیث نہ ملے اور یقیناً نہیں ملے گی، تو مذکورہ بالا اقوال اور حدیث رسول

من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہ فی النار (بخاری)

کو سامنے رکھ کر سچی گواہی دینا کیونکہ:

سچی گواہی کو چھپانا اور جھوٹی حجتیں پیش کرنا ان لوگوں کا کام نہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ (نسیم دعوت۔ص ۶۴)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء ص ۸)

قصیدہ یائیہ

مولوی عبدالعزیز صاحب قلعہ میہاں سنگھ سے لکھتے ہیں:

(۳۰ ستمبر ۱۹۳۲ء سے آگے)۔ (لیکن ۳۰ ستمبر کا شمارہ مجھے نہیں ملا۔ بہاء)

مرا تعجب و افسوس آید از مرزا
کہ ہیچ باک ندارد ز قہر ربانی

نہ قائل است بمعراج احمدی بہ جسد
محال گفت بگردوں صعود جسمانی
بقول اہل عقول و فلاسفہ رفتن
بسوئے چرخ بروں شد ز حد امکانی
چہ باد جوّ سما ہست مہلک انسان
چگونہ رفت بہ بالا حبیبِ منانی
بہ جسم الطف آں ذات سرور کونین
کثیف گفت ز راہ عناد و طغیانی
بگفت روح امیں از خدائے عز و جل
گہے نیامدہ بر انبیائے حقانی
مگر بخاطر ایشاں ز عکس مے افگند
چنانچہ عکس در افتد ز خور بتابانی
ببیں کہ سلسلہ ہائے نبوت ایں گمراہ
چہ کرد درہم و برہم بقول شیطانی
بگفت نیز کہ گاہے ملائکہ نائند
ز بام چرخ بسوئے زمین یقین دانی
مگر کہ عکس ملائک بر انبیائے کرام
فتاد بر دل ایشاں چو شیشہ نورانی
اگر جواب بخواہی تر شود معلوم
اگر تو قصہ جدّ پیمبراں خوانی
جو مرسلاںِ خدا آمدند سوئے خلیل
پئے بشارت اسحاق ز امر ربانی
برائے خورد در آورد گوشت بریاں
نہاد پیشِ ملائک بطور مہمانی

ولے نہ خورد ملائک چرا کہ ایشاں را
نہ حاجت است بخوردن چو جسم انسانی
حبوب و گوشت فواکہ غذائے انسان ست
و لیک ذکر خدا شد غذائے ایشانی
چو عکس قابل خوردن نباشد اے یارم
چرا نہاد برِ عکس گوشت بریانی
چہ عکس ہائے ملا ئک در آمدند بگو
برائے مژدہ بنزد خلیل ربانی
خدا بگفت کہ پرہا ملائکہ دارند
چہ روح اینچہ دارند گو اگر دانی
مرا بیاد در آمد کہ بارے در لاہور
نزول کرد نبی مسیلمہ ثانی

(باقی دارد) (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔اکتوبر ۱۹۳۲ءمطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۸۔۹)

یوم تبلیغ مرزا

قادیان سے مریدوں کو حکم ہوا تھا کہ ۸۔اکتوبر ۱۹۳۲ء کو تبلیغ مرزائیت کریں ۔ جہاں جلسہ نہ کرسکیں، وہاں بذریعہ تحریر و تقریر لوگوں کے گھروں میں جا جا کر تبلیغ احمدیت کریں ۔ ادھر علماء اسلام کو خبر ہوئی تو انہوں نے ایک تو جلسوں کا انتظام کیا، دوسرا کام یہ کیا کہ طلباء عربی کو تیار کر کے مرزائیوں کے پیچھے ڈال دیا جنہوں نے بڑی دوڑ دھوپ سے مرزائیوں کو ڈھونڈھ، ڈھونڈھ کر تبلیغ اسلام کی۔ بعض جگہ تو ایسا ہوا کہ مرزائی آگے آگے بھاگا جا رہا ہے، اور ناصحان اس کے پیچھے پیچھے دوڑے جا رہے ہیں۔ غرض واقعات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ الہام ابھی تک معرض التواء میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

لا نبقی لك من المخزیا ت ذكرا

(ہم (خدا) تیرے لئے (اے مرزا) کوئی ذلیل اور شرمندہ کرنے والی باقی نہ چھوڑیں گے)

ابھی تک لوگوں میں اس قدر ہیجان باقی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سنتے ہی آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ گویا یہ مصرعہ انہی کے حق میں ہے:

گدگدی اٹھتی ہے دل میں پارسا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۱۵)

محبت نامہ کا جواب غضب نامہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے مودت نامہ، کے:

جواب میں پہلے تو لکھا کہ آخری فیصلہ سے پہلے چھ مسئلوں پر بحث ہونی چاہیے۔ ۱۔ صدی کا مجدد۔ ۲۔ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ ۳۔ حضرت عیسیٰ کی وفات۔ ۴۔ حضرت عیسیٰ کے آنے سے ختم نبوت۔ ۵۔ کیا اس امت میں آنے والا مسیح حضرت عیسیٰ ہوں گے یا کوئی اور۔ ۶۔ دجال یا جوج ماجوج کون ہوں گے۔

ساتویں نمبر پر رکھا ہے آخری فیصلہ...

اور مولوی محمد علی کا آخری اشتہار ان سب (خواجہ کمال الدین کے رسالے اور غلام محمد کی تحریر) سے عجیب وغریب ہے۔ آپ نے بہت سے الاہنے طعنے مجھے دیئے ہیں،.. جن میں سے ایک یہ ہے:

دربار رام پور میں بموجودگی نواب صاحب بھی تمہاری زبان نہ رکی تو یہاں کیا رکے گی۔

جواباً عرض ہے کہ مباحثہ رام پور آپ کی طرف سے چھپا تھا جو مطبوعہ موجود ہے۔ اس کا نام ستہ ضروری مباحثہ رام پور ہے۔ مہربانی کر کے اس میں سے کوئی لفظ گالی یا خلاف تہذیب میرا دکھائیں تو میں توبہ کروں گا۔ نہ دکھا سکیں تو میں آپ کو کچھ نہ کہونگا کیونکہ مجھے آپ سے ملنا مقصود ہے...

ہاں مولوی محمد علی لاہوری نے کہا ہے کہ تم مرزا صاحب کو دجال کہتے ہو۔

میں سچ کہتا ہوں معاملہ بالکل برعکس ہے۔آپ نے تو میری تحریر سے ثبوت نہیں دیا میں دیتا ہوں: میاں محمود احمد قادیانی اوران کی جماعت کہتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب متوفی نے نبوت کا دعوی کیا۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری لکھتے ہیں:

مدعی نبوت دجال ہے۔ (النبوۃ فی الاسلام)۔

بتایئے ان دونوں بھائیوں کو اس بیان میں ہم سچا جانیں تو ہم پر کیا الزام؟ یہ خفگی ہم پر کیوں؟ ہم تو دونوں کے مصدق ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء مطابق ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ ص ۶۔۷)

بھنگواں میں مناظرہ:

مورخہ ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء بھنگواں ضلع گرداسپور میں مرزائیوں سے مسئلہ ختم نبوت پر مناظرہ ہوا مناظر مولوی نور حسین تھے۔مرزائیوں کی طرف سے مولوی عبدالاحد تھے۔

شرکاء کثیر تھے۔سب لوگ مناظر اسلام کے دندان شکن جوابات سنکر متاثر ہوئے۔مولوی احمد دین، مولوی علی محمد، مولوی محمد یعقوب واعظ اال انڈیا اہل حدیث کانفرنس بھی موجود تھے۔اہتمام حافظ گو ہردین کا تھا۔ راقم: غلام رسول مجاہد، شریک جلسہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء مطابق ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۱ء)

مرزا صاحب قادیانی بحیثیت مصنف

(اس سلسلہ کا نمبر اول ۹ ستمبر میں ہے دوسرا نمبر ۳۰ ستمبر کے پرچہ میں۔ آج تیسرا نمبر ہے۔راقم مضمون کا دعوی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی تصنیفات میں خلاف داب مصنفین کام کیا یعنی فن تصنیف میں خیانت مجرمانہ کرنے سے بھی نہیں رکے۔اس کی دو مثالیں پہلے نمبروں میں درج ہوئی ہیں آج تیسری مثال ہے۔مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر)(۳۰ ستمبر کا شمارہ نہیں ملا اور ۹ ستمبر کا شمارہ ناقص ہے جس میں مذکورہ مضمون موجود نہیں ہے۔بہاء)

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے

ان مخصوص مخالفین میں سے تھے جو بحکم، آہن را آہن باید کوفت، الہام کا جواب الہام سے دیتے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۸۳ پر ایک الہام متعلقہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یوں درج کیا ہے:

سنسمه علی الخرطوم ۔ ما رمیت اذ رمیت و لکن الله رمی ۔
شتاب داغ دیویں گے ہم اس کو اوپر ناک کے ۔ نہ پھینکا تو نے جب پھینکا تو نے لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا ۔،

منشی صاحب مرحوم کی اس عبارت میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ،

مرزا طاعون سے مرے گا،

مگر قادیانی رسول نے یہ ثابت کرنے کو کہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری نے میرے لئے طاعونی موت کی پیش گوئی کی تھی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے تتمہ میں صفحوں کے صفحے سیاہ کئے ہیں ۔اسی ذیل میں منشی الٰہی بخش صاحب کے الہام مذکورہ بالا کو نقل کر کے ترجمہ میں ذیل کے الفاظ (جو ہم خطوط وحدانی میں لکھ رہے ہیں) اس انداز سے بڑھائے ہیں کہ ناظر کتاب کو یہی معلوم ہو کہ یہ اصل الفاظ منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری کے ہیں ۔ ملاحظہ فرمایئے صفحہ ۱۱۴ تتمہ حقیقۃ الوحی پر لکھا ہے:

پھر ایک اور الہام ان کا میرے پر عذاب نازل ہونے کے بارے میں جو اس کی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے سنسمه علی الخرطوم ..الخ ترجمہ۔ (اس مفتری کو یعنی) اس (مفتری) کی ناک پر (یا منہ پر ہم آگ کا) داغ لگائیں گے یعنی (اس کو طاعون سے ہلاک کریں گے یا یہ کہ جہنم کی آگ میں ڈالیں گے)

ناظرین! جو الفاظ پر ہم نے خطوط وحدانی میں لکھے ہیں یہ الفاظ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ایجاد ہیں جو اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے کئے ہیں ۔ یہ فعل مرزا صاحب قادیانی کا کسی حالت میں بھی ایک ایماندار مصنف کے شایان شان نہیں کیوں ناظرین تتمہ حقیۃ الوحی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ منشی الٰہی بخش لاہوری کے الفاظ ہیں، حالانکہ ان کے نہیں ہیں ۔

اگر اس کا یہ جواب دیا جائے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ الفاظ

بطور تشریح زیادہ کیئے ہیں، تو جواباً گذارش ہے کہ یہ فعل سخت مکروہ ہے کہ مخالف کی عبارت میں از خود وہ الفاظ درج کیئے جائیں جن پر اپنے دعوی کی بنیاد ہو اور جن کی رو سے مخالف ہدف ملامت ہو۔

افسوس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عادت تھی کہ مخالفین کی کتب سے ان کی تکذیب اور اپنی تائید میں عبارت نقل کرتے تھے اس میں خاص وہ الفاظ جو مثبت مدعا ہوتے وہی مرزا صاحب قادیانی کے اپنے دماغ کی ایجاد و اختراع ہوتے تھے۔ پھر اس روش مکروہ سنت کفار پر، شورا شوری اس قدر ہے کہ سخت دل آزار و مکروہ بلکہ بدبودار لہجہ میں لکھتے ہیں؛

میرے دعوی کے ساتھ اس قدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان نرا بے حیا نہ ہو تو اس کے لئے چارہ نہیں کہ میرے دعوی کو اس طرح مان لے جیسا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو مانا۔ (ص ۳۸۔ تذکرۃ الشہادتین)

آہ!

بت بھی خدائی کرتے ہیں قدرت خدا کی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۴ رجب ۱۳۵۱ھ جلد ۳۰ نمبر ا ص ۶۔۷)

رسالہ علم کلام مرزا پر اخبار العدل کی رائے

دفتر العدل میں ایک رسالہ علم کلام مرزا بغرض تنقید موصول ہوا ہے۔ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ رسالہ زیر نظر اپنے موضوع میں پہلی تصنیف ہے جس کے بغور پڑھنے سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ متنبّی قادیان مرزا غلام احمد آنجہانی کے متعلق یہ خیال کہ وہ سلطان القلم یا رئیس المتکلمین تھے، محض عوام کو فریب دینے کے لئے تراشا گیا ہے۔ ورنہ مرزا آنجہانی کی تحریرات صرف اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ میرزا جی علم کلام سے واقف بھی نہ تھے۔ ان کی ہر تحریر وقتی ضرورت کیلئے ہوتی تھی کسی قاعدہ قانون سے میرزا جی کو کوئی سروکار نہ تھا۔ ہم ناظرین العدل اور دیگر مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ رسالہ مذکور کا ضرور مطالعہ کریں اور مولانا ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان

کی اس محنت کی داد دیں جو آپ نے اس موضوع میں سبقت کرنے سے برداشت کی ہے تا کہ مسلمانوں کا شوق مولانا ممدوح کو اس بات پر آمادہ کرے کہ آپ آئندہ اس موضوع پر کوئی مفصل کتاب لکھیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۴ رجب ۱۳۵۱ھ جلد ۳۰ نمبر ۱ ص ۷)

بقیہ: قصیدہ یائیہ

مولوی عبدالعزیز صاحب قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

نبشت رقعہ پئے چوں ثناء اللہ
جواب رقعہ نیامد بجز زبان رانی
عجب ز دعوی پیغمبری دشنامش
کہ مدعی نبوت بہ فحش گویانی
ہر آنچہ گفت باعلاں ز پیشگوئیہا
نشد وقوعہء آں بر سبیل ایقانی
ذلیل کرد را قادر علی الاطلاق
ہر آنچہ گفت بدعوی بحق نصرانی
نمرد آتھم خصمش بمدّت معلوم
ولے نہ غرق عرق گشت از پشیمانی
چرا نہ دخترِ احمد بہ عقد او آمد
کہ بود زوجہء سلطاں مرد حقانی
کنوں بخانہ حسرت عقدش بگور ہمرہِ خود
کہ نآمدہ بہ ظہور آں نکاح رحمانی
غرض ز دعوی بجز جلب زر نہ چیزے بود
مدام کار بدریوزہ چوں گدا یانی

به چنده کرده گدائی ز مردمانِ جهاں
بها نه کرده پئے نصرِ دینِ ربانی
گہے برائے ضیوف و مسافران و وفود
گہے برائے تصانیف چنده خواہانی
گہے برائے مکان ہا پئے نزول عوام
گہے برائے مدارس بہانہ جویانی
گہے برائے مناره گہے پئے تبلیغ
برائے مقبره گاہے پناه ربانی
ندانمش که چرا عمر خویش داده بباد
به بغض و کفر ونفاق و شقاق و عدوانی
بگفت نیز که ہر کو مخالف است بمن
درا جهود بداں بر سبیل اذعانی
بگفت نیز که غیر احمدی اگر بدہد
به عقد دختر خود را بما ردا دانی
و لیک دختر ما را نکاح نیست روا
به غیر احمدی که چوں یہود و نصرانی
بگفته اند که بر عکس مے کند تهدید
به محتسبے سارقے بنادانی
ببیں بجانب قولش که ہست بے برہان
برو نه ہست دلیلے ز نصّ قرآنی
بگفت سرورِ ما چوں حیا نمے داری
بکن ہر آنچه تو خواہی ز راه عدوانی
بلے چو شرم رود مرد میشود ناداں
صدورِ فعل ازو مے شود بنادانی

دعائے فیصلہ چوں کرد با ثناء اللہ
قبول گشت بلا شک بامر رحمانی
برفت کاذب و کذاب مفتری ز جہاں
بماند زندہ حریفش بفضل سبحانی
نمود کذب و دروغش بخلق عالم غیب
کہ ہست پیش وے یکساں پدید و پنہانی
کجا ست فرقہء مرزائیا ں کہ داد دہد
کہ بود رہبر ایشاں بہ کذب لاثانی
چو شد دروغ مسیح شما عیاں بجہاں
چرا نہ توبہ کنید از فسوق و طغیانی
ز اتباع چنیں کس چرا نہ باز آئید
مگر نہ ہست بدل شوق و حبّ ایمانی
پس از ظہور دروغش چہ حجتے دارید
بصدق مرشدِ خویش اے گروہ عصیانی
ہمہ دعاوی او باطل و اکاذیب است
نبود مرسل و مامور و مرد ربانی
نبود ملہم و الہام او ہمہ اوہام
نبود صادق و مصدوق مرد نفسانی
ہر آنچہ گفت ز آئندہ شد در و کاذب
نکاح زوجہ سلطان و مرگ نصرانی
عجب ز دانشِ مرزائیاں کہ ایشاں را
نماند عقل و نہ فہم و نہ درک و وجدانی
نہ قدرِ عمر بدانند ایں ہوس بازاں
تلف کنند بہ فسق و فجور و کفرانی

منم نصیح شما و نیم ز بد خواہاں
مگر ز فعل شنیعِ شما بخسرانی
چرا عزیز کنی وعظ و پند ایشاں را
کہ ایں جماعہ نگرید پند قرآنی
عزیز و رز خموشی کہ ایں قدر کافیست
برائے آنکہ وراہست نور ایمانی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۴ رجب ۱۳۵۱ھ جلد ۳۰ نمبر ا ص ۷۔۸)

....

مراق مرزا

مصنفہ: بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری

دیباچہ: رقم فرمودہ: شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

قرآن مجید میں صاف صاف الفاظ میں ذکر ہے کہ کافر لوگ آنحضرت ﷺ کے حق میں مسحور و مجنون وغیرہ کے الفاظ بولتے تھے۔ جن کو اللہ تعالی نے بڑی سختی سے رد فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے

ن۔ والقلم وما يسطرون۔ ما انت بنعمة ربك بمجنون۔ وان لك لاجراً غير ممنون۔ وانك لعلى خلق عظيم (القلم: ۱۔۴)

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ قلم کے ساتھ لکھتے ہیں۔ تو اے نبی (ﷺ) اللہ کے فضل سے مجنون نہیں۔ تیرے لئے غیر منقطع اجر ہے اور تو خلق عظیم پر ہے۔

اس آیت نے مجنون اور نبی میں فرق بتا دیا ہے۔ وہ یہ کہ مجنون کی حرکات منظّم اور باقاعدہ نہیں ہوتیں۔ ایک وقت اگر کسی پر خفا ہوتا ہے، تو فوراً خوشی کا اظہار

کرنے لگ جاتا ہے۔ ایک وقت گالیاں دیتا ہے تو معاً قرآن پڑھنے لگ جاتا ہے ۔اس لئے اس کی حرکات اور افعال کسی نتیجہ کا موجب نہیں ہوتے۔ نبی ﷺ کے حق میں فرمایا گیا ۔' تیرے لئے بہت بڑا اجر ہے' یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ تیری حرکات اور افعال منظّم ہیں۔ اس لئے تو بہت بڑے بدلے کا مستحق ہے۔ ثابت ہوا کہ جنون اور نبوت میں بڑا تبائن اور تخالف ہے۔

مراق

ابتدا میں معمولی تغیر کا نام ہے لیکن ترقی کرکے اس کا نام مالیخولیا مراقی ہوجاتا ہے۔ (طب اکبر)۔ اس امر پر قادیانی جماعت کو بھی اتفاق ہے کہ 'مرض مراق میں مریض کو بدہضمی اور تخیل (بدحواسی) ہو جاتی ہے۔' چنانچہ رسالہ ریویو میں ایک معتبر احمدی ڈاکٹر شاہ نواز خان اسسٹنٹ سرجن کی رائے یوں چھپی تھی ۔

'یونانی میں مراق اس پردے کا نام ہے جو احشاء الصدر کو احشاء البطین سے جدا کرتا ہے۔ اور معدے کے نیچے واقع ہوتا ہے اور فعل تنفس میں کام آتا ہے۔ پرانے سوئے ہضم کی وجہ سے اس پردے میں تشنج سا ہوجاتا ہے۔ بدہضمی اور اسہال بھی اس مرض میں پائے جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹیریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات پر قابو نہیں رہتا۔'۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان بابت اگست ۱۹۲۶ء ص ۶ جلد ۲۵ نمبر ۸)

مراق کی یہ تشریح از روئے طب قدیم ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ

مراق کا دوسرا نام عربی میں جمود ہے اور انگریزی میں اس علامت کو کیٹا لاپسی catalapsy کہتے ہیں۔ یہ بعض علامات کو مجموعی طور پر پکارنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور اس میں بڑی علامات متعین پائی جاتی ہیں۔ یعنی بازو اچانک سن ہو جاتا ہے اور جہاں رکھا ہو وہیں پڑا رہتا ہے۔ یعنی اس میں اپنے ارادہ سے حرکت دینے کی طاقت نہیں رہتی۔ بازو بعض دفعہ تشنج ہو کر سخت ہو جاتا

ہے اور بعض دفعہ نرم رہتا ہے۔ دل کی حرکت کمزور ہو جاتی ہے۔ نبض سست ہو جاتی ہے۔ سانس مدھم پڑھ جاتا ہے اور سخت ضعف ہو جاتا ہے۔ بالعموم اس کا حملہ اچانک ہو جاتا ہے۔ مگر بعض دفعہ سر درد اور متلی وغیرہ پہلے ہو جاتی ہے۔' (ریویو آف یلی جنز مذکور ص ۸)

مرض مراق کی تشریح کے بعد یہی ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں

'یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب کو بدہضمی اسہال اور دردسر کی عموماً شکایت رہتی تھی۔' (حوالہ مذکور ص ۸)

بس مطلع صاف ہے۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی تھا کہ میں

'بروز اور عکس محمد ہوں' (تریاق القلوب۔ص ۱۰۱)۔

اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ مرزا صاحب ان جملہ عوارض سے پاک ہوتے جن سے پیغمبر خدا ﷺ پاک صاف تھے۔ کیونکہ جو عوارض اور امراض صورت محمدیہ علے صاحبہا الصلوۃ والتحیہ میں خدا کی طرف سے نبوت کے مطلقاً متضاد قرار دئے گئے ہیں وہ صورت مرزائیہ میں نبوت سے متحد کیسے ہو سکتے ہیں؟

پس شکل اول کا کبرے تو مدلل اور فریقین میں مسلّم ہے۔ اب صغرے کا ثبوت باقی ہے۔ یعنی 'مرزا صاحب مراقی تھے'۔ اس کا ثبوت اخبار اہل حدیث امرتسر میں بار بار دیا گیا ہے۔ رسالہ ہذا میں عزیزی مولوی حبیب اللہ سلمہ اللہ امرتسری نے جو حوالجات جمع کئے ہیں۔ ناظرین سے امید ہے کہ ان کو غور سے پڑھیں گے اور نبوت مرزائیہ کی حقیقت سے آگاہ ہوں گے۔

ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ۔ امرتسر شوال ۱۳۴۷ھ

جناب منشی حبیب اللہ صاحب لکھتے ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کا مراقی اعتراف

مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:

'دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آں حضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اسی

طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہن رکھی ہونگی۔ تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔ '(دیکھو اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵ ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

خانگی شہادت

جناب مرزا بشیر احمد صاحب (پسر دوم مرزا قادیانی) لکھتے ہیں۔

'بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوئے ہوئے آپ کو اتھو آیا، اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کیلئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آج طبیعت کچھ خراب ہے۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہے ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو کہ میاں صاحب کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد چلی گئی۔ تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ 'میری طبیعت خراب ہوگئی تھی مگر اب افاقہ ہے'۔ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی'۔

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا دورہ میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے

تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی ؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر کے دورے ہوا کرتے تھے۔

خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔'

(سیرۃ المھدی حصہ اول روایت نمبر ۱۹)

رسالہ ریویو آف ریلی جنز قادیان بابت ماہ اپریل ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۴۵ پر ہے

'حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے فرمایا مجھے مراق کی بیماری ہے۔'

کتاب منظور الٰہی میں مرزا صاحب قادیانی کا یہ قول نقل کیا گیا ہے۔

'میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں تاہم آجکل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی دیر تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔'

(ملفوظات جلد۲ص ۳۷۶۔)

رسالہ ریویو آف ریلیے جنز بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۶ پر ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اگست کے صفحہ ۱۰ پر ہے

'مراق کا مرض حضرت (مرزا) صاحب میں موروثی نہ تھا بلکہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا۔ اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوء ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔'

رسالہ ریویو قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۲۶ پر ہے

حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل

اور بدہضمی اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔

مرزا صاحب کو مراق کیوں ہوا؟

’مرض مراق حضرت صاحب کو ورثہ میں نہیں ملا۔ پس حضرت صاحب کی زندگی کے حالات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مراقی علامات کے دو بڑے سبب تھے۔ اول کثرت دماغی محنت تفکرات قوم کا غم اور اس کی اصلاح کی فکر۔ دوسرے غذا کی بے قاعدگی کی وجہ سے سوء ہضم اور اسہال کی شکایت۔‘ (رسالہ ریویو قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء صفحہ ۹)

مرزا صاحب کی بیوی کو مراق

یک نہ شد دو شد۔

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود لکھتے ہیں کہ:

’میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے، کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔‘

(اخبار الحکم مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴۔ کتاب منظور الٰہی ص ۲۴۴)

مرزا غلام احمد کے بیٹے خلیفہ قادیان کو مراق

یک نہ شد دو شد بلکہ سہ شد۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب ست

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد قادیانی) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔‘ (ریویو آف ریلی جنز قادیان اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱)

نبی اور مراقی میں فرق عظیم

نبی میں اجتماع توجہ بالارادہ ہوتا ہے۔ جذبات پر قابو ہوتا ہے۔

(ریویو آف ریلی جنز قادیان مئی ۱۹۲۷ء ص ۳۰۔۳۱)

مریض مراق

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض (مراق) میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹیریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا ۔ (ریویو آف ریلی جنز۔ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

مراق ایک برا مرض ہے

(ایک احمدی کا خیال)۔

'پیسہ اخبار کے کسی پچھلے پرچے میں قاضی عبد العزیز نے اس امر کا اعلان کیا ہے کہ میں خلیفہ وقت ہوں۔ جب میں نے اس شخص کا یہ مضمون دیکھا تو ہنس کر ٹال دیا تھا کہ ایسے مراقی اور کمزور طبع آدمی کی بے ربط اور بے سروپا باتوں کا کیا نوٹس لیا جائے' (منشی احمد حسین صاحب احمدی فرید آبادی کے الفاظ مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۶۔ دسمبر ۱۹۰۶ء۔ ص ۴)

لاہوری شہادت

بدقسمتی سے ہمارے قادیانی بھائی اس حد تک مرض بحث مباحثہ میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ میں کہونگا کہ [monomonia] مونومونیا تک حد پہنچ چکی ہے۔ یہ وہ عارضہ ہے جسے غالبًا مراق کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا خاصہ ہے کہ جب ایک بات نے دل و دماغ پر قبضہ جما لیا تو باقی تمام دنیا و جہان کی چیزیں اسی رنگ میں رنگین نظر آتی ہیں۔'

(پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۴)

پشاوری شہادت

قاضی یوسف قادیانی پشاوری لاہوری احمدیوں کو مخاطب کر کے بطور حقارت لکھتے ہیں:

بگوش ہوش بشنو اے مراقی
بہ میخانہ نخواہی جام ساقی

(اخبار الفضل قادیان ۲۰۔ اپریل ۱۹۲۸ء ص ۷)

مراقی شخص نبی یا ملہم نہیں ہوسکتا

ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن لکھتے ہیں

'ایک مدعی الہام کے متعلق اگر ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا یا مالیخولیا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کیلئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو کہ اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔' رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶۔۷)

مرزا قادیانی کو اپنے خیالات پر قابو نہیں تھا

مثال نمبر۱۔ جناب مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں

' ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس '۔ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔ آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی اوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا ہے اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے۔ واللہ اعلم بالصواب ' (براہین احمدیہ ص ۵۱۳ حاشیہ)۔

' پھر بعد اس کے خدا نے فرمایا ' ھو شعنا نعسا ' یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی اس عاجز پر نہیں کھلے'

(براہین احمدیہ ص ۵۵۶ حاشیہ)۔

' بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں کچھ نمونہ ان کا لکھا گیا ہے۔' (نزول مسیح۔ص ۵۷)

اس کے متضاد

یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو، اور الہام کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے' (چشمہ معرفت مصنفہ مرزا صاحب ص ۲۰۹)

تضاد کا نتیجہ

'ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل لگتا ہے یا منافق' (ست بچن مصنفہ مرزا صاحب ص ۳۱)

'ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض امنے کلام میں رکھتا ہے' (حقیقت الوحی ص ۱۸۴)

مثال نمبر ۲

مرزا صاحب قادیانی کی تحریر ۔

آیت فلمّا توفّیتنی سے پہلے یہ آیت ہے واذ قال الله یا عیسی اانت قلت للناس ... الخ اور ظاہر ہے کہ صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اول میں اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے ۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ کہ استقبال کا' (ازالہ اوہام ص ۶۴۷ ۔ ۶۴۸)

یہ سوال حضرت مسیح سے عالم برزخ میں ان کی وفات کے بعد کیا گیا تھا نہ کہ قیامت میں کیا جائے گا (ازالہ اوہام ۔ ص ۶۴۷ ۔ ۶۴۸) یعنی واقعہ ماضی ہے ۔

اس کے متضاد ۔

اس تمام آیت (اذ قال الله) کے اول و آخر کی آیتوں کے ساتھ یہ معنی ہیں کہ خدا قیامت کے دن حضرت عیسی علیہ السلام کو کہے گا کہ تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ .. الخ [(نصرۃ الحق ص ۴۰ ۔ خزائن ج ۲۱ ص ۵۱) ۔ یعنی واقعہ مستقبل کا ہے۔

دوسرا تضاد

'جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آ جاتی ہے ۔ بلکہ ایسے مقامات میں جب کہ آنے والہ واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقین الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں ۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ و نفخ فی الصور فاذا هم من

الاجداث الی ربھم ینسلون ۔اور جیسا کہ فرماتا ہے ’ واذ قال الله یا عیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون الله ۔ قال الله هذا یوم ینفع الصادقین صدقھم ‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۶ خزائن ج ۲۱ ص ۱۵۹)

مثال نمبر ۳

مرزا صاحب قادیانی کی تحریر

’ آخر انجام یہ ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد خدا نے مرنے سے بچا لیا۔ اور ان کی وہ دعا منظور کرلی جو انہوں نے درد دل سے باغ میں کی تھی۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ جب مسیح کو یقین ہو گیا کہ یہ خبیث یہودی میری جان کے دشمن ہیں اور مجھے نہیں چھوڑتے تب وہ ایک باغ میں رات کے وقت جا کر زار زار رویا اور دعا کی کہ یا الٰہی اگر یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے تو تجھ سے بعید نہیں تو جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔اس جگہ عربی انجیل میں عبارت لکھی ہے ’ نبکی بدموع جاریة و عبرات متحدرة فسمع لتقواہ۔‘ (یعنی یسوع مسیح اس قدر رویا کہ دعا کرتے کرتے اس کے منہ پر آنسو رواں ہو گئے اور وہ آنسو پانی کی طرح اس کے رخساروں پر بہنے لگے ۔اور وہ سخت رویا اور سخت دردناک ہوا ۔ تب اس کے تقوے کی وجہ سے اس کی دعا سنی گئی)(تذکرۃ الشہادتین ص ۲۶، ۲۷)

اس کے خلاف ۔

’ حضرت مسیح علیہ السلام نے ابتلا کی رات میں جس قدر تضرعات کئے وہ انجیل سے ظاہر ہیں۔ تمام رات حضرت مسیح جاگتے رہے اور جیسے کسی کی جان ٹوٹتی ہے غم واندوہ سے ایسی حالت ان پر طاری تھی۔ وہ ساری رات رو رو کر دعا کرتے رہے کہ وہ بلا کا پیالہ جو ان کے لئے مقدر تھا ٹل جائے ۔ باوجود اس گریہ وزاری کے دعا پھر بھی منظور نہ ہوئی کیونکہ ابتلاء کے وقت دعا منظور نہیں ہوا کرتی ‘

(تبلیغ رسالت ج ا ص ۱۳۲ ـ ۱۳۳ ـ مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۷۵ حاشیہ)

مثال نمبر ۴

مرزا صاحب قادیانی کی تحریر

'اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ہے۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یعنی معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ 'علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل' یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے۔ اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت حضرت موسی کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسی کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ دخل نہ تھا۔ اس وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے۔ اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا' (حقیقت الوحی ص ۹۷ حاشیہ)

اس کی نقیض۔

مرزا صاحب قادیانی کا قول ہے۔

'حضرت موسی علیہ السلام کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے'

(الحکم مورخہ ۲۴۔ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۵ کالم ۶)

نتیجہ: قول اول میں حضرت موسی کے اتباع سے نبی بننے سے انکار ہے۔ قول دوم میں اقرار۔ ضدان مفترقان ای تفرق

شرعی نصاب شہادت دو ہے۔ صرف ایک معاملہ میں چار گواہوں کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی سزا بہت سخت ہے اور بدنامی بھی بہت زیادہ۔ یعنی جرم زنا۔ ہم نے شرعی نصاب کی اعلی حد کر کے مرزا صاحب کی مراقیت پر چار گواہ پیش کئے ہیں۔ لہذا ہمارا دعوی ثابت ہونے میں کس کو مجال سخن نہیں۔

قرآن شریف میں مجنونوں اور مراقیوں کا جیسے محل نبوت ہونے سے انکار کیا

ہے۔مختلف القول اشخاص کے حق میں بھی یہی فیصلہ ہے کہ مورد الہام اور محل نزول وحی اور مخاطب الٰہی نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ارشاد ہے

'لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلاف کثیرا (پارہ ۵ رکوع ۸)

نتیجہ ۔ان سارے حوالہ جات کا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نہ نبی تھے نہ رسول نہ مجدد نہ مسیح نہ ملہم نہ محدث ۔ ہاں کچھ تھے تو مراقی ۔جس کا انہیں خود اعتراف ہے

مرزا صاحب قادیانی کی وحی پر مراق کا اثر

'منقول از اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۲۲۔فروری ۱۹۲۹]

پنجاب کی سر زمین بھی عجیب ہے۔ یہ سر زمین زرخیز ہونے کے علاوہ ایسی ہے کہ اس کے مختلف ضلعوں میں اس زمانہ میں بعض لوگ نبوت و رسالت کے مدعی گذرے ہیں ان مدعیان میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نمبر سب سے بڑھا ہوا تھا۔آپ نے مسیح موعود مہدی موعود نبی رسول مجدد کرشن اوتار وغیرہ ہونے کے دعوے کئے۔آپ نے ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۸ء تک کے عرصہ میں تیس سے زیادہ دعاوی کئے ۔آپ کا یہ بھی دعوی تھا کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔آپ کی وفات کے بعد آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید محمد منظور الٰہی صاحب احمدی نے آپ کی وحی کو اکٹھا کیا اور 'البشرے' نامی کتاب میں اس کو شائع کیا۔اس میں کچھ وحی ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

۱۔ 'ایلی ایلی لما سبقتنی ۔ ایلی اوس' (اے میرے خدا۔اے میرے خدا۔تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا) آخری فقرہ اس الہام کا یعنی 'ایلی اوس' بباعث ورود مشتبہ رہا ہے اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ (براہین احمدیہ ص ۵۱۳ ۔ البشرے ج ا ص ۳۶)

۲۔ 'ربنا عاج' (ہمارا رب عاجی ہے)۔اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے ۔ (براہین احمدیہ۔ص ۵۵۵ ۔ ۵۵۶ ۔ البشرے ج ا ص ۴۳)

۳۔ 'کرمہائے تو مارا کرد گستاخ' (تیری بخششوں نے ہمیں گستاخ کر دیا) ۔(دیکھو حاشیہ ص ۱۴ پر) (براہین احمدیہ ص ۵۵۵ اور ۵۵۶ ۔ البشرے ج ا ص ۴۳) ۔ مرزا صاحب قادیانی کے بیٹے جناب میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں ۔

'نادان ہے وہ شخص جس نے کہا۔ کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ' کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے' (الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ئ ص ۱۳)۔

احمد یو! باپ نادان یا بیٹا؟ سچ کہتے ہوئے جھجکنا نہیں۔

۴۔ پھر بعد اس کے (خدا نے) فرمایا 'ھو شعنا نعسا' یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے (براہین احمدیہ ص ۵۵۶)

۵۔ 'شخصے پائے من بوسید۔ من گفتم کہ سنگ اسود منم' (البشرے۔ ج ا ص ۴۸۔ تذکرہ ص ۳۶)

۶۔ 'پریشن۔ عمر براطوس۔ یا پلاطوس' (نوٹ) آخری لفظ پراطوس ہے یا پلاطوس۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور نمبر ۲ میں عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کس زبان کے یہ لفظ ہیں (از مکتوبات احمدیہ ج ا ص ۶۸ تاریخ نزول الہام ہفتہ مختتمہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۳ء)

۷۔ 'آریوں کا بادشاہ آیا' (الحکم ۶۔ مارچ ۱۹۰۸ء) 'ہے کرشن جی رودر گوپال' (پرانا الہام ہے۔ البدر ۲۹۔ اکتوبر ۱۸ نومبر ۱۹۰۳ء کشف نمبر ۵۴ البشرے ج ا ص ۵۶)

۸۔ 'خدا قادیان میں نازل ہوگا' (پرانا الہام ہے۔ البدر ۷۔ ۳ نومبر ۱۹۰۲ء۔ الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱) (البشرے ج ا ص ۵۴)

۹۔ 'بعد ۱۱ انشاء اللہ' اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا۔ (البشرے ج ا ص ۶۵ اور ۶۶)

۱۰۔ 'نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا'۔ آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔' (البشرے ج ۲ ص ۷۴۔ ۷۵)

۱۱۔ 'ینادی مناد من السماء' (آسمان سے ایک پکارنے والے نے پکارا)۔ (البدر ۱۲۔ دسمبر ۱۹۰۲ء جمعہ قبل از عصر) نوٹ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کے ساتھ ایک اور عجیب اور مبشر فقرہ تھا وہ یاد نہیں رہا' (البشرے ج ۲ ص ۷۶)

۱۲۔ 'انی انا الصاعقة' (میں ہی صاعقہ ہوں)۔ نوٹ۔ یہ اللہ تعالی کا نیا نام ہے' (البشرے ج ۲ ص ۷۶)

۱۳۔ 'انی مع الرسول اقوم و اصلی و اصوم' میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا

ہونگا اور نماز پڑھونگا اور روزہ رکھونگا۔ (البشرے ج ۲ ص ۸۷۔۷۹)

۱۴۔ 'اصلی و اصوم اسهر و انام' میں نماز پڑھونگا اور روزہ رکھونگا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں) (البشرے ج ۲ ص ۷۹۔ تذکرہ ص ۴۶۰)

نوٹ۔ قرآن شریف میں اللہ تعالی کی شان میں آیا ہے 'لا تاخذه سنة ولا نوم' اور مرزا صاحب کے الہام میں خدا کہتا ہے' میں سوؤنگا چہ عجب۔

۱۵۔ ۲۷۔ مئی ۱۹۰۳ء بلا نازل یا حادث یا۔۔۔' (تشریح) فرمایا کہ یہ الفاظ الہام ہوئے مگر معلوم نہیں کہ کس کی طرف اشارہ ہے۔ یاد نہیں رہا کہ یا کے آگے کیا تھا۔' (البدر) (البشرے ج ۲ ص ۸۲۔ تذکرہ ص ۴۷۳)

۱۶۔ ۱۹۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۵ء میں 'انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون' ترجمہ۔ تحقیق تیرا ہی یہ حکم ہے جب تو کسی شے کا ارادہ کرے تو اسے کہہ دیتا ہے ہو جا پس وہ ہوجاتی ہے۔' (البدر) (البشرے ج ۲ ص ۹۴۔ حقیقت الوحی ص ۱۰۵۔ نصرۃ الحق ص ۹۵)۔ تذکرہ ۵۲۷)

۱۷۔ ہفتہ مختتمہ ۲۴۔ فروری ۱۹۰۵ء 'خاکسار پیپر منٹ' (کشف نمبر ۱۵۰)(الحکم) (البشرے۔ ج ۲ ص ۹۴۔ تذکرہ س ۵۲۷)

۱۸۔ ایک عربی الہام تھا۔ الفاظ مجھے یاد نہیں رہے۔ حاصل مطلب یہ ہے 'مکذبوں کو نشان دکھایا جائے گا' (الحکم) (البشرے ج ۲ ص ۹۴)

۱۹۔ 'لنگر اٹھادو' (بدر) (البشرے ج ۲ ص ۹۷۔ تذکرہ ص ۵۵۰)

۲۰۔ ۱۲۔ ستمبر ۱۹۰۵ء 'دوشہتیر ٹوٹ گئے' (البشرے ج ۲ ص ۱۰۰۔ تذکرہ ص ۵۶۶)

۲۱۔ 'ایک دانہ کس کس نے کھایا' [البشرے ج ۲ ص ۱۰۷۔ تذکرہ ص ۵۹۵)

۲۲۔ ۷۔ مئی ۱۹۰۶ء 'کلیسا کی طاقت کا نسخہ' (البشرے ج ۲ ص ۱۱۴۔ تذکرہ ص ۶۱۵)

۲۳۔' ایک دم میں دم رخصت ہوا' (نوٹ از حضرت مسیح موعود) فرمایا کہ رات مجھے (مندرجہ بالا) الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے یہ الہام ایک موزوں عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان سے بھول گیا'۔ (البدر) (البشرے ج ۲ ص ۱۱۷۔ تذکرہ ۶۷۲)

۲۴۔' پیٹ پھٹ گیا'۔ دن کے وقت کا الہام ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے'۔ (البشرے ج ۲ ص ۱۱۹، تذکرہ ص ۶۷۲)

۲۵۔ ’خدا اس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا۔‘ نہ معلوم کس کے حق میں یہ الہام ہے۔ (البشرے ج ۲ ص ۱۱۹۔ تذکرہ ۶۷۴)

۲۶۔ ۱۴۔ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵۔ شعبان ۱۳۲۴ھ بروز پیر ’موت تیرہ ماہ حال کو‘ (نوٹ) قطعی طور پر معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے (البشرے ج ۲ ص ۱۲۰۔ تذکرہ ص ۶۷۵)

۲۷۔ ’وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔‘ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵۔ البشرے ج ۲ ص ۱۲۳۔ تذکرہ ۶۶۲)

۲۸۔ ’بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں‘۔ معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے۔ (البشرے ج ۲ ص ۱۲۵۔ تذکرہ ۶۹۷)

۲۹۔ لاہور میں ایک بے شرم ہے۔‘ (البشرے ج ۲ ص ۱۲۶) لاہوری مرزائیو یہ کون ہے؟

۳۰۔ بلغت قدم الرسول (میں رسول کے قدم پر پہنچ گیا ہوں)۔ (البشرے ج ۲ ص ۱۲۷)

۳۱۔ ’ایسوسی ایشن‘۔ (بدر ج ۶ نمبر ۳۰۔ ص ۴) (البشرے ج ۲ ص ۱۳۲۔ تذکرہ ۷۲۴)

۳۲۔ آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔‘ (البشرے ج ۲ ص ۱۳۹۔ تذکرہ ص ۷۵۱)

واقعات اور اقوال مرزا صاحب پیش کر کے فیصلہ ناظرین پر ہم چھوڑتے ہیں کہ مرزا صاحب کون تھے؟

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

☆☆☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔ و الحمد للہ رب العالمین

فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بہاء الدین